# خفتگانِ خاکِ لاہور

پروفیسر محمد اسلم

ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب لاہور

انتشارات ادارۂ تحقیقات پاکستان

شمارہ ۸۲



تشکر

ادارۂ تحقیقات پاکستان متروکہ وقف املاک بورڈ حکومت پاکستان کی مالی امداد کا ممنون ہے جس کی وجہ سے ادارے کے لیے تصنیف و تالیف کا کام آسان ہو گیا ہے۔

ISBN 969-425-081-1

طبع اول : مارچ ۱۹۹۳ء

قیمت : -/۲۰۰ روپے

طابع : ایس - ایم - اظہر رضوی

مطبع : اظہر سنز پرنٹرز ، ۱۰۸ لٹن روڈ ، لاہور

# تقریظ

پروفیسر محمد اسلم ہمارے ملک کے اُن ممتاز مؤرخوں میں سے ہیں جنھوں نے ہمیشہ ہماری تاریخ و ثقافت کے ایسے گوشوں کو اپنی تحقیق سے منور کیا ہے جن کی طرف عام طور پر توجہ نہیں کی گئی اور اگر ان سے پہلے ان جہات میں کام ہوا بھی ہے تو وہ پروفیسر صاحب کے کام کی طرح جامع نہیں ہے۔ اس سلسلے میں صوفیہ کے ملفوظات، دینِ الٰہی اور مغلوں کے ذوق موسیقی کے بارے میں اُن کی تحقیقات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ ان موضوعات پر دوسروں نے بھی کام کیا ہے لیکن پروفیسر صاحب نے جس محققانہ بصیرت سے ان موضوعات کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کر کے سلسلۂ تحقیق کو آگے بڑھایا ہے، اس کی مثالیں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہیں۔

موصوف کے طریق تحقیق کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ بنیادی اور اصل ماخذ سے براہ راست استفادہ کرتے ہیں، تراجم اور ثانوی ماخذ کو اتنی اہمیت نہیں دیتے جتنی ہمارے فارسی سے نامانوس "مؤرخ" دیتے ہیں۔ چونکہ ہماری تاریخ کے بیشتر مآخذ فارسی میں ہیں اور وہ بھی بڑی حد تک غیر مطبوعہ، اس لیے ہمارے ہاں یہ رجحان عام ہو گیا ہے کہ صرف انھیں تراجم اور ثانوی مآخذ سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے جو بآسانی دستیاب ہوں۔ اس صورتِ حال کی وجہ سے تحقیق، تحقیق نہیں رہی، نقل در نقل کا شوقِ فضول بن کر رہ گئی ہے۔

بنیادی اور اصل مآخذ سے استفادے کی مشکل ترین صورت وہ ہے جسے علم اور عمل کا امتزاج کہا جا سکتا ہے اور یہ کام کتب خانوں کے پُر سکون ماحول سے باہر نکل کر آثارِ ماضی کے مطالعے اور مشاہدے سے پایہء تکمیل کو پہنچتا ہے ۔ اس طرح ایسی معلومات حاصل کی جاتی ہیں جو عام طور پر کتابوں میں نہیں ملتیں ۔ یہ کام صبر آزما بھی ہے اور محنت طلب بھی۔ پروفیسر محمد اسلم نے اس میدان میں بھی قابلِ قدر کارنامہ انجام دیا ہے جس کا ثبوت زیرِ نظر کتاب ہے اور جس پر بات آگے چل کر ہوگی ۔

تاریخ عمومی ہو یا ادب اور فنونِ لطیفہ کی ، اس میں بنیادی اہمیت اُن افراد کی ہے جو تاریخ سازی کا فریضہ انجام دیتے ہیں ۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر فرد کا کارنامہ یکساں اہمیت کا حامل ہو ۔ اپنے عہد کی تاریخ بنانے میں بڑے بڑے کام کرنے والوں کے ساتھ وہ لوگ بھی اہمیت رکھتے ہیں جو محدود پیمانے پر کوئی سیاسی ادبی یا ثقافتی خدمت انجام دیتے ہیں ۔ یہ سب افراد اپنے عہد کی شناخت ہوتے ہیں اور انہیں کے مجموعی اعمال سے تاریخ صورت پذیر ہوتی ہے ۔ انہیں افراد کے ذاتی کوائف کی جمع آوری مرقع تاریخ کے اوراق پر نقش گری کرتی ہے ۔ اسی لیے اس کام کو ہر عہد اور ہر ملک میں بنیادی اہمیت دی گئی ہے ۔

برصغیر پاک و ہند میں اہلِ اقتدار ، امرا ، صوفیہ ، شعراء اور معاشرے کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے تذکرے اگرچہ خاصی تعداد میں لکھے گئے ہیں لیکن وہ برصغیر کی تمام اہم اور قابلِ ذکر شخصیات کا احاطہ نہیں کرتے ۔ آج بھی ہم بے شمار ایسے اہم افراد کے ناموں سے واقف ہیں ، کتابوں میں جن کے صرف نام ہی ملتے ہیں ، اُن کے بارے میں ضروری تفصیلات نہیں ملتیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں تذکرہ نویسی کو ایک مسلسل عمل کی حیثیت حاصل نہیں رہی ۔ ذاتی ذوق و شوق کی بنا پر بعض اہلِ علم گاہ گاہ اس طرف توجہ کرتے رہے ہیں ۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ سابقہ تذکروں

سے استفادے کی روش اس حد تک عام رہی ہے کہ تذکروں کا بڑا حصہ تکرارِ مطالب کی نذر ہوگیا ہے ۔ اگر تذکرہ نگاری کا فن ایک مسلسل عمل کی حیثیت میں زندہ رہتا اور ہر عہد اور ہر خطے کی شخصیات کے بارے میں معلومات محفوظ کر لی جاتیں ۔ تو آج قومی لغت سوانح مرتب کرنے کے لیے ہمارے پاس ضروری مواد موجود ہوتا ۔

قومی لغتِ سوانح کی ترتیب و تدوین ایک بہت اہم اور بنیادی کام ہے ۔ اس کے بغیر تحقیقی کاموں کو آگے بڑھانا بے حد مشکل ہے ۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سرکاری سطح پر یہ کام انجام دیا جائے یا کوئی بڑا علمی ادارہ اس کام کی طرف توجہ کرے ۔ کم از کم یہ تو ہو سکتا ہے کہ ہر سال وفات پا جانے والی اہم شخصیات کے کوائف کتابی صورت میں شائع کر دیے جائیں تاکہ قومی لغتِ سوانح کے لیے مواد جمع ہوتا رہے ۔ افسوس کہ اس طرف توجہ نہیں کی گئی ۔ لیکن یہ خوشی کی بات ہے کہ پروفیسر محمد اسلم کی انفرادی کوششوں سے قومی لغتِ سوانح کے لیے مواد کا ایک بڑا حصہ منظر عام پر آ گیا ہے ۔

پروفیسر صاحب کا کام دو طرح کا ہے ۔ ایک تو ہم عصر شخصیات کے بارے میں ہے اور دوسرا اُن افراد کے متعلق جن کے مدافن پر کتبات موجود ہیں ۔ ہم عصر شخصیات کے سلسلے میں انہوں نے یہ کیا ہے کہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء سے لے کر زمانۂ حال تک پاکستان کی جن اہم شخصیات کا انتقال ہوا ہے ، ان کی تاریخ ہائے وفات مع مختصر کوائف حروفِ تہجی کے اعتبار سے مرتب کر دی ہیں ۔ یہ کام دو جلدوں میں شائع ہو چکا ہے ۔ پہلی جلد "وفیاتِ مشاہیرِ پاکستان" کے نام سے ۱۹۹۰ء میں طبع ہوئی تھی ۔ اس میں ۱۴ اگست ۱۹۸۷ء تک کی یعنی قیامِ پاکستان کے بعد چالیس برسوں میں وفات پانے والی شخصیات کا تذکرہ ہے ۔ دوسری جلد "وفیاتِ اعیانِ پاکستان" کے نام سے ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی ہے ، اس میں ۱۹۹۰ء تک کی مرحوم شخصیات کے

کوائف ہیں۔

اس کام کی اہمیت کا اندازہ اس سے کرنا چاہیے کہ یہ ۴۳ برسوں پر پھیلا ہوا ہے۔ اس تمام عرصے میں پروفیسر محمد اسلم ایک لمحے کے لیے بھی اس کام سے غافل نہیں ہوئے اور بچھڑنے والوں کے کوائف جمع کرتے رہے۔ اردو زبان میں شاید ہی کوئی کتاب کسی فرد واحد نے اتنے طویل عرصے تک مرتب کی ہو۔ اس سے فاضل مرتب کی اس لگن کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جو انہیں اس مفید کام سے ہے۔

پروفیسر صاحب کا دوسرا کام جو پہلے کام سے بھی زیادہ دقت طلب ہے، یہ ہے کہ وہ قبرستانوں میں جا کر اہم افراد کی قبریں دریافت کرتے ہیں اور ان کے کتبے نقل کر لیتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے کئی شہروں میں انہوں نے یہ کام کیا ہے اور بے شمار کتبات نقل کر کے رسالوں میں قسط وار شائع کرائے ہیں۔ دو شہروں (کراچی اور لاہور) کی حد تک یہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ کراچی سے متعلق کتبات "خفتگان کراچی" کے نام سے ۱۹۹۱ء کے آخر میں شائع ہو چکی ہے اور اب لاہور کے کتبات پر مشتمل زیر نظر کتاب منصۂ شہود پر آ رہی ہے۔

لاہور صدیوں سے ایک عظیم ثقافتی و سیاسی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ عالمی تہذیب کو باثروت بنانے میں اس شہر نے بے مثال تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ یہاں ہر دور میں زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے اہل کمال بکثرت موجود رہے ہیں۔ ان میں خاصی تعداد ایسے مشاہیر کی بھی ہے جنہیں اس شہر کی تہذیبی مرکزیت دور دراز کے علاقوں سے کھینچ کر لاتی رہی اور بالآخر اسی شہر کی خاک نے انہیں اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ مولانا حالی نے دہلی کے بارے میں کہا تھا:

چپے چپے پہ ہیں یاں گوہر یکتا تہ خاک
دفن ہوگا کہیں اتنا نہ خزانہ ہرگز

یہی بات کاملاً لاہور پر بھی صادق آتی ہے ۔

زیر نظر کتاب ایک مدفون خزانے کی بازیافت کی حیثیت رکھتی ہے ۔ پروفیسر محمد اسلم سے پہلے مولوی نور احمد چشتی نے ۱۸۶۴ء میں "تحقیقاتِ چشتی" لکھی تھی جس میں بقول مصنف "حالات عمارات و مزارات و مقابر و مساجد نواح لاہور" بیان کیے گئے ہیں ۔ اس کتاب کا خاصا حصہ مدافن اور مدفونین کے تذکروں پر مشتمل ہے ۔ "تحقیقاتِ چشتی" کے بعد اس موضوع پر کوئی دوسرا کام نہیں ہوا۔ اب ایک سو تیس برس بعد پروفیسر محمد اسلم نے اس جہت میں یادگار کارنامہ انجام دیا ہے ۔ چشتی کی کتاب لاہور کے آثارِ قدیمہ کے بارے میں نادر معلومات کا خزینہ ہے ۔ اس میں زیادہ تر ایسے مدافن کا تذکرہ ہے جو مقبروں اور مزاروں کی صورت میں موجود ہیں لیکن عام قبرستانوں میں دفن اہم شخصیات کی ایسی قبروں کی طرف کم توجہ کی گئی ہے جن پر کوئی عمارت نہ بنائی گئی ہو ۔ پروفیسر محمد اسلم کے کام کا دائرہ اس سے کہیں وسیع ہے ۔ انہوں نے تمام قبرستانوں کا جائزہ لے کر زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے ممتاز افراد کی قبروں کی نشاندہی کی ہے اور ہر قبر کا کتبہ نقل کیا ہے ۔ ساتھ ہی ہر مدفون کے مختصر حالات بھی درج کیے ہیں ۔ اس طرح یہ کتاب مدفونین کے بارے میں مستند معلومات کا مجموعہ بن گئی ہے ۔

قبرستانوں میں جا کر ہزارہا قبروں کے درمیان ممتاز افراد کی قبروں کو تلاش کرنا کوئی آسان کام نہیں ۔ مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے بعض قبرستانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے ۔ قبروں کے درمیان چلنا پھرنا تقریباً ناممکن ہے ۔ صفائی نہ ہونے کی وجہ سے جھاڑ جھنکار کی ایسی کثرت ہے کہ بہت سی قبریں تو نظر بھی نہیں آتیں ۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کتبوں کو پڑھنا اور پھر نقل کرنا کیسا مشکل کام ہوگا ۔ یہ پروفیسر صاحب ہی کا حوصلہ ہے کہ انہوں نے سالہا سال اس صبر آزما کام کو جاری رکھا اور بالآخر ایک ایسا تذکرہ مرتب کر دیا جس سے اہلِ تحقیق کی بہت سی مشکلیں آسان

ہو جائیں گی۔

مولوی نور احمد چشتی نے اپنی کتاب اہلِ اقتدار کی فرمایش پر لکھی تھی اور انھیں بقول خود "باقبال سرکار" کچھ ایسی سہولتیں بھی حاصل تھیں جن کی وجہ سے مدافن تک رسائی اور مدفونین کے حالات کی جمع آوری کا مرحلہ آسانی سے طے ہو گیا تھا۔ لیکن پروفیسر محمد اسلم نے محض اپنے ذوق و شوق کی بنا پر اور توفیقِ خداوندی سے یہ منزل سر کی ہے۔ یہ اداروں کے کرنے کا کام تھا جسے ایک فرد نے کسی کی مدد کے بغیر تنہا انجام دیا ہے۔ یہ کتاب لکھ کر انھوں نے علمی لگن کی ایسی مثال قائم کی ہے جو اہلِ تحقیق کے لیے مشعلِ راہ کا کام دے گی۔

۲۸ فروری ۱۹۹۳ء

مشفق خواجہ

# انتساب

والدۂ مرحومہ

کے نام

جو ۲۵ جنوری ۱۹۹۳ء کو

خفتگانِ خاکِ لاہور

میں شامل ہو گئیں

اللھم اغفرلھا و ارحمھا

خفتگانِ خاک لاہور ۱۸ اگست ۲۰۱۵ء
کو پروفیسر اسلم مرحوم کی صاحبزادی تنویر اعظم
نے اسلام آباد سے ارسال کی۔ اس کتاب میں
جابجا کی گئی قلمی تعلیقات پروفیسر اسلم کے
ہاتھ کی ہیں!

# گذارشِ احوالِ واقعی

دیال سنگھ کالج لاہور کے سابق صدر شعبۂ تاریخ پروفیسر محمد شجاع الدین مرحوم (م ۱۹۶۵ء) کے تایا جان کو لاہور کی گلیوں کا روڑا کہنا بیجا نہ ہوگا۔ انہیں عروس البلاد لاہور کی ایک ایک قدیم اینٹ سے پیار تھا۔ وہ چھٹی کے دن اپنے بھتیجے کو ساتھ لے کر گھر سے نکلتے اور شام تک پرانی مساجد، مقابر، باغات، حویلیاں، کنوئیں اور قبریں دکھاتے رہتے۔ آخری عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی تھی، اس کے باوجود وہ شجاع صاحب کو ساتھ لے کر حسبِ معمول گھر سے نکلتے۔ جب وہ کسی قدیم مسجد کے پاس جا نکلتے تو شجاع صاحب انہیں بتاتے کہ اب وہ فلاں مسجد کے سامنے کھڑے ہیں۔ اتنا سنتے ہی بڑے میاں اس مسجد کی تاریخ بیان کرنے لگتے اور پھر اپنے بھتیجے سے کہتے کہ اس مسجد کی تین محرابیں ہیں۔ دائیں جانب والی محراب کی پیشانی پر یہ آیت رقم ہے اور درمیانی محراب کے تین اطراف میں آیت الکرسی بخط ثلث لکھی ہوئی ہے اور بائیں محراب پر یہ آیت درج ہے۔ یوں بڑے میاں نے اپنے نو عمر بھتیجے کو پرانی عمارتیں دیکھنے کا شوق پیدا کر دیا۔

مجھے معلوم نہیں کہ شجاع صاحب کے تایا جان کب فوت ہوئے لیکن جب ۱۹۵۲ء میں شجاع صاحب کے ساتھ میرا تعارف ہوا، تو اس وقت وہ اپنے تایا جان کی جگہ لے چکے تھے۔ وہ چھٹی کے دن حسب معمول پرانی عمارتیں اور قبرستان دیکھنے نکل جاتے تھے۔ جب میرا ان سے تعارف ہوا تو انہوں نے مجھے بھی اپنے ساتھ اس "سیر" میں شریک کر لیا۔ چھٹی کے دن مرحوم صبح ناشتے کے وقت مجھے اپنے ہاں آنے کو کہتے۔ ان کی رہائش کوچہ میاں سلطان، اندرون دہلی دروازہ میں تھی۔ میں گھر سے ناشتہ کرکے ان کے ہاں پہنچتا تو مرحوم اصرار کرکے دوبارہ ناشتہ کراتے اور پھر ہم دونوں لاہور کی ایک سمت کا تعین کرکے چل پڑتے۔ اس راستے میں پڑنے والی پرانی مسجدیں، قدیم کنوئیں، معروف حویلیاں، مشاہیر کے مکانات اور قبرستان دیکھتے۔ جن قبروں پر کتبے نصب ہوتے ان کی خطاطی پر بحث کرتے اور جن پر کتبے

نصب نہ ہوئے انہیں اپنی یاد داشت میں محفوظ کر لیتے کہ یہ فلاں کی قبر ہے۔ میں ۱۹۵۸ء کے آغاز میں انگلستان چلا گیا اور جانے سے پہلے ہم نے مختلف قبرستانوں میں جا کر ایک ایک قبر دیکھی اور جن قبروں پر کتبے نصب نہ تھے، ان کے بارے میں ایک دوسرے کو یاد رکھنے کے لیے کہا کہ ہم دونوں میں سے کسی ایک کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کس کی قبر ہے۔

افسوس صد افسوس! میرے قیام انگلستان کے دوران میں ۲۷ جنوری ۱۹۶۵ء کو شجاع صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ میرے ایک دوست محمد رفیق عارف ایڈووکیٹ نے اس سانحہ کی مجھے اطلاع دی۔ میں اپنے ایک ہم ذوق ساتھی اور دعا گو بزرگ سے محروم ہو گیا۔ ۱۹۶۷ء کے آغاز میں میں وطن واپس آیا تو لاہور آکر سب سے پہلے ان کے مزار پر حاضری دی پھر ان کی پسماندگان سے تعزیت کی۔

ایسے اتفاق کہیے کہ لاہور آنے کے بعد میں نے سمن آباد میں رہائش اختیار کی اور پھر ۱۹۶۸ء میں یہیں ایک مکان خرید لیا۔ سمن آباد سے شہر کی طرف جانے کا ایک راستہ اسلامیہ پارک کی طرف سے ہے اور دوسرا میانی صاحب کے ساتھ سے ہو کر گذرتا ہے۔ جب ۱۹۷۹ء میں میرے والد محترم فوت ہوئے اور انہیں میانی صاحب میں فتح شیر روڈ کے کنارے دفن کیا تو میں نے شہر جانے کے لیے یہی راستہ اختیار کر لیا کہ راستے میں والد بزرگوار کی قبر کی زیارت بھی ہو جائے گی۔ نیز شجاع صاحب نے جو شوق پیدا کیا تھا اس کی بھی آبیاری ہوتی رہے گی۔

راقم نے گذشتہ ربع صدی میں بار بار لاہور کے قبرستانوں کا سروے کیا ہے۔ میں اپنی دانست میں ایک قبرستان کا سروے مکمل کر لیتا تو چند ہفتے بعد پتہ چلتا کہ فلاں صاحب کی قبر پر کتبہ لگ گیا ہے۔ میں پھر اس قبرستان میں جا کر وہ کتبہ نقل کر لاتا۔ بہت سے مشاہیر کے جنازوں میں بغیر کسی جان پہچان کے محض اس لیے شرکت کی کہ ان کی قبروں کا محل وقوع معلوم ہو جائے گا اور پھر جب کبھی کتبہ لگے گا، تو اسے نقل کر لوں گا۔ متعدد حضرات کو جوابی خط لکھے اور ان سے ان کے اعزاء کی قبروں کے بارے میں دریافت کیا۔ ان میں سے کئی اصحاب نے جواب دینا بھی پسند نہ کیا۔

جہاں تک میرے اس کام کا تعلق ہے اس کی اہمیت اہل علم و تحقیق کی نظروں میں بہت زیادہ ہے۔ اس سے قبل میں نے کراچی کے قبرستانوں میں مدفون صدہا مشاہیر کی قبروں کے کتبے۔ خفتگانِ کراچی — کے عنوان سے شائع کیے ہیں۔ اس کے بارے میں اہل علم کی یہ رائے ہے کہ میں نے اردو ادب میں ایک نئی صنف کی طرح ڈالی ہے۔ اب ”خفتگانِ خاکِ لاہور“ پیش خدمت ہے۔

گزشتہ صدی میں مرزا سنگین بیگ نے ”سیر المنازل“ میں، سر سید احمد خاں نے ”آثار الصنادید“ میں اور مولوی بشیر الدین نے ”واقعاتِ دار الحکومت دہلی“ میں بعض مشاہیر کی قبروں کے کتبے بھی شامل کر دیے ہیں لیکن مجھ سے پہلے کسی نے بھی صرف قبروں کے کتبوں پر مبنی کتابیں شائع نہیں کیں۔ اس کام کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ صاحبِ قبر کی تاریخِ ولادت، جائے ولادت، بسا اوقات یومِ ولادت اور وفات بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ ملازمت کے سلسلے میں لوگ غلط تاریخِ ولادت لکھوا دیتے ہیں لیکن مرنے کے بعد جھوٹ نہیں بولتے اس لیے کتبے پر صحیح تاریخِ ولادت ہی کندہ کرواتے ہیں، جس سے مؤرخ کے لیے آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

لاہور سے دو بڑے اشاعتی اداروں نے اردو زبان میں انسائیکلوپیڈیا شائع کیے ہیں۔ مجھے بار بار انہیں دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ لیکن ان میں درج بعض مشاہیر کی ولادت اور وفات کی تاریخیں ان کی قبروں پر نصب کتبوں پر کندہ تاریخوں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ اس اعتبار سے خفتگانِ خاکِ لاہور بڑے کام کی کتاب ہے کہ اس میں صحیح تاریخیں درج ہیں اور اختلاف کی صورت میں کتبے پر کندہ تاریخ پر ہی اعتبار کیا جائے گا۔

راقم نے اس بات کا بھی مشاہدہ کیا ہے کہ کتبے سے صاحبِ قبر کے عقاید بھی معلوم ہو جاتے ہیں۔ دیوبندی مسلک سے تعلق رکھنے والے اصحاب قبور کے کتبوں پر اللہ محمد اور یا حی یا قیوم کندہ ہوتا ہے۔ بریلوی مسلک سے تعلق رکھنے والے اصحابِ قبور کے کتبوں پر یا اللہ جل جلالہ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا پھر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ مرقوم ہوتا ہے۔ جن اصحابِ قبور کا رجحان تصوف کی جانب ہوتا تھا ان کے کتبوں پر یا غوث الاعظم دستگیر مدد یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء للہ یا ان کے سلسلۂ تصوف کے اساطین کے اسماء رقم ہوتے ہیں۔ اثنا عشری فرقے کے اصحاب کی قبور پر عموماً

کلمہ طیبہ کے بعد علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفتہٗ بلافصل اور دوازدہ آئمۂ کرام کے اسماء رقم ہوتے ہیں ۔

الواح قبور سے خاندانی شجرے مرتب کرنے میں بھی مدد ملتی ہے ۔ مثال کے طور پر خواجہ عبدالمجید صاحب جامع اللغات کے کتبے پر ان کے والد کا نام کریم بخش اور دادا کا نام محمد بوٹا کندہ ہے ۔ جو شاید اور کسی طریقے سے معلوم نہیں ہو سکتا تھا ۔

بعض اصحاب ذوق اپنے اعزاء کی وفات پر مشہور شاعروں سے قطعات تاریخ لکھوا کر کتبات پر کندہ کروا دیتے ہیں، یہ قطعات عموماً فرمائش پوری کرنے کے لیے لکھے جاتے ہیں ، اس لیے شعراء اس کا ریکارڈ نہیں رکھتے ۔ یوں بہت سے نامور شعراء کا کلام قبرستانوں میں بکھرا پڑا ہے ، لاہور میں ایسی قبریں موجود ہیں جن پر علامہ اقبال ، حفیظ ہوشیار پوری ، ابوالاثر حفیظ جالندھری ، رئیس امروہوی ، سیماب اکبر آبادی ، احسان دانش ، استاد داغ ، صوفی تبسم ، علامہ تاجور نجیب آبادی ، غلام رسول مہر اور آغا خلش کی کہی ہوئی تاریخیں کندہ ہیں اور یہ ان میں سے اکثر شعراء کے کلام میں محفوظ نہیں ہیں ۔ میں نے انھیں محفوظ کر لیا ہے ۔ یہ کتبات مستقبل قریب میں ختم ہو جائیں گے ۔ قبرستانوں میں سیم و تھور کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے ، جو سنگ مرمر کو تباہ کر رہا ہے ۔ بچے قبرستانوں میں کرکٹ کھیلتے اور پتنگ اڑاتے ہیں ، آوارہ جانور قبرستانوں میں پھرتے ہیں ۔ اس سے بھی الواح کو نقصان پہنچتا ہے ۔

لاہور خطاطی کا ایک عظیم مرکز رہا ہے ۔ لاہور کے قبرستانوں میں امام ویردی ، منشی عبدالمجید پروین رقم، حاجی دین محمد ، محمد صدیق الماس رقم، منشی تاج الدین زریں رقم ، حافظ محمد یوسف سدیدی اور سید نفیس رقم شاہ کے لکھے ہوئے کتبے موجود ہیں ، جو اب عجائب گھر میں محفوظ کر لینے چاہئیں کیونکہ مستقبل قریب میں ان کے پائے کا کوئی خطاط ابھرتا ہوا نظر نہیں آتا ۔

لاہور کے قبرستانوں میں تجاوزات شروع ہو چکے ہیں ۔ ایک زمانہ تھا کہ قبرستان بی بیاں پاکدامناں لاہور کا سب سے بڑا قبرستان تھا ۔ اب اس قبرستان کی جگہ محمد نگر آباد ہوگیا ہے اور قبرستان چھوٹے چھوٹے کئی ٹکڑوں میں منقسم ہوگیا ہے ۔ قبرستان پڑاوہ بدھو میں میرے دیکھتے دیکھتے لوگوں نے تین چوتھائی قبرستان پر ناجائز قبضہ کر کے مکانات تعمیر کر لیے ہیں ۔ شاہ ابو المعالی کا قبرستان گذشتہ صدی کے ربع اول تک لاہور کا سب سے بڑا

قبرستان تھا - اب وہاں گوالمنڈی ، عبدالکریم روڈ ، میکلوڈ روڈ ، دیال سنگھ کالج اور نسبت روڈ کے پُر رونق علاقے موجود ہیں - میانی صاحب کا قبرستان گذشتہ صدی میں چودہ صد کنال رقبے پر پھیلا ہوا تھا - اب اس کا رقبہ آٹھ صد کنال رہ گیا ہے - چھ صد کنال پر باغ گل بیگم ، نیا مزنگ ، اسلامیہ پارک ، سعدی پارک اور بہاول شیر روڈ کی آبادیاں بس چکی ہیں - دوسرے قبرستانوں کا بھی یہی حال ہے - خدا بہتر جانتا ہے کہ کتنے مشاہیر کی قبروں کے نشان مٹ چکے ہیں - جناب بشیر ہندی مرحوم نے ایک بار جامی لاہوری کے مزار کا نشان مجھے دکھایا تھا - میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ اس پر کتبہ لگوا دیں ، میں کتبے کے مصارف برداشت کرنے کے لیے بھی تیار تھا - انہیں ایام میں بشیر ہندی اللہ کو پیارے ہو گئے اب جامی لاہوری کی قبر کا نشان بھی باقی نہیں رہا ، ایک روز انہوں نے مجھے مشہور مغنیہ عنائتی ڈیرو والی کی قبر دکھائی - ان دنوں اس کا چند روز پہلے ہی انتقال ہوا تھا - اب میں کئی بار اس جگہ گیا ہوں لیکن قبر کا نشان نہیں رہا - اس کی قبر حکیم غلام جیلانی کی قبر سے جانب قبلہ پندرہ بیس میٹر کے فاصلے پر تھی - علامہ تاجور نجیب آبادی کی قبر کی میں نے نشاندہی کی تو جناب عبدالصمد صارم نے اس پر کتبہ لگوا دیا اور اس پر ۳۰ جنوری کی بجائے ۲۹ جنوری لکھوا دیا - اس طرح کے مٹتے ہوئے قبرستانوں میں الواح قبور کو محفوظ کرنا اور بھی ضروری ہو گیا ہے - اردو زبان میں ابھی تک کسی نے Epigraphy کے موضوع پر کام نہیں کیا ، میں نے اب یہ طرح ڈال دی ہے - و کان سعیکم مشکوراً -

اس کتاب کی تصنیف کے دوران ، جس کا دورانیہ ربع صدی پر پھیلا ہوا ہے، جناب محترم ڈاکٹر مختار الدین احمد، جناب محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری، محب مکرم مشفق خواجہ اور ادیب شہیر مالک رام برابر میری حوصلہ افزائی کرتے رہے اور اس پر زور دیتے رہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو یہ کام کر ڈالو - اس کتاب کے اصل مسودے میں آٹھ صد افراد کا ذکر تھا لیکن کتاب کی طوالت کے خوف سے اور پھر ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان کے قواعد و ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے تین صد "غیر اہم" افراد کے اسماء حذف کرنا پڑے - جس کا راقم کو بیحد افسوس ہوا - اگر خفتگانِ خاکِ لاہور کی علمی حلقوں میں پذیرائی ہوئی ، تو بقیہ کتباب دوسری جلد میں شائع کیے جا سکتے ہیں -

میں خاص طور پر اپنے تلمیذِ وافر تمیز محمد سلیم سلمہ، کا شکر گذار ہوں کہ جب میرا اپنا بیٹا مجھے کسی دور دراز قبرستان تک لے جانے میں پس و پیش

کرتا تو یہ عزیز مجھے اپنے موٹر سائیکل پر بٹھا کر وہاں تک لے جاتا تھا۔ جزاہ اللہ تعالٰی فی الدارین۔

ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان کے روح رواں جناب محترم بی اے قریشی صاحب اور ڈائریکٹر پروفیسر میاں عبدالشکور احسن صاحب بھی میرے دلی شکریے کے مستحق ہیں کہ انھوں نے میرے اس کام میں دلچسپی لے کر اسے پایہء تکمیل تک پہنچایا۔

جناب پروفیسر محمد اکرم شاہ بھی شکریے کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کو بغور پڑھ کر اس کی طباعت کی سفارش کی۔

ندوۃ المصنفین ، لاہور — ہیچمدان

۶ فروری ۱۹۹۳ء بوقت عشاء — محمد اسلم

# قبرستانِ میانی صاحب

یہ لاہور کا سب سے بڑا قبرستان ہے - سلاطین دہلی کے زمانے میں لاہور کا سب سے بڑا قبرستان ، بی بی حاج تاج کا قبرستان تھا جو ان دنوں قبرستان بی بیاں پاکدامناں کے نام سے موسوم ہے - مغلوں کے دور حکومت میں شاہ ابوالمعالی کا قبرستان سب سے بڑا قبرستان مانا جاتا تھا۔ موجودہ گوالمنڈی، دیال سنگھ کالج ، نسبت روڈ ، میکلوڈ روڈ ، ایبٹ روڈ ، فلیمنگ روڈ اور عبدالکریم روڈ اسی قبرستان پر آباد ہیں - رنجیت سنگھ نے ۱۸۳۲ع میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اپنا قبرستان کو شہر سے دور لے جائیں - اس کے بعد لوگوں کا رخ میانی صاحب کی طرف ہوا۔ ویسے یہاں پہلے بھی چند مزارات تھے - ان میں میر میراں گیلانی (م ۱۵۸۸ع) حضرت شیخ محمد طاہر بندگی (م ۱۶۳۰ع) اور حاجی نور ہراچہ (م ۱۶۳۵ع) کی قبریں تا حال موجود ہیں - بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ پہلے یہاں علماء کی بستی تھی - پنجاب کے عوام عالم کو میاں جی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں، اس لیے اس بستی کا نام میانی پڑگیا - ایک روایت یہ بھی کہ میانہ ایک گوت ہے جو گوندل قوم کی شاخ ہے - اس گوت کے لوگ یہاں آباد تھے -

اس وقت جتنے مشاہیر اس قبرستان میں مدفون ہیں، اس کی نظیر پاکستان کے کسی قبرستان میں نہیں ملتی - ان میں سے کئی اصحابِ قبور پر پی ایچ ڈی کے لیے مقالے لکھے جا چکے ہیں -

**یوسف سلیم چشتی**

بہاول پور روڈ اور شارع شیخ طاہر بندگیؒ کے سنگم پر پھول والوں کی دکانوں کے عقب میں جو احاطۂ قبور ہے وہ اس لحاظ سے بڑا اہم ہے کہ اس میں بہت سی نامور ہستیاں محوِ خواب ابدی ہیں - ان میں سے کئی شخصیتوں پر پی ایچ ڈی کے مقالے لکھے جا چکے ہیں - ان قبروں میں سب سے نمایاں قبر جو بہاول پور روڈ سے قریب ہے وہ مشہور فلسفی ، دانشور اور عالم دین

یوسف سلیم چشتی مرحوم و مغفور کی ہے۔ ان کا کتبہ بہاولپور روڈ سے نظر آتا ہے۔ مرحوم کا آبائی وطن بریلی تھا اور وہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی (م ۱۹۵۷ء) سے بیعت تھے۔ انہوں نے ایک بار راقم کو بتایا کہ اگر وہ حضرت مدنی کے مرید نہ ہوتے تو "لا ادراکی" ہوتے۔ چشتی صاحب ہندو فلسفہ، تقابلِ ادیان اور تصوف پر مستند مانے جاتے تھے۔ انہوں نے اقبال اور رومی کے کلام کی شرحیں بھی لکھی ہیں۔

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مرقد
**پروفیسر یوسف سلیم چشتی**
تاریخ وفات ۲۱ فروری ۱۹۸۴ء
۸ جمادی الاول ۱۴۰۴ھ

---

**میاں محمد سلطان**

یوسف سلیم چشتی کی ابدی آرام گاہ سے جانب شمال مغرب بیس میٹر کے فاصلے پر گذشتہ صدی میں لاہور کی ایک مشہور شخصیت میاں محمد سلطان ٹھیکیدار محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ ان کی بنوائی ہوئی سرائے، جو ان کے نام سے منسوب ہے، لنڈا بازار لاہور میں تاحال موجود ہے۔ لاہور کا ریلوے اسٹیشن اور اس دور کی کئی سرکاری عمارتیں ان کی نگرانی میں تعمیر ہوئیں۔ میاں محمد سلطان کی قبر پر جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت مرقوم ہے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
**میاں محمد سلطان مرحوم بانی سرائے سلطان لنڈا بازار**
تاریخ وفات ۴ فروری ۱۸۷۶ء
مطابق ۲۷ رمضان ۱۲۹۴ھ
بحکم جناب سی۔ ایچ۔ اٹکنسن صاحب بہادر
ڈپٹی کمشنر، لاہور
۱۹۰۳ء

---

**محمد بوٹا پہلوان**

میاں محمد سلطان ٹھیکیدار کے مدفن سے صرف دو میٹر جانب جنوب مشرق رستم ہند محمد بوٹا پہلوان کا مرقد ہے۔ موصوف کا گذشتہ صدی کے ربع آخر میں پورے ملک میں کوئی مد مقابل نہ تھا۔ انہوں نے ایسے بہت سے پہلوانوں کو کشتی میں مات دی جنہیں راجاؤں اور نوابوں کی سرپرستی حاصل تھی۔

ان کا انتقال ساٹھ سال کی عمر میں ہوا تو ملک کے بڑے بڑے شعراء نے ان کی وفات پر مرثیے لکھے اور تاریخیں کہیں۔ فصاحت جنگ جلیل مانکپوری نے یہ تاریخ کہی:

فوق نے لکھا مجھے تاریخ کہنے کے لیے
خلق جن کا ہے بہار سبزہ زار روزگار

ان کے کہنے سے کہی تاریخ میں نے اے جلیل
رستم ہند آہ بوٹا نامدار روزگار

۱۹۰۴ع

وجاہت جھنجھانوی نے فوق کی فرمائش پر یوں کہا:

کی تھی فرمائش جناب فوق نے تاریخ کی
اپنے مخلص کا بھلا میں حکم کب سکتا تھا ٹال

یہ لکھا میں نے وجاہت مصرع سال وفات
کر گیا عالم سے حیف اب رستم ہند انتقال

۱۹۰۴ع

محمد الدین فوق کی فرمائش پر نواب مرزا خان داغ دہلوی نے جو تاریخ کہی، وہ بوٹا پہلوان کے لوح مزار پر کندہ ہے۔ کتبے پر یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشہدان لا الہ الا اللہ

واشہدان محمداً عبدہٗ و رسولہ

وہ دلاور اور وہ شہزور دنیا سے گیا
جس کی شہزوری سے تھا شیر نیستان منفعل

داغ نے یہ مصرع تاریخ برجستہ کہا

"رستم ہند! آہ بوٹا پہلوان دیو دل"

۱۳۲۲ھ

میاں محمد بوٹا پہلوان صاحب رستم ہند نے بعمر ساٹھ سال مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۴ء مطابق ۳۰ محرم ۱۳۲۲ھ کو انتقال کیا۔

**سر شہاب الدین**

بوٹا پہلوان کی قبر سے جانب قبلہ تیس میٹر کے فاصلے پر علامہ اقبال کے جگری دوست اور پنجاب اسمبلی کے سپیکر چوہدری سر شہاب الدین کی آخری آرام گاہ ہے۔ ان کے سوانح حیات بڑی شرح و بسط کے ساتھ مشہور صحافی عبدالمجید سالک نے "یاران کہن" میں قلمبند کیے ہیں۔ ان کی قبر کے تعویذ پر یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمان الرحیم

افضل الذکر: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

**آنریبل خان بہادر چوہدری سرشہاب الدین مرحوم و مغفور**

سابق صدر پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی

تاریخ وفات

۶ جون ۱۹۴۹ء مطابق ۸ شعبان المعظم ۱۳۶۸ھ

چون ہزار وسہ صد و شصت آمدہ ہجری و ہشت

زین جہان نادار پرور یاور مسکین برفت

می نمودم فکر سال عیسوی ناگہہ خرد

گفت: "از عالم بجنت سرشہاب الدین برفت"

۱۹۴۹ء

انا للہ وانا الیہ راجعون

(خلیفہ محمد حسین)

---

**لیڈی شہاب الدین**

سر شہاب الدین کی قبر سے جانب قبلہ ان کی رفیقۂ حیات محترمہ سردار بیگم کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کی قبر کے تعویذ پر جو عبارت کندہ ہے وہ محفوظ

---

۱۔ اب ان کے احفاد نے رستم ہند مٹا کر رستم زماں کندہ کروا دیا ہے جس سے مادۂ تاریخ بدل گیا ہے۔
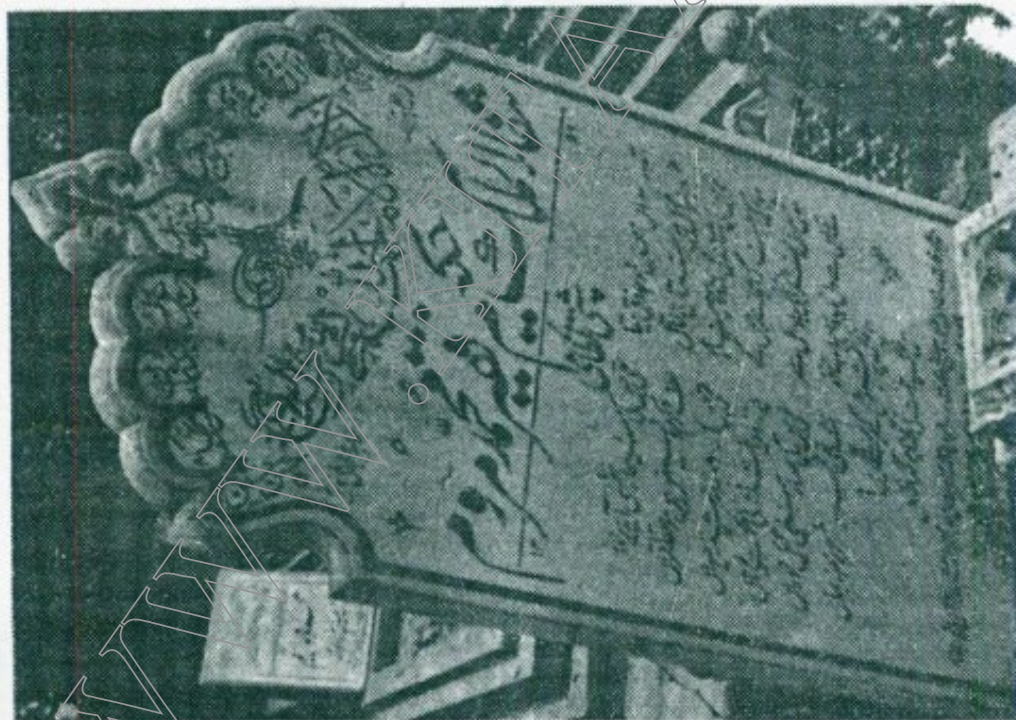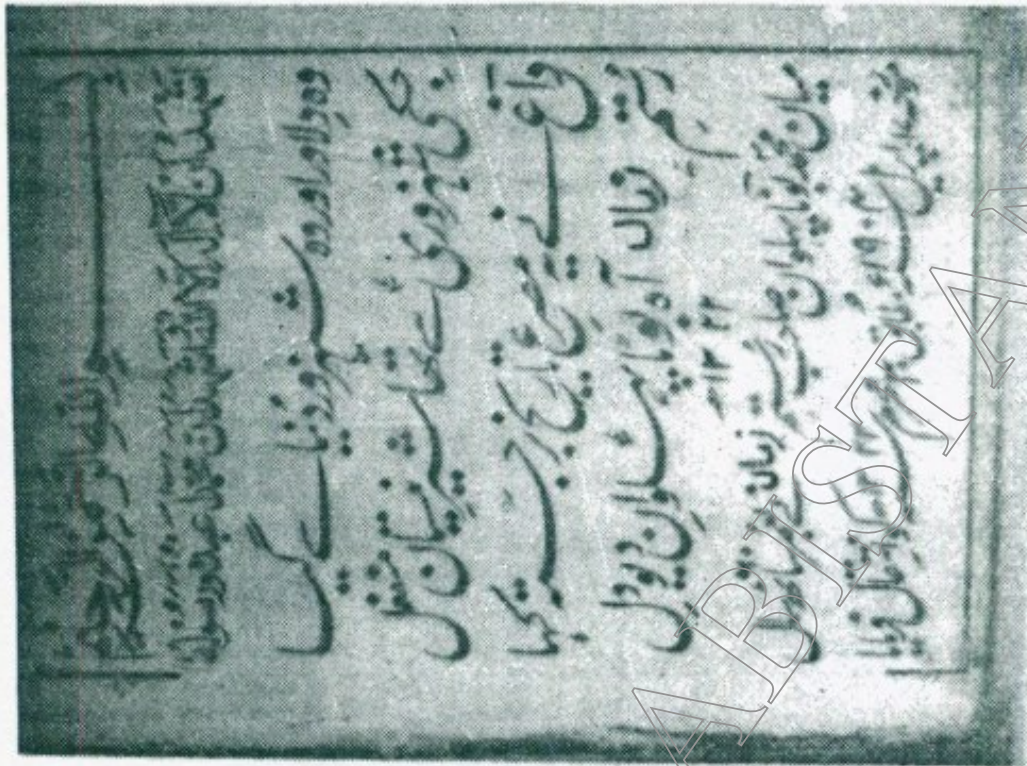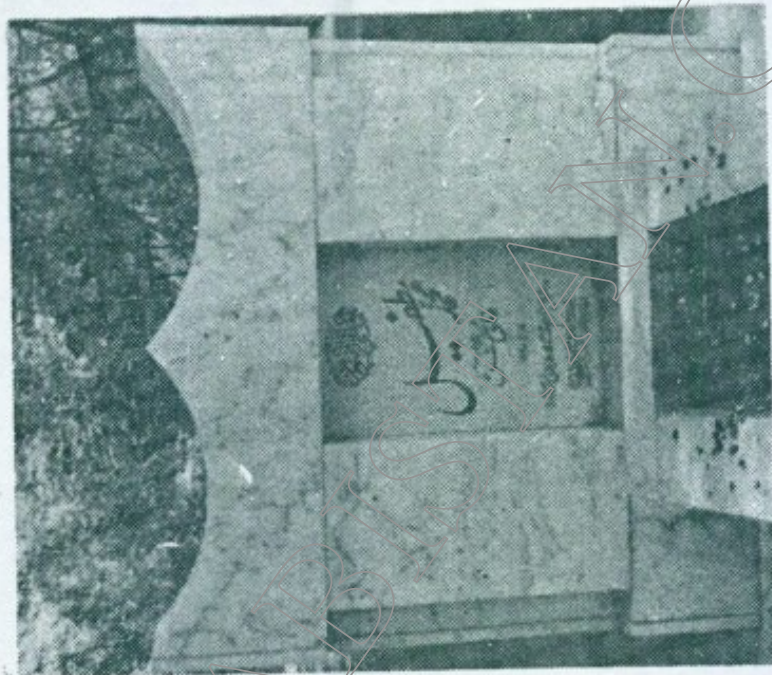
کر لینے کے لائق ہے - یہ عبارت منشی عبدالمجید پروین رقم مرحوم کے قلم کا شاہکار ہے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطعہ

تاریخِ وفات حسرت آیات

لیڈی شہاب الدین صاحبہ

رفیقۂ حیات آنریبل خان بہادر

سر شہاب الدین صاحب بہادر

صدر پنجاب لیجسلیٹو کونسل

چو رختِ سفر بست سردار بیگم

ازیں دارِ فانی سوئے باغِ جنت

بہ پسماندگان تلخ شد زندگانی

"ہجومِ غم و الم" شد سالِ رحلت

۱۳۵۴

سن عیسوی خواستم چوں ز ہاتف

بگفتا "بر این تربتِ پاک رحمت"

۱۹۳۵ء

وقتِ ارتحال گیارہ بجے شب بتاریخ ۱۲ مارچ ۱۹۳۵ء

بمقام الممتاز - ۳ ڈیورنڈ روڈ ، لاہور

---

**بیگم میاں احمد یار دولتانہ**

پنجاب کی سیاست میں میاں احمد یار خان دولتانہ اور ان کے فرزندِ ارجمند میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے - لیڈی سرشہاب الدین اور بیگم میاں احمد یار خان دولتانہ حقیقی بہنیں تھیں - دونوں کی قبریں بھی ساتھ ساتھ ہیں -

بیگم میاں احمد یار خان کی قبر کے تعویذ پر جانبِ جنوب ان کی تاریخ وفات منقوش ہے جو شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے کہی تھی - اس لیے اس کتبے کی اہمیت بہت زیادہ ہوگئی ہے - پوری عبارت یہ ہے :

قطعہ تاریخ وفات

بیگم میاں احمد یار خان دولتانہ رئیس لڈن ضلع ملتان

کہ روز ۸ جنوری ۱۹۲۴ء بمقام لاہور وفات یافت

رختِ سفر چو مادرِ ممتاز بست و رفت
زین کاروان سرائے سوئے منزلِ دوام
پرسیدم از سروش ز سالِ رحیلِ او
گفتا بگو کہ "تربتِ او آسمان مقام"
۱۳۵۳ھ

نتیجۂ فکر ترجمانِ حقیقت علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال مدظلہ
انا للہ وانا الیہ راجعون

---

**ڈاکٹر قاضی سعید الدین احمد**

۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کے خاکسار شہداء کی قبروں سے قریب مشہور جغرافیہ دان قاضی سعید الدین احمد کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم ہرگوپال تفتہ کے وطن سکندر آباد کے رہنے والے تھے۔ علی گڑھ کے قرب کی بنا پر ان کی تعلیم و تربیت علی گڑھ میں ہوئی۔ قاضی صاحب وہاں شعبۂ جغرافیہ میں استاد تھے۔ سید ظفر الحسن اور پروفیسر افضال حسین قادری نے علی گڑھ سے تقسیم ہند کی ایک تجویز پیش کی تھی۔ قاضی صاحب نے بھی ایک ایسی ہی تجویز شائع کی تھی۔ آزادی کے بعد موصوف لاہور آکر پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ جغرافیہ سے منسلک ہو گئے اور پھر یہیں سے بحیثیت صدر شعبہ ریٹائر ہوئے۔

پنجاب کے بیشتر جغرافیہ دان ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مرقد مبارک
**ڈاکٹر قاضی سعید الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ**
تاریخ وفات ۲۷ - ۲۸ نومبر ۱۹۷۰ء
۲۶ - ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ
انا للہ وانا الیہ راجعون

---

**سعادت حسن منٹو**

بوٹا پہلوان کے مزار سے چھ سات میٹر جانبِ جنوب مشرق مشہور ناولسٹ اور افسانہ نگار سعادت حسن منٹو کی آخری آرامگاہ ہے۔ اُن پر فحش نگاری کے

جرم میں مقدمہ بھی چلا تھا ۔ ان کی تصانیف میں سے ٹھنڈا گوشت ، برقعے ، آتش پارے ، کالی شلوار ، تین عورتیں اور بغیر اجازت خاص طور پر مشہور ہیں ۔ ان کے احوال و آثار پر سید علی ثناء بخاری نے تحقیقی مقالہ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ حاصل کی ہے۔ منٹو نے اپنی قبر کا کتبہ خود لکھا تھا۔ کتبے کی عبارت یوں ہے :

۷۸۶
میری قبر کا کتبہ
یہ
لوح
سعادت حسن منٹو کی قبر کی ہے
جو اب بھی سمجھتا ہے کہ اس کا نام
لوح جہاں پر
حرف مکرر نہیں تھا
(منٹو)

پیدائش ۱۱ مئی ۱۹۱۲ء وفات ۸ جنوری ۱۹۵۵ء

---

**ملک برکت علی**

سعادت حسن منٹو کی قبر سے جانب جنوب بیس میٹر کے فاصلے پر ٹیوب ویل سے قریب عظیم مسلم لیگی رہنما ملک برکت علی محو خواب ابدی ہیں ۔ ۱۹۳۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر ملک صاحب اور راجہ غضنفر علی خان ہی پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے ۔ مؤخرالذکر یونینسٹ پارٹی سے مل گئے اور ملک صاحب واحد مسلم لیگی اسمبلی میں رہ گئے ۔ ان کی قبر کے تعویذ پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
کل من علیہا فان و یبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام
چہ باید مرد را طبعے بلندے مشر بے نابے
دل گرمے نگاہِ پاک بینے جانِ بیتابے
مرقد
**ملک برکت علی مرحوم و مغفور**
ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور

ولادت ۴ اپریل ۱۸۸۶ء
وفات ۵ اپریل ۱۹۴۶ء

"ملک برکت علی ابتداء سے مسلم لیگ کے نہایت مخلص اور پر جوش رکن تھے - انہوں نے ہر ضرورت کے وقت مسلمانوں کی عظیم الشان خدمات انجام دیں - قومی جد و جہد کے تمام نازک موقعوں پر ان کی صائب رائے اور بیش بہا اعانت مسلم لیگ کے لیے اور ذاتی طور پر میرے لیے بھی بےحد قدر و قیمت رکھتی تھی - وہ محض میرے ایک ساتھی اور رفیق‌کار ہی نہ تھے بلکہ دوست بھی تھے - ان کے انتقال سے اسلامی ہند کی ایک جلیل المرتبت شخصیت اٹھ گئی ہے اور میں ایک دوست کی رفاقت سے محروم ہوگیا ہوں"۔

فرمودہ قائداعظم
۶ اپریل ۱۹۴۶ء

---

### ملک شوکت علی

ملک برکت علی مرحوم کے مدفن سے دس میٹر جانب قبلہ ٹیوب ویل سے نزدیک سڑک کے کنارے ملک صاحب مرحوم کے فرزند دلبند، لاہور کارپوریشن کے میئر اور پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے رکن ملک شوکت علی کی ابدی آرام گاہ ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یا اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا محمد
**ملک شوکت علی**
ولد
ملک برکت علی
پیدائش ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۱ء
وفات ۵ جنوری ۱۹۹۰ء

---

### ابو سعید بزمی

ملک شوکت علی کے مرقد سے آٹھ میٹر جانب شمال سڑک کے کنارے مشہور صحافی ابوسعید بزمی کی قبر ہے - وفات کے وقت مرحوم روزنامہ احسان لاہور کے اڈیٹر تھے - وہ صحافیوں کے ایک وفد کے ساتھ امریکہ کا دورہ کر رہے تھے

کہ اچانک ہی لاس اینجلس میں ان کا انتقال ہو گیا۔ بزمی صاحب نے تاریخ انقلاباتِ عالم ، جب خون بہہ رہا تھا ، ریاستوں کی سیاست ، زندگی کے جائزے اور "مولانا ابوالکلام آزاد تنقید اور تبصرہ کی نگاہ میں" کے عنوانات سے چند کتابیں تحریر کی تھیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرقد

سید ابو سعید بزمی

جو ۱۵ ستمبر ۱۹۵۱ء کو لاس اینجلز (امریکہ)

میں انتقال فرما گئے اور یہاں ان کی تدفین عمل میں لائی گئی ۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

خواجہ عبدالحی فاروقی

ملک برکت علی مرحوم کی ابدی آرام گاہ سے چھ میٹر جانبِ جنوب مشرق برعظیم پاک و ہند کے نامور عالم دین ، تحریک آزادی کے مجاہد ، تحریک ریشمی رومال کے سرفروش کارکن ، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے شیخ التفسیر ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کے تلمیذِ رشید خواجہ عبدالحی فاروقی محوِ خوابِ ابدی ہیں ۔ مرحوم قرآن حکیم کی تفسیر اپنے استاد امامِ انقلاب حضرت عبیداللہ سندھی کے انقلابی رنگ میں کیا کرتے تھے ۔ مولانا محمد میاں دیو بندیؒ نے تحریک ریشمی رومال کے بارے میں انڈیا آفس لائبریری لندن کا جو ریکارڈ شائع کیا ہے ، اس کی ڈائریکٹری میں خواجہ عبدالحی کا نام موجود ہے ۔ آزادی کے چند سال بعد خواجہ صاحب لاہور آ گئے اور یہاں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں اسلامیات پڑھانے پر مامور ہوئے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

آرامگاہ

خواجہ عبدالحی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ پیدائش ۱۸۸۷ء — تاریخ وفات ۸ جنوری ۱۹۶۵ء

۴ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ

بوقت ایک بجے — بروز جمعۃ المبارک

---

**آغا حشر کاشمیری**

خواجہ عبدالحی فاروقی کے مرقد سے ایک میٹر جانب شمال مغرب اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے مزار مبارک سے دس میٹر جانب قبلہ آغا حشر کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کے بارے میں مولانا عبدالمجید سالک نے 'یاران کہن' میں ایک بڑا دلچسپ مضمون لکھا ہے۔

عبداللہ گرلز کالج علی گڑھ کی ایک لائق و فائق معلمہ ڈاکٹر انجمن آراء نے آغا حشر پر تحقیقی مقالہ لکھ کر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

میرے زمانہ طالب علمی میں اس پر جو کتبہ نصب تھا اس پر "مزار اقدس فخر ملک و قوم آغا حشر" کندہ تھا۔ وہ کتبہ غالباً ٹوٹ گیا یا چوری ہوگیا تو ان کے عقیدت مندوں نے اس کی جگہ نیا کتبہ لگا دیا ہے۔ جس کی عبارت یوں ہے:

مزار پر انوار آغا سید محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

المعروف (بہ) انڈین شیکسپیئر حضرت آغا حشر کاشمیری

اظہار عقیدت مبنی بر حقیقت

ایک ایک تمثیل تیری وقت کا تھی شاہکار
پھر گئی تیری دہائی مچ گئی تیری پکار
تیری تصنیفات کے اوصاف اتنے بیشمار
لکھنے بیٹھوں تو صبح حشر بھی ہو آشکار
پھر بھی نظم و ضبط سے باہر ہو جولانی تیری
بند سے باندھی گئی کب حشر طغیانی تیری

۲۸ ماہ اپریل ۱۹۳۵ء

مہاراج خاک پائے حشر ادیب العصر منشی دل لکھنوی

عقیدت کیشان و خادمین غلام حسین کنھک، اصغر نظامی، عاشق جٹ

---

**مصلح الدین**

یوسف سلیم چشتی کی قبر سے جانب مشرق بیس میٹر کے فاصلے پر ایک چار دیواری کے اندر مشہور کھلاڑی اور ٹیلی وژن کے روح رواں خواجہ مصلح الدین کی قبر ہے۔ انھوں نے ڈرامہ نگاری اور افسانہ نویسی کا فن پروفیسر

خادم محی الدین مرحوم سے سیکھا تھا ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
خواجہ مصلح الدین
ولد
مظفر الدین صاحب
تاریخ وفات
۱۷ ستمبر ۱۹۸۹ء بعمر ۵۷ سال

کئی دنوں کا سراغ لے کر کدھر سے آیا کدھر گیا وہ
عجیب مانوس اجنبی تھا مجھے تو حیران کر گیا وہ

---

**مولانا احمد علی لاہوری**

میاں محمد سلطان کی مسجد کے عقب میں ایک چار دیواری کے اندر حضرت مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ کی آخری آرام گاہ ہے ۔ ان کا آبائی وطن موضع جلال ضلع گوجرانوالہ ہے۔ مولانا احمد علی حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری کے دامن ارادت سے وابستہ تھے ۔ انھیں مولانا عبیداللہ سندھی سے تلمذ تھا ۔

مولانا احمد علی تحریک ریشمی رومال کے ایک فعال کردار تھے ۔ انھوں نے اس سلسلے میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں ۔ انھوں نے ۱۹۲۲ء کے لگ بھگ لاہور میں شیرانوالہ دروازے کے اندر لائن سبحان خان والی مسجد میں درس و تدریس کا آغاز کیا ۔ مولانا احمد علی انقلابی رنگ میں قرآن حکیم کی تفسیر بیان کیا کرتے تھے اور ان کے درس قرآن میں شرکت کے لیے برعظیم پاک و ہند کے دور دراز علاقوں سے شائقین آیا کرتے تھے ۔ مرحوم کئی کتابوں کے مصنف تھے ۔ انھوں نے قرآن حکیم کا ترجمہ بھی کیا ہے جو بہت سی خوبیوں کا حامل ہے ۔ ان کی کچی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا حی     بسم اللہ الرحمٰن الرحیم     یا قیوم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
سید العارفین مجدد الدین والملۃ
حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خلیفۂ قطب الاقطاب

حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وصال ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ بروز جمعۃ المبارک
۲۳ فروری ۱۹۶۲ء

---

**مولانا عبیداللہ انور**

مولانا احمد علی لاہوری رح کے مزار مبارک سے جانب قبلہ ایک میٹر کے فاصلے پر ان کے فرزند ارجمند ، جمعیت العلماء اسلام کے روح رواں اور قافلۂ جمہوریت کے سالار حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ انہوں نے اپنے عظیم والد کے عظیم مشن کو ۲۳ برس تک جاری رکھا ۔ جنرل ایوب خان نے جب جمہوریت کا گلہ دبایا تو بحالیٔ جمہوریت کے لیے جو لوگ میدان میں نکلے ان میں حضرت مولانا عبیداللہ انور پیش پیش تھے ۔ موصوف طبعاً بڑے فیاض اور منکسر المزاج تھے ۔ ان کا حلقۂ ذکر بڑا مشہور تھا ۔ ان کے ایک معتقد اشفاق ہاشمی نے ان کی شخصیت اور کردار پر ایک مختصر سی کتاب لکھی ہے ۔ مولانا عبیداللہ انور کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا حی     موت العالم موت العالم     یا قیوم

مرقدِ اطہر
جانشین شیخ التفسیر امام الہدیٰ
**حضرت مولانا عبیداللہ انور رح**
وفات ۵ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ[۱]

---

**میاں محمد شفیع**

میاں محمد شفیع اضلاع لاہور اور ملتان کے ڈپٹی کمشنر رہ چکے ہیں ۔ اپنی وفات کے وقت مرحوم سیکرٹری منصوبہ بندی مغربی پاکستان کے عہدے پر فائز تھے ۔ انہوں نے جنگِ آزادی کے جشنِ صد سالہ کے موقع پر "۱۸۵۷ء" کے عنوان سے ایک ضخیم کتاب قلمبند کی تھی ۔ ان کا انتقال لندن میں ہوا اور میت لاہور لائی گئی جہاں انہیں قبرستان میانی صاحب میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رح کے مزار پر انوار سے جانب شمال مشرق اندازاً بیس میٹر کے فاصلے پر سپرد خاک کیا گیا ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

---

۱ - ۲۸ اپریل ۱۹۸۵ء -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**میاں محمد شفیع ستارۂ خدمت**

سیکرٹری منصوبہ بندی مغربی پاکستان

تاریخ ولادت ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء

تاریخ وفات ۱۵ دسمبر ۱۹۶۶ء

گذر گیا ہے چمن سے مثالِ ابر بہار
روش روش پہ نئے گلستان کھلائے ہوئے
مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کیے

---

**عطاء محمد بٹ**

محمد شفیع مصنف ۱۸۵۷ء کی قبر سے جانبِ جنوب مشرق پندرہ میٹر کے فاصلے پر ایک تاریخی شخصیت میاں عطاء محمد بٹ تمباکو فروش کی ابدی آرام گاہ ہے - مولانا ظفر علی خان حقے کے بڑے رسیا تھے - ان کا ایک شعر ہے :

شعر میری طرح کہہ سکتا نہیں
حقہ پینے کا نہیں جس کو شعور

مولانا اپنے حقے کے لیے عطاء محمد بٹ کے ہاں سے تمباکو منگواتے تھے - وہ ان کے تیار کردہ تمباکو کے اتنے دلدادہ تھے کہ ایک بار انھوں نے کہا:

جناب بٹ کے تحفے کے وسیلے ہیں کا کیا کہنا
یہ تمباکو ہے یا کشمیر کے انگور کا ٹاکو

ظفر علی خان ۱۹۲۵ء - ۶ - ۲۰

ابو العلاء چشتی المعروف بہ حاجی لق لق نے مولانا ظفر علی خان کا تتبع کرتے ہوئے ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو عطاء بٹ کے تمباکو کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا :

چمن کا گوشہ ہو بر میں ہو معشوق
پڑا ہو سامنے صہبا کا مٹ کا
مراد آباد کا حقہ بھی ہو پاس
چلم میں جس کی تمباکو ہو بٹ کا

بٹ صاحب مرحوم کے کتبے کی قدر و قیمت یوں بھی بڑھ جاتی ہے کہ ان کے لوحِ مزار پر جو قطعہ تاریخ وفات رقم ہے وہ جناب احسان دانش کا نتیجۂ فکر ہے - کتبے کی پوری عبارت یوں ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ
و قنا عذاب النار
قطعہ تاریخ رحلت
میاں عطا محمد بٹ ( تمبا کو والے )

قبلہ و کعبہ عطاء بٹ کی تھی ایسی زندگی
جتنے تھے تقدیر میں لکھے سجود زندگی
بندگی کے ساتھ ہی خوف خدا بھی دل میں تھا
اور نام ان کا سرفہرست ہر محفل میں تھا
ایک دن آیا کہ وہ رخصت ہوا مرد شعور
زندگی بھر جس کا سر جھکتا تھا مولا کے حضور
اس پہ دائم ہو خدا کی رحمتیں ہے یہ دعا
ملتفت ہوں روح پر اس کی محمد مصطفٰی
اب ہمارے سامنے ہے جو وہ انساں کھو گیا
حافظے میں ۷۳ء کا نومبر رہ گیا

از نتیجۂ فکر حضرت احسان دانش

پیدائش ۴ جنوری ۱۹۰۶ء وفات ۴ نومبر ۱۹۷۳ء

---

**نذر محی الدین قادری**

ابوسعید بزمی کی قبر سے اندازاً ستر اسی میٹر جانبِ جنوب سڑک کے کنارے ایک سفید گنبد نظر آتا ہے - اس گنبد کے نیچے خانقاہ فاضلیہ بٹالہ ، ضلع گورداسپور کے سجادہ نشین میاں نذر محی الدین قادری محوِ خوابِ ابدی ہیں - ان کے سوانح حیات "تذکرہ رؤسائے پنجاب" میں مرقوم ہیں - میاں نذر محی الدین قادری کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**حضرت عارف کامل مولانا سید نذر محی الدین قادری رضوان اللہ علیہ**

سجادہ نشین ہفتم دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف

تاریخ وصال ہادیٔ پاک

۷ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ[۱]

---

**بدر محی الدین قادری**

میاں نذر محی الدین قادری رحمہ اللہ کے پہلو میں ان کے فرزند ارجمند اور جانشین میاں بدر محی الدین قادری[۲] محو خواب ابدی ہیں ۔ تذکرہ رؤسائے پنجاب میں ان کا ذکر خیر موجود ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

عمدة الاصفیاء و الاتقیاء شیخ المرشدین العارفین

بدر المعالی شمس العلوم حضرت مولانا سید میاں

**بدر محی الدین قادری**

(رضوان اللہ علیہ)

سجادہ نشین نہم دربار قادریہ فاضلیہ (بٹالہ شریف)

تاریخ وصال محبوب احد

یکم شوال المکرم ۱۴۰۹ھ بروز اتوار

مطابق ۷ مئی ۱۹۸۹ء

---

۱ - مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۶۱ء -

۲ - سید بدر محی الدین سجادہ نشین نہم (م ۱۹۸۹ء) ابن سید نذر محی الدین سجادہ نشین ہشتم (م ۱۹۶۱ء) ابن سید ظہور الحسین سجادہ نشین ہفتم (م۱۸۹۹ء) ابن سید محمد حسین سجادہ نشین ششم (م۱۸۷۲ء) ابن سید احمد شاہ سجادہ نشین پنجم (م ۱۸۳۳ء) ابن سید محمد شاہ سجادہ نشین چہارم (م ۱۸۰۹ء) ابن سید محمد غوث سجادہ نشین سوم (م ۱۷۸۳ء) ابن سید غلام قادر سجادہ نشین دوم (م ۱۷۶۲ء) ابن حضرت ابوالفرح فاضل الدین بانیٔ خانقاہ قادریہ بٹالہ (م ۱۷۳۸ء) -

**یوسف کامران**

حضرت بدر محی الدین قادری کی درگاہ سے جانبِ شمال مشرق چند قدم کے فاصلے پر "اماں جی شاہدرہ والی" کی مشہور خانقاہ ہے۔ اماں جی کے مزار سے چھ میٹر جانبِ شمال مشہور ادیب اور شاعر یوسف کامران کی آخری آرام گاہ ہے - مرحوم مشہور شاعرہ اور ادیبہ کشور ناہید کے شوہر تھے - ان کا مجموعۂ کلام "سفر تمام ہوا" اور "اکیلے سفر کا اکیلا مسافر" کے عنوانات سے طبع ہو چکا ہے - ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

خوبی و خوبروئی مجسم

یوسف کامران

طلوع ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۸ء لاہور

غروب ۹ مارچ ۱۹۸۴ء سعودی عرب

کلبۂ آرام جاں

شہر کشور سے چاہِ کنعاں تک
کس قدر فاصلہ ہے یہ تو بتا
کتنا ویران ہے تیرا مسکنِ عشق
میرے یوسف پلٹ کے دیکھ ذرا

---

**عابد احمد علی**

حضرت بدر محی الدین کے روضۂ مبارک سے جانبِ قبلہ تیس میٹر کے فاصلے پر مشہور ماہر تعلیم سید عابد احمد علی آسودۂ خاک ہیں - مرحوم سرسید احمد خان کے ہم جد تھے - آزادی سے قبل مرحوم مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شعبۂ عربی میں استاد تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد موصوف پاکستان چلے آئے اور طویل عرصے تک گورنمنٹ ڈگری کالج سرگودھا کے پرنسپل رہے۔ سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد مرحوم بیت القرآن پنجاب پبلک لائبریری سے منسلک ہوگئے تھے۔ انہوں نے قاضی ابو یوسف رحمتاللہ علیہ کی مشہور زمانہ تصنیف "کتاب الخراج" کو انگریزی کے قالب میں ڈھالا تھا۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

هو الرحمٰن الرحیم

اللہ

محمد

سید عابد احمد علی

ابنِ سید احمد علی

تاریخ وفات ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ

مطابق ۱۰ مئی ۱۹۷۴ع بروز اتوار عمر ۶۹ سال

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں

یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

---

**عبدالعزیز فلک پیما**

سید احمد عابد علی کے مرقد سے جانب مشرق پندرہ میٹر کے فاصلے پر مشہور انشا پرداز میاں عبدالعزیز فلک پیما ابدی نیند سو رہے ہیں - ان کی نگارشات "مضامینِ فلک پیما" کے عنوان سے چھپ چکی ہیں - اس کتاب کے دیباچے میں میاں بشیر احمد مدیر ماہنامہ "ہمایوں" لاہور نے فلک پیما کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے :

"میانہ قد ، گھٹیلا بدن ، جسمانی و ذہنی صحت سے فیض یاب چہرے پر رونق ، آنکھوں میں ایک مطمئن نگاہ دل کے طوفانوں کی پردہ دار، اپنے کام میں ماہر ، گونا گوں تفریحات سے لطف اندوز ، غلطیوں سے بے پرواہ، ناشائستگی سے متنفر - حسن کا ہوشمند شکار ، معاشرتی آزادی کا علم بردار ، محفلوں میں خون حیات دوڑانے والا ، نفع رساں ، غرض مند ، سیاست ، مذہب ، فلسفہ اس کے پھندے میں گرفتار ، خود دار ، متین، ظریف ، جس کے خیالات میں گریز در گریز، جس کی تحریر کی ہر دوسری سطر میں ایک انوکھی اچھوتی بات جس کی زبان میں آزاد منشی، جس کی طرز بیان میں بے ساختگی - یہ ہے فلک پیما کی ایک نامکمل سی تصویر ."

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

۷۸۶

هو العزیز

**مرقد میاں عبدالعزیز (فلک پیما)**

خلف الرشید حاجی شیخ محمد عوض

پیدایش : ۱۸۷۹ع موچی دروزہ لاہور
وفات : لاہور ۷ مئی ۱۹۵۱ع
تاریخ وفات
بس کہ اس کا نام تھا عبدالعزیز
"سال ذی عزت فلک پیما ہوا"
۱۳۷۰ھ
اقرأ باسم ربک الذی خلق ، خلق الانسان من علق ، و علم الانسان مالم یعلم

---

**سید شمشاد حیدر**

عبدالعزیز فلک پیما کے مزار سے جانب شمال مشرق آٹھ میٹر کے فاصلے پر علامہ محمد اقبال کے استاد شمس العلماء میر حسن (م ۱۹۲۹ع) کے نواسے اور پنجاب یونیورسٹی لاہور کے رجسٹرار سید شمشاد حیدر کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ان کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت کندہ ہے :

هو الغفور
حسن علی الله محمد فاطمہ حسین
بسم الله الرحمٰن الرحیم
منها خلقنکم
مرقد منور
**سید شمشاد حیدر**
ولد (خان صاحب) ڈاکٹر سید سعادت علی صاحب
تاریخ پیدائش ۲ ستمبر ۱۹۱۶ع
تاریخ وفات ۳ مارچ ۱۹۷۵ع
غفرلہ
۱۳۹۵ھ

سید شمشاد حیدر زین جہاں رفتند خلد
آہ اعزہ را تپاں بگذاشتہ در درد و رنج
سال رحلت صوری و ہم معنوی وامق نوشت
شد چو اکنوں یک ہزار و نہ صد و ہفتاد و پنج
۱۳۹۵ھ (۱۹۷۵ع)

شمع بھی ہے رہین پاس پھول بھی اُداس اُداس
کوئی نہیں ہے آس پاس مزار کیا کرے

---

**سید غلام بھیک نیرنگ**

شمشاد حیدر کے مرقد سے جانب شمال تین میٹر کے فاصلے پر مشرق پنجاب کے نامور سیاستدان ، مرکزی اسمبلی کے رکن اور جمعیۃ مرکز یہ تبلیغ الاسلام انبالہ کے روح رواں سید غلام بھیک نیرنگ محو خواب ابدی ہیں ۔ مرحوم شاعر بھی تھے اور انھیں داغ دہلوی سے تلمذ تھا ۔ ان کا مجموعۂ کلام "غبار افق" کے عنوان سے چھپ چکا ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

۷۸۶
تلک الدار الاخرۃ تجعلها للذین لایریدون
علواً فی الارض و لا فساداً و العاقبۃ للمتقین
مرقد
الحاج سید غلام بھیک نیرنگ عفا اللہ عنہ
(خلف سید قاسم علی ترمذی رضوی غفر لہ ساکن دورانہ ضلع انبالہ)
وکیل انبالہ ناظم عمومی جمعیت مرکزی تبلیغ الاسلام انبالہ شہر
و ممبر مرکزی اسمبلی ہندوستان و ممبر مجلس دستور ساز پاکستان
تاریخ وفات ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۲ع
مطابق ۲۶ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ
مادۂ تاریخ وفات : میر غلام بھیک نیرنگ پارسا
۱۹۵۲ع
یایتها النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ فادخلی
فی عبادی وادخلی جنتی ٥

---

**ڈاکٹر سید ظفر الحسن**

سید غلام بھیک نیرنگ کی قبر سے متصل جانب مشرق ان کے داماد اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ فلسفہ کے صدر ڈاکٹر ظفر الحسن مدفون ہیں ۔ مرحوم نے ۱۹۳۹ع میں ڈاکٹر افضال حسین قادری کے ساتھ مل کر ایک پمفلٹ شایع کیا تھا جس میں تقسیم ہند کی تجویز پیش کی تھی جو علی گڑھ

اسکیم کے نام سے مشہور ہے ۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کو ان سے شرفِ تلمذ ہے ۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل نفس ذائقۃ الموت

مرقد الحاج ڈاکٹر سید ظفر الحسن

ایم اے ، ایل ایل بی ، پی ایچ ڈی ، ڈی فل

(ابنِ خانصاحب سید دیوان محمد رئیس کھرڑ ضلع انبالہ)

پروفیسر فلسفہ و صدر شعبۂ فلسفہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

تاریخ وفات دو شنبہ ۲۲ شعبان ۱۳۶۸ھ

مطابق ۹ جون ۱۹۴۹ء

اللھم اغفرلہ وارحمہٗ ۔ آمین

---

### سید قاسم رضوی

سید غلام بھیک نیرنگ اور ڈاکٹر سید ظفر الحسن کے سرہانے مشہور بیورو کریٹ اور ان کے قریبی عزیز سید قاسم رضوی کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ان کا مکمل تعارف قبر کے تعویذ پر کندہ ہے :

سید قاسم رضوی

زمانۂ طالب علمی

پنجاب اور پاکستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سرگرم کارکن

زمانۂ ملازمت

ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ و لائل پور

کمشنر سرگودھا ڈویژن

ڈائریکٹر سول سروس اکیڈمی لاہور

وفات

۶ جون ۱۹۷۵ء لاہور

خدا مغفرت کرے

لوحِ مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی یا قیوم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آیت الکرسی

**سید محمد قاسم رضوی**

وفات ٦ جون ١٩٧٥ع لاہور

اللھم صلی وسلم و بارک علی سیدنا و مولنا و حبیبنا محمد النبی الامی و علی آلہ و اصحابہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک و بعدد خلقک و رضی نفسک وزنۃ عرشک و مداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الہ ھو الحی القیوم و اتوب الیہ ٥

---

**اصغر انبالوی**

سید قاسم رضوی کے مرقد سے جانب مشرق مائل بہ جنوب پانچ میٹر کے فاصلے پر ایک شاعر اصغر انبالوی محو خواب ابدی ہیں - ان کے حالات زندگی کسی تذکرے میں نظر سے نہیں گزرے اس لیے ان کے لوح مزار پر کندہ عبارت محفوظ کرنی اور بھی ضروری ہو گئی ہے - پوری عبارت یوں ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب اغفر وارحم و انت خیر الراحمین

اے رب میری مغفرت فرما میرے اوپر رحم کر تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے -

آخری آرام گاہ

**سید صغیر حسین اصغر انبالوی**

تاریخ وفات

١٧ مئی ١٩٧٩ع

بمطابق۔۔۔[1] لاہور

دارفانی میں سکونت کا خیال اے اصغر
جو بھی آتا ہے یہاں پا برکاب آتا ہے

---

١ - بمطابق کے آگے جگہ خالی ہے - یہاں ١٩ جمادی الثانی ١٣٩٩ھ ہونا چاہیے تھا -

(اس پوری عبارت کو یہ آیت گھیرے میں لیے ہوئے ہے)
قل یعبادی الذین اسرفوا علٰی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم ٥

---

**میراں بخش چغتائی**

سید عابد احمد علی کی قبر سے چھ میٹر جانبِ جنوب لاہور کے نامور مصور میراں بخش چغتائی کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ مرحوم کوچہ مصوراں ، گمٹی بازار میں رہتے تھے اور لاہور کے بیشتر مصور ان کے شاگرد ہیں ۔ مرحوم ، پروفیسر منیر الدین چغتائی، وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کے نانا تھے۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

**ماسٹر میراں بخش صاحب باہری**

سابق پرنسپل میؤ سکول آف آرٹس

تاریخ وفات

۸ اپریل ۱۹۴۴ء مطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ

---

**حکیم معین الدین چغتائی**

میراں بخش چغتائی کی ابدی آرام گاہ سے جانبِ جنوب چار میٹر کے فاصلے پر لاہور کے نامور طبیب اور ماہنامہ الحکیم کے مدیرِ شہیر حکیم معین الدین چغتائی کی قبر ہے ۔ الحکیم اپنے دور کا مشہور طبی مجلہ تھا جس کی پورے برعظیم پاک و ہند میں مانگ تھی۔ مرحوم کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرقد

**حکیم معین الدین چغتائی مرحوم**

مالک و مدیر ماہنامہ الحکیم

اندرون موچی دروازہ لاہور

تاریخ وفات ۱۸ فروری ۱۹۳۹ء

### حکیم غلام محی الدین چغتائی

حکیم معین الدین چغتائی کے پہلو میں ان کے بھائی حکیم غلام محی الدین چغتائی مرحوم کی ابدی آرام گاہ ہے۔ موچی دروازہ کے اندر "چشمۂ صحت دواخانہ" بڑا مشہور تھا۔ اس دوا خانے سے ایک مجلہ "الحکیم" کے نام سے شائع ہوتا تھا جس نے طب مشرق کے فروغ میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ حکیم غلام محی الدین اس دوا خانے کے روح رواں تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ      بسم اللہ الرحمٰن الرحیم      یا محمد

حکیم غلام محی الدین چغتائی مرحوم

مالک چشمۂ صحت دواخانہ

موچی دروازہ لاہور

تاریخ وفات ۲۳ جون ۱۹۵۳ء

---

### حکیم محمد انور بابری

حکیم غلام محی الدین چغتائی کے مرقد سے صرف دو میٹر جانب شمال مغرب، چار دیواری سے باہر، لاہور کے معروف طبیب اور سیاستدان حکیم محمد انور بابری کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کا مطب سرکلر روڈ پر برکت علی محمڈن ہال سے قریب تھا۔ مرحوم ڈاکٹر منیر الدین چغتائی کے ابن عم اور عبدالستار خاں نیازی کے بڑے مخلص دوست تھے۔ انہوں نے تحریکِ آزادی اور قیام پاکستان کے لیے بڑا کام کیا تھا۔ طب کے ساتھ ساتھ انہیں ادب کے ساتھ بھی لگاؤ تھا۔ ان کے لوح مزار پر یہ مختصر سی عبارت کندہ ہے:

یا اللہ      یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حکیم محمد انور بابری

ولد حکیم محمد شریف[1]

تاریخ وفات ۲۰ فروری ۱۹۷۷ء

---

۱۔ حکیم محمد شریف کا انتقال ۱۰ دسمبر ۱۹۶۰ء کو ہوا تھا۔

**سر شیخ عبدالقادر**

سید نذر محی الدین قادری کے مقبرے سے آٹھ میٹر کے فاصلے پر جانب جنوب اردو زبان و ادب کے ایک عظیم محسن سر شیخ عبدالقادر محوِ خوابِ ابدی ہیں ۔ شیخ صاحب نے "مخزن" کے ذریعے اردو کی بڑی خدمت کی ہے ۔ انہوں نے ہی علامہ اقبال کو علمی حلقوں میں متعارف کرایا تھا ۔ اقبال نے بھی بانگِ درا کا دیباچہ شیخ صاحب سے لکھوایا تھا ۔ ان کے لوح مزار پر باہر کی جانب یہ عبارت درج ہے :

نور اللہ تربتھم
و ادخلناھم بجنات نعیم
اللہ جل جلالہ،

کا وہ خاکسار بندہ جس کے قلب متین میں زندگی کے مسلسل نشیب و فراز کے دوران خاکساری اور تسلیم و رضا جاگزین رہی جو علم پرور بھی تھا
اور علم دوست بھی
اسے ڈھونڈا کریں گی اب نگاہیں

چراغِ محفلِ ادب چراغِ محفل ابد آفتابِ انجمن شیخ عبدالقادر

۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ع

لوح کے اندر کی جانب یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شیخ سر عبدالقادر
مدیرِ مخزن

پیدائش ۱۸۷۴ع وفات ۹ فروری ۱۹۵۰ع

شمع کی طرح جئیں بزم گہِ عالم میں
(اقبال)
خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں
(ابنِ پروین رقم)

(راقم کو سید بشیر ہندی سجادہ نشین درگاہ حضرت طاہر بندگیؒ نے بتایا تھا کہ اس کتبے کی عبارت فلک پیما نے لکھی تھی) ۔

**شیخ منظور قادر**

شیخ عبدالقادر کے مدفن سے ملحق جانبِ قبلہ ان کے فرزندِ ارجمند شیخ منظور قادر کی ابدی آرام گاہ ہے۔ وہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۳ء کو پیدا ہوئے۔ ان کا شمار پاکستان کے ممتاز قانون دانوں میں ہوتا ہے۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان اثاثوں کی تقسیم کے لیے جو ٹریبونل قائم ہوا، مرحوم اس کے رکن تھے۔ ون یونٹ کے قیام کے بعد موصوف مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے چیف جج مقرر ہوئے۔ جنرل محمد ایوب خان کے دور حکومت میں منظور قادر ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۲ء وزیر خارجہ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ وزارتِ خارجہ سے سبکدوش ہونے کے بعد موصوف دوبارہ مغربی پاکستان کے چیف جج مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۴ء میں ان کا انتخاب بحیثیت صدر بار ایسوسی ایشن پنجاب ہائی کورٹ ہوا۔ وہ بڑے محنتی انسان تھے اور اپنی ذمہ داریاں بڑی لگن کے ساتھ نبھایا کرتے تھے۔ ان کی قبر پر جو کتبہ نصب ہے۔ اس پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
منظور قادر
تو فروزاں ہے کہ تھا مضمر تری فطرت میں سوز
پیدائش ۲۸ نومبر ۱۹۱۳ء[1]
وفات ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۴ء

---

**سید نوبہار شاہ قادری**

شیخ عبدالقادر کی قبر سے جانبِ مشرق دس میٹر کے فاصلے پر ایک خوبصورت گنبد کے نیچے سید شمیم حسین قادری، سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کے والدِ بزرگوار اور سید ظہور شاہ صاحب بٹالویؒ کے فرزند ارجمند سید نوبہار شاہؒ محوِ خوابِ ابدی ہیں۔

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاءً للہ
الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون

---

۱۔ شیخ غلام علی ناشر کتب کے شائع کردہ انسائیکلو پیڈیا میں ان کی تاریخ ولادت ۱۳ اکتوبر لکھی ہے، جو لوح مزار سے مطابقت نہیں رکھتی۔

مزارِ پر انوار
حضرت سرکار صاحبزادہ
**سید نو بہار حسین شاہ صاحب**
قادری ظہوری فاضلی رحمۃ اللہ علیہ
سجادہ نشین بٹالہ شریف
تاریخ وصال

نو بہاری رفت از گلزارِ دین
در جہاں قحط الرجال افتاد زین
خوش گلے رضوان بدست آمد ترا
نو بہار دار خلد برین

۱۳ جمادی الثانی ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۵۲ء بروز پیر

---

**ڈاکٹر سید منظور حسین**

شیخ عبدالقادر کے مرقد سے جانب شمال مغرب سات میٹر کے فاصلے پر پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ ریاضی کے سربراہ پروفیسر سید منظور حسین محوِ خواب ابدی ہیں۔ سید صاحب ۱۴ ستمبر ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۴۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ریاضی کے مضمون میں ایم اے پاس کیا۔ موصوف نے ۱۹۴۶ء تا ۱۹۵۶ء زمیندار کالج گجرات، گورنمنٹ کالج سرگودھا اور گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھایا۔ اسی دوران میں مرحوم نے ڈرہم یونیورسٹی سے ۱۹۵۴ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۵۶ء میں ان کا تقرر بحیثیت ریڈر شعبۂ ریاضی پنجاب یونیورسٹی میں ہوا۔ ۱۹۶۳ء میں وہ پروفیسر بن گئے۔ انہوں نے چار درسی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ

اے مطمئن نفس! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

## ڈاکٹر سید منظور حسین صاحب (پروفیسر ریاضی)

تاریخ وفات ۲۲ ذیقعد ۱۴۰۱ھ

بمطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۸۱ع بروز منگل

---

### احسان دانش

ڈاکٹر سید منظور حسین کے مرقد سے جانب مشرق دس میٹر کے فاصلے پر مزدور شاعر احسان دانش کی قبر ہے۔ انہوں نے اپنی سوانح حیات "جہانِ دانش" کے عنوان سے قلمبند کی ہے۔ ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت منقوش ہے:

یا اللہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار

شاعر مزدور

حضرت احسان دانش

مرید خاص حضرت حافظ تفضل حسینؒ

(معروف بہ بھگرے والے پیر[1])

تاریخ وفات ۲۲ مارچ ۱۹۸۲ع

دانش میں خوف مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز

میں جانتا ہوں موت ہے سنت حضورؐ کی

---

### اروڑا خان بوڑے خان

بھائی اروڑا خان اور بوڑے خان اپنے زمانے میں نامور موسیقاروں میں شمار ہوتے تھے۔ ان کا تعلق لاہور کے ربابی خاندان سے تھا۔ اول الذکر نے فتح علی خان پٹیالوی کے حضور زانوئے تلمذ تہ کیا تھا۔ انہیں کالے خان جیسے اُستاد کے ساتھ سنگت کرنے کا بھی شرف حاصل ہے۔ ان کی قبریں

---

۱۔ (راقم الحروف کی ناقص رائے میں بگھرے کی جگہ بھگرے ہونا چاہیے۔ بگھرہ کاندھلے کے نواح میں ایک قصبہ ہے جو شاملی سے مظفر نگر جاتے ہوئے راستے میں آتا ہے)۔

احسان دانش کی قبر سے جانب مشرق بیس میٹر کے فاصلے پر ایک چاردیواری کے اندر ہیں۔ دونوں فنکاروں کی لوح مشترکہ ہے اور اس پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد

| | |
|---|---|
| بھائی اروڑا خان | میاں عبداللہ عرف بوڑے خان |
| ڈائریکٹر آرکسٹرا ریلوے | قوال حضرت خواجگانِ چشتؒ |
| تاریخ وفات | تاریخ وفات ۲۴ رجب ۱۳۵۱ھ |
| بروز پیر دوشنبہ | مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۳۲ء |
| ۲۲ جنوری ۱۹۳۴ء | بروز جمعرات |

نو تعمیر کنندہ غلام مرتضیٰ انارکلی لاہور
۷ فروری ۱۹۸۵ء بروز جمعرات

---

## حکیم محمد مودود

پیر نو بہار شاہ قادری کے مزار سے دس میٹر جانب جنوب لاہور کے معروف طبیب اور صوفی، حکیم محمد مودود محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ مرحوم کا آبائی وطن سجان پور ضلع گورداسپور تھا لیکن لکھنؤ کو ان کا مسقط الراس ہونے کا شرف حاصل ہے۔ انہوں نے طبیہ کالج دہلی میں طب کی تکمیل کی۔

حکیم مودود مرحوم نے لاہور میں مطب کھولا جو بڑا کامیاب رہا۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے روایت ہے کہ ابتدائی زندگی میں مرحوم بڑے رنگین طبع اور شگفتہ مزاج تھے لیکن جلد ہی ان کی طبیعت کا رخ تصوف کی طرف ہو گیا۔ ان کا ذکر اطباء کے علاوہ صوفیاء کے تذکروں میں بھی ملتا ہے۔ ان کی عمر ۵۴ برس ہوئی۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ ۷۸۶ یا محمد
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
آہ محمد مودود زیر خاک شدہ

---

۱۳۸۱ھ

## حکیم شیخ محمد مودود صاحب مرحوم
تاریخ وفات ۱۹ مئی ۱۹۶۱ء

---

**الماس رقم**

حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے مزار مبارک کے دروازے سے دس میٹر جانب قبلہ سڑک کے کنارے لاہور کے نامور خطاط الماس رقم کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کا شمار اساتذۂ فن میں ہوتا ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مرقدِ منور أستاد الاساتذہ
خطاط العصر
محمد صادق قریشی ہاشمی ملقب بہ الماس رقم
وصال بروز جمعرات ۳۰ مارچ ۱۹۸۰ء
رحمہ اللہ تعالیٰ
انا للہ وانا الیہ راجعون

کتبہ جمیل رقم

تعویذ کے دائیں جانب یہ شعر کندہ ہے:

خدایا بدہ شوقِ ذاتِ رسول
بدردِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرا کن قبول
کس کو صدمہ نہیں ہے آپ کے دنیا سے اٹھ جانے کا
اہل تصنیف و تالیف ہوں یا ہوں فن کاران قلم

تعویذ کے بائیں جانب یہ شعر منقوش ہے:

ز عشق مصطفیٰ دل ریش کردم
رقابت با خدائے خویش کردم

---

**مولوی شمس الدین**

الماس رقم کی قبر سے ملحق جانب مشرق مولوی شمس الدین مرحوم کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم کی قبر ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح بنائی گئی ہے لیکن اس پر کتبہ نصب نہیں ہے۔

مولوی شمس الدین نادر کتابوں کے تاجر تھےاور ان کی دکان مسلم مسجد کے نیچے تھی ۔ انھیں پرانے مخطوطات اور مختلف خطوں کے بارے میں بڑی معلومات تھیں ۔ وہ مخطوطہ دیکھ کر اس کی قدامت بتا دیتے تھے ۔ ان کی دکان پر اہل علم کی نشست ہوا کرتی تھی ۔

مولوی صاحب کا انتقال مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۶۸ع کو ہوا تھا ۔ بشیر ہندی نے دوستی کا حق ادا کرتے ہوئے انھیں حضرت طاہر بندگی کے احاطہ قبور میں جگہ عطا کی ۔ سید نفیس رقم شاہ صاحب نے :

"جناب شمس شد غروب"

۱۹۶۸ع

سے تاریخ وفات نکالی ۔

---

**خواجہ محمد فاضل**

حضرت شیخ طاہر بندگیؒ کے مزار مبارک کے صدر دروازے کے ساتھ جانب چپ امرتسر کے مشہور ماہر تعلیم خواجہ محمد فاضل کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ انھوں نے امرتسر کے ہزاروں مسلمان طلبہ کو زیور علم سے آراستہ کیا ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**خواجہ محمد فاضل**

ولد

مولوی احمد بخش مرحوم

ہیڈ ماسٹر ایم اے او ہائی سکول امرتسر

تاریخ وفات ۴ نومبر ۱۹۶۳ع بروز پیر

بمطابق ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ

---

**حضرت شیخ محمد طاہر**

گورستان میانی صاحب میں سب سے اہم مزار حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا ہے ۔ ان کے سوانح حیات بدر الدین سرہندی نے حضرات القدس میں اور محمد ہاشم کشمی نے زبدۃ المقامات میں

درج کیے ہیں - موصوف محلہ رڑہ تیلیاں اندرون شہر کے ساکن اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صاحبزادوں کے استاد تھے - بٹالہ کی خانقاہ قادریہ کے مؤسس حضرت ابو الفرح فاضل الدین کا سلسلۂ طریقت دو واسطوں سے شیخ محمد طاہر سے مل جاتا ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یطھر کم تطھیرا

مہبطِ انوار

قطبِ جہان غوثِ زمان فردِ دوران شہبازِ لامکان برہانِ شریعت سلطانِ طریقت بحرِ حقیقت گنجِ معرفت شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد طاہر بندگی نقشبندی مجددی چشتی صابری -

قدس سرہ العزیز

شاہ طاہر والا رتبت مظہرِ نورِ خدا

کاملاں را پیر کامل سالکاں را راہنما

۸ محرم الحرام ۱۰۴۰ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۶۳۰ع

بروز پنجشنبہ بوقت چاشت

---

**حضرت ابو محمد قادری**

حضرت طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک سے جانبِ مشرق دو میٹر کے فاصلے پر ان کے خلیفۂ خاص حضرت ابو محمد قادریؒ محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ حضرت ابو محمد کے خلیفہ حضرت محمد افضل کلانوریؒ سے حضرت ابو الفرح فاضل الدینؒ بانیٔ خانقاہ قادریہ بٹالہ نے فیض حاصل کیا تھا - حضرت ابو محمد کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقدِ منور

رئیس خطۂ میانی شیخ المشایخ شیخ العصر

حضرت شیخ ابو محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

یوم وصال ۷ رجب ۱۰۵۰ھ

---

**حضرت فضل الرحمٰن مجددی**

حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے روضۂ مبارک کی شمالی دیوار کے ساتھ حضرت مُلا صاحب شور بازار کے پوتے اور حضرت فضل عثمان مجددی کے صاحبزادے جناب فضل الرحمٰن مجددی کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کے والد بزرگوار حضرت فضل عثمان مجددی (م ۱۹۷۳ع) افغان حکومت سے سیاسی اختلافات کی بنا پر ترک وطن کرکے گلبرگ لاہور میں سکونت پذیر ہوگئے تھے۔ حکومت پاکستان نے انہیں V.I.P. قرار دے کر ان کا ماہانہ وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد حکومت پاکستان نے ان کے فرزندِ ارجمند فضل الرحمٰن مجددی کا بھی وظیفہ مقرر کر دیا۔ لاہور کے دینی اور روحانی حلقوں میں ان کا بڑا احترام کیا جاتا تھا۔ ۲۴ جنوری ۱۹۸۹ع کو موصوف اپنا پستول صاف کر رہے تھے کہ اچانک اس سے ایک گولی نکل کر ان کے جسم میں پیوست ہوگئی اور وہ راہیٔ ملک بقا ہوگئے۔ ان کی نمازِ جنازہ افغانستان کے سابق صدر پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی نے پڑھائی۔ حضرت مجددی کے لوحِ مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون

بدر المشائخ حضرت فضل الرحمٰن المجددی

نسب نامہ

ابن حضرت فضلِ عثمان مجددی ابن نور المشائخ حضرت فضلِ عمر مجددی ابن حضرت خواجہ غلام قیوم ابن حضرت خواجہ غلام صدیق ابن حضرت خواجہ عبدالباق ابن حضرت خواجہ شاہ صفی اللہ ابن حضرت خواجہ غلام معصوم ثانی ابن حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل ابن شاہ محمد صبغۃ اللہ ابن عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اول ابن مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی شیخ احمد کابلی سرہندی:

این کہ در فردوس اعلیٰ ایزدش دادہ مکان
گنج اندر خاک چون دُر دَر صدف باشد نہان
بود از اہل طریقت واقف اسرار حق
حامی دینِ مبین و دشمنِ طاغوتیان
ز آسمان فیض و دانش کرد در این جا افول
کوکب رخشندہ ئی از کشور افغان ستان

فضل رحمٰن نام نیکش فضلِ عثمان پدر
جدّ شان نور المشائخ قطب الاقطاب زمان
سالها در خانقاهٔ بد مونس اہل طریق
بوده و کوشیده در ترویج دین حق ز جان
در دفاع از دین میهن ضد روس اندر جهاد
کرد خدمت ہای شایان و برآمد ز امتحان
بود مشفق چون پدر بر جمله اطفال یتیم
ہم برای مستمندان غمگسار و مهربان
روز سه شنبه چهار دلو سال شصت و ہفت
شد شهید و روح پاکش رفت در باغ جنان
از بہار عمر شان پنجاه و دو بگذشته بود
که شدش از شهد وصل‌دوست شیرین کام جان
نام نیکش ماند جاویدان الیٰ یوم القیام
داغدار از ہجر او گردیده قلب دوستان
ہر مسلمانی که آید بر مزار اہلِ دل
سوره ہای حمد و اخلاص را کند وردِ زبان
گشت با یاران "شفیق" سوگوار حضرتش
یا الٰہی شاد گردان روح او را ہر زمان

تاریخ وفات

روز سه شنبه ۴ دلو ۱۳۶۸ (ہ ش)
مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۰۸ (ہ ق)
برابر ۲۴ جنوری ۱۹۸۹ (م)

---

تاج عرفانی

حضرت شیخ طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک کی مشرق دیوار سے قریب مشہور صحافی ، بلند پایہ شاعر اور نامور طبیب تاج الدین احمد المعروف بہ تاج عرفانی کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ان کے والد ملا محمد بخش صحافی تھے اور انہوں نے "ہنٹر" اور "جعفر زٹلی" کے نام سے دو اخبار جاری کیے تھے جو ان کی وفات کے بعد تاج عرفانی نکالتے رہے ۔ تاج صاحب نے کئی طبی رسائل بھی مرتب کیے ۔

تاج عرفانی مومن خاں مومن کے بے حد مداح تھے ۔ ان کی شاعری پر مومن کا اثر نمایاں ہے ۔ انھیں اقبال اور ظفر علی خان سے خدا واسطے کا بیر تھا اور ان کے خلاف ہمیشہ لکھتے رہتے تھے ۔

تاج صاحب شاعر، صحافی اور طبیب ہونے کے ساتھ ایک صاحبِ دل انسان تھے۔ انھوں نے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کی بیعت کر لی تھی ۔

تاج عرفانی کے تلامذہ میں ابو طاہر فدا حسین فدا سرفہرست ہیں ۔ تاج صاحب کا وصال ۱۱ مئی ۱۹۵۹ء کو ہوا ۔ اتنی مدت گذر جانے کے بعد بھی ان کی قبر پر کسی نے کتبہ نصب نہیں کیا ۔

---

## مولانا صلاح الدین احمد

تاج الدین احمد تاج عرفانی کے مرقد سے قریب ہی مولانا صلاح الدین احمد کی قبر تھی ۔ حضرت طاہر بندگیؒ کے سابق سجادہ نشین بشیر ہندی مرحوم نے چند سال قبل راقم الحروف کی موجودگی میں اس کی نشاندہی کی تھی ۔ اس وقت ان کی قبر گھنی جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی ۔ جب کسی گورکن نے وہ جھاڑیاں صاف کیں تو قبر بھی صاف ہو گئی ۔ اب اس کی نشاندہی اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ۔

مولانا صلاح الدین احمد ۲۵ مارچ ۱۹۰۲ء کو پیدا ہوئے۔ ان کا بچپن "لاہور کی چیلسی" اندرون بھاٹی دروازہ میں گذرا ۔ یہ وہ زمانہ تھا جب علامہ اقبال، حکیم احمد شجاع اور مولوی احمد الدین کا وہیں قیام تھا ۔

مولانا صلاح الدین کو نو عمری میں ہی علم و ادب کے ساتھ لگاؤ پیدا ہو گیا تھا ۔ زمانۂ طالب علمی میں انھوں نے "خیالستان" کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا ۔ ایک بار انھوں نے میرا جی کے والد منشی مہتاب الدین (م ۱۹۴۶ء) کے ساتھ مل کر ایڈورٹائزنگ کمپنی قائم کی ۔ میرا جی اس کمپنی کے دفتر میں ملازم ہو گئے لیکن جلد ہی یہ فرم ناکام ہو گئی ۔

مولانا ایک صاحبِ طرز ادیب اور بڑے کامیاب مترجم تھے ۔ وہ اردو کے شیدائی تھے اور لوگ انھیں پنجاب کا بابائے اردو کہا کرتے تھے ۔ انھوں نے ماہنامہ "ادبی دنیا" کے ذریعے اردو زبان و ادب کی بڑی خدمت کی اور

بہت سے ادیب پیدا کیے - وہ صحیح معنوں میں ادیب گر تھے - ان کی تصانیف میں سے محمد حسین آزاد ، اردو میں افسانوی ادب اور تصوراتِ اقبال قابل ذکر ہیں - موصوف ۱۴ جون ۱۹۶۴ء کو انتقال کر گئے -

---

**محمد وارث کامل**

حضرت طاہر بندگی رحمہ اللہ کے مزار مبارک سے جنوب کی سمت بیس میٹر کے فاصلے پر مشہور صحافی اور ادیب مولانا محمد وارث کامل محوِ خوابِ ابدی ہیں - مرحوم بہت دنوں تک "مدینہ" بجنور اور ہفت روزہ چٹان لاہور کے عملہ ادارت میں شامل رہے - ان کی تصانیف میں محمد حسین ہیکل کی تصنیف سیرۃ الرسول کا اردو ترجمہ ، داراشکوہ کی سفینۃ الاولیا اور عبدالحمید زہراوی کی "خدیجہ" کے اردو تراجم ، تذکرہ اولیائے لاہور ، زینب بنت زہرا اور داتا گنج بخش قابل ذکر ہیں - ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

۷۸۶
ما عرفناک حق معرفتک
**مولانا محمد وارث کامل مرحوم**
بروز یک شنبہ مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۰ء
ہے فکر کہ ہو کندہ سرِ لوحِ مزار
تاریخ کوئی ہائے محمد وارث
ہاتف نے کہا قمر یہ مصرع لکھ دو
دنیا سے اٹھ گئے محمد وارث
۱۳۸۰ھ

---

**میجر شبیر شریف نشانِ حیدر**

سر شیخ عبدالقادر مدیرِ مخزن کے مرقد سے جانبِ جنوب چالیس میٹر کے فاصلے پر سڑک کے کنارے ایک چھتری کے نیچے میجر شبیر شریف شہید نشانِ حیدر کی ابدی آرام گاہ ہے - ان کا مکمل تعارف ان کے لوح مزار پر ان الفاظ میں مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاءٌ ولکن لا تشعرون

آخری آرام گاہ

## میجر شبیر شریف نشانِ حیدر ستارۂ جرأت

تاریخ ولادت
۲۸ اپریل ۱۹۴۳ء
تاریخ شہادت
۶ دسمبر ۱۹۷۱ء

میجر شبیر شریف شہید وہ مایہ ناز سپوت ہیں جنہوں نے ستمبر ۱۹۶۵ء اور دسمبر ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں میں حصہ لیا اور مادرِ وطن کا دفاع کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا ۔ انہوں نے سب سے زیادہ اعزازات حاصل کیے یعنی ۱۹۶۴ء میں "شمشیرِ اعزازی" ۱۹۶۵ء میں "ستارۂ جرأت" اور ۱۹۷۱ء میں "نشانِ حیدر" ۔ اس طرح انہیں تمام شہدأ پر برتری حاصل ہے :

سرِ خاکِ شہیدے برگ ہائے لالہ می پاشم
کہ خونش بانہالِ ملتِ ما ساز گار آمد

---

## دُلّا بھٹی

میجر شبیر شریف کی قبر سے جانب قبلہ سڑک کے پار تیس میٹر کے فاصلے پر ایک بے نام اور ٹوٹی پھوٹی سی قبر ہوا کرتی تھی ۔ چند سال قبل اس کے سرہانے دُلّا بھٹی اکیڈیمی کے عہدیداروں نے ایک بورڈ نصب کرکے اس پر یہ عبارت لکھوا دی ہے :

یا اللہ

یا محمد ۷۸۶

میں بھناں دِلّی دے کنگرے
جگہ مخصوص برائے مقبرہ

**دُلّا بھٹی شہید**

تاریخ شہادت : ۲۶ مارچ ۱۵۸۹ء

منجانب دُلّا بھٹی اکیڈیمی (رجسٹرڈ) لاہور

انہی حضرات نے شارع شیخ طاہر بندگیؒ پر بشیر صحرائی کے مرقد سے قریب ایک اور بورڈ نصب کیا ہے جس پر تیر کا نشان بنا کر دلا بھٹی کی قبر تک پہنچنے کا راستہ بتایا ہے ۔ اس بورڈ پر یہ بھی تحریر ہے کہ دُلّا بھٹی

نے مغل شہنشاہ اکبر کی بے دینی اور الحاد کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا تھا لیکن اس کی بغاوت ناکام بنا دی گئی اور اُسے تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔

دُلّا بھٹی پنجابی ادب میں ایک "وار" کا کردار ہے۔ اسے یوں "شہید" بنا دیا گیا ہے۔ نور احمد چشتی نے تحقیقاتِ چشتی میں اسے "سرغنۂ مفسدان و رہزنان" لکھا ہے جسے ملک علی کوتوال نے لاہور میں پھانسی دی تھی۔ ملک علی کوتوال کی قبر حضرت طاہر بندگی کے جوار میں ہے، اس لیے اسی نواح میں دُلّا بھٹی کی قبر بھی بنا دی گئی۔ کسی تذکرے میں اس کے اس جگہ دفن ہونے کا ذکر نہیں ملتا۔ میرے زمانۂ طالب علمی میں بھی دُلّا بھٹی کے نام سے کوئی قبر منسوب نہ تھی اب چند سالوں سے "تلاش" کر لی گئی ہے۔ انجمن بھٹی راجپوتاں اب وہاں مقبرہ بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔

---

**شیخ خورشید احمد**

میجر شبیر شریف شہید کے مرقد سے جانب جنوب مشرق پچیس میٹر کے فاصلے پر پاکستان کے ایک نامور وزیرِ قانون شیخ خورشید احمد کی قبر ہے۔ موصوف بڑے نیک نام وزیر اور ایک مہذب انسان تھے۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ — یا محمد

مرقد

**شیخ خورشید احمد**

خلف شیخ مقبول احمد نبیرۂ شیخ علی احمد

تاریخ وفات ۱۹ جون ۱۹۶۷ء

مطابق ۱۰ ربیع اول ۱۳۸۷ھ

رنگین گلِ گلستان برفت آہ
از دامنِ باغبان برفت آہ
واللہ شتافت سوئے فردوس
رہگیر کہ ناگہاں برفت آہ
تاریخ وفات آمد از غیب
"خورشید ز آسمان برفت آہ"
۱۹۶۷ء

---

## رانی گل بیگم

گل بیگم (م ۱۸۶۵ع) امرتسر کی رہنے والی تھی - اس کی شادی ۱۸۳۱ع میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ساتھ ہوئی تھی - رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد اس نے رنگ محل میں موجودہ مشن ہائی سکول کے قریب سکونت اختیار کر لی تھی - اب بھی وہ گلی ، جہاں گل بیگم رہتی تھی ، اس کے نام کی مناسبت سے گلی گل بیگم کہلاتی ہے - اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی اس لیے اس نے اپنے بھانجے مراد خان کو گود لے لیا تھا - جس جگہ میانی صاحب میں اس کی قبر ہے، وہ علاقہ باغ گل بیگم کے نام سے موسوم ہے - اس کی قبر ایک وسیع چار دیواری کے اندر ہے ، جہاں کسی زمانے میں باغ ہوگا - اس باغ کی ڈیوڑھی کئی کمروں پر مشتمل ہے جس میں اب کسی نے رہائش اختیار کر لی ہے - گل بیگم کی قبر شیخ خورشید احمد وزیر قانون کی قبر سے اندازاً چالیس میٹر جانب جنوب ہے - قبر کے کتبے پر یہ عبارت رقم ہے :

رانی گل بیگم بنتِ شیخ محمد اکبر

زوجہ

مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر سورگباشی

---

## خواجہ دل محمد

باغ رانی گل بیگم کے عین بالمقابل خواجہ دل محمد کا خاندانی قبرستان ہے - خواجہ صاحب ریاضی کے نامور استاد اور مشہور شاعر تھے - ان کا کلام "بوستانِ دل" کے عنوان سے چھپ چکا ہے - انہوں نے گیتا کا منظوم ترجمہ کیا تھا جو "دل کی گیتا" کے عنوان سے شائع ہوا ہے - میرے زمانۂ طالب علمی میں دل کا حساب ، دل کا الجبرا اور دل کی جیومیٹری میٹرک کے طالب علموں میں بڑی مقبول تھیں - لاہور کی ایک معروف سڑک بھی ان کے نام سے منسوب ہے - خواجہ صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

مرقد پُر انوار

خواجہ دل محمد ایم - اے

سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور

سابق میونسپل کمشنر
و ٹرسٹی لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ
تاریخِ وفات
۳ ذوالحجہ ۱۳۸۱ھ
۲۸ مئی ۱۹۶۱ع

---

**سر محمد شاہنواز خان ممدوٹ**

خواجہ دل محمد کے احاطہ مزار سے ملحقہ احاطہ، نوابانِ ممدوٹ کا ہے۔ اس احاطے میں سب سے نمایاں قبر قائداعظم کے قریبی ساتھی سر شاہنواز خان ممدوٹ کی ہے۔ ۱۹۴۰ع میں قراردادِ لاہور کی منظوری کے وقت قائداعظم کے ساتھ لی گئی ایک تصویر میں مرحوم اچکن اور ترکی ٹوپی میں ملبوس کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مرقد
**نواب سر محمد شاہنواز خان**

رحمتِ حق بر روانِ شاہنواز
وقفِ ملت بود جانِ شاہنواز
حاتمِ پنجاب نواب و فقیر
مختصر این است شانِ شاہنواز
خفتہ است این جا فدائے مسلم لیگ
این چہ مے بینی نشانِ شاہنواز

تاریخ وفات

۲۰ صفر المظفر ۱۳۶۱ھ بروز یکشنبہ
مطابق ۸ مارچ ۱۹۴۲ع بروز اتوار
طاب اللہ ثراہ

---

نواب افتخار حسین خان ممدوٹ

نواب سرشاہنواز کے قریب ہی ان کے فرزند ارجمند، آزادی کے بعد پنجاب کے پہلے وزیر اعلی اور سندھ کے گورنر نواب افتخار حسین خان ممدوٹ آسودۂ خاک ہیں۔ انہیں بھی اپنے والد ماجد کی طرح قائداعظم کا قرب حاصل رہا ہے۔ ان کی قبر کے تعویذ پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد
مرقد
خان افتخار حسین خان
نواب آف ممدوٹ
تاریخ پیدائش
یکم جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۵ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ بروز دو شنبہ
تاریخ وفات
۱۸ اکتوبر ۱۹۶۹ء مطابق ۶ شعبان ۱۳۸۹ھ بروز شنبہ

---

محمد افضال شہید

نواب افتخار حسین خان کی ابدی آرام گاہ سے قریب ان کے ایک عزیز محمد افضال کی قبر ہے۔ صاحب قبر تو اتنے معروف نہیں ہیں لیکن ان کی تاریخ وفات حفیظ جالندھری کی کہی ہوئی ہے اور کتبہ تاج زریں رقم کے فن کا شاہکار ہے، جو عجائب گھر میں محفوظ کر لینے کے لائق ہے۔ کتبے کی عبارت یوں ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مرقد
فلائنگ آفیسر محمد افضال مرحوم
لے اڑا فرش سے تا عرش جسے شوق کمال
وہ جوانمرگ ہے خود مصرع تاریخ وصال

لوح محفوظ پہ تقدیر کے ہاتھوں سے حفیظ
ثبت ہے : شوکت و پرواز محمد افضال

۱۹ع۵۲
تاریخ وفات ۱۰ اپریل ۱۹۵۲ء

تاج زریں رقم حفیظ جالندھری

---

نذیر احمد خاور

گوجرانوالہ کے بازار خراداں میں خانقاہ قادریہ ایک معروف روحانی مرکز ہے .اس خانقاہ کے بانی حضرت محمد عمر عباسیؒ علامہ اقبال کے والد شیخ نور محمد کے دادا مرشد تھے۔ انھوں نے ہی علامہ مرحوم کو بسم اللہ پڑھائی تھی۔ ان کے پڑ پوتے نذیر احمد خاور بڑے اچھے شاعر تھے اور انہیں علامہ تاجور نجیب آبادی سے تلمذ تھا۔ خاور مرحوم اردو، فارسی اور پنجابی میں شعر کہتے تھے۔ ان کے سوانح حیات اور نمونۂ کلام مجلہ مہک کے گوجرانوالہ نمبر میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان کا مزار خواجہ دل محمد کے احاطے سے ملحق اپنے سسر سخی سرور کی درگاہ میں موجود ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ مختصر سی عبارت درج ہے :

نذیر حسین قریشی
ولد محمد کرم اللہ
تاریخ وفات ۳ مارچ ۱۹۸۰ء

---

پروفیسر محمد شجاع الدین

حضرت پیر سخی سرور کے احاطۂ مزار سے باہر جانب جنوب مغرب چالیس میٹر کے فاصلے پر ٹین کی چھت تلے لاہور کے ممتاز تاریخ دان اور دیال سنگھ کالج لاہور کے شعبۂ تاریخ کے صدر پروفیسر محمد شجاع الدین محو خواب ابدی ہیں۔ انھوں نے نواب عبدالصمد خان دلیر جنگ بہادر کے بارے میں ایک فارسی مخطوطہ ۔ اسرار صمدی ۔ مرتب کرکے چھپوایا تھا۔ انھوں نے انگریزی زبان میں نور جہاں پر بھی ایک بلند پایہ کتاب شائع کی ہے۔ انھوں نے سید عبدالقادر کے ساتھ مل کر تاریخ اسلام اور تاریخ ہند و پاکستان لکھی تھیں، جو انٹرمیڈیٹ

کے نصاب میں شامل رہیں ۔ نقوش کے لاہور نمبر میں انہوں نے لاہور کی تاریخ پر جو طویل مقالہ لکھا ہے، وہ خاصے کی چیز ہے ۔ ان کا انتقال ۴۴ سال کی عمر میں بمرض سرطان ہوا۔ اتنی تھوڑی عمر کے باوجود وہ تاریخی حلقے میں اپنا نام چھوڑ گئے ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ اشعار کندہ ہیں جو ان کی ہمشیرہ محمودہ سوز کے کہے ہوئے ہیں ۔

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار حسرت آیات

پروفیسر شجاع الدین

پئے دیدار آئم بر مزارے
توانم دید شائد آں نگارے
چرا در گل روی اے گل عزارے
دلم سوزد درین سینہ فگارے

---

زیر تہہ خاک آنکھوں کا نور
شادی کے جوڑے میں روتی ہے حور
سینہ میں پنہاں جلتا ہوا طور
یہ کیا دکھایا یا ربِ غفور

---

انجام اور اتنا قریب
دورِ شباب کتنا مہیب
آہوں میں اشکوں میں ذکرِ حبیب
کچھ بھی نہ کر پائے سارے طبیب

---

یہ آندھیاں اور ایسی بہاریں
کن کن کو ڈھونڈیں کن کو پکاریں
بڑی پیاری قدریں بنی یادگاریں
لٹا کرتی ہیں اس طرح کب بہاریں

---

کجا روز روشن کجا کالی رات
بڑا مختصر ہے فریبِ حیات
فریبِ نظر ہے حیات و ممات
جہاں الم ہے یہ سب کائنات

(بیگم شجاع الدین) (محمودہ سوز)

عمر بیتالیس سال

تاریخ وفات ۲۳ رمضان ۱۳۸۴ھ

بمطابق ۲۷ جنوری ۱۹۶۵ء

بوقت ۹ بجے صبح

---

**سلطان بٹ**

باغ گل بیگم میں جہاں شارع شیخ طاہر بندگی ختم ہوتی ہے ، وہاں دائیں ہاتھ ایک مسجد زیر تعمیر ہے جو مسجدِ ہاشم کے نام سے موسوم ہے - اس نام کے ایک بزرگ کا مقبرہ بھی مسجد سے متصل موجود ہے - یہیں سے ایک کچا راستہ احاطہ باغبانان کی طرف جاتا ہے - اس راستے پر دائیں ہاتھ اندازاً چالیس میٹر کے فاصلے پر قیوم نظر کے فرزند سلطان بٹ کی ابدی آرام گاہ ہے - مرحوم ایک اچھا انشایہ نگار تھا لیکن جوانی میں ہی موٹر سائیکل کے حادثے میں فوت ہوگیا - اس کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

چھوڑ کر گریہ کناں سب کو یہاں آ لیٹا
اپنا سلطان وہ قیوم نظر کا بیٹا

سلطان بٹ

ولد

— قیوم نظر —

پیدائش : ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۳ء

وفات : ۵ فروری ۱۹۸۵ء

تیرے بن زندگی ، زندگی کیا
خیر جینے کی کوشش کروں گی

بھول جانا تو ممکن نہیں ہے
اشک پینے کی کوشش کروں گی

---

**قیوم نظر**

سلمان بٹ کے مدفن سے جانب شمال مائل بہ مشرق تین میٹر کے فاصلے پر ان کے والد محترم ، مشہور ادیب اور شاعر قیوم نظر کی ابدی آرام گاہ ہے - ان کا نام عبدالقیوم تھا - موصوف ۱۹۱۴ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے - انہوں نے ابتدائی تعلیم امرتسر میں مکمل کرکے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے لاہور کا رخ کیا - انہیں نو عمری سے ہی شعر و ادب کے ساتھ لگاؤ پیدا ہوگیا - لاہور آنے کے بعد انہیں علامہ تاجور نجیب آبادی اور عابد علی عابد کا قرب ملا - جس نے ان کے ذوق کو جلا بخشی - تاجور نے ہی ان کا تخلص نظر تجویز کیا -

ایم - اے کرنے کے بعد انہوں نے تدریس کا پیشہ اختیار کیا اور ۱۹۶۷ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ریٹائر ہوئے - ریٹائرمنٹ کے بعد ان کا تقرر بطور ڈائریکٹر پاکستان آرٹس کونسل ہوا - وہاں سے سبکدوشی کے بعد موصوف اورینٹل کالج لاہور میں شعبۂ پنجابی کے سربراہ مقرر ہوئے - انہوں نے قندیل، زندہ ہے لاہور ، پون جھکولے ، گھاس کی پتیاں ، اردو نثر انیسویں صدی میں اور سویدا جیسی کتابیں تصنیف کیں - ان کی کلیات "قلب و نظر کے فاصلے" کے عنوان سے چھپ گئی ہے - انہوں نے بچوں کے لیے جو نظمیں لکھی تھیں وہ "بھول ہی بھول" کے نام سے شائع ہوگئی ہیں - ان کا انتقال ۲۳ جون ۱۹۸۹ء کو ہوا - ان کی قبر پر ہنوز کتبہ نہیں لگایا گیا -

---

**مراد رقم**

قیوم نظر کی قبر سے جانبِ شمال بیس میٹر کے فاصلے پر لاہور کے ایک حاذق طبیب اور نامور خطاط حکیم مراد بخش چغتائی المعروف بہ مراد رقم محو خوابِ ابدی ہیں - ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قطعات لوگوں نے نوادرات کی طرح سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں -

موصوف ۱۹۰۸ء میں اندرون لوہاری دروازہ پیدا ہوئے ۔ انہوں نے خلیفہ احمد حسن سے خطاطی سیکھی ۔ خطاطی میں کمال حاصل کرنے کے لیے انہوں نے مصوری بھی سیکھی ۔ مراد رقم کو اہل فن نے نستعلیق خفی کا استاد تسلیم کیا ہے ۔ شیخ محمد اکرام کی تصانیف آب کوثر ، رود کوثر اور چشمہ کوثر (جو بعد میں موج کوثر کے نام سے مشہور ہوئی) کے پہلے ایڈیشنوں کی کتابت مراد رقم نے ہی کی تھی ۔ ان کے لوح مزار کی کتابت شریف گلزار تلمیذ خلیفہ احمد حسین سہیل رقم نے کی تھی ۔ کتبے پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

مرقد

حکیم مراد بخش چغتائی مراد رقم

ولد

میاں پیر بخش

منشی فاضل ، ادیب فاضل ، زبدۃ الحکماء

تاریخ وفات

۲۶ دسمبر ۱۹۸۱ء بمطابق ۲۸ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مرقد پہ تیری رحمت حق کا نزول ہو
حامی تیرا خدا اور خدا کا رسول ہو

---

**حکیم شیر محمد ناصر**

حکیم شیر محمد ناصر کا شمار پنجابی زبان کے بلند پایہ شعراء میں ہوتا ہے ۔ ان کا کلام اور سوانح حیات ڈاکٹر شہباز ملک نے چھماہی کھوج میں شائع کر دیے ہیں ۔ مرحوم ایک تجربہ کار طبیب بھی تھے اور مزنگ میں ان کا مطب تھا ۔ یہیں وہ آخری عمر میں عشق میں مبتلا ہو گئے ۔ انہوں نے اپنی داستان عشق بڑے حسرت بھرے انداز میں قلمبند کروائی ہے ۔ حکیم صاحب کی قبر قیوم نظر کی قبر سے پچیس میٹر جانب شمال موجود ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا حافظ　　　۷۸۶　　　یا ناصر

بندہ بڑا ہی چنگا سیں توں ناصر
رب تینوں بھی جنت نصیب کرے

الحاج حکیم شیر محمد ناصر سندھوں جٹ
ولد حکیم اللہ دین سندھوں جٹ
تاریخ وفات ۴ جنوری ۱۹۷۲ء

**محمدی بیگم**

پیر عبدالغفار شاہ کے احاطہ مزار کے جنوب مغربی گوشے کے باہر پٹی کے مغلوں کی قبریں ہیں۔ ان قبروں میں سب سے اہم قبر محمدی بیگم کی ہے۔ یہ وہی خاتون ہیں جن کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا تھا کہ ان کے ساتھ اُس کا نکاح عرشِ معلیٰ پر ہو چکا ہے۔ محمدی بیگم کے والدین نے اُن کی شادی پٹی کے ایک نوجوان مرزا سلطان بیگ کے ساتھ کر دی۔ اس پر مرزا نے کہا کہ ان کا خاوند فوت ہو جائے گا اور وہ ضرور اس نکاح کے میں آئیں گی لیکن مرزا غلام احمد خود ہی ۱۹۰۸ء میں فوت گیا اور سلطان بیگ ۱۹۴۹ء تک بقیدِ حیات رہا۔ محمدی بیگم کا نکاح مدتوں تک مناظروں کا موضوع بنا رہا۔ ان کے مزار کے کتبے پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ                لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ                یا محمد

مرقد
محمدی بیگم مرحومہ
زوجہ
رسالدار مرزا سلطان محمد بیگ آف پٹی
تاریخِ وفات ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء

**مرزا سلطان بیگ**

محمدی بیگم کی قبر سے جانب شمال مشرق دو میٹر کے فاصلے پر ان کے شوہر نامدار رسالدار سلطان بیگ محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ                ۷۸۶                یا محمد

مرقد
رسالدار مرزا سلطان بیگ آف پٹی
تاریخ وفات
۱۰ جنوری ۱۹۴۹ء

**ملک اسلم حیات**

مہدی بیگم کی قبر سے تیس میٹر جانب شمال پیر عبدالغفار شاہ کے مزار کے عقب میں ملک اسلم حیات کا مزار ہے۔ مرحوم لاہور کے معروف وکیل، سیاستدان اور سماجی کارکن تھے۔ وہ ہر دور میں شہریوں کے حقوق کے لیے حکام بالا کے ساتھ لڑتے رہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرقد

**الحاج ملک اسلم حیات ایڈووکیٹ**

صدر ڈسٹرکٹ بار۔ ممبر پاکستان بار کونسل

تاریخ پیدائش ۱۳ اگست ۱۹۱۲ء

تاریخ وفات ۱۳ جنوری ۱۹۷۵ء

میرے غم خواروں سے جا کر یہ کہو

اب قفس میں لگ گیا ہے اپنا جی

غم خوار زرینہ حیات، ملک انور حیات ایڈووکیٹ

ملک شہیر حیات، ملک شاکر حیات

---

**عشق لہر**

ملک اسلم حیات کی قبر سے تیس میٹر جانب قبلہ پنجابی زبان کے مشہور شاعر استاد چراغ دین المتخلص بہ عشق لہر کی آخری آرامگاہ ہے۔ مرحوم نے تحریک پاکستان میں بڑا کام کیا تھا۔ اس زمانے میں انہوں نے جو سیاسی نظمیں لکھی تھیں، وہ "عشق لہر دیاں لیگی نظماں" کے عنوان سے طبع ہو چکی ہیں۔ ایم۔ اے پنجابی کے ایک امیدوار عامر مقصود نے ۱۹۸۶ء میں ان کے احوال و آثار پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**استاد عشق لہر صاحب مرحوم**

وفات ۲۵ نومبر ۱۹۴۸ء، ۲۲ محرم ۱۳۶۸ھ

ساری عمر گناہ دے وچ گذری ایسا غلطیاں دا پاسا ملیا میں
ہویا پیار گناہ دے نال ایڈا بنے اوگ پلاون نہ ہلیا میں
آیا نزع دا وقت تے وگے آنسو آگے کوئی سامان نہ گھلیا میں
عشق لہر لگا لگان کھٹیاں نے تائیں مکھ چھپا کے چلیا میں

تیار کردہ خلیفہ تاج الدین پسر استاد عشق لہر صاحب مرحوم لاہور
جون ۱۹۷۱ء

---

شیخ مختار احمد

ملک شوکت علی کے مرقد کے بالمقابل حضرت محمد معصوم اورنگ آبادی کا روضہ مبارک ہے۔ ان کے روضہ مبارک سے چند گام کے فاصلے پر مغرب کی طرف ایک کچا راستہ جاتا ہے۔ اس راستے پر دائیں جانب میاں شاہد رحیم فاروق کی لوح مزار نظر آتی ہے۔ میاں صاحب کی قبر سے ملحق ایک الگ چار دیواری کے اندر دو کچی قبریں ہیں۔ ان میں سے پہلی قبر محترمہ مختار بیگم بنت شیخ غلام رسول وزیرآبادی کی ہے۔ شیخ صاحب علامہ اقبال کے بہنوئی تھے۔ مختار بیگم ان کی دوسری بیوی کی بیٹی تھیں۔ مختار بیگم کی قبر سے ملی ہوئی جانب قبلہ جو کچی قبر ہے، وہ ان کے شوہر نامدار شیخ مختار احمد (م ۱۹۸۹ء) ابن شیخ عطاء محمد برادر بزرگ علامہ اقبال کی ہے۔ شیخ مختار احمد کے برادر بزرگ شیخ اعجاز احمد نے اپنی تصنیف "مظلوم اقبال" میں ان کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا تھا۔ موصوف سول سیکرٹیریٹ میں سیکشن افسر اور گورنر ہاؤس کے سپرنٹنڈنٹ رہ چکے ہیں۔ ان کا انتقال ۱۲ ستمبر ۱۹۸۹ء کو ہوا تھا

میں نے جس کچے راستے کا ذکر کیا ہے، اسی پر بارہ میٹر کے فاصلے پر بائیں ہاتھ ایک وسیع احاطے میں میاں امیر الدین کے خاندان کی قبریں ہیں۔

---

ایم اسلم

مشہور ناول نگار اور افسانہ نویس ایم اسلم بڑے نیک دل انسان تھے۔ ان کے آخری ایام میں راقم الحروف ان کے بہت قریب رہا ہے۔ انہوں نے دو صد سے زائد ناول تحریر کیے ہیں جن میں سے مرزا جی، گناہ کی راتیں، شمسہ، رقص زندگی، جہنم، حسن سوگوار، ثمر گناہ، خار و گل، شام غریباں، در توبہ، راز و نیاز، راوی کے رومان اور شب غم خاص طور پر

مشہور ہیں - میاں صاحب کی آخری آرامگاہ میاں امیر الدین کی خاندانی پڑواڑ میں ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
میاں محمد اسلم مرحوم
پیدائش ۱۶ اگست ۱۸۸۵ع
وفات ۲۳ نومبر ۱۹۸۳ع

---

**اصغری**

میاں اسلم کی زوجہ اول کی قبر سے ملحق جانب مشرق ان کی ربیبہ اصغری کی ابدی آرام گاہ ہے - میاں صاحب نے دو شادیاں کیں لیکن وہ اولاد جیسی نعمت سے محروم رہے - انھوں نے ایک بچی اصغری نامی گود لے لی تھی لیکن وہ بھی سات سال کی عمر میں اللہ کو پیاری ہوگئی - اس کی وفات کے پچاس سال بعد بھی اس کے کپڑے ، جوتے اور کھلونے میاں صاحب نے سجا کر رکھے ہوئے تھے - ایک بار میاں صاحب نے راقم الحروف کو بتایا کہ انھیں اس بچی کے ساتھ اس قدر پیار تھا کہ اگر رات کو دو بجے اس کی یاد انھیں بے چین کر دیتی تو وہ اس کی قبر پر پہنچ جاتے - اس بچی کی قبر کے کتبے کی یہ تاریخی اہمیت ہے کہ اس کی وفات پر حفیظ جالندھری نے ایک طویل مرثیہ لکھا تھا جو تاج زریں رقم نے لکھ کر میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا تھا - یہ مرثیہ اب بھی میاں صلاح الدین کے پاس محفوظ ہوگا - اصغری کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد
اصغری
تاریخ وفات ۱۸ صفر ۱۳۴۰ھ
مطابق ۲۸ اگست ۱۹۲۲ع
بروز شنبہ بوقت چھ بجے شام
عمر ہوئے سات سال

---

**میاں نظام الدین**

اسی احاطے میں اصغری کے مدفن سے قریب لاہور کی کشمیری برادری کے سربراہ، لاہور کے رئیس اعظم اور مشہور ناول نگار ایم اسلم کے والد محترم میاں نظام الدین محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ ان کی بیٹی میاں امیر الدین کے عقد میں تھیں اور اس نسبت سے وہ میاں صلاح الدین کے نانا ہوتے ہیں۔ انھوں نے ڈاکٹر محمد دین تاثیر کی تعلیم و تربیت کی تھی۔ اس لیے مؤخر الذکر کے سوانح حیات میں ان کا نام کئی بار آتا ہے۔ علامہ اقبال کے ساتھ ان کے تعلقات کا ذکر اکثر کتابوں میں ملتا ہے۔ میاں نظام الدین مرحوم کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ     بسم اللہ الرحمٰن الرحیم     یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

میاں نظام الدین صاحب

تاریخ وفات ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

بمطابق ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ

---

**میاں امین الدین**

میاں ایم اسلم کی قبر سے جانبِ شمال مغرب ان کے ایک عزیز میاں امین الدین کی آخری آرام گاہ ہے۔ میاں امین الدین ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں انھوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ ایس۔ سی کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۲۱ء میں وہ I.C.S. کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ مرحوم مختلف اضلاع میں ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر فائز رہے۔ ۱۹۳۹ء میں ان کا تقرر بحیثیت سیکرٹری محکمہ صنعت ہوا اور ۱۹۴۴ء میں وہ مرکزی حکومت کے محکمہ تجارت میں جائنٹ سیکریٹری مقرر ہوئے۔ اس کے بعد وہ برآمدات کے شعبے کے چیف کنٹرولر بنائے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ کراچی پورٹ ٹرسٹ کے نگران مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۹ء میں موصوف کا تقرر بلوچستان میں گورنر جنرل کے ایجنٹ کے طور پر ہوا۔ (اس زمانے میں یہ عہدہ گورنر کے برابر تھا)۔ ۱۹۵۳ء میں موصوف پنجاب کے گورنر مقرر ہوئے اور ۱۹۵۴ء میں ترکی میں

سفیر بنا کر بھیجے گئے - ترکی سے واپسی پر انہیں فیڈرل پبلک سروس کمیشن کا صدر مقرر کیا گیا - پنجاب یونیورسٹی نے ان کی خدمات کے اعتراف میں انہیں ۱۹۵۵ء میں .D.O.L کی اعزازی ڈگری دی -

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
میاں امین الدین
( گورنر سندھ و پنجاب)

کہتے ہیں اہلِ جہاں دردِ اجل ہے لا دوا
زخم فرقت وقت کے مرہم سے پاتا ہے شفا
وقت کے افسوں سے تھمتا نالۂ ماتم نہیں
وقت زخمِ تیغ فرقت کا کوئی مرہم نہیں

تاریخ وفات
۱۸ ستمبر ۱۹۶۲ء بمطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ
بیگم امین الدین

---

**سید ریاض حسین شاہ**

میاں امین الدین کے پہلو میں جانبِ قبلہ بلوچستان کے گورنر اور میاں امیر الدین کے داماد ریاض حسین شاہ کی آخری آرام گاہ ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لیفٹیننٹ جنرل سید ریاض حسین شاہ
سابق گورنر بلوچستان

| وفات | ولادت |
| --- | --- |
| ۵ فروری ۱۹۷۳ء | ۴ جنوری ۱۹۲۰ء |

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

---

**میاں امیر الدین**

میاں امیرالدین لاہور کے رئیس اعظم اور پرانے مسلم لیگی تھے۔ ۱۹۴۰ء میں قرارداد لاہور ان کی موجودگی میں پاس ہوئی تھی۔ مرحوم ایک مدت تک لاہور میونسپل کارپوریشن کے کونسلر رہے۔ ۱۹۴۶ء میں میاں صاحب لاہور کے میئر منتخب ہوئے۔ موصوف آل انڈیا کشمیر کانفرنس کے صدر، آل پاکستان مسلم کانفرنس کے سربراہ اور انجمن حمایت اسلام لاہور کے صدر بھی رہے۔ انہوں نے اپنی سرگذشت حیات۔ یاد ایام۔ کے عنوان سے شائع کی ہے۔ میاں امیرالدین ۲ فروری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے اور اپنی سوہیں سالگرہ منا کر ۱۰ اگست ۱۹۸۹ء کو فوت ہوئے۔ مرحوم اپنی خاندانی ہڑواڑ میں محو خواب ابدی ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ مختصر سی عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ — یا محمد

میاں امیر الدین

۱۰ اگست ۱۹۸۹ء

عمر ۱۰۰ سال

**محمد دین تاثیر**

سید ریاض حسین شاہ کی قبر سے جانب قبلہ آٹھ میٹر کے فاصلے پر مشہور شاعر اور ماہر تعلیم محمد دین تاثیر آرام فرما ہیں۔ آزادی وطن سے پہلے موصوف ایم۔ اے۔ او کالج امرتسر اور سری پرتاب کالج سری نگر کے پرنسپل رہ چکے ہیں۔ آزادی کے بعد ان کا تقرر اسلامیہ کالج لاہور میں بحیثیت پرنسپل ہوا۔ ان کا مجموعۂ کلام "آتشکدہ" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا ایک ناول "کنول" اور مقالات تاثیر بھی قابل ذکر ہیں۔

ان کے لوح مزار پر جو اشعار کندہ ہیں وہ ان کی ایک آزاد نظم "راہرو" سے لیے گئے ہیں جو آتشکدہ میں شامل ہے۔ موقع کی مناسبت سے کتبے کی عبارت لاجواب ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد ڈاکٹر محمد دین تاثیر

تاریخ وفات ۳۰ نومبر ۱۹۵۰ء

مزار پرانوار جناب آغا سید محمد شاہ صاحب
المعروف۔ اندرین شکسپیر حضرت آغا حشر کاشمیری
تاریخ وفات۔ ۲۸۔ ماہ اپریل ۱۹۳۵ء
انداز عقیدت مبنی بر حقیقت
مرقد
نذیر احمد چوہدری
مالک نیا ادارہ سویرا
یغفر اللہ لہ

آج میں دور بہت دور نکل آیا ہوں
شاہراہوں سے پرے دور گذر گاہوں سے
بے طلب بے تگ و دو
ہوسِ خام نہ سودائے تمام
یونہی چلتا ہوا چلتا ہوا آ پہنچا ہوں
بے ہمہ بے کام بہ کام
کس قدر دور بہت دور نکل آیا ہوں

تاثیر

یادگار محبت: نصب کردہ بیگم تاثیر ، سلمٰی تاثیر ، مریم تاثیر ، سلمان تاثیر۔

---

**سیدہ غلام زینب**

محمد دین تاثیر کے قدموں میں پروفیسر ایم ۔ اے غنی، پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور (م ۱۹۵۰ء) کی رفیقۂ حیات سیدہ غلام زینب کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحومہ کے فرزندوں میں سے جمیل واسطی ، صدر شعبۂ انگریزی ، سندھ یونیورسٹی جام شورو (م ۱۹۸۱ء) ، سلیم واسطی (م ۱۹۸۲ء) مزاح نویس اور خرّم واسطی ایڈووکیٹ قابل ذکر ہیں۔

مرحومہ کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
آرام گاہ
**سیدہ غلام زینب**
زوجہ
پروفیسر ایم ۔ اے غنی
پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور
یومِ وفات ۲۱ مئی ۱۹۷۲ء

---

### مولانا غلام محمد بگوی

محمد دین تاثیر کی قبر سے پندرہ میٹر جانبِ جنوب مغرب گذشتہ صدی کے ایک نامور عالم دین مولانا غلام محمد بگوی محوِ خوابِ ابدی ہیں -

مزار کے کتبے سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مرحوم حضرت نور محمد تیراہی نقشبندی مجددی سے فیض یاب تھے - مزار مبارک کا کتبہ رنگین ٹائل پر مرقوم ہے - ایسا کام عام طور پر ملتان میں ہوتا ہے - امتدادِ زمانہ سے چند الفاظ اکھڑ گئے ہیں ، بقیہ کتبہ محفوظ کر لینے کے لائق ہے - و ہو ہذا -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخِ وصال حضرت مولانا غلام محمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ

...[1]تیغ محبت سعید روز ازل
کہ در جمیع کمالات سبقتے بر او

خاندان گرامی مقیم بگہ شریف
کہ ہند و سندھ بہرہ ور ز علم او

فیض گشتہ مشرف ز حضرت تیراہ
بخلق منشاء اخلاق احمد او

۶۳
سنین عمر شدے احمدی و بہر وصال
بگو چشمہ فیض مجددی او بود

۱۳۱۸ھ
...[2]بندۂ درگاہ امیدوار کرم محمد اسلام...[3]

---

### مختار احمد بگوی

مولانا غلام محمد بگوی کے مزار سے متصل جانبِ قبلہ بگہ کے ساکن اور مولانا مرحوم کے نواسے صاحبزادہ مختار احمد بگوی محوِ خوابِ ابدی ہیں - بگہ کے علماء کی دینی خدمات ناقابل فراموش ہیں - بھیرہ میں ان کی قائم کردہ حزب الانصار اور اس جماعت کا ترجمان ماہنامہ شمس الاسلام اس دور میں مذہبی

---

۱ ، ۲ ، ۳ - یہ تینوں الفاظ اکھڑ گئے ہیں -

مناقشت سے بالاتر ہو کر دین کی خدمت کر رہا ہے ۔ گذشتہ صدی میں بگہ کے علماء کرام نے مدتوں تک بادشاہی مسجد میں امامت اور خطابت کے فرائض انجام دیے ہیں ۔ اسی حزب الانصار کے ایک سرگرم رہنما صاحبزادہ مختار احمد بگوی بھی تھے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ　　　لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ　　　یا محمد

مرقد

صاحبزادہ مختار احمد بگوی

سجادہ نشین بگہ

نواسہ

حضرت مولانا غلام محمد بگوی

تاریخ وفات ۲۵ جولائی ۱۹۶۸ء

مرقد پہ تیری رحمتِ حق کا نزول ہو
حامی ترا خدا اور خدا کا رسول ہو
خدا کی تجھ پہ رحمت ہو محمدؐ کی شفاعت ہو
دعا میری سدا یہ ہے تجھے جنت کی راحت ہو

خدمت گار
حکیم حاجی نظام الدین صوفی

---

### سید اشرف علی دہلوی

مولانا غلام محمد بگوی کے مدفن سے دو میٹر جانبِ مشرق ایک صاحبِ دل بزرگ سید علی اشرف دہلوی محوِ خوابِ ابدی ہیں ۔ ان کا سلسلۂ نسب برعظیم پاک و ہند کے معروف ولی اللہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ سے جا ملتا ہے ۔ ان کے فرزند ارجمند جناب ولی اشرف المعروف بہ اشرف صبوحی کا شمار اردو کے نامور ادیبوں میں ہوتا ہے ۔ سید علی اشرف دہلی کے ایک مجذوب بزرگ فضل الرحمٰن سے بیعت اور مجاز تھے ۔ مرحوم کے مزار کے کتبے پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد مبارک

حضرت حاجی حافظ سید علی اشرف الجیلانی چشتی دہلوی

وفات ۲۱ محرم ۱۳۷۱ھ[1]

---

بابو مہتاب الدین

میاں ایم اسلم کی قبر سے اندازاً بیس میٹر جانب شمال مشرق جدید شاعری کے بانی میرا جی کے والدِ بزرگوار بابو محمد مہتاب الدین محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ مولانا صلاح الدین احمد نے "ادبی دنیا" کی ادارت سنبھالنے سے پہلے پبلسٹی لمیٹڈ کے نام سے اشتہارات کی ایجنسی قائم کی تھی۔ اس کے حصہ داروں میں مہتاب الدین، دیوان کھیم چند اور ضیاء الدین احمد برادرِ بزرگ مولانا صلاح الدین احمد شامل تھے۔ بابو صاحب کی قبر کے سرہانے سنگ سرخ کی ایک سل نصب ہے جس پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

بابو محمد مہتاب الدین

ریٹائرڈ انجینیئر

خدا غریق رحمت کرے

تاریخ وفات ۲ ستمبر ۱۹۴۶ء

بعمر ۶۹ سال

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

۱ - ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۱ء -

### اکرام اللہ لطیفی ڈار

شارع حضرت طاہر بندگیؒ سے چار میٹر جانب قبلہ اور منشی مہتاب الدین کی قبر سے دو میٹر جانب مشرق ان کے نامور فرزند ، میراجی کے حقیقی بھائی اور ٹیلی ویژن کے پروگرام پروڈیوسر راشد ڈار کے والد بزرگوار محمد اکرام اللہ لطیفی ڈار کا مدفن ہے ۔ کلاسیکی موسیقی پر ان کی گہری نظر تھی اور خود بھی وائلن بجایا کرتے تھے ۔ آخری عمر میں انھوں نے غازی مونگیری سے قرأت بھی سیکھ لی تھی ۔ انھوں نے ٹیلی ویژن کے ڈراموں میں بھی کام کیا ہے۔ ان کی آواز بڑی رعب دار تھی اور وہ اپنا کردار بڑی خوبی کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد اکرام اللہ لطیفی ڈار

تاریخ پیدائش : ۲ مئی ۱۹۱۶ء

تاریخ وفات : ۳۱ جولائی ۱۹۹۰ء

---

### یعسوب الحسن

میاں ایم اسلم کی قبر سے جانب جنوب مغرب سات میٹر کے فاصلے پر یعسوب الحسن کا مرقد ہے ۔ مرحوم حکیم یوسف حسن مدیر "نیرنگِ خیال" کے بھائی اور ایک جنسی رسالے "خضرِ راہ" کے ایڈیٹر تھے ۔ ان کے لوح مزار پر ان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے :

یا اللہ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

یعسوب الحسن

ایڈیٹر خضرِ راہ مرحوم

بازار بارود خانہ لاہور

تاریخ وفات ۱۹۶۷ء

اٹھ گئے کیسے کیسے پیارے لوگ

ہو گئے کیسے کیسے گھر خاموش

یہ زمین کس کے انتظار میں ہے
کیا خبر کیوں ہے یہ نگر خاموش

زخم نصیب نذیر بیگم زوجہ یعسوب الحسن

---

**سید نور احمد**

یعسوب الحسن کی ابدی آرام گاہ سے جانب جنوب بارہ میٹر کے فاصلے پر سید نور احمد کا ابدی مسکن ہے ۔ مرحوم مدت العمر تک محکمہ تعلقاتِ عامہ کے ناظم رہے ۔ ان کی تصنیف ۔ مارشل لاء سے مارشل لاء تک ۔ نے شہرتِ دوام پائی ہے ۔ ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے ۔ اس پر یہ مختصر سی عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سید نور احمد

۱۸ دسمبر ۱۹۷۰ء

---

**پیر عبدالغفار شاہ**

باغ گل بیگم میں جہاں شارع شیخ طاہر بندگیؒ اختتام پذیر ہوتی ہے وہیں خواجہ دل محمد کے احاطہ قبور کی مشرق دیوار کے ساتھ ایک کچا راستہ نشیب کی طرف جاتا ہے ۔ یہ راستہ پیر عبدالغفار شاہ کے مزار پر جا کر ختم ہوتا ہے ۔

پیر عبدالغفار شاہ کا شجرۂ نسب سری نگر کے مشہور بزرگ شیخ مسعود نروری سے جا ملتا ہے ۔ محدثِ کبیر مولانا محمد انور شاہ کشمیری پیر عبدالغفار شاہ کے ہم جد تھے ۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ سنی دینیات کے سابق صدر ڈاکٹر قاری رضوان اللہ مرحوم نے مولانا محمد انور شاہ کشمیری پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا جس پر انہیں ڈاکٹریٹ ملی تھی ۔ قاری صاحب کی تحقیق کے مطابق شیخ مسعود نروری کا سلسلہ نسب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے دادا زوطی کے ساتھ جا ملتا ہے ۔ زوطی نسلاً جاٹ تھے جن کے بزرگ سندھ سے ترک وطن کر کے عراق میں جا بسے تھے ۔

پیر عبدالغفار شاہ گیارہ برس کی عمر میں لاہور آئے اور یہیں انہوں نے تعلیم حاصل کی ۔ موجودہ صدی کے آغاز میں انہوں نے تکیہ سادھواں میں مدرسہ غوثیہ کی بنیاد رکھی۔ موصوف بڑے متوکل بزرگ تھے اور ان کا دسترخوان بڑا وسیع تھا۔ انہوں نے کبھی صوفیانہ یا عالمانہ لباس زیب تن نہیں کیا ۔ انہیں اپنے ہم عصر مشائخ طریقت کے حالات سن کر بڑا دکھ ہوتا اور وہ ان کی اصلاح کے لیے کوشاں رہتے ۔ حضرت کا انتقال ۱۵ فروری ۱۹۲۲ء کو ہوا ۔ انہیں تکیہ سادھواں میں دفن کیا گیا لیکن ۱۹۳۵ء میں ان کا تابوت موجودہ جگہ لا کر سپرد خاک کیا گیا ۔

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون

بشنو حال وصال عبداللہ
پیر عبدالغفار عالیجاہ

در وضوئے نماز وقت عشاء
ناگہاں داد جان بحکم الہ

بہر حال وصال او ناظر[1]
گفت پیر سرمست جام عشق الہ
۱۳۴۰ھ

صرف مرقد عالی از محمد جمال ابراہیم

---

**ملک نور الٰہی**

روزنامہ احسان لاہور نے تحریک پاکستان میں روزنامہ زمیندار کے دوش بدوش حصہ لیا ہے ۔ اس اخبار کے مالک ملک نور الٰہی تھے ۔ آزادی کے بعد انہوں نے پشاور سے روزنامہ شہباز بھی جاری کیا جس کے مدیر جناب

---

۱ - یہ قطعہ تاریخ ڈاکٹر محمد الدین ناظر کی کاوش کا نتیجہ ہے ۔

شریف فاروق تھے - ملک صاحب میانی صاحب میں پیر عبدالغفار شاہ کے احاطے میں محوِ خوابِ ابدی ہیں ۔ ان کے مزار پر جوکتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

ملک نور الٰہی

بانی روزنامہ "احسان" لاہور

تاریخ وفات ۱۸ اگست ۱۹۷۲ء

---

**فیروز نظامی**

پیر عبدالغفار شاہ کی چار دیواری کے جنوب مشرق کونے سے قریب بہت سے موسیقاروں کی قبریں ہیں - ان میں سے ایک قبر مشہور ماہر موسیقی فیروز نظامی کی ہے ۔ روشن آراء بیگم کے والدِ محترم عبدالوحید خان کیرانوی نے جب لاہور میں سکونت اختیار کی تو نظامی صاحب نے ان کے سامنے باقاعدہ زانوئے تلمذ تہ کیا اور موسیقی کے رموز و اسرار سیکھے۔ ان کی تصانیف اسرار موسیقی اور رموز موسیقی اس پر شاہد ہیں - انہوں نے میوزک ڈائریکٹر کی حیثیت سے جگنو اور نیک پروین جیسی شہرت یافتہ فلموں کے گانوں کی دھنیں تیار کیں ۔ قیامِ پاکستان کے بعد انہوں نے لاہور میں سکونت اختیار کر لی اور چن وے اور دوپٹہ جیسی کامیاب فلموں کی دھنیں تیار کیں ۔ ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

فیروز الدین احمد نظامی

تاریخ وفات ۱۵ نومبر ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ

بمطابق ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ

عمر ۶۵ سال

---

## سراج نظامی

فیروز الدین احمد نظامی کے مدفن سے جانب قبلہ ایک میٹر کے فاصلے پر ان کے بھائی سراج الدین احمد نظامی محو خواب ابدی ہیں۔ مرحوم "نیاز مندان لاہور" کے اس ادبی حلقے کے رکن تھے جس میں محمد دین تاثیر، ابو الاثر حفیظ جالندھری، احمد شاہ پطرس بخاری، امتیاز علی تاج، عبدالمجید سالک، مصور مشرق عبدالرحمٰن چغتائی، مجید ملک اور پنڈت ہری چند اختر جیسی قد آور شخصیات شامل تھیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے۔

یا اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سراج الدین احمد نظامی

عمر ۶۵ سال

وفات ۱۹ اگست ۱۹۷۲ء

---

## زاہدہ پروین

فیروز نظامی کے مرقد سے متصل جانب شمال مشہور فنکارہ زاہدہ پروین کی آخری آرام گاہ ہے۔ وہ "کافی" گانے میں اپنی مثال آپ تھیں۔ مرحومہ لاہور ریڈیو اسٹیشن سے اپنے نغمات فضاء میں بکھیرا کرتی تھیں۔ جن لوگوں نے انہیں سنا ہے ان کا کہنا ہے کہ ان سے بہتر خواجہ غلام فرید کی کافی کسی مغنیہ نے نہیں گائی۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ملکۂ کافی

زاہدہ پروین

میری داستان حسرت وہ سنا سنا کے روئے

مرے آزمانے والے مجھے آزما کے روئے

تاریخ وفات ۷ مئی ۱۹۷۵ء بروز بدھ وار

---

**ممتاز بیگم کاکو**

سراج نظامی مرحوم کی ابدی آرام گاہ سے دس میٹر جانبِ شمال مشہور مغنیہ ممتاز بیگم کاکو کی قبر ہے ۔ وہ سردار بیگم عرف مائی دارو کی بیٹی اور مختار بیگم کی بہن تھی ۔ مختار بیگم کی طرح اس کی عمر بھی کوئی زیادہ نہیں ہوئی تاہم اس کا شمار اچھی گانے والیوں میں ہوتا ہے ۔ اس کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مسمات ممتاز بیگم کاکو

دختر حاجن سردار بیگم فیض پور والی

تاریخ وفات ۳ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

بمطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء

نوشابہ اعجاز　　سعید احمد خان

---

**مختار بیگم**

ممتاز بیگم کاکو کے پہلو میں جانبِ مشرق اس کی بہن مختار بیگم کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ وہ بھی اپنے دور میں گانے میں اپنا جواب نہ رکھتی تھی لیکن عمر نے وفا نہ کی اور وہ ۳۲ سال کی عمر میں انتقال کر گئی ۔ اس نے بھی حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی تھی ۔

اس کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ　　　یا علی　یا فاطمہ　یا حسن　　　یا محمد

مرقد

مختار بیگم دختر سردار بیگم

تاریخ وفات ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

۱۲ نومبر ۱۹۷۱ء بروز جمعہ

عمر ۳۲ سال

امام حسین امام زین العابدین امام محمد باقر امام جعفر صادق
امام موسیٰ کاظم امام علی رضا امام محمد تقی امام علی نقی
امام حسن عسکری امام آخر الزمان مہدی

ہمشیرۂ محمود کے مرقد پہ حق کی رحمتیں
سوگوار آلِ پاک احمدِ مختار تھی

نام خورشید مختار بیگم پنجتن کے فضل سے
واہ رے قسمت کنیزِ حیدر کرار تھی

زینب و شبیر کی غربت پہ روتی تھی سدا
وہ غمِ عباس میں کس قدر سرشار تھی

حج بیت اللہ حاصل تھا دل میں شرف
یہ شرف بھی تھا کہ وہ شبیر کی زوار تھی

اس کے اوصاف حمیدہ کا ہے سب کو اعتراف
خوش صفات و خوش سیر خوش خلق خوش گفتار تھی

نو رجب[1] تھی بارہ نومبر کو دن جمعہ کا تھا
اس کی رحلت پہ اثر جو آنکھ تھی خون بار تھی

سوگوار اثر ترابی

---

**سردار بیگم**

مختار بیگم کے سرہانے ایک چھتری تلے اس کی والدہ سردار بیگم المعروف بہ مائی دارو فیض پور والی محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ ان کا شمار اپنے زمانے میں

---

۱ - یہاں اثر ترابی کو سہو ہوا ہے - مختار بیگم ۲۲ رمضان کو فوت ہوئی تھی — ۹ رجب کو مختار بیگم کی والدہ سردار بیگم کا انتقال ہوا تھا - اثر ترابی نے غالباً ایک ہی روز دونوں کا مرثیہ لکھا - جس سے اسے سہو ہو گیا -

مشہور گانے والیوں میں ہوتا تھا ۔ آخری عمر میں انہوں نے حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی ۔ آں مرحومہ کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ    یا محمد    یا علی    یا فاطمہ    یا حسن

مرقد

حاجن سردار بیگم فیض پور والی

المعروف مائی دارو

تاریخ وفات ۹ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ

بمطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۷ع بروز ہفتہ

عمر ۷۰ سال

امام حسین    امام زین العابدین    امام محمد باقر    امام جعفر صادق

امام موسیٰ کاظم    امام علی الرضا    امام محمد تقی    امام علی نقی

امام حسن عسکری    امام مہدی آخر الزمان

اعتراف

مادر محمود کے مرقد پہ حق کی رحمتیں

سوگوار آل پاک احمد مختار تھی

واہ رے قسمت کنیز حیدر کرار تھی

زینب و شبیر کی غربت پہ روتی تھی سدا

وہ غم عباس میں کس قدر سرشار تھی

حج بیت اللہ حاصل تھا دل میں شرف

یہ شرف بھی تھا کہ وہ شبیر کی زوار تھی

اس کے اوصاف حمیدہ کا ہے سب کو اعتراف

خوش وفات و خوش سیر خوش خلق خوش گفتار تھی

۹ رجب تھی چودہ اکتوبر کو دن ہفتہ کا تھا

اس کی رحلت پر اثر جو آنکھ تھی خوں بار تھی

سوگوار اثر ترابی

---

**محمد شریف خان**

احاطہ گھوڑو سائین میں فصیح روڈ اور عالمگیر روڈ کے چوک سے دائیں ہاتھ تیس میٹر کے فاصلے پر سڑک کے کنارے ایک چار دیواری کے اندر چھت کے نیچے برعظیم پاک و ہند کے نامور ستار نواز آستاد محمد شریف خان پونچھ والے محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ ستار نوازی میں ان کا پورے برعظیم میں کوئی ثانی نہ تھا۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آستاد محمد شریف خان پونچھ والے

ولد: آستاد رحیم بخش

دل کا دورہ پڑنے سے ۲۶ مئی ۱۹۸۰ء دس بجے شب

سوموار انتقال کیا

پیدائش ۱۹۲۶ء

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہلِ وطن
یہ الگ بات کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

---

**محمد اقبال ساجد**

آستاد محمد شریف کے مزار سے جانب جنوب مغرب چند قدم کے فاصلے پر مشہور شاعر محمد اقبال ساجد کی ابدی آرام گاہ ہے۔ میں خود ان کی تدفین کے موقع پر موجود تھا لیکن قبر پر کتبہ نہ ہونے کی بنا پر اب اس کی نشاندہی مشکل ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس شخص کے لکھے ہوئے قطعاتِ وفات دوسروں کے الواح پر کندہ ہیں، اس کی اپنی قبر کتبے سے محروم ہے۔ مرحوم کا انتقال بڑی غربت اور مالی پریشانیوں میں ہوا تھا اس لیے اب کتبہ لگنے کی آمید نہیں ہے۔

محمد اقبال ساجد ۱۹۳۹ء میں لنڈھورہ ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ آزادی کے بعد وہ لاہور چلے آئے ۔ انھوں نے پہلے ریڈیو میں ملازمت کی پھر کاروبار شروع کیا لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی - ۱۹۵۸ء میں ساجد کا کلام علمی و ادبی رسائل میں چھپنا شروع ہوا ، جو آخری ایام تک چھپتا رہا ۔ ان کی وفات کے بعد ان کا کلام " اثاثہ " کے عنوان سے شائع ہوا ہے - مرحوم کا انتقال بروز عیدالفطر ۱۸ مئی ۱۹۸۸ء کو ہوا ۔

---

**امتیاز قاضی**

استاد شریف خان ستار نواز کے مرقد سے جانبِ جنوب ساٹھ میٹر کے فاصلے پر ، دوسری جانب تاج زریں رقم کے مزار سے بیس میٹر جانبِ مغرب سڑک کے پار جناب افضل حق قرشی ، استاد شعبۂ لائبریری سائنس پنجاب یونیورسٹی کی ہمشیرہ امتیاز محوِ خوابِ ابدی ہیں ۔ ان کا انتقال عین جوانی کے عالم میں ہوا ۔ صاحبۂ قبر خود تو زیادہ اہم نہیں ہیں لیکن ان کا قطعۂ تاریخ سید القلم سید نفیس رقم شاہ صاحب کا کہا ہوا اور ان ہی کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے ۔ یہ خطاطی کا ایک نادر نمونہ ہے ۔ اسے اب عجائب گھر میں محفوظ کر لینا چاہیے ، ورنہ چند سالوں میں سیم کی نذر ہو جائے گا ۔ کتبے پر یہ عبارت رقم ہے :

تربتِ امتیاز
بنت
جناب مولانا فضل حق صاحب قرشی
قطعۂ تاریخ وفات از
سید انور حسین نفیس رقم

دریغا امتیاز پاک طینت
ازیں دنیائے فانی کرد رحلت

بحقِ مصطفیٰ یا رب ہمیشہ
بیفگن بر مزارش ظلِّ رحمت

چہ خوش تاریخ زیبِ لوح آمد
مقامِ امتیاز نیک سیرت
۱۳۹۰ھ

۲۸ شوال المکرم ۱۳۹۰ھ روز پیر بوقتِ اذان فجر

**خواجہ محمد اسحاق لدھیانوی**

احاطہ گھوٹو سائیں میں شمالی دیوار سے بیس میٹر جانب جنوب اور مشرق دیوار سے تیس میٹر جانب قبلہ خواجہ محمد اسحٰق لدھیانوی کی قبر ہے۔ موصوف کے والد بزرگوار خواجہ عبدالعزیز لدھیانوی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی درگاہ کے ناظم لنگر تھے۔ ان کی وفات کے بعد یہ ذمہ داری خواجہ محمد اسحٰق کو سونپی گئی۔ مرحوم ہر سال عرس کے موقع پر سرہند شریف جاتے اور اپنی ذمہ داری نبھاتے۔ پیشہ کے اعتبار سے موصوف گھڑی ساز تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خواجہ محمد اسحاق لدھیانوی

ولد

خواجہ عبدالعزیز

تاریخ وفات: ۸ جنوری ۱۹۸۳ء بروز اتوار

بوقت ۱۲ بجے دوپہر

عمر ۸۱ سال

انا للہ وانا الیہ راجعون

خاکپائے نقشبندیہ مجددیہ خواجہ محمد اسحاق

---

**تنویر خواجہ شہید**

خواجہ محمد اسحٰق لدھیانوی کی قبر سے بارہ میٹر جانب جنوب خواجہ تنویر شہید کی ابدی آرامگاہ ہے۔ ان کا انتقال عین عالم جوانی میں ایک فضائی مشق کے دوران ہوا۔ خطاطی کے اعتبار سے ان کی قبر کا کتبہ قابل دید ہے۔ وہو ہذا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یا اللہ　　　یا محمد

وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَ نُمِیْتُ وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ

ترجمہ: اور ہم ہی ہیں کہ زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور سب مرنے کے بعد ہم ہی باقی رہ جائیں گے۔

آخری آرامگاہ

پائیلٹ آفیسر

تنویر خواجہ شہید

ولد محمد شریف

تاریخ شہادت : ۲۱ اپریل ۱۹۸۲ء

عمر ۲۳ سال

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

کتبے کے اندر کی جانب یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

PILOT OFFICER,
**TANVEER KHUWAJA "SHAHEED"**
AGE 23 YEARS
HE GAVE HIS LIFE TO ALMIGTY IN AN AIRCRASH
DURING COMBAT
WAR PRACTICE AT DAUD KHAIL

---

**شباب مفتی**

تنویر شہید کے مزار سے جانب قبلہ دربار غوثیہ کے احاطے میں جنوبی دیوار کے ساتھ تحریک پاکستان کے ایک نامور کارکن اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سرگرم رضاکار شباب مفتی محو خواب ابدی ہیں - مرحوم بڑے اچھے مقرر اور کلام اقبال کے حافظ تھے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

مرقد پہ تری رحمتِ حق کا نزول ہو
حامی تیرا خدا اور خدا کا رسول ہو

**عبدالرؤف شباب مفتی ایڈوکیٹ**
**ولد مفتی حمایت اللہ**

**تاریخ وفات ۲۵ جنوری ۱۹۸۴ع**

---

**میاں محمد سلیم جہانگیر**

میاں محمد سلیم جہانگیر مزدور رہنما اور پنجابی زبان کے شاعر تھے ۔ ان کا مجموعۂ کلام — اج دی وار — کے عنوان سے طبع ہو چکا ہے ۔ ان کی قبر احاطہ گھوڑو سائیں ، میانی صاحب میں سائیں موصوف کے مزار سے تیس میٹر جانب شمال مغرب واقع ہے ۔ ان کے لوح مزار پر اندر کی جانب یہ عبارت درج ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم . . . ولا یودہ حفظھما و ھوالعلی العظیم

**میاں محمد سلیم جہانگیر ایڈووکیٹ**

دانشور قانون دان صحافی ادیب

تے پنجابی دے مشہور شاعر

ولد میاں عمر دین قوم آرائیں

عمر ۴۵ سال

تاریخ وفات ۲۱ مئی ۱۹۸۸ع بمطابق ۴ شوال ۱۴۰۸ھ

لوح مزار پر باہر کی جانب یہ اشعار منقوش ہیں :

رانجھا راوی چنہاں دے بیلیاں دا
لاہڑا سبھناں مجنتی مہیلیاں دا
جیہدی اکھ سمندر سانفاں دی
جانو اگلیاں پچھلیاں ویلیاں دا

اکھیں اتھرو ویکھ کے بھرم پیا
دل من دا نئیں اوہ چلا گیا

مجنتی ؟

بندیاں دی بھال کر نہ فرشتے تلاش کر
دھرتی دی راہیں اپنے رشتے تلاش کر

میاں محمد سلیم جہانگیر

تعویذ کے پائنتی جانب یہ اشعار کندہ ہیں :

دردان دکھاں تے دکھاں دی پیڑ لے کے
اج تیرے دروازے تے آئے ہوئے نیں

اٹھ ویکھ آو راکھیا باغ اپنا
تیرے ہوئے کیوں اج کملائے ہوئے نیں

میاں سلیم جہانگیر

---

**حکیم دوست محمد صابر**

فصیح روڈ پر احاطہ سائیں لسوڑو میں استاد عشق لہر کی قبر سے بالمقابل سڑک کے پار جہاں لوہے کی کرسیاں اور پلنگ تیار ہوتے ہیں ، پاکستان کے ایک نامور طبیب اور اٹھارہ کتابوں کے مصنف حکیم دوست محمد صابر ملتانی کا مزار ہے ۔ موصوف علاج بالغذا کے قائل تھے اور اسی پر زور دیا کرتے تھے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار پر انوار

مجددِ طب ، موجدِ نظریہ مفرد اعضاء ، فخرِ اسلام

فدائے مصطفیٰ ، واقفِ اسرار ، امامِ فن ، ابو الشفاء

ابو النباض الحاج حکیمِ انقلاب المعالج

**دوست محمد صابر ملتانی**

ولد حکیم نور حسین

پیدائش : ۹ جولائی ۱۹۰۶ع جمعرات

وفات : ۳۰ مئی ۱۹۷۲ع منگل

کل من علیها فان ویبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام
ہر شے فانی ہے صرف اللہ کی ذات باقی ہے جو بزرگی اور عظمت والی ہے۔

---

**پروفیسر محمود خان بھٹی**

احاطہ لڈو سائیں میں حکیم دوست محمد صابر ملتانی کی قبر سے تیس میٹر جانب شمال مشرق گورنمنٹ کالج لاہور کے صدر شعبۂ تاریخ اور گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت پور کے وائس پرنسپل پروفیسر محمود خان بھٹی آسودۂ خاک ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ (کذا) وقنا عذاب النار
وادخلنا مع الجنۃ الابرار[1] یا عزیز یا غفار یا رب العلمین

**پروفیسر محمود خان بھٹی**
ولد
ڈاکٹر قادر بخش خان
تاریخ وفات ۲۱ فروری ۱۹۸۲ء بروز اتوار

---

**مولانا ابو الحسن نور الحق**

پروفیسر محمود خان بھٹی کی قبر سے چالیس میٹر جانب جنوب سڑک کے کنارے "خلیفیاں دا احاطہ" آتا ہے۔ اس کے بعد آبادی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ احاطہ انور سٹریٹ اور کمال سٹریٹ کے درمیان واقع ہے۔ اس احاطے میں شمال مغربی گوشے میں سب سے اونچی قبر حضرت مولانا سید ابوالحسن نور الحق قادریؒ کی ہے۔ حضرت بنیر کے رہنے والے تھے۔ ان کے دادا سید بہاء الدین حضرت سید احمد بریلویؒ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ مولانا کے والد بزرگوار سید اسمٰعیل نے بنیر میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا جہاں وہ طلبہ کو دینی

---

۱۔ صحیح عبارت یوں ہے:
و ادخلنا الجنۃ مع الابرار

علوم پڑھاتے تھے ۔ وہ مدرسے کے لیے چندہ جمع نہ کرتے تھے ۔ ان کی اپنی زمین کی پیداوار ان کے اہل خانہ اور طلبہ کے لیے کافی تھی ۔ مولانا کے ایک بھائی مولانا فضل ربی نے انگریزوں کے خلاف کئی معرکوں میں حصہ لیا تھا اور وہ کابل میں مفتیٔ اعظم کے عہدہ پر فائز ہوئے تھے ۔ مولانا ابو الحسن نور الحق نے بھی جوانی میں چمرکنڈ میں کئی سال مجاہدین کے ساتھ گزارے تھے ۔

مولانا ابو الحسن نور الحق فاضلِ دیو بند تھے اور انہوں نے مولانا محمد انور شاہ کشمیری ، مولانا حسین احمد مدنی ، مولانا رسول خان ، میاں اصغر حسین ، علامہ ابراہیم بلیاوی اور مفتی عزیز الرحمٰن جیسے اکابرین کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا تھا ۔ دیو بند سے فراغت کے بعد انہوں نے طب کی تکمیل کی اور حکیم محمد اجمل خان سے بھی چند اسباق پڑھے ۔

مولانا ابو الحسن نور الحق بادشاہی مسجد کے خطیب بھی رہے ۔ ایک مصدقہ روایت کے مطابق انہوں نے علامہ اقبال کی نماز جنازہ بھی پڑھائی تھی ۔ سرگودھا کے ایک محقق سجاد حسین شیرازی نے بھی اس کا حوالہ تلاش کر لیا ہے ۔ خود حضرت مولانا نے یہ بات راقم الحروف کو بھی بتائی تھی ۔ راقم نے اس کا ذکر پروفیسر محمد شجاع الدین مرحوم سے کیا تو وہ خود مولانا سے ملنے تشریف لے گئے ۔ اس ملاقات کے بعد انہوں نے راقم سے کہا کہ علامہ اقبال سے تعلق رکھنے والا ہر شخص وقت گزرنے کے ساتھ تاریخی شخصیت بن جائے گا اس لیے ان کا انٹرویو لے لو ۔ راقم نے ان کا انٹرویو لے کر پہلے روزنامہ شہباز پشاور میں اور پھر روزنامہ مشرق لاہور میں شائع کرایا ۔ راقم نے کئی سال ان کی صحبت میں گزارے ہیں ۔ راقم کے عقائد اور اخلاق کی اصلاح میں حضرت مولانا کا بڑا ہاتھ ہے ۔ ان کا انتقال نومبر ۱۹۶۴ء میں ہوا ۔ ان کے مزار پر کتبہ نہیں لگایا گیا حالانکہ مزار تعمیر کرتے وقت کتبے کے لیے جگہ چھوڑ دی گئی تھی ۔

---

## اثر صہبائی

فصیح روڈ پر جہاں قبرستان ختم ہوتا ہے ۔ وہاں بائیں ہاتھ سڑک سے پندرہ میٹر کے فاصلے پر سفید رنگ کے ٹائلوں کی ایک قبر نظر آتی ہے ۔ صاحب

قبر خواجہ عبدالسمیع پال المتخلص بہ اثر صہبائی ہیں ۔ ان کا آبائی وطن سیالکوٹ تھا ۔ انہوں نے ۱۹۲۶ء میں فلسفہ کے مضمون میں ایم ۔ اے کی ڈگری حاصل کی ۔

انہوں نے لاہور میں سکونت اختیار کر لی تھی ۔ ان کی شاعری کے مجموعے بام رفعت ، جام طہور ، روح صہبائی ، راحت کدہ اورجام صہبائی کے عنوانات سے طبع ہو چکے ہیں ۔ شمیم اختر نامی ایک طالبہ نے ایم ۔ اے اردو کے امتحان کے لیے ان کے بارے میں ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا ، جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے ۔ صہبائی کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خواجہ عبدالسمیع پال اثر صہبائی

تاریخ پیدائش ۲۸ دسمبر ۱۹۰۱ء

تاریخ وفات ۲۶ جون ۱۹۶۳ء

اے فنا ڈوب نہیں سکتی کبھی کشتیٔ عمر
میں کسی اور سمندر میں اتر جاؤں گا
اثر صہبائی

---

**غلام حیدر خان**

اثر صہبائی کے مدفن سے جانب مشرق پچیس میٹر کے فاصلے پر ایک بہت بڑے انسان دفن ہیں ۔ یہ وہ شخصیت ہے جو پاکستان کے گوشے گوشے سے واقفیت رکھتی تھی ۔ میری مراد پاکستان کے سرویئر جنرل الحاج غلام حیدر خان سے ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد
الحاج غلام حیدر خان تمغہ قائد اعظم
سابق سرویئر جنرل پاکستان
ولد حکیم کرم الٰہی

۷۴

تاریخ وفات

۶ مارچ ۱۹۷۳ء راولپنڈی

میسر تجھ کو تربت میں سدا جنت کی راحت ہو
اٹھو آرام سے سوتے ہوئے روزِ قیامت کو

---

سید شجاعت علی حسنی

جنازگاہ میانی صاحب کی جائے وضو میں سے ایک دروازہ ایک چھوٹے سے احاطۂ قبور میں کھلتا ہے۔ اسی احاطے میں مشہور ماہر مالیات اور سٹیٹ بنک آف پاکستان کے گورنر سید شجاعت علی حسنی کا مرقد ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ کرنسی نوٹوں پر ان کے دستخط ہوا کرتے تھے۔ حسنی صاحب ایک صاحبِ دل انسان تھے اور انھوں نے چشتیہ نظامیہ سلسلۂ تصوف میں حضرت میاں علی محمد صاحب بسی والوں کے دستِ مبارک پر بیعت کی ہوئی تھی۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

۷۸۶

سید شجاعت علی حسنی

ہلالِ قائداعظم ، ستارۂ پاکستان

گورنر سٹیٹ بنک آف پاکستان

۱۷ مارچ ۱۹۶۸ء

---

میاں ریاض الدین احمد خان

شجاعت علی حسنی کی قبر سے تین میٹر جانبِ جنوب مغرب میاں ریاض الدین احمد خان کی ابدی آرام گاہ ہے۔ صاحبِ قبر کی نسبت ان کی قبر کا کتبہ زیادہ اہم ہے۔ یہ عبدالمجید پروین رقم کے قلم معجز نگار کا شاہکار ہے۔ عبارت قبر کے تعویذ پر کندہ ہے جو گذشتہ اٹھاون برس سے دھوپ اور بارش برداشت کر رہی ہے۔ یہ کتبہ بھی عجائب گھر کی زینت بننے کے لائق ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**میاں ریاض الدین احمد خان**

ریاض الدین ز دنیا رخت چوں بست
بہ علین شد کاخ وسیعش
بتاریخ وفاتش گفت سالک
محمد مجتبٰی آمد شفیعش
۱۳ ھ ۵۲

تاریخ وفات
بروز دو شنبہ ۲۵ ذیقعد ۱۳۵۲ھ
مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۳۴ء
اللھم اغفرلہ وارحمہ

(کتبہ عبدالمجید) (پروین رقم)

---

**سید غلام جیلانی**

شجاعت علی حسنی کے مرقد سے ملحق جانب مشرق ان کے کسی بزرگ کی قبر ہے۔ صاحب قبر کا نام غلام جیلانی تھا ؛ لیکن ان کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ ان کی قبر کے تعویذ پر جو عبارت کندہ ہے وہ یقینی طور پر امام ویردی کے کسی شاگرد کے قلم معجز نگار کا شاہکار ہے۔ یہ کتبہ گذشتہ سوا سو سال سے دھوپ اور بارش برداشت کر رہا ہے، اسے اب عجائب گھر میں محفوظ کر لینا چاہئیے۔ تعویذ پر یوں یہ عبارت کندہ ہے :

یا رحمٰن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا رحیم
اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
یا غفور و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ یا غفور

مخلص حق غلام جیلانی
کرد رحلت ز عالم فانی

یافت تاریخ رحلتش آغا
از ندائے فیوض ربانی
واصل ذات پاک احمد شد
ابن مہدی غلام جیلانی
۱۲۸۷ھ[1]

---

**سید قطب شاہ حسنی**

شجاعت علی حسنی کے مرقد سے دس میٹر جانب قبلہ ان کے ذاتی احاطۂ قبور سے باہر سید قطب شاہ مرحوم کی ابدی آرام گاہ ہے صاحب قبر، شجاعت علی حسنی کے اجداد میں سے تھے۔ ان کی قبر کے اوپر ایک کتبہ رکھا ہوا ہے، جس کے دو ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ تحریر دیکھ کر یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ یہ کسی بڑے ماہر فن کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس پر یہ عبارت رقم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ،
واشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ

چو سید قطب شاہ از دار دنیا
بعقبیٰ رفت و در کنج لحد خفت
بتاریخ وفاتش ہاتف غیب
مکان قطب شہ جنت شدہ گفت

در یکم شہر شعبان ۱۲۸۹[2] ہجرے

---

**شرقی بن شائق**

سید قطب شاہ کے مرقد سے بیس میٹر جانب جنوب مہر لکھو کے احاطۂ قبور کے بالمقابل ایک قدیم محراب کے سامنے نیلی چھتری کے نیچے مشہور

---

۱ - ۱۸۷۱ء
۲ - ۲۴ ستمبر ۱۸۷۳ء

صحافی ، عروضی ، شاعر اور ادیب جناب شرق بن شائق محوِ خوابِ ابدی ہیں ۔ ان کا نام مشتاق احمد تھا ، لیکن وہ اپنے قلمی نام سے زیادہ مشہور ہو گئے ۔ مرحوم ہفت روزہ "قندیل" لاہور کے عملے میں شامل تھے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

شرق بن شائق

تاریخ وفات ۲۹ نومبر ۱۹۷۳ء بروز جمعرات

بمطابق ۳ ذیقعد ۱۳۹۳ھ

عمر ۵۱ سال

غم ہے جانے کا مگر ہے سامنے یہ بات بھی
اصل کی جانب ہر شے لوٹ کر جاتی رہی
آنے والے کے لئے ہاتف کا یہ پیغام ہے
"فاتحہ پڑھیے ابھی ہر مرقد شرق بھی"

۱۹۷۳ء

منجانب خادمِ شرق ڈاکٹر تبسم رضوانی

---

**سید حبیب شاہ**

مشہور صحافی سید حبیب شاہ اصلاً جلال پور جٹاں ضلع گجرات کے باشندے تھے ، لیکن ان کی زندگی کا بیشتر حصہ لاہور میں گذرا ۔ سید حبیب شاہ نے روزنامہ "سیاست" کے مدیر کی حیثیت سے بڑا نام پیدا کیا ۔ عبدالمجید سالک نے "یارانِ کہن" میں ان کے بارے میں بڑے کام کی باتیں قلمبند کی ہیں ۔

سید صاحب بقول سالک نہایت محنتی ، جفاکش ، باہمت ، دوستوں کے مخلص دوست اور دشمنوں کے سخت دشمن واقع ہوئے تھے ۔ بڑے سے بڑے افسر اور بڑے سے بڑے لیڈر سے ٹکرا جانے میں تامل نہ کرتے تھے ۔

ان کی قبر شرق بن شائق کے مرقد سے بیس میٹر جانب شمالی مشرق سڑک سے قریب موجود ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مزارِ اقدس

حضرت مولانا سید حبیب شاہ صاحب مرحوم

مالک جریدہ سیاست ، منشور ، غازی

تاریخ وفات ۲۳ فروری ۱۹۵۲ء

---

**عبدالرحمٰن چغتائی**

سید حبیب شاہ کے مزار سے قریب ہی چغتائیوں کے احاطۂ قبور میں مصور مشرق خان بہادر عبدالرحمٰن چغتائی کی عارضی قبر ہے۔ ان کا تابوت ان کے لواحقین گارڈن ٹاؤن میں ان کے قائم کردہ عجائب گھر میں منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ موصوف ۲ ستمبر ۱۸۹۴ء کو محلہ چابکسواراں نزد رنگ محل میں پیدا ہوئے۔ ان کے بزگوں کا پیشہ معماری تھا۔ ان کے پڑ دادا میاں صلاح کھڑک سنگھ کے میر عمارات تھے۔ عبدالرحمٰن چغتائی نے میو سکول آف آرٹس میں تعلیم حاصل کی۔ زمانۂ طالب علمی میں ہی انھوں نے افسانے لکھنے شروع کئے اور فنِ مصوری پر تنقیدی مضامین شائع کرانے لگے۔ حکیم یوسف حسن خان نے لاہور سے ماہنامہ نیرنگِ خیال جاری کیا تو چغتائی مرحوم حکیم صاحب کے دستِ راست بن گئے۔ اس مجلے کا ٹائٹل چغتائی صاحب نے ہی تیار کیا۔ عبدالرحمٰن چغتائی "نیاز مندانِ لاہور" کے اس حلقے کے سرگرم رکن تھے، جس میں محمد دین تاثیر، عبدالمجید سالک، پنڈت ہری چند اختر، امتیاز علی تاج اور حفیظ جالندھری شامل تھے۔ عبدالرحمٰن چغتائی نے ایک ہزار سے زائد تصاویر بنائیں جو دنیا کے اکثر عجائب گھروں میں محفوظ ہیں۔ اقوام متحدہ کی عمارت میں بھی ان کے شاہکار آویزاں کئے گئے ہیں۔ ان کے شاہکار مرقع چغتائی، نقشِ چغتائی، چغتائی کی تصاویر، علامہ اقبال کے اشعار کا مصور نسخہ اور عملِ چغتائی کے عنوانات سے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی خدمات جلیلہ کے اعتراف میں برطانوی حکومت نے ۱۹۳۴ء میں انھیں

خان بہادر کا خطاب عطا کیا اور حکومت پاکستان نے ۱۹۶۰ء میں انھیں ہلالِ امتیاز عطاء کیا۔ ان کا انتقال ۱۷ جنوری ۱۹۷۵ء کو ہوا۔

---

**حضرت نظام الدین بودیانوالے**

جنازگاہ میانی صاحب سے جو سڑک غازی علم الدین کے مزار کی طرف جاتی ہے۔ اس پر بائیں ہاتھ ایک عظیم الشان سفید رنگ کا گنبد نظر آتا ہے۔ اس گنبد تلے قادری سلسلے کے ایک روحانی پیشوا سید نظام الدین شاہ المعروف بہ پیر صاحب بودیانوالے محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ ان کے روضۂ مبارک کی شمالی دیوار پر ایک کتبہ نصب ہے، جس پر یہ عبارت درج ہے:

یا ستار     بسم اللہ الرحمٰن الرحیم     یا غفار

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد پُر نور حضرت پیر گیلانی ولی
شاہ نظام الدین سید بودیانوالہ سخی
کرد ازیں دنیا بعمر نود و یک سال سفر
روزِ جمعہ و بست و دو ماہ رجب وقتِ سحر
بہر سال ہجری آں ماہ جبیں مومنین
گفت شائق ماہ جبیں شد رونق خلد بریں
۱۳ ھ ۱۱

میر عمارت ملا رحیم بخش     ناظرِ عمارت میران بخش

شد بنا این روضہ در عہدِ جنابِ محترم
پیر سید حضرت اصغر علی شاہ ذی کرم
در ۱۳۴۶ ہجرے

اللہ بخش معمار میاں کریم بخش     خادم الفقرا دین محمد کاتب لاہوری

غلام محمد آرٹسٹ لاہور ابن دین محمد کاتب

انا للہ و انا الیہ راجعون

عمارت کے بنانے والا سجادہ نشین حضرت پیر سید اصغر علی شاہ صاحب
نواسۂ حضرت پیر سید نظام الدین بودیانوالے ۱۳۴۵ھ

---

**سید جانی شاہ**

حضرت سید نظام الدین شاہ بودبانوالے کے پہلو میں جانب قبلہ ان کے فرزند ارجمند پیر جانی شاہ محو استراحت ہیں۔ ان کے سرہانے بھی دیوار پر ایک کتبہ نصب ہے، جس پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا ستار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا غفار

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد پر نور حضرت سید عالی مقام
ہادی حق پیر سید بادشاہ جانن امام

عرف حضرت پیر جانی شاہ گیلانی ولی
ابن حضرت پیر سید شاہ نظام الدین سخی

در سن ہفتاد و نہ عمرش نمود از ما سفر
روز شنبہ ہفدہم ذیقعدہ و قبل از سحر

جست شائق سال فوت آن امام متقین
قدسیان خلد گفتند ادخلوہا خالدین

۱۳۴۲ ہجری

الہ بخش معمار شاگرد میاں کریم بخش خادم الفقرا دین محمد کاتب لاہوری

غلام محمد آرٹسٹ ابن دین محمد کاتب

انا للہ و انا الیہ راجعون

اس عمارت کے بنانے والا سجادہ نشین حضرت پیر سید اصغر علی شاہ صاحب خواہر زادہ پیر سید جانن امام لاہور ۱۳۴۶ھ

---

**میر میراں گیلانی**

حضرت پیر نظام الدین بودبانوالے کے گنبد سے جانب قبلہ ایک قد آدم چبوترے پر حضرت میر میراں گیلانی اوچی کا مزار مبارک ہے۔ آنجناب سید مبارک حقانی کے فرزند اور حضرت سید محمد غوث اوچی حلبیؒ کے پوتے تھے۔ موصوف نے اشارہ غیبی پا کر اوچ کی سکونت ترک کر دی اور لاہور میں قیام فرمایا۔ یہاں ان سے ہزارہا افراد مستفیض ہوئے۔ ان کے لوح مزار پر

درج عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کا مزار میانی صاحب کے قدیم ترین مزاروں میں سے ایک ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسین حسن فاطمہ علی محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حضرت میراں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاءً للہ

و مدد کن فی سبیل اللہ

مزار

زبدۃ العارفین عمدۃ الکاملین سید السالکین شمس العارفین

رئس المحققین مبداء اسرار الٰہی خورشید چرخ عرفانی

شناور بحر طریقت واقف رموز طریقت حقیقت معرفت

جامع علوم قرانی

حضرت سید مصلح الدین ناصرِ حسن
المعروف (بہ) میر میراں گیلانی اوچیؒ

قطع تاریخ

۹۸۹ھ      محمد یسین      ۱۵۷۸ء

---

**محمد وحید اللہ کپورتھلوی**

پیر نظام الدین بودیانوالے کی درگاہ کی جنوبی دیوار کے ساتھ مولوی وحید اللہ کپورتھلوی کی آخری آرام گاہ ہے - ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ      بسم اللہ الرحمٰن الرحیم      یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد

## مولوی محمد وحید اللہ کپورتھلاوی رحمتہ اللہ علیہ

تحریکِ پاکستان کے ممتاز کارکن مرحوم سکھ اسٹیٹس ہندوستان مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری تھے - قائد اعظم کی رفاقت میں کام کرنے کا شرف حاصل تھا - مرحوم نے اپنے سیاسی سفر میں کئی سال قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں اور اپنی عمر تحریکِ پاکستان کے لیے وقف کر دی تھی -

تاریخ وفات

۲۸ جون ۱۹۸۷ء

۱۹ شوال ۱۴۰۷ھ

سوگوار منور بیگم زوجہ وحید اللہ

---

## استاد برکت علی خان

حضرت نظام الدین بودیانوالہ کی درگاہ کے مشرق میں مجنوں سائیں کے احاطہٗ مزار کے شمال مشرقی کونے میں مشہور موسیقار خان صاحب برکت علی خان کی ابدی آرام گاہ ہے - خان صاحب غزل ، ٹھمری اور ٹپہ گانے میں اپنی نظیر آپ تھے - ان کے والد اور تین بھائی اسی فن سے وابستہ تھے - ان کے والد خان صاحب علی بخش خان نے دو شادیاں کیں - زوجہٗ اول سے بڑے غلام علی خان اور برکت علی خان پیدا ہوئے اور زوجہٗ ثانی کے بطن سے مبارک علی خان اور امانت علی خان تولد ہوئے ۔ برکت علی خان قصور میں ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے اور اپنے والد سے موسیقی کی تعلیم پائی - ان کی آواز میں اتنا درد ، لوچ ، لچک اور رسیلا پن تھا کہ سننے والے وجد میں آ جاتے تھے - افسوس کہ اس فنکار کا ترپن برس کی عمر میں انتقال ہو گیا - ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

ھو الکافی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

علی ولی اللہ وصی رسول اللہ

آخری آرامگاہ

روحِ موسیقی استاد برکت علی خان صاحب

ولد استاد علی بخش خان

تاریخ وفات ۲۰ جون ۱۹۶۳ء

مطابق ۲۷ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

---

**استاد مبارک علی خان**

استاد برکت علی خان کی قبر سے جانبِ شمال مغرب چار میٹر کے فاصلے پر ان کے سوتیلے بھائی استاد مبارک علی خان کی ابدی آرام گاہ ہے۔ انھوں نے موسیقی کی تعلیم اپنے والد خانصاحب علی بخش اور اپنے برادرِ بزرگ بڑے غلام علی خان سے حاصل کی۔ ان کا شمار برعظیم پاک و ہند کے نامور موسیقاروں میں ہوتا ہے۔ وہ خیال اور ٹھمری گانے کے ماہر تھے۔ ان کی عمر نے وفا نہ کی۔ یہ فنکار چالیس برس کی عمر میں داغ مفارقت دے گیا۔ برکت علی خان ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے اور ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو کراچی میں فوت ہوئے۔ ان کی میت لاہور لا کر دفنائی گئی۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

اللھم صلی علیٰ محمد و آل محمد

محمد علی فاطمہ حسن حسین

**مبارک علی**

ولد علی بخش خان

وفات ۱۹۵۷ء

---

**چھوٹے غلام علی خان**

برکت علی خان کی قبر سے جانبِ مشرق تیس میٹر کے فاصلے پر مشہور موسیقار اور مرثیہ خوان چھوٹے غلام علی خان کی آخری آرام گاہ ہے۔ ان کا

تعلق قصور کے مطربوں کے نقیب خاندان سے تھا ۔ ان کے والد اور استاد خود بہت بڑے موسیقار تھے ۔ غلام علی خان نے چھوٹی عمر میں ہی گانا شروع کر دیا تھا ۔ وہ اپنی خداداد صلاحیت کی بنا پر اچھے گانے والوں میں شمار ہوتے تھے ۔ ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ خیال ، ترانہ ، ٹھمری دادرا اور غزل گانے میں مہارت تامہ رکھتے تھے ۔ محرم کے ایام میں سوز خوانی کرتے اور مرثیہ بھی پڑھتے تھے ۔ ذاتی طور پر وہ بڑے مخلص انسان تھے۔ ان کا مزار بڑے اعلیٰ قسم کے سنگ مرمر سے تیار کیا گیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے ۔ لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمان الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ذاکر اہل بیت استاد حاجی

چھوٹے غلام علی خان قصوری

تمغہ حسن کارکردگی

تاریخ وفات ۲۹ دسمبر ۱۹۸۶ء

عمر ۷۶ سال

---

سید محمد ابراہیم مکالشربنی

چھوٹے غلام علی خان کی قبر سے جانب شمال مشرق دس میٹر کے فاصلے پر نقشبندی مجددی سلسلے کے ایک عظیم بزرگ حضرت محمد ابراہیم محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کی قبر سے جانب قبلہ ان کے بھائی اور سید سرمد کے والد بزرگوار سید محمد داؤد شاہ ابدی نیند سو رہے ہیں لیکن ان کی قبر پر کتبہ نہیں لگایا گیا ۔ حضرت محمد ابراہیم کے مزار پُر انوار پر جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت مرقوم ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد مقدس

**صاحبزادہ حضرت سید محمد ابراہیم خاف الرشید**

**حضرت صاحبزادہ میر سید لطف اللہ شاہ صاحب**

**مکانشریف ضلع گورداسپور**

**جو بتاریخ ۲۰ نومبر ۱۹۵۴ء**

**مطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ**

**مبارک منزل پونچھ روڈ لاہور میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے**

**انا للہ و انا الیہ راجعون**

---

## یزدانی جالندھری

یزدانی جالندھری اپنے زمانے کے مشہور شاعر تھے ۔ اب تک ادبی حلقوں میں ان کا نام احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے ۔ مجنوں سائیں کے مزار سے جو راستہ نیچے اُترتا ہے ، اس کے اختتام پر دائیں ہاتھ ان کی قبر ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

**سید عبدالرشید یزدانی جالندھری**

ولد سید بہاول شاہ

تاریخ وفات ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک

یزدانی میرے نام کو یزداں سے ہے نسبت
پھر اس پہ مجھے ناز کہ میں مصطفوی ہوں

حاصل یہ شرف بھی کہ ہوں مداح پیمبر
یہ بھی ہے شرف میرا کہ میں آلِ نبی ہوں

---

**خواجہ غلام صادق**

قبرستان میانی صاحب میں احاطہ سرکی بنداں کی مشرق دیوار سے باہر شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے سابق صدر اور آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی مظفر آباد کے وائس چانسلر خواجہ غلام صادق کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ان کا آبائی وطن امرتسر تھا ۔ وہ فلسفہ میں ایم ۔ اے کرنے کے بعد اسلامیہ کالج لاہور میں لیکچرار مقرر ہوئے اور چند سال بعد پروفیسر حمید احمد خان کے ایماء پر شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی سے منسلک ہوگئے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کل من علیہا فان

مرقد

**پروفیسر خواجہ غلام صادق**

وائس چانسلر آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی

ولد شیخ عبدالرحیم

ولادت ۳ اپریل ۱۹۲۳ء بمقام امرتسر

وفات ۲۶ ستمبر ۱۹۸۴ء بمقام مظفر آباد

مقام بندۂ مومن کا ہے ورائے سپہر
زمین سے تا بہ ثریا تمام لات و منات

حریم ذات ہے اس کا نشیمن ابدی
نہ تیرہ خاک لحد ہے نہ جلوہ گاہ صفات

---

**ظہیر شہرتی امرتسری**

سید نظام الدین بودیانوالے کی درگاہ کے صدر دروازے سے چند قدم کے فاصلے پر مائل بہ شمال مغرب امرتسر کے ایک ادیب اور شاعر ظہیر شہرتی دفن ہیں ۔ ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس لیے باغِ جہاں میں آیا کرتی ہے خزاں

مرنے والے بلبلوں کا ان دنوں ماتم رہے

**خواجہ ظہیر الدین ظہیر شہرتی امرتسری**

۲۴ دسمبر ۱۹۷۳ء سے اس جگہ

آرام فرما ہیں

---

**سائیں اللہ دتہ نے نواز**

حضرت پودیانوالہ کی درگاہ کے صدر دروازے سے تیس میٹر جانبِ جنوب مغرب معروف نے نواز سائیں اللہ دتہ قادری کا مدفن ہے۔ انہوں نے بنسری بجانے میں کمال حاصل کیا تھا۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ    بسم اللہ الرحمٰن الرحیم    یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پاکستان کے مشہور اُستاد

**سائیں اللہ دتہ قادری بانسری نواز**

ولد غلام علی

وفات ۲۵ دسمبر ۱۹۸۶ء بروز جمعرات

مقبول روڈ اچھرہ لاہور

---

**حکیم عزیز الدین نانک امرتسری**

سائیں الہ دتہ بنسری نواز کے مدفن سے تیس میٹر جانبِ قبلہ امرتسر کے مشہور طبیب حکیم عزیز الدین نانک محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ امرتسر کے کٹڑہ کنہیاں میں ان کا مطب تھا۔ اسی مطب کے ایک گوشے میں علامہ محمد حسین عرشی امرتسری زیور بنانے کا کام کرتے تھے۔ ان دونوں کی دوستی ضرب المثل تھی۔ نانک کی ایک بیٹی نے علامہ آسی سے عربی پڑھی اور طبابت میں اپنے

والد کی جانشین ہوئی ۔ آزادی کے بعد حکیم نانک لاہور چلے آئے اور یہاں انہوں نے مین بازار رام گلی میں مطب کھول لیا ۔ ان کا شمار امرتسر کی مشہور شخصیات میں ہوتا تھا ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

حکیم عزیز الدین عرف نانک حکیم امرتسری

تاریخ وفات یکم جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ

مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۷۱ء

انا للہ وانا الیہ راجعون

---

**ملک احسان الٰہی**

ملک نور الٰہی مدیر روزنامہ احسان لاہور، مولانا عبیداللہ سندھی کے جلاوطنی کے زمانے کے ساتھی اور مزدور رہنما فضل الٰہی قربان اور احسان الٰہی تینوں بھائی تھے اور انہوں نے تحریک آزادی میں ناقابل فراموش کردار انجام دیا ہے ۔ مؤخر الذکر حریت پسند کی ابدی آرام گاہ حضرت بودیانوالہ کے مزار کے صدر دروازے سے جانب شمال مغرب پندرہ میٹر کے فاصلے پر سڑک کے کنارے ہے ۔ ان کے لوح مزار پر ان کا مکمل تعارف ان الفاظ میں مرقوم ہے :

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تاریخ آزادی کا ایک گم نام ورق، ایک بلند کردار
انقلابی ، ایک قناعت پسند انسان

احسان الٰہی

جس نے آزادیٔ وطن کے لیے غیر ملکی حکومت کے جیل خانوں میں اپنی نوجوانی ۱۹۳۱ء - ۱۹۳۸ء کے سات سال گذار دیے ۔ ایک غیور انسان جس نے گم نامی میں اپنے کردار کی عظمت کو ثابت کیا ۔ ۸ مارچ ۱۹۶۲ء بروز جمعرات کو اپنے ان انقلابی ساتھیوں

کے پاس پہنچ گیا جنھیں انگریزوں نے انقلابی جدوجہد کے جرم میں تختۂ دار پر چڑھا دیا۔

---

حفیظ مرزا

احسان الٰہی کے مدفن سے بیس میٹر جانبِ قبلہ ایک ماہرِ موسیقی حفیظ مرزا کی قبر ہے۔ موصوف ریڈیو سے موسیقی کے پروگرام نشر کیا کرتے تھے اور اچھے گلوکار تھے۔ ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یا اللہ

یا محمد یا علی یا فاطمہ یا حسن یا حسین

حفیظ مرزا (ریڈیو سنگر)

ولد مرزا فتح محمد

تاریخ وفات ۳۰ دسمبر ۱۹۷۰ء بروز پیر

مرقد پہ تیری رحمت حق کا نزول ہو
حامی تیرا خدا اور خدا کا رسول ہو

---

حکیم منظور احمد ہمدانی

حضرت بودیانوالہ کے مزار سے جانبِ قبلہ اس راستے پر جو لاہوری مرزائیوں کے احاطۂ قبور کی طرف جاتا ہے، مشہور نعت خواں حکیم منظور احمد ہمدانی محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ ہمدانی صاحب ۱۲ اگست ۱۹۱۲ء کو لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے طبیہ کالج لاہور سے طب کا امتحان پاس کیا اور تحریک پاکستان کے لیے بڑا کام کیا۔ انھوں نے نعت کے فروغ کے لیے کئی انجمنوں کی سرپرستی کی اور نعت خوانی کے مقابلے منعقد کروائے۔

حکیم صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ جل جلالہ          یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
انک عفواً غفوراً رؤف[1] الرحیم
یا ارحم الراحمین
یا اللہ بحق محمد الرسول[2] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الحاج حکیم منظور احمد ہمدانی مرحوم
ولد ڈاکٹر نور محمد توکلی

تاریخ وفات
۲۲ اگست ۱۹۸۸ء بروز پیر بمطابق ۸ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

---

**محمد امین خاور**

حکیم منظور احمد ہمدانی کے مرقد سے صرف تین میٹر جانب شمال مشرق لاہور کے ایک معروف خوشنویس محمد امین خاور محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**محمد امین خاور ممتاز خوشنویس**

ولد میاں احمد دین مرحوم

اندرون بھاٹی گیٹ محلہ موتی ٹھیہ

تاریخ وفات ۶۲ - ۵ - ۱۵ بروز عیدالاضحیٰ

اگر کرچول (کذا) انجم آسمان تیرا آسماں میرا
مجھے فکر جہاں کیوں ہو جہاں تیرا ہے جہاں میرا

---

۱ - ۲ - عربی عبارت میں املا کی غلطیاں موجود ہیں ۔

صوفی شرف الدین وارثی

حضرت بودیانوالے کی درگاہ کے صدر دروازے سے جانبِ مغرب تیس میٹر کے فاصلے پر مشہور شاعر اور نعت گو مظفر وارثی کے والد بزرگوار صوفی وارثی میرٹھی کی آخری آرام گاہ ہے۔ صوفی صاحب بڑے بلند پایہ شاعر تھے اور انہیں استاد داغ کے شاگرد نوح ناروی سے شرفِ تلمذ تھا۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

روضۂ اقدس

علامہ صوفی شرف الدین احمد صوفی وارثی

تاریخِ وصال

۱۹ رجب ۱۳۸۲ھ ، ۱۷ دسمبر ۱۹۶۲ء

بقول حکیم محمد موسیٰ امرتسری ، مرحوم نے اپنی وفات سے قبل خود اپنی تاریخِ وفات کہی تھی :

" گیا مرقد میں صوفی وارثی آج"

۱۳۸۲ھ

---

سید سعید جعفری

صوفی وارثی میرٹھی کے مدفن سے جانبِ قبلہ پانچ میٹر کے فاصلے پر پنجابی زبان کے ایک شاعر سعید جعفری محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ انہوں نے بکثرت نوحے لکھے ہیں۔ ان کے مزار کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ ۷۸۶ یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

علی ولی اللہ وصی رسول اللہ

یا علی یا فاطمہ یا حسن یا حسین

یا زین العابدین یا محمد باقر یا جعفر صادق

یا موسیٰ کاظم یا علی رضا یا علی تقی یا علی نقی

یا حسن عسکری یا مہدی آخر الزماں

آخری مقام

پنجابی دے مشہور شاعر سعید جعفری

تاریخ پیدائش ۲۳ فروری ۱۹۳۱ء

تاریخ وفات ۱۴ اپریل ۱۹۸۰ء

لکھنا واں نوحے ہوگیا اے احسان بتول دی بچڑی دا
میں جعفری نوحے خواناں وچ ہن اپنا ناں لکھوانا ایں

---

**خواجہ غلام نبی ربتو**

صوفی وارثی میرٹھی کے مدفن سے پچاس میٹر جانب قبلہ مشہور کرکٹر خواجہ غلام نبی ببتو کی آخری آرام گاہ ہے۔ مرحوم اپنے زمانے میں کرکٹ کے نامور کھلاڑی تھے۔ بقول حکیم محمد موسیٰ امرتسری اُن کا شمار ان مسلمان کھلاڑیوں میں ہوتا ہے جو سب سے پہلے کرکٹ کے میدان میں آگے بڑھے۔ خواجہ صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا محمد

آخری آرامگاہ

خواجہ غلام نبی ببتو (امرتسری)

تاریخ وفات

۱۴ فروری ۱۹۵۷ء

---

**پروفیسر عبدالحی نالک**

خواجہ غلام نبی ببتو امرتسری کے قدموں میں ان کے لائق و فائق فرزند

پروفیسر عبدالحی ناٹک محو خواب ابدی ہیں ۔ مرحوم اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور میں اُستاد اور گورنمنٹ کالج ہارون آباد میں وائس پرنسپل رہ چکے ہیں ۔ وہ کالج اساتذہ کی یونین کے روح رواں تھے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت رقم ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

پروفیسر خواجہ عبدالحی ناٹک مرحوم

ولد

خواجہ غلام نبی ببو کیپٹن مرحوم

تاریخ وفات

۱۵ مئی ۱۹۹۰ء

---

**مولانا داؤد غزنوی**

مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ کا شمار اپنے دور کے جیّد علماء اور بالغ نظر سیاستدانوں میں ہوتا ہے ۔ ان کے جد امجد مولانا محمد عبداللہ غزنویؒ (م ۱۸۷۹ء) کو اختلافِ عقائد کی بنا پر افغانستان سے جلا وطن ہونا پڑا ۔ انہوں نے امرتسر میں سکونت اختیار کر کے اہل حدیث کے عقائد کی نشر و اشاعت کی غرض سے مدرسۃ تقویتہ الاسلام کی بنیاد رکھی ۔ ان کی وفات کے بعد اولاً ان کے بڑے فرزند عبداللہ بن عبداللہ اور ان کے بعد مولانا عبدالجبار غزنویؒ اس مدرسے کے مہتمم مقرر ہوئے ۔ مولانا عبدالجبار غزنویؒ کے دورِ اہتمام میں اس مدرسے نے بڑی ترقی کی ۔ انہوں نے ۱۹۱۳ء میں وفات پائی تو ان کی جگہ ان کے فرزند ارجمند محمد داؤد غزنویؒ نے اہتمام کی ذمہ داری سنبھالی ۔

مولانا محمد داؤد غزنوی ۱۸۹۵ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم امرتسر میں حاصل کی اور پھر اعلیٰ تعلیم کے حصول کی غرض

سے دہلی تشریف لے گئے ۔ وہیں ان کا تعارف سیاسی رہنماؤں کے ساتھ ہوا ۔ مولانا داؤد غزنوی نے تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۔ جب جمعیت العلماء ہند کی تشکیل ہوئی تو وہ اس کی مجلس عاملہ کے رکن مقرر ہوئے۔ تحریک عدم تعاون میں بھی انھوں نے مؤثر کردار ادا کیا اور تین بار قید و بند کی صعوبت برداشت کی ۔ ۱۹۲۹ء میں جب ان کے خلافتی ساتھیوں نے مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی تو موصوف اس نئی سیاسی جماعت کے سیکریٹری مقرر ہوئے ۔ انگریز کی مخالفت ان کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکی تھی جس کا اظہار وہ اپنے خطبات جمعہ اور سیاسی جلسوں میں کرتے رہتے تھے ۔ ۱۹۴۲ء میں جب کانگرس نے "ہندوستان چھوڑ دو" تحریک شروع کی تو مولانا غزنوی کانگرس میں شامل ہوگئے ۔ انھوں نے پنجاب میں کانگرس کی تنظیم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور موصوف پنجاب پراونشل کانگرس کے صدر منتخب ہوئے ۔ دوسری جانب مسلم لیگ حصول پاکستان کے لیے میدان عمل میں اتر چکی تھی اور وہ ہندوؤں کے عزائم سے مسلمانوں کو آگاہ کر رہی تھی ۔ ان حالات میں مولانا داؤد غزنوی پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ کانگرس پر ہندو مہاسبھا غالب آ چکی ہے اور کانگرس ہندو مسلم اتحاد اور سیکولرازم کے جو نعرے لگا رہی ہے وہ محض ایک ڈھونگ ہے ۔ ان حقائق کے انکشافات کے بعد موصوف اگست ۱۹۴۶ء میں کانگریس پر تین حرف بھیج کر مسلم لیگ میں شامل ہوگئے ۔

قیام پاکستان کے بعد انھیں بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح امرتسر سے ہجرت کرنا پڑی ۔ لاہور آنے کے بعد انھوں نے بھاٹی دروازے کے باہر شیش محل روڈ پر مدرسہ تقویۃ الاسلام کا احیاء کیا ۔

مولانا محمد داؤد غزنوی ۱۶ دسمبر ۱۹۶۲ء کو راہی ملک بقا ہوئے ۔ ان کی ابدی آرام گاہ جسٹس چوہان کے مدفن سے جانب جنوب مغرب بیس میٹر کے فاصلے پر ہے ۔ مرحوم چونکہ سلفی العقیدہ تھے اس لیے ان کی قبر کچی ہے اور اس پر ان کے عقیدے کے مطابق کتبہ نصب نہیں کیا ۔ ان کے مرقد سے قریب ہی ان کے فرزند ارجمند سید ابوبکر غزنوی ، سابق وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور محو خواب ابدی ہیں۔ ان کا انتقال ۲۵ اپریل ۱۹۷۶ء کو لندن میں ہوا اور ان کا جسد خاکی لاہور لا کر ان کے والد بزرگوار کے قدموں میں سپرد خاک کیا گیا ۔

---

## حاجی سراج الدین خوشنویس

پنجاب میں ایمن آباد ، پپنا کھہ ، عادل گڑھ ، جنڈیالہ ، وارث کوٹ اور کیلیانوالہ خطاطی کے اہم مراکز ہیں ۔ ان مراکز میں تربیت حاصل کرنے والے فنکار پورے ملک میں پھیل گئے ۔ جنڈیالہ کے اساتذہ نے دہلی میں خطاطی کا ایک نیا دبستان قائم کیا اور آزادیٔ وطن کے بعد دہلی کے اساتذہ کراچی چلے گئے ۔

اسی طرح ان مراکز کے اساتذہ نے لاہور کو اپنا وطن قرار دیا اور یہاں خطاطی کو فروغ دیا ۔ ایسے ہی ایک اُستاد حاجی سراج الدین تھے ۔ ان کا مزار میانی صاحب میں جسٹس چوہان کے مقبرے سے بیس میٹر جانبِ جنوب مغرب ہے ۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

حاجی سراج الدین خوشنویس

والد عبدالکریم

والد محترم محمد اسلم کھوکھر

تاریخ وفات ۲۷ نومبر ۱۹۸۵ء بروز بدھ

بعمر ۷۶ سال

---

## محمد دین لبھا خوشنویس

میانی صاحب میں بہت سے نامور خطاط محوِ خوابِ ابدی ہیں ، ان میں عبدالمجید پروین رقم ، محمد صدیق الماس رقم ، مراد بخش مراد رقم ، محمد قاسم سلطان القلم کے فرزندان محمد شفیع اور محمد شریف ، تاج الدین زریں رقم ، محمد امین خاور ، حاجی سراج الدین ، محمد شریف راکا ، خلیفہ غلام محمد ، خلیفہ نور احمد ، فضل الٰہی مرغوب رقم ، خلیفہ عزیز الدین ، منشی اسد اللہ اور حکیم محمد چراغ قابل ذکر ہیں ۔ ایسے ہی ایک ہونہار خوشنویس محمد دین لبھا تھے لیکن انہوں نے زیادہ عمر نہیں پائی ۔ اگر کبھی لاہور کے خوشنویسوں

پر تحقیقی مقالہ لکھا گیا تو اس میں دوسرے درجے کے خوشنویسوں میں محمد دین لبھا کا نام ضرور آئے گا - اس کی قبر لاہوری مرزایوں کے قبرستان کی سیڑھیوں سے جانب جنوب صرف ایک میٹر کے فاصلے پر ہے - مرحوم کی قبر کا کتبہ خطاطی کا ایک اچھا نمونہ ہے اور اس پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

محمد دین لبھا خوشنویس کپورتھلوی

عمر ۳۸ سال

تاریخ وفات ۳۰ مارچ ۱۹۷۵ء

بروز اتوار

بمطابق ۱۷ ربیع الاول[1]

نگاہ یا رسول اللہ　　　　نگاہ یا رسول اللہ

---

**خواجہ کمال الدین لاہوری**

محمد دین لبھا کے مرقد سے ایک میٹر جانب شمال ایک قد آدم بلند چبوترہ لاہوری مرزائیوں کے لیے مختص ہے - اس احاطۂ قبور کے شمال مشرق کونے میں خواجہ کمال الدین کی قبر ہے - وہ اندرون شہر کی کشمیری برادری کے فرد اور مرزا غلام احمد قادیانی کے حواری تھے - حکیم نور الدین بھیروی (م ۱۹۱۴ء) کی وفات کے بعد جب قادیانیوں کی اکثریت نے مرزا غلام احمد کے فرزند مرزا بشیر الدین محمود کو مسند خلافت پر بٹھایا تو اس وقت چند افراد، جن میں "مولوی" محمد علی اور خواجہ کمال الدین بھی شامل تھے، موروثی خلافت کے خلاف ہوگئے - اس کے علاوہ انہوں نے مرزا غلام احمد کی نبوت کا انکار کیا اور آپسے مجدد تسلیم کرنے لگے - منحرفین کے اس گروپ کے

---

۱ - یہاں سن ہجری درج نہیں ہے - کاتب کو یہاں ۱۳۹۵ھ لکھنا چاہیے تھا -

قائد خواجہ کمال الدین تھے ۔ انہوں نے "لاہوری گروپ" کی بنیاد رکھی اور برانڈرتھ روڈ پر احمدیہ بلڈنگ میں اپنا دفتر قائم کیا ۔

مولانا عبیداللہ سندھی لکھتے ہیں کہ پہلی عالمی جنگ کے دوران میں حسین شریف مکہ اور انگریزوں کے درمیان سودا بازی کرانے میں خواجہ کمال نے اہم کردار ادا کیا تھا ۔ خواجہ کمال الدین کا انتقال ۲۸ دسمبر ۱۹۳۲ء کو ہوا ۔ قبر کے کتبے پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و من احسن قولا ممن دعا الی اللہ و عمل صالحاً

و قال انني من المسلمين

مرقد

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب الملقب بہ حسن بیان

مبلغ اسلام و بانی مسلم ووکنگ انگلستان یعنی شمع رسالت کا وہ پروانۂ بیقرار ، گلشن توحید کا وہ بلبل نغمہ سنج ، علم و فضل کا وہ بحر بیکراں ، تبلیغ اسلام کا وہ عاشق دلدادہ جس نے اپنی زندگی کو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے وقف کر دیا اور کفرستان فرنگ میں برابر بیس سال علم توحید بلند رکھا اور جو ۶۳ سال کی عمر میں بتاریخ ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۵۱ھ ...

(یہاں ایک سطر اور تھی جو اب سیمنٹ میں دب گئی ہے) ۔

---

**محمد علی لاہوری**

خواجہ کمال الدین کی قبر سے تیس میٹر جانب جنوب لاہوری احمدیوں کے دینی رہنما "مولوی" محمد علی لاہوری کا مرقد ہے ۔ ان کی تصانیف میں سے ریلیجن آف اسلام اور قرآن حکیم کے انگریزی ترجمے کی بہت شہرت ہوئی مگر اس ترجمے کے بارے میں مولانا عبدالماجد دریا بادی فرماتے ہیں کہ اس میں بہت سی خامیاں اور غلطیاں ہیں بلکہ بعض جگہ تو ایسی جسارتیں کی گئی ہیں

کہ ان کے ڈانڈے تحریف سے مل جاتے ہیں ۔ موصوف کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

و من یطع اللہ و الرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصٰلحین و حسن اولٰئک رفیقاً۔

مرقد پر انوار

مجاہد اعظم سلطان القلم مفسرِ قرآن مجید مبلغ دینِ اسلام شہیدِ قوم

**حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ (ایم اے ، ایل ایل بی)**

امیر جماعت احمدیہ و صدر انجمن اشاعت اسلام لاہور جنہوں نے ۱۹۰۰ء میں اپنے زرین دنیاوی مستقبل کو قربان کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی نمونہ پیش کیا اور مسلسل پچاس سال تک اسلام کی تائید اور دشمنان اسلام کے اعتراضات کے جواب میں پچاس ہزار صفحات تحریر فرمائے جو دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہوئے ۔ قرآن مجید کی تفاسیر لکھ کر معارف و حقائق کے ایسے دریا بہا دیے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کا نظارہ سامنے آ گیا ۔ اس عاشق قرآن کریم نے ترجمۃ القرآن انگریزی کے چوتھے ایڈیشن کی مکمل نظر ثانی اور تکمیل کے بعد قرآن مجید کی اشاعت کی مستقل بنیاد رکھتے ہوئے ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء مطابق ۱۰ محرم الحرام ۱۳۷۱ھ کو شہادت پائی ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

یاایتھا النفس المطمئنۃ ہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ہ
فادخلی فی عبادی ہ وادخلی جنتی ہ

---

### عبدالحق ودیارتھی

"مولوی" محمد علی لاہوری کے مرقد سے بارہ میٹر جانبِ شمال لاہوری احمدیوں کے مشہور عالم اور ودوان عبدالحق ودیارتھی کی قبر ہے ۔ راقم نے انہیں دیکھا ہے ۔ وہ تقابل ادیان کے ماہر تھے اور ہندوؤں کے مذہبی علوم

پر ان کی گہری نظر تھی - اسی طرح وہ قدیم صحائف کے بھی عالم تھے - ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

**حضرت مولانا عبدالحق ودیارتھی**

مفکر ، محقق ، مناظر و مبلغ اسلام

AUTHOR OF MUHAMMAD (P. B. U. H.)
IN WORLD SCRIPTURES

تاریخ وفات

۱۸ نومبر ۱۹۷۷ء بمطابق ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۹۷ھ

---

**ڈاکٹر بشارت احمد**

خواجہ کمال الدین کے مدفن سے چھ میٹر جانب مغرب لاہوری مرزائیوں کے مشہور عالم اور دانشور ڈاکٹر بشارت احمد کا مرقد ہے - موصوف نے قرآن حکیم کی تفسیر اپنے مخصوص رنگ میں تحریر کی ہے - اس کے علاوہ "مجدد اعظم" کے عنوان سے مرزا غلام احمد کے سوانح حیات بھی قلمبند کیے ہیں - ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل

علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا

بالجنۃ التی کنتم توعدون

مرقد عاشق قرآن و محرر مجدد ہند

**حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب**

مرحوم و مغفور

مفسر قرآن حکیم و مصنف مجدد اعظم

پیدائش ۳ اکتوبر ۱۸۷۶ء

وفات ۲۱ اپریل ۱۹۴۳ء

عمر ۶۶ سال ۶ ماہ ۱۸ دن

یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

---

**ملک غلام محی الدین**

خواجہ کمال الدین کے مدفن سے جانب مشرق ، لاہوری مرزائیوں کے احاطہ قبور کے باہر، پندرہ میٹر کے فاصلے پر ملت اسلامیہ کے ایک خیر خواہ اور سماجی کارکن ملک غلام محی الدین محو خواب ابدی ہیں ۔ مارچ ۱۸۸۴ء میں جب بکن خان کی مسجد (اندرون موچیدروازہ) میں انجمن حمایت اسلام کی بنیاد رکھی گئی تو ملک صاحب مرحوم اس اجلاس میں شامل تھے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

۷۸۶

اشهد ان لا الہ الا اللہ واشهد ان محمداً عبدہ و رسولہ

مرقد

**ملک غلام محی الدین صاحب مرحوم و مغفور**

ساکن گوجرانوالہ

یکے از بانیان انجمن حمایت اسلام لاہور

تاریخ وفات

۱۲ ذوالحجہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۴۰ء

اے کہ برما بگذری دامن کشاں

از سر اخلاص الحمدے بخواں

---

حکیم رفیق احمد نجیب آبادی

ملک غلام محی الدین مرحوم کے مرقد سے تیس میٹر جانب مشرق لاہور کے ایک نامور طبیب حکیم رفیق احمد نجیب آبادی کا مدفن ہے۔ ان کا انتقال قیام پاکستان کے صرف چار سال بعد ہوگیا، اس لیے لوگوں نے ان کا نام اپنے ذہنوں سے فراموش کر دیا۔ اگر کبھی پاکستان کی طبی تاریخ لکھی گئی تو ان کا ذکر اس میں ضرور آئے گا۔ مرحوم کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مزار مبارک

حکیم رفیق احمد

نجیب آبادی

سند و تمغہ یافتہ طبیہ کالج دہلی

تاریخ وفات

۳ ستمبر ۱۹۵۱ء مطابق یکم ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ

---

غازی علم الدین شہید

قبرستان میانی صاحب میں غازی علم الدین شہید کا مزار اس سڑک پر واقع ہے جو جنازگاہ کو بہاولپور روڈ سے ملاتی ہے۔ ان کے مزار کے اردگرد بڑے نامور حضرات کی قبریں ہیں۔ غازی علم الدین نے "رنگیلا رسول" نامی ایک کتاب کے گستاخ مصنف اور پبلشر راج پال کو قتل کیا تھا۔ ان پر قتل کا مقدمہ چلا جس کی پیروی کے لیے قائداعظم بمبئی سے لاہور تشریف لائے۔ میاں عبدالعزیز مالواڈہ اس مقدمے کی پیروی کر رہے تھے۔ انگریز جج نے غازی علم الدین کو سزائے موت سنائی اور انہیں میانوالی جیل میں تختۂ دار پر لٹکایا گیا۔ حکام نے ان کی میت میانوالی میں دفن کر دی لیکن عمائدین لاہور نے انگریز گورنر سے اجازت لے کر انہیں لاہور لا کر دفن کیا۔ ان کے لوح مزار اور مقبرے کی دیواروں پر جو بے ربط عبارتیں کندہ ہیں، وہ مستری الٰہی بخش خادم گیارھویں شریف کے دماغ کی اختراع ہیں۔ وہ بے علم شخص

تھا اور اسی کی نگرانی میں یہ مقبرہ تیار ہوا تھا ۔ غازی صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد غازی علم الدین

تاریخ پیدائش ۳ دسمبر ۱۹۰۸ء

تاریخ شہادت ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء

اظہار الفت

بلی کڈکدی اللہ اکبر والی میہنہ کمے دا چھا چھم برس گیا
اوتھے رحمت جھڑیاں لا دتیاں غازی شیر اللہ دا لنگھ گیا

اے عاشق حق دلدار محمد قربان ہو رکھ لئی شان محمد
آرزو بر آنے کی مجھے خوشی کیوں نہو عاشق حق دیکھیں دلکو جنبش کیوں نہو

جام الفت ہی جئے سر راہ حق میں دیجیے
مال و زر اور زندگی قربان اس پہ کیجیے

---

**محمد مالک شہید**

غازی علم الدین شہید کے مزار سے جانب جنوب چند گز کے فاصلے پر ایک بلند چبوترے پر مفتی غلام جان ہزاروی مرحوم کے پہلو میں تحریک پاکستان کے پہلے شہید محمد مالک کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ان کے لوح مزار پر ان کا پورا تعارف ان الفاظ میں کندہ ہے :

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تحریک پاکستان کا شہید اول

محمد مالک شہید

ولد مولوی عبدالرحیم

تاریخ شہادت ۱۰ مارچ ۱۹۴۶ء

عمر ۱۹ سال

اسلامیہ کالج لاہور کا یہ قابلِ فخر سپوت ایک عظیم الشان جلوس میں شریک تھا جو اس وقت کے متعصب انگریز گورنر اور اس کے کاسہ لیس یونینسٹوں کے خلاف لاہور کے طلبہ نے احتجاج کے طور پر نکالا تھا۔ سناتن دھرم کالج کے ہندو طلبہ نے شرکا پر خشت باری کی ۔ ایک اینٹ لگنے سے محمد مالک شہادت کے مرتبے پر فائز ہوگئے ۔ جنازے میں ایک لاکھ افراد شریک تھے ۔ محمد مالک ہماری تاریخ آزادی میں نوجوانوں کے ولولہ انگیز کردار کی زندہ علامت ہیں اور ان کی شہادت ہماری تاریخ آزادی کا ایک زرین باب ہے ۔

بر خاک شہیدے برگہائے لالہ می پاشم
کہ خونش بانہال ملتِ ما سازگار آمد

منجانب : اسلامیہ کالج اولڈ بوائز ایسوسی ایشن لاہور

---

غازی حسن الدین شہید

محمد مالک شہید کے پہلو میں جانب مشرق غازی حسن الدین شہید محو خواب ابدی ہے ۔ غازی صاحب کا والد مولا بخش موضع کوٹلی تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر سے ترک وطن کر کے مصری شاہ لاہور میں سکونت پذیر ہوا ۔ مولا بخش سقہ گری کا کام کرتا تھا ۔ اس کے بڑے بیٹے محمد شفیع نے یکی دروازے کے اندر آٹا پیسنے کی چکی لگا لی ۔ اس کا چھوٹا بھائی حسن الدین جو ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوا تھا ، لوہار کا کام سیکھنے لگا ۔

۸ جولائی ۱۹۳۵ء کو سکھوں نے مسجد شہید گنج شہید کر دی جس کے نتیجے میں پورے صوبے میں اشتعال پھیل گیا ۔ حسن الدین جو اس وقت ۲۴ سال کا جوان رعنا تھا ، خانۂ خدا کی بے حرمتی پر مشتعل ہو گیا ۔ اس نے کلہاڑی کے وار سے دو سکھ شدید زخمی کر دیے جن میں سے ایک ہلاک ہو گیا ۔ اس پر قتل کے جرم میں مقدمہ چلایا گیا اور سیشن جج نے جرم ثابت ہو جانے کے بعد اسے سزائے موت سنائی ۔ مسلمانوں نے ہائی کورٹ میں اپیل کی جو مسترد ہوگئی ۔ حسن الدین کو ۲۹ جون ۱۹۳۶ء کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا ۔ لوح مزار پر یہ عبارت رقم ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلیطدن
خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

مرقد مبارک

غازی حسن الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

کہ بتاریخ ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ بمطابق

۲۹ جون ۱۹۳۶ء

بر تختۂ دار جام شہادت نوشید

کشتگان خنجر تسلیم را ہر گھڑی از غیب جان دیگر است

انا للہ وانا الیہ راجعون

---

## مولانا غلام جان ہزاروی

پھر مالک شہید کے قدموں میں ایک نامور عالم دین مفتی مولانا غلام جان ہزاروی کی ابدی آرام گاہ ہے - ان کا سالانہ عرس بھی ہوتا ہے - مفتی صاحب ۱۸۹۶ء کو مانسہرہ کے ایک قریبی گاؤں اوگرہ میں پیدا ہوئے - ہزارہ میں ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد وہ یوپی چلے گئے جہاں انہوں نے مولانا عبدالحق خیر آبادی سے معقول کی کتابیں پڑھیں اور پھر گھومتے پھرتے بریلی پہنچے جہاں انہیں مولانا احمد رضا خان کی خدمت میں رہ کر تکمیل کا موقع ملا - وہ مولانا کے ہاتھ پر قادریہ سلسلے میں بیعت ہوئے اور ان سے خرقۂ خلافت حاصل کیا - انہوں نے کچھ عرصہ تونسہ اور مکھڈ کے مدارس میں پڑھایا پھر لاہور آکر درس و تدریس میں مصروف ہو گئے - ان کا شمار سربرآوردہ بریلوی علماء میں ہوتا ہے - ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ جل جلالہ ۷۸۶ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موت العالم موت العالم

فاضل اجل مفتی اعظم قبلہ عالم حضرت علامہ

ابو المظفر مولانا محمد غلام جان قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز

امام اہلسنت اعلحضرت مجدد دین و ملت

حضرت مولانا محمد احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ

تاریخ وصال

در بست و پنج محرم بگذشت زیں جہاں
اسم شریف او را مفتی غلام جان

در سال سیزدہ صد و ہفتاد و نہ بروز
شنبہ بوقت نیم و یک شد داخل جنان

۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ یکم اگست ۱۹۵۹ء

پسران

محمد ظفر اقبال ، محمد اشرف ، غلام صابر ، غلام مصطفیٰ

---

**خواجہ فتح محمد انوری**

محمد مالک شہید کے مرقد سے جانب قبلہ تین میٹر کے فاصلے پر مشہور شاعر ، قانون دان اور کلام اقبال کے عاشق خواجہ فتح محمد انوری کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ان کا آبائی وطن لدھیانہ تھا ۔ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے لاہور میں ٹمپل روڈ پر سکونت اختیار کر لی تھی ۔ خواجہ صاحب کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ مختصر سی عبارت رقم ہے ۔

۷۸۶

خواجہ فتح محمد انوری

وفات

۲۲ جنوری ۱۹۸۶ء

---

**شیخ عطاء اللہ**

شیخ عطاء اللہ مرحوم کو غازی علم الدین شہیدؒ کے ساتھ بڑی عقیدت تھی اس لیے انہوں نے وصیت کی تھی کہ انہیں مرنے کے بعد غازی صاحب کے جوار میں دفنایا جائے۔ ان کی قبر غازی صاحب کے احاطۂ مزار سے باہر شمال مشرقی کونے کے ساتھ ہے۔ شیخ صاحب گجرات کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے آزادی سے قبل مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پڑھایا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد مرحوم ہیلی کالج آف کامرس لاہور میں پڑھاتے رہے اور وائس پرنسپل کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ مرحوم اسلامیہ کالج چنیوٹ کے بانی پرنسپل تھے۔ اقتصادیات ان کا خاص مضمون تھا۔ انھوں نے "اقبال نامہ" کے عنوان سے علامہ اقبال کے خطوط مرتب کیے تھے۔ شیخ عطاء اللہ کے فرزند گرامی مختار مسعود نے بھی ادبی دنیا میں نام پیدا کیا ہے۔ ان کی تصنیف "آواز دوست" کو قبول عام کا درجہ ملا ہے۔ شیخ عطاء اللہ کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار
و ادخلنا الجنۃ مع الابرار یا عزیز یا غفار یا رب العالمین

شیخ عطاء اللہ مرحوم و مغفور

وصال ۲۷ دسمبر ۱۹۶۸ء بعمر ۷۲ سال

نگاہے یا رسول اللہ نگاہے

---

**بدر الدین حسرت**

شیخ عطاء اللہ کے مرقد سے چالیس میٹر جانب شمال احاطۂ سرکی بنداں کے شمال مغربی کونے کے عین سامنے سڑک کے پار پنجابی زبان کے ایک شاعر بدر الدین المتخلص بہ حسرت کی ابدی آرام گاہ ہے۔ راقم نے کئی پنجابی شاعروں سے ان کے بارے میں استفسار کیا لیکن سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ان کے مختصر سے کوائف صرف لوح مزار ہی سے معلوم ہو سکے ہیں۔ کتبے پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پنجابی صوفی شاعر

**بدر الدین حسرت ولد سلطان محمود**

تاریخ پیدائش یکم اپریل ۱۸۹۴ء

تاریخ وفات یکم مارچ ۱۹۷۷ء

کون کہتا ہے یہاں پھول چڑھاتے جانا
کون کہتا ہے یہاں شمع جلاتے جانا
ہاں براہِ اخلاص اے ناز سے جانے والے
میری تربت پہ ذرا ہاتھ اٹھاتے جانا

بہن بھائی سب آ کے رویا کریں گے
عزیز اقربا جان کھویا کریں گے
ہمیں آنسوؤں میں ڈبویا کریں گے
پڑے بے خبر ہم تو سویا کریں گے

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہہ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

اگر دوست احباب آئیں ہمیں کیا
ہوئے جمع اپنے پرائے ہمیں کیا
کوئی روئے آنسو بہائے ہمیں کیا
پڑے ہوں گے ہم منہ چھپائے ہمیں کیا

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہہ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

(احسان اللہ)

---

**راجہ سید اکبر خان**

غازی علم الدین شہیدؒ کے مزار مبارک سے بیس میٹر جانب قبلہ مشہور قانون دان اور سابق ایڈووکیٹ جنرل راجہ سید اکبر خان کی ابدی آرام گاہ

ہے ۔ راجہ صاحب کا آبائی وطن گوجر خان تھا ۔ انھوں نے نوجوانی میں ہی سیاست میں دلچسپی لینا شروع کر دی تھی ۔ مرحوم نے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے تحریکِ پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۔

انھوں نے وکالت کو ذریعہ معاش بنایا ۔ انھیں سول لاء کا ماہر تسلیم کیا جاتا تھا ۔ وہ کچھ عرصے تک مغربی پاکستان کے ایڈووکیٹ جنرل بھی رہے لیکن پھر خود ہی استعفیٰ دے کر اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے ۔ وہ سماجی کاموں میں آخری سانس تک سرگرمِ عمل رہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین

راجہ سید اکبر خان

سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

سابق ایڈووکیٹ جنرل مغربی پاکستان

سابق صدر لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن

پیدائش ۴ فروری ۱۹۱۱ء

وفات ۲۹ مئی ۱۹۸۳ء

---

**پروفیسر میر محمد رفیق**

غازی علم الدین شہید کے مزار سے جانب شمال تیس میٹر کے فاصلے پر ، اس راستے پر جو صوفی مقبول احمد کے روضۂ مبارک کی طرف جاتا ہے ، مشہور قانون دان میر محمد رفیق کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ میر صاحب ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے ۔ انھوں نے ۱۹۳۳ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی اے کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۳۵ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی ۔ ۱۹۳۷ء میں انھوں نے مڈل ٹمپل لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور انگلستان سے واپسی کے بعد امرتسر میں وکالت کرنے لگے ۔ قیام پاکستان کے بعد موصوف لاہور چلے آئے ۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۰ء تک مرحوم لاء کالج لاہور میں فقہ اسلامی پر لیکچر دیتے رہے ۔ مرحوم نے کچھ عرصہ سیاست

میں بھی دلچسپی لی اور ۱۹۴۲ء میں وہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن بنائے گئے - میر صاحب کا انتقال ۱۳ جون ۱۹۶۵ء کو حرکت قلب بند ہونے سے ہوا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم المغفرہ و الرحمہ و الجعل قبرہ روضہ من ریاض الجنہ[1]

پروفیسر میر محمد رفیق بیرسٹر ایٹ لاء

استاد فقہ اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاء کالج

وفات ۱۲ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

مطابق ۱۳ جون ۱۹۶۵ء

---

**نذیر احمد چوہدری**

غازی علم الدین کے مزار سے پچاس میٹر جانب جنوب مغرب چوہدری نذیر احمد کی قبر ہے - مرحوم "ترقی پسند" ادیبوں کے سرخیل تھے - ان کے ایک بھائی چوہدری بشیر احمد لاہور کے مشہور ناشر تھے اور ایک بھائی حنیف رامے پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں - چوہدری نذیر احمد نے "نیا ادارہ" کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا تھا - وہ ماہنامہ "سویرا" کے مدیر تھے جو ترقی پسند ادیبوں کا ترجمان سمجھا جاتا تھا - ان کے مزار کا کتبہ پاکستان کے خطاط اعظم حافظ محمد یوسف سدیدی مرحوم کا لکھا ہوا ہے - کتبے پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا حی　　　　　　　　یا قیوم

مرقد

نذیر احمد چوہدری مرحوم

مالک نیا ادارہ، سویرا

تاریخ وفات ۲۷ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

مطابق ۲۳ مئی ۱۹۷۱ء

---

۱ - عربی عبارت میں املاء کی اغلاط ہیں -

یغفر اللہ لہ'

---

۱۳۹۱ھ

"محو جمال ایزد چوہدری نذیر احمد"

یوسف سدیدی ۱۳۹۱ھ

---

**شیخ بشیر احمد لدھیانوی**

چوہدری نذیر احمد کی قبر سے ایک میٹر جانب جنوب مغرب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے شاگرد رشید اور پاکستان میں تعلیمات شاہ ولی اللہ کے ناشر شیخ بشیر احمد لدھیانوی محو خواب ابدی ہیں۔ انہوں نے شاہ ولی اللہ سوسائٹی کے زیر اہتمام بہت سے رسائل اور کتابچے شائع کیے تھے جن میں مولانا سندھیؒ کا رنگ جھلکتا تھا۔ ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

شیخ بشیر احمد لدھیانوی ولد مولوی اللہ دین مرحوم

شاگرد خاص حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ

جنرل سیکریٹری شاہ ولی اللہ سوسائٹی پاکستان

تاریخ پیدائش ۲۸ جنوری ۱۸۹۸ء

تاریخ وفات ۱۷ جنوری ۱۹۷۴ء

---

**استاد اللہ دتہ ناظر**

چوہدری نذیر احمد مرحوم کی ابدی آرام گاہ سے پچیس میٹر جانب شمال مغرب پنجابی زبان کے مشہور شاعر اللہ دتہ ناظر کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کا

شہار اساتذۂ فن میں ہوتا ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاعر پنجابی حاجی اللہ دتہ ناظر

تاریخ پیدائش ۱۹۰۵ء

تاریخ وفات ۱۹ جون ۱۹۸۶ء بروز جمعرات

قدم روک مسافرا عدم دیا
جھاتی پا قبر خاکسار اتے

بے کے وچ پلیکھیاں عمر ساری
کیتا عمل نہ کوئی سنسار اتے

آرزو دل دی کریں پوری
کھا کے ترس ناظر گناہگار اتے

ہو سکدا اے بخش گناہ دیوے
پڑھیں فاتحہ میرے مزار اتے

---

ڈاکٹر مس خدیجہ فیروز الدین

بشیر احمد لدھیانوی کے مدفن سے جانب جنوب بیس میٹر کے فاصلے پر مشہور ماہرہ تعلیم ڈاکٹر مس خدیجہ فیروز الدین کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ مرحومہ پردے کی سختی کے ساتھ پابند تھیں حتیٰ کہ انھوں نے قیام انگلستان کے دوران میں بھی پردہ ترک نہیں کیا ۔ وہ کئی کالجوں کی پرنسپل رہیں اور ڈائریکٹریس محکمہ تعلیم کے عہدے سے ریٹائر ہوئیں ۔ ان کی وفات پر ڈاکٹر سید عبداللہ نے ان کی شخصیت و کردار پر ایک جامع مضمون لکھا تھا جس میں انھیں مومنہ کاملہ کے لقب سے یاد کیا گیا تھا ۔ ایسی نیک سیرت ہستیاں خال خال ہی دیکھنے میں آتی ہیں ۔ ان کی قبر کا کتبہ اب خراب ہونے لگا ہے ۔ اس پر یہ طویل عبارت کندہ ہے :

یا اللہ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الحاج ڈاکٹر مس خدیجہ فیروز الدین صاحبہ

ایم اے ، ایم او ایل ( گولڈ میڈلسٹ) ڈی لٹ

ڈائریکٹریس محکمہء تعلیم (ریٹائرڈ)

یوم وفات ۲۹ اپریل ۱۹۶۹ء بمقام لاہور

سنگ تربت میرا گرویدۂ تقدیر دیکھ
چشم باطن سے ذرا اس لوح کی تحریر دیکھ

سوتے ہیں خاموش آبادی کے ہنگاموں سے دور
مضطرب رکھتی تھی جن کو آرزوئے ناصبور

قبر کی ظلمت میں ہے ان آفتابوں کی چمک
جن کے دروازوں پہ رہتا تھا جبیں گستر فلک

تھی کبھی موج صبا گہوارہ جنبان ترا
نام تھا صحن گلستاں میں گل خنداں ترا

تیرے احسان کا نسیم صبح کا اقرار تھا
باغ تیرے دم سے گویا طبلۂ عطار تھا

خود تجلی کو تمنا جس کے نظاروں کی تھی
وہ نگاہیں نا اُمید نور ایمن ہو گئیں

دختر ہستی میں تھی زریں ورق تیری حیات
تھی سراپا دین و دنیا کا ورق تیری حیات

موت کے ہاتھوں سے مٹ سکتا اگر نقش حیات
عام اس کو یوں نہ کر دیتا نظام حیات

تخم گل کی آنکھ زیر خواب بھی بیخواب ہے
کس قدر نشو و نما کے واسطے بیتاب ہے

سردی مرقد سے بھی افسردہ ہو سکتا نہیں
خاک میں دب کر بھی اپنا سوز کھو سکتا نہیں

اے

ہنگامے

کا

کو

کا

دفتر

کاشانۂ

ہے لحد اس قوت آشفتہ کی شیرازہ بند
ڈالتی ہے گردنِ گردوں میں جو اپنی کمند

تیری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح و خضر سے اونچا ہے مقام تیرا

تربیت سے تیری میں انجم کی ہم قسمت ہوئی
گھر میرے اجداد کا سرمایۂ عزت ہوا

تجھ پر برساتا ہے شبنم دیدہ گریاں مرا
ہے نہاں تیری اداسی میں دل ویراں مرا

میری بربادی کی ہے چھوٹی سی اک تصویر تو
خواب میری زندگی تھی جس کی ہے تعبیر تو

رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہوئی مینا اسے
کل تلک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے

کہتے ہیں اہل جہاں درد اجل ہے لا دوا
زخم فرقت وقت کے مرہم سے پاتا ہے شفا

دل مگر غم مرنے والوں کا جہاں آباد ہے
حلقۂ زنجیر صبح و شام سے آزاد ہے

وقت کے افسوس سے تھمتا نالۂ ماتم نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

ہستی عالم میں جینے کو جدا ہوتے ہیں ہم
عارضی وقت کو دائم جان کر روتے ہیں ہم

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

مرنے والوں کی جبین روشن ہے اس ظلمات سے
جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں

---

الحاد کے اندھیرے میں روشن تھا اک دیا
دست قضا نے ہائے اسے بھی بجھا دیا

گمراہ قوم کے لیے رہبر بنے گا کون ؟
یعنی فنا فی الشرع یوں ان سا ملے گا کون
وہ کون ہے جو ان کی طرح چھوڑ دے سب کچھ
اللہ سے ایک جوڑ کے توڑ دے سب کچھ
جنت کی حور تھیں دنیا میں آ گئیں
موسوم مس فیروز الدین کے نام سے ہوئیں[1]
(ڈاکٹر ن ج ف)

---

میر قدرت اللہ

خدیجہ فیروز الدین کے مرقد سے بیس میٹر جانب مشرق میر قدرت اللہ کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ مرحوم میر امیر بخش مالک مطبع کریمی کے فرزند اور ادیب شہیر مشفق خواجہ کے ماموں تھے ۔ انھوں نے اپنے والد کی وفات کے بعد ان کے کام کو آگے بڑھایا ۔ میر صاحب کی قبر کے سرہانے ایک چھوٹا سا کتبہ نصب ہے جس پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میر قدرت اللہ
ولد
میر امیر بخش
تاریخ وفات ۸ جون ۱۹۷۵ء

---

میاں عبدالمجید ازل

ڈاکٹر مس خدیجہ فیروز الدین کے مزار سے جانب جنوب مغرب آٹھ میٹر کے فاصلے پر مشہور شاعر منشی ابو الاعجاز عبدالمجید ازل محو خواب ابدی ہیں ۔ مرحوم لاہور کے ایک ارائیں گھرانے کے چشم و چراغ تھے ۔ انھوں نے ۱۹۰۳ء اور ۱۹۰۵ء کے درمیان استاد داغ دہلوی سے اصلاح لی ہے ۔

---

۱ ۔ اس کتبے کے بہت سے الفاظ اکھڑ گئے ہیں ۔

مولانا عبداللہ قریشی لکھتے ہیں کہ داغ کے تلمذ سے ان کے کلام میں سلاست زبان اور صفائی بیان جیسی خوبیاں پیدا ہو گئی تھیں ۔ مرحوم اپنے استاد کے رنگ میں غزلیں لکھا کرتے تھے ۔ ان کا نمونۂ کلام "نقوش" کے غزل نمبر میں موجود ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میاں عبدالمجید ازل

شاگرد رشید حضرت داغ دہلوی

تاریخ وفات ۲۰ دسمبر ۱۹۵۶ء

عمر ۷۶ سال

---

اللہ دتّہ شاد

عبدالمجید ازل کے قدموں میں اللہ دتہ شاد نام کے ایک شاعر کی ابدی خواب گاہ ہے ۔ ان کا کلام راقم الحروف کی نظر سے نہیں گذرا ۔ ہو سکتا ہے کہ آئندہ کوئی محقق ان کا کلام مرتب کرکے شائع کر دے اس لیے ان کا کتبہ خفتگان خاک لاہور میں شامل کرنا ضروری ہے ۔ پوری عبارت یوں ہے :

۷۸۶

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یاد سے تیری دل درد آشنا معمور ہے
جیسے کعبے میں دعاؤں سے فضا معمور ہے

مرقد منور

جنت آشیانی

والد بزرگوار

اللہ دتہ شاد غفرلہ

تاریخ وفات

۱۶ اگست ۱۹۴۹ء

---

ابو سعید انور

بہاول پور روڈ کے چوک میں جہاں پھول والے بیٹھتے ہیں ، وہاں احاطہ نظام شاہ کے جنوبی مغربی کونے میں سڑک کے کنارے مشہور مسلم لیگی رہنما اور سیاستدان ابو سعید انور کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ مرحوم اکتوبر ۱۹۱۴ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بچپن میں دینی تعلیم حاصل کی اور قرآن پاک حفظ کیا ۔ بعد ازاں انہوں نے منشی فاضل اور ادیب فاضل کیا اور فارسی اور اردو میں ایم اے کی اسناد لیں ۔ ان کا رجحان شروع سے ہی سیاست کی جانب تھا ۔ جوانی میں وہ انڈین نیشنل کانگرس میں شامل ہو گئے اور ۱۹۳۰ء میں پہلی بار قید ہوئے ۔ انہوں نے مسجد شہیدگنج کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور اسی زمانے میں مجلس اتحاد ملت کے سیکریٹری چنے گئے ۔ ۱۹۳۶ء میں مرحوم مولانا ظفر علی خان کے ساتھ قائداعظم سے ملے اور پھر ان کے معتمد ساتھی بن گئے ۔ ابو سعید انور نے مسلم لیگ کو فعال جماعت بنانے کے لیے ملک کے طول و عرض کے دورے کیے۔ ۱۹۳۷ء میں مرحوم آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن بنے ۔ ۱۹۴۵ء میں انہوں نے ہفت روزہ پاکستان جاری کیا ، جو دو سال تک چلتا رہا ۔ اس ہفت روزے نے نظریۂ پاکستان کو عوام تک پہنچانے میں بڑا کردار ادا کیا ۔ موصوف نے خضر حیات خان کے خلاف ایجی ٹیشن میں بھرپور حصہ لیا اور گرفتار ہوئے ۔ ابو سعید انور پاکستان میں مزدور تحریک کے بانی تھے ۔ انہوں نے مزدور انجمنوں کے اتحاد کے لیے بڑا کام کیا اور مزدوروں کے مسائل پر متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں پاکستان کی نمائندگی کی ۔ مرحوم ایک صاحب طرز قلم کار ، صحافی ، شاعر اور شعلہ بیان مقرر تھے ۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مرتے دم تک مسلم لیگ میں رہے ۔ وہ ۱۹۵۱ء میں پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ۔

ابو سعید انور کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

باسمہٖ تعالیٰ

قطعہ سن وفات — مورخہ ۵ اگست ۱۹۸۴ء

جناب ابو سعید انور برد اللہ مرقدہ

وہ مرد درویش اور قلندر — وہ پیکر ہمت و ہنرور<br>
ابو سعید اس کی کنیت خاص — اور اس کا اسم گرامی انور

تڑپ تھی اس کی فلاح ملت غم وطن میں گھلا وہ اکثر
سراپا ایثار و نقش عبرت خطیب و نغمہ سرا سخنور
وہ اس کی معصوم بھولی صورت وہ اس کی سیرت نمونہ یکسر
گذر گیا اس جہاں سے افسوس بعس شب غم سحر دکھا کر

۱۴۰۴ھ

---

م ۔ ح ۔ لطیفی

ابو سعید انور کے مرقد سے بیس میٹر جانب شمال مائل بہ مشرق لدھیانہ کے مشہور و معروف دانشور، شاعر، صحافی اور باکمال ادیب محمد حسن لطیفی (م ۔ ح ۔ لطیفی) ایک آہنی گنبد تلے محو خواب ابدی ہیں ۔ لطیفی صاحب ۱۱ دسمبر ۱۹۰۵ء کو لدھیانہ میں پیدا ہوئے ۔ بی ۔ اے کرنے کے بعد انھوں نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شعبۂ انگریزی میں داخلہ لیا لیکن ایم ۔ اے نہ کر سکے ۔ انھوں نے آکسفورڈ میں جرنلزم میں ڈپلومہ حاصل کیا ۔ یورپ سے واپسی پر وہ بیس ہزار کتابیں اپنے ساتھ لائے ۔ وہ فرانس کے ایک روزنامے (Le Petit Nicois Nice) کے پنجاب میں نمایندے تھے ۔ انھیں پنجابی، اردو، فرانسیسی، انگریزی، جرمن، اطالوی، عربی اور فارسی زبانوں پر عبور حاصل تھا ۔ لدھیانہ میں ان کا گھر "شاتو" کے نام سے موسوم تھا ۔ لطیفی مرحوم مجلہ "خیالستان" کے نائب مدیر تھے ۔ ان کی تصانیف میں لطیفیات کے علاوہ دختران ہند، ہفت آویزاں، نظریۂ مہدی، عظمت آدم اور The Legend of Heer Ranjah کے علاوہ تین صد اردو نظمیں اور پچھتر انگریزی مقالات قابل ذکر ہیں ۔ انھوں نے ۱۹۲۸ء میں یہ شعر کہا تھا جو اب زبان زد خلائق ہے :

وابستہ میری یاد سے کچھ تلخیاں بھی تھیں
اچھا ہوا جو مجھ کو فراموش کر دیا

عارفہ ثمین اختر نے م ۔ ح ۔ لطیفی پر ایک مقالہ لکھا تھا جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے ۔ مرحوم کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ وفات

میاں محمد حسن لطیفی صحافی پسر سخی محمد شاہ صاحب رئیس لودیانہ

۲۳ مئی ۱۹۵۹ء مطابق ۱۴ ذیقعد ۱۳۷۸ ہجری

وائے حسن لطیفیؔ قادر بیان ادیب
پسرِ سخی محمد شاہ ولی و سعد
آں گنج بخش فیض کرم مظہر سخا
مفلس را ابر باراں و منعم را مثال رعد
رفت از جہانِ فانی و ممکن نمی گذاشت
پیدا کنند زمانہ حریفش بدور بعد
پرسیدم از سروش تاریخ رحلتش
گفتا "شبِ ماہ کمال از مہ ذیقعد"

۱۴ ذیقعد ۱۳۷۸ ہجری

---

حافظ محمد شفیق احمد قادری

م - ح - لطیفی کے آہنی گنبد سے جانب شمال مشرق چند قدم کے فاصلے پر ایک خوشنما گنبد نظر آتا ہے - اس گنبد تلے لاہور کے ایک نامور صوفی حافظ محمد شفیق چشتی محو استراحت ہیں - ان کی رہائش فاروق گنج میں تھی - مرحوم قصیدۂ بردہ کے عامل اور زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے - محمد دین کلیم مرحوم نے مدینۃ الاولیاء میں ان کے حالات تفصیل کے ساتھ نقل کیے ہیں - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون

آستانۂ شفقت

سراج السالکین زبدۃ العارفین سند الواصلین

راحت العاشقین حضرت ابوالریاض

حافظ محمد شفیق احمد

قادری نقشبندی چشتی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

اولاد

حضرت محمود قادری چنابی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وصال

اللہ نور السموات و الارض

۱۹۵۷ء

یکم جنوری ۱۹۵۷ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۳۷۶ھ

---

**پیر یحییٰ علی خان جالندھری**

حضرت حافظ محمد شفیق احمد کے مزار مبارک سے جانب مغرب دس میٹر کے فاصلے پر جالندھر کی ایک نامور شخصیت پیر محمد یحییٰ علی خان کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ان کے حالات محمد ایوب خان نے "تذکرۂ افاغنۂ جالندھر" میں قلمبند کیے ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون

آستانہ

حضرت پیر محمد یحییٰ علیخان رحمۃ اللہ علیہ

بستی دانشمندان جالندھر

پیر طریقت بسلسلہ نوشاہی قادری سچیاری

برقاندازی[۱] غفوری مغفوری

---

۱ - نوشاہی فقراء کے دو بڑے گروہ ہیں ، برقندازی اور مراد شاہی - مرحوم کا تعلق پہلے گروہ کے ساتھ ہے ۔ مشہور ادیب اور فاضل ڈاکٹر گوہر نوشاہی دوسرے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں -

تاریخ انتقال ۵ ذیقعد ۱۴۰۵ھ

۲۳ جولائی ۱۹۸۵ء

**پروفیسر شیخ عبدالکریم**

پیر غلی علی کے قدموں میں پروفیسر شیخ عبدالکریم محو خواب ابدی ہیں۔ مرحوم اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں کیمسٹری کے استاد اور صدر شعبہ تھے۔ انہوں نے ہزاروں تلامذہ پیدا کیے ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرقد منور

**پروفیسر شیخ عبدالکریم**

تاریخ وصال

مغفور پروردگار

۱۵ مئی ۱۹۵۹ء

بحکم خدا شیخ عبدالکریم ہوئے جا کے خلد بریں میں مقیم

تھا سن احمدی پاک داغ غمگسار مسیحی ہے مغفور پروردگار

۱۹۵۹ء ۱۳۷۸ھ

---

**حاجی نور پراچہ**

جناب حافظ محمد شفیق چشتی کے مزار شریف سے جانب جنوب مشرق پندرہ میٹر کے فاصلے پر ایک قدیم چار دیواری ہے جو "چار مصلائی" کے نام سے موسوم ہے۔ اس چار دیواری کے اندر لاہور کی پراچہ برادری کے اکابرین کی قبریں ہیں۔ سب سے قدیم قبر حاجی نور پراچہ کی ہے جو ۱۰۵۵ھ میں شاہجہان کے عہد حکومت میں فوت ہوئے تھے۔ ان کی قبر کا شمار اس قبرستان کی قدیم ترین قبروں میں ہوتا ہے۔ ان کی قبر چار دیواری کی مشرق دیوار کے ساتھ ایک چھت کے نیچے ہے۔ دیوار پر ایک کتبہ نصب ہے جو ان کے اجداد

میں سے میاں گاماں پراچہ نے ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء میں نصب کرایا تھا ۔ اسے سیم نے بڑا نقصان پہنچایا ہے ۔

حاجی نور اپنے زمانے کے بہت بڑے تاجر اور عابد و زاہد بزرگ تھے ۔ کئی شہروں میں ان کی تجارتی کوٹھیاں قائم تھیں ۔ لاہور کے تمام مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ ایک بار شاہجہان کسی مہم پر جا رہا تھا ۔ آسے رقم کی اشد ضرورت تھی ۔ اس نے حاجی نور صاحب کو بلا کر کہا "باواجی ! ہم ایک مہم پر جا رہے ہیں ۔ ہمیں رقم کی اشد ضرورت ہے ۔ اگر آپ چار کروڑ روپوں کا انتظام کر دیں تو ہم مہم سر کرنے کے بعد وہ رقم آپ کو لوٹا دیں گے" ۔ حاجی نور نے مطلوبہ رقم بادشاہ کو فراہم کر دی ۔ مہم کی کامیابی کے بعد جب شاہجہان نے وہ رقم انھیں واپس کرنا چاہی تو حاجی نور نے کہا ، "آپ نے ہمیں باوا جی کہا ہے ۔ اس لیے میں اب آپ کے باپ کی جگہ ہوں اور آپ میرے فرزند ہیں ۔ وہ رقم اب آپ کی ہے" ۔

امتداد زمانہ سے کتبہ خراب ہوگیا ہے اور میں نے یہ عبارت بمشکل تمام پڑھی ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد الرسول[1] اللہ

آیت الکرسی

تاریخ وصال ۱۰۵۵ ہجری

. . . خلد آشیانی ظل سبحانی نور علیٰ نور جناب حاجی نور صاحب . . . شاہجہان شہنشاہ ہند صاحب قران ثانی . . . جد امجد میاں غلام محمد صاحب المشہور میاں گاماں پراچہ . . لاہور موچیدروازہ . . . ۱۲۵۰ھ ۔

---

**چوہدری محمد جلیل خان**

ابو سعید انور کی قبر سے تیس میٹر جانب شمال مشرق پراچوں کے احاطۂ قبور کے نزدیک چوہدری محمد جلیل خان کی آخری آرام گاہ ہے ۔ مرحوم خود تو اتنے معروف نہیں لیکن ان کا مرثیہ مشہور شاعر اقبال ساجد کا لکھا ہوا ہے جو

---

۱ ۔ یہاں الرسول کی بجائے رسول ہونا چاہیے ۔

محفوظ کر لینے کے لائق ہے ۔ کتبے پر یہ عبارت درج ہے :

یا حی    بسم اللہ الرحمٰن الرحیم    یا قیوم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد

**چوہدری محمد جلیل خان**

سابق ڈپٹی کمشنر بہاولپور

تاریخ وفات ۲۷ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

۲ جنوری ۱۹۸۴ء بمقام بہاولپور

جیا زمیں پہ تو آسماں بن کے جیا
جلیل خان مکمل جہاں بن کے جیا
کہ اس پہ سایہ تھا لوگو رسول اکرم کا
بجو اس عہد میں شرافت کی شان بن کے جیا
اے جلیل تیری روح کو وہ شاد رکھے گی
دنیا ہے ہمیشہ کہ تجھے یاد رکھے گی
ہر چیز تجھے اپنی دعاؤں کی مہک سے
ہر لمحہ تری قبر کو آباد رکھے گی

اقبال ساجد

---

**میر محمد خورشید زمان**

محمد جلیل خان کی قبر سے پچیس میٹر جانب مشرق ، براچوں کے قبرستان کی جنوبی دیوار کے قریب سر راہ جسٹس میر محمد خورشید زمان محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کی قبر کا کتبہ محفوظ کر لینے کے لائق ہے اور اس پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ    یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

## جسٹس میر محمد خورشید زمان

سابق جج ہائیکورٹ لاہور

تاریخ وفات ۲۸ فروری ۱۹۷۴ء بمطابق ۵ صفر ۱۳۹۴ھ

بروز جمعرات

انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ سے کہنا ہے صاحب خون یوں نہ روئیے
ہے یہی تقدیر انسان اور ہے دستور بھی
آپ کے والد کی رحلت دے رہی ہے یہ صدا
آدمی مختار بھی ہے اور ہے مجبور بھی
آفتاب علم و دانش ظلمتوں میں کھو گیا
یعنی خورشید زمان اگلے جہاں کا ہوگیا

---

### مولانا عبدالحق عباس جالندھری

حضرت محمد شفیق کے مرقد سے پندرہ میٹر جانب مشرق ایک بڑی محترم ہستی محو خواب ابدی ہے ۔ ان کا اسم گرامی آغا عبدالحق عباس ہے ۔ انھوں نے جالندھر میں لڑکیوں کے لیے سکول اور کالج قائم کرکے وہی کام کیا جو علی گڑھ میں شیخ عبداللہ نے کیا تھا ۔ ان کے قائم کردہ اداروں نے ہزاروں لڑکیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا ہے ۔ لاہور آنے کے بعد انھوں نے ایک روڈ پر مدرسۃ البنات قائم کیا ۔ یہ ادارہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاق اور کردار سازی میں بھی بڑا اہم رول ادا کرتا رہا ہے ۔ آغا عبدالحق عباس کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا یتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیہ

مرضیہ فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی

ترجمہ : اے مطمئن روح تو اپنے رب (کے جوار رحمت) کی طرف لوٹ چل کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش ۔ پھر تو میرے

خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا ۔

آقا جی مولانا عبدالحق عباس

بانی مدرسۃ البنات

تاریخ پیدائش ۶ اپریل ۱۸۸۲ء

تاریخ وفات یکم اپریل ۱۹۶۰ء

---

**ڈاکٹر یار محمد خان**

آقا عبدالحق عباس کی ابدی آرام گاہ سے چار میٹر جانب مشرق لاہور کے نامور معالج ڈاکٹر یار محمد خان کی قبر ہے ۔ آزادیٔ وطن کے موقع پر لاہور میں ڈاکٹر محمد یوسف اور ڈاکٹر یار محمد خان کے علاوہ اور کوئی M.D. نہ تھا ۔ ڈاکٹر یار محمد خان کا تعلق بحیثیت پروفیسر عرصہ دراز تک کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے رہا اور آزادی سے قبل متحدہ پنجاب میں ان کے ہزاروں شاگرد خدمت خلق میں مصروف تھے ۔ برطانوی حکومت نے انہیں ۱۹۳۷ء میں "خانصاحب" اور ۱۹۴۳ء میں "خانبہادر" کے خطابات سے نوازا ۔ ۱۹۶۰ء میں حکومت پاکستان نے ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں ستارۂ امتیاز عطا کیا ۔ محمد ایوب خان نے "تذکرہ افاغنۂ جالندھر" میں ان کے حالات بڑی شرح و بسط کے ساتھ قلمبند کیے ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرقد

خان بہادر ڈاکٹر یار محمد خان

ولد محمد عبداللہ خان صاحب مرحوم و مغفور

تاریخ ولادت ۱۴ مارچ ۱۸۹۰ء

بمقام بستی دانشمنداں جالندھر شہر

تاریخ وفات ۱۹ ستمبر ۱۹۶۸ء بمقام لاہور

---

**خان محمد حسین خان جالندھری**

آقا عبدالحق عباس کے مزار سے سات میٹر جانب قبلہ ایک چھتری تلے بستی نو جالندھر کی ایک معروف شخصیت محمد حسین خان آرام فرما رہے ہیں۔ مرحوم کے دادا غلام رسول خان بستی نو کے رئیس اعظم تھے۔ ان کے والد احمد داد خان بڑے کامیاب طبیب اور متبحر عالم تھے۔

محمد حسین خان کی تعلیم و تربیت جالندھر، کپور تھلہ اور علی گڑھ میں ہوئی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد موصوف کابل چلے گئے جہاں وہ ترقی کرتے ہوئے ڈائریکٹر تعلیمات کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو بڑا اچھا دل اور دماغ عطا کیا تھا۔ انہوں نے متعدد کتابیں لکھیں جن میں سے افغان بادشاہ، انقلاب افغانستان، گاندھی کی حقیقت، پھول اور کلیاں، حیاتِ نادر، روس اور مسلمان اور A Few Phases of the Afghans In Jullundur Bastis قابل ذکر ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا محمد رسول اللہ

**حافظ خان محمد حسین خان**

ولد حکیم احمد داد خان

پیدائش بستی نو جالندھر ۱۸۸۲ء

وفات لاہور ۱۹۶۰ء

---

**حکیم سید اکبر حسین بخاری**

محمد حسین خان کے مرقد سے جانب جنوب چند قدم کے فاصلے پر ایک صاف ستھرے احاطہ قبور میں لاہور کے ایک نامور طبیب سید اکبر حسین بخاری ایک چھتری تلے آرام فرما ہیں۔ ان کی رہائش اور مطب محلہ ستھاں اندرون بھاٹی گیٹ میں تھا۔ ان کی وفات کا مادہ تاریخ حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے نکالا تھا اور حکیم سید نیر واسطی نے اسے منظوم کیا تھا لیکن وہ قطعہ تاریخ مزار پر نہیں لگایا گیا۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرکز منور

مسیحائے دوران مخدوم زمان حکیم بے بدل

طبیب بے مثل مشتاق لقاء باری

**حکیم سید اکبر حسین بخاری**

خلف الصدیق

سید چمن شاہ صاحب بخاری

نور اللہ مرقدہ

تاریخ وفات ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ

بمطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۶۶ء

ہو گئے جنت مکین آہ سید اکبر حسین
تھے اطبائے جہاں کے جو حقیقی سر براہ

مونس خلق خدا تھے اور یکتائے زماں
آفتاب چرخ حکمت فن طب کے بادشاہ

پیکر خلق و مروت منبع لطف و کرم
ظلمتوں کی ہر فضا میں تھے وہ مثل مہر و ماہ

رحلت شاہ بخاری پہ رفاقت نے کہا
اٹھ گئے دنیا سے آہ انسانیت کے خیر خواہ

نذر عقیدت : سید رفاقت علی بخاری

---

**مولوی عبدالعزیز نقشبندی**

محمد حسین خان کے مرقد سے تیس میٹر جانب جنوب مائل بہ قبلہ پروفیسر طاہر شادانی کے والد بزرگوار مولانا عبدالعزیزؒ کی ابدی آرام گاہ ہے - مرحوم کا آبائی وطن مالی پورہ تحصیل پسرور تھا - مولانا قبلہ ۱۸۶۵ء میں پیدا ہوئے -

ان کی ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں ہوئی۔ بعدازاں موصوف لاہور چلے آئے جہاں انھوں نے مدرسہ حمیدیہ لاہور میں تعلیم پائی اور ۱۸۸۸ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کی سند لی ۔ موصوف تا زیست ایم بی ہائی سکول مزنگ میں پڑھاتے رہے ۔ مزنگ اور نواحی علاقوں کے بیشتر وکلاء ان کے شاگرد ہیں ۔

مولانا عبدالعزیز باواجی فقیر محمد چوراہی ؒ سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت تھے ۔ مولانا کا وصال ۱۹۲۵ء میں ہوا اور میاں شیر محمد شرقپوری نے نماز جنازہ پڑھائی ۔ اس موقع پر میاں صاحب نے فرمایا "اب لاہور میں ایسی ہستی نہیں رہی" ۔ ان کے سوانح حیات ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین نے تاریخ پسرور میں اور چوہدری نور احمد مقبول نے خزینہ کرم میں قلمبند کیے ہیں :

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب

تاریخ وصال

حضرت مولٰنا مولوی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۶ ذیقعد ۱۳۴۳ھ[1]

---

**حکیم ریاض خیر آبادی**

حضرت ریاض خیر آبادی کا شمار اردو کے عظیم شاعروں میں ہوتا ہے ۔

ان کا انتقال ۱۹۳۴ء میں ہوا اس وقت ان کے بیٹے مرتاض احمد کی عمر صرف چار برس تھی ۔ آزادی کے بعد ریاض کی بیوہ منیر فاطمہ لاہور چلی آئیں اور دھوبی منڈی ، پرانی انارکلی میں سکونت پذیر ہوئیں ۔ ان کا انتقال ۱۹۷۵ء میں ہوا ۔ ان کی ابدی آرام گاہ بوہروں کے قبرستان کی چار دیواری کے ساتھ ہے ۔ مرحومہ کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

---

۱ - مطابق ۳۰ مئی ۱۹۲۵ء (تقویم تاریخی مرتبہ عبدالقدوس ہاشمی) ۔

۴۸۶

منیر فاطمہ

زوجہ ریاض خیر آبادی

۲۹ دسمبر ۱۹۷۵ء بوقت فجر ساڑھے چار بجے

یہ ایک مقام گو دربستہ ہے
معذور مسافر کمر بستہ ہے
کیا جانے کیا لحد میں جا کر گذرے
یہ قبر نہیں ہے راز سر بستہ ہے

دفن بعد نماز جمعہ

---

**خان محمد عبداللہ خان امرتسری**

باغیچی چراغ شاہ میں گورکنوں کے مکان سے جانب مشرق ، یعنی غازی علم الدین شہید کے مزار مبارک سے جانب مشرق چالیس میٹر کے فاصلے پر ایک چار دیواری کے اندر امرتسر کے ایک جیالے اور سماجی کارکن جناب محمد عبداللہ خان کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم کے نام پر گوالمنڈی کا ایک چوک بھی منسوب کیا گیا ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آئین جوانمردی حق گوئی و بے باکی
اللہ کے بندوں کو آتی نہیں روباہی

آخری آرامگاہ

خان محمد عبداللہ خان

ولد احد اللہ

تاریخ پیدائش ۱۹۰۲ء امرتسر

تاریخ وفات ۲۷ جولائی ۱۹۶۷ء

---

**میاں محمد خلیل**

عبداللہ خان کے مرقد سے جانب قبلہ تین میٹر کے فاصلے پر میاں محمد خلیل نقشبندی مجددی کی ابدی آرام گاہ ہے - وہ لاہور ہائی کورٹ کے رجسٹرار رہ چکے ہیں - انہیں جسٹس محمد منیر کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے - میاں صاحب صرف ہائی کورٹ کے رجسٹرار ہی نہ تھے بلکہ ایک صاحب دل بزرگ بھی تھے - ان کا تعلق سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ساتھ تھا - انہیں حضرت مجدد الف ثانی کے ساتھ اتنی عقیدت تھی کہ وہ ہر سال زائرین کا قافلہ لے کر سرہند شریف جایا کرتے تھے - کئی بار انہیں قافلے کا قائد چنا گیا - راقم کو ان کے ساتھ ان اسفار میں ہمرکابی کا شرف حاصل ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

**میاں محمد خلیل**

ریٹائرڈ رجسٹرار ہائی کورٹ لاہور

عمر ۶۷ سال

تاریخ پیدائش ۴ دسمبر ۱۸۹۸ء

تاریخ وفات ۲۶ جون ۱۹۶۵ء

بمطابق ۲۵ صفر ۱۳۸۵ھ

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے
وائے گلچین اجل کیا تجھ سے نادانی ہوئی
پھول وہ توڑا کہ گلشن بھر میں ویرانی ہوئی

**ایس ۔ اے ۔ حمید**

میاں خلیل احمد کی ابدی آرام گاہ سے آٹھ میٹر جانب شمال مغرب ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان ایس ۔ اے ۔ حمید کا مرقد ہے ۔ وہ نشریات کے ماہر تھے اور انھوں نے زیڈ اے بخاری کے ساتھ کام کیا تھا جو بجا طور پر بابائے ریڈیو کہلانے کے مستحق ہیں ۔ حمید صاحب کو موسیقی پر کامل عبور تھا ۔ انھوں نے دل و جان کے ساتھ ریڈیو کی خدمت کی ہے ۔ ان کے مزار پر جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت رقم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**ایس ۔ اے ۔ حمید**

ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان

۲۶ اگست ۱۹۶۷ء بمقام مری

---

**علامہ تاجور نجیب آبادی**

شمس العلماء علامہ احسان اللہ خاں درانی المتخلص بہ تاجور نجیب آبادی کا شمار نامور شعراء ، علماء اور ادباء میں ہوتا ہے ۔ موصوف فاضل دیو بند تھے اور انھیں دیو بند میں اکابر علماء کی صحبت ملی تھی ۔ انھوں نے مخزن ، ہمایوں ، ادبی دنیا اور شاہکار جیسے جرائد میں کام کیا ۔ ان کے تلامذہ میں سے ہری چند اختر ، میلا رام وفا ، اختر شیرانی اور احسان دانش خاص طور پر مشہور ہیں ۔ ان کی قبر میانی صاحب میں باغیچہ چراغ علی شاہ میں سڑک کے قریب واقع ہے ۔ ان کا انتقال ۳۰ جنوری کو ہوا تھا لیکن کتبے پر ۲۹ جنوری درج ہے ، لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

مرقد

**شمس العلماء علامہ تاجور نجیب آبادی**

۲۹ جنوری ۱۹۵۱ء

---

### ثریا مائر سلیری

علامہ تاجور نجیب آبادی کے مدفن سے جانب جنوب مشرق بیس میٹر کے فاصلے پر مشہور صحافی زیڈ اے سلیری کی رفیقہ حیات ثریا مائر سلیری کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ مرحوم شعبہ انگریزی پنجاب یونیورسٹی میں تدریس کے فرائض انجام دیتی تھیں ۔ ایک روز وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر گھر جانے کے لیے سڑک عبور کر رہی تھیں کہ حادثے کا شکار ہوگئیں ۔ ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثریا مائر سلیری

۹ مارچ ۱۹۷۸ء کو

اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

Surrya Mair Suleri

Born LLANELLY (Wales)

June 2, 1923

Died Lahore, March 9, 1978

---

### حکیم معراج الدین احمد امرتسری

علامہ تاجور نجیب آبادی کے مرقد سے جانب قبلہ پندرہ میٹر کے فاصلے پر ایک مشہور صوفی ، حکیم اور صحافی معراج الدین احمد امرتسری محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کا تعلق امرتسر کی ارائیں برادری سے تھا اور وہ علامہ محمد حسین عرشی کے ابن عم تھے ۔ ان کا روحانی تعلق حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری سے تھا ۔ مرحوم امرتسر سے " الفقیہ " کے عنوان سے ایک مجلہ شائع کیا کرتے تھے ۔ قیام پاکستان کے بعد انھوں نے اس مجلے کو گوجرانوالہ سے دوبارہ جاری کیا لیکن بدلے ہوئے حالات میں وہ اسے جاری نہ رکھ سکے ۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے قول کے مطابق ان کی عمر ستر سال کے لگ بھگ

تھی - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

۷۸۶

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کل من علیھا فان

آرامگاہ

حکیم معراج الدین احمد امرتسری

ایڈیٹر اخبار الفقیہہ و اراعین میگزین

تاریخ وفات

۹ محرم الحرام ۱۳۶۸ھ

۹ نومبر ۱۹۴۸ء

تعمیر کنندگان : ریاض ، فیاض ، عیاض

---

**مولانا غلام محمد ترنم**

مولانا غلام محمد ترنم امرتسری السنۃ الشرقیہ کے ماہر اور مایہ ناز خطیب تھے - ان کا شمار امرتسر کے نامور علماء میں ہوتا تھا - لاہور آنے کے بعد انہوں نے بیڈن روڈ پر رہائش اختیار کر لی اور ایک ٹیوشن سنٹر بھی کھول لیا جہاں وہ منشی عالم اور منشی فاضل کے امتحانات کی تیاری کرواتے تھے - انہوں نے ریلوے روڈ پر امرت دھارا بلڈنگ میں مطب بھی کھول لیا تھا - سول سیکریٹریٹ لاہور کی مسجد انہوں نے ہی تعمیر کروائی تھی - ان کی ابدی آرام گاہ بہاول پور روڈ پر گورکنوں کے مکان کے ساتھ ہی واقع ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ترنم چاند ہے اس شہر میں علم اور حکمت کا
درخشاں اس کے ہالے ہیں مسلمانانِ امرتسر

(ظفر علی خان)

## مولینا غلام محمد ترنم

تاریخ وصال ۲۴ جولائی ۱۹۵۹ء

بمطابق ۱۷ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ جمعة المبارک

---

**محمد سعید سہگل**

مولانا غلام محمد ترنم مرحوم و مغفور کی ابدی آرام گاہ سے چار میٹر جانب شمال مشرق مشہور صنعت کار اور کوہ نور ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد کے بانی میاں محمد سعید سہگل کی قبر ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میاں محمد سعید سہگل

ولد میاں محمد امین سہگل

تاریخ پیدائش ۲۱ اگست ۱۹۰۵ء

تاریخ وفات ۲۹ جون ۱۹۶۵ء

بروز منگل بوقت ۶ بجے شب بمقام ۴ لارنس روڈ لاہور

رب اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین

غمزدگان : محمد خالد ، طارق سعید ، محمد توفیق

---

**طالب یزدانی**

مولانا غلام محمد ترنم اور مفتی غلام معین الدین نعیمی کی قبروں کے درمیان مشہور ماہر تعلیم طالب یزدانی محو خواب ابدی ہیں - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

محمد علیخان المعروف[۱] طالب یزدانی

ولد گل محمد خان

شاگرد رشید مولانا غلام محمد ترنم مد ظلہ

ریٹائرڈ ایجوکیشن آفیسر لاہور میونسپل کارپوریشن

عمر ۶۳ سال

تاریخ وفات ۲۴ جولائی ۱۹۸۶ء بروز جمعرات

---

مفتی غلام معین الدین نعیمی

طالب یزدانی کی قبر سے جانب مغرب مفتی غلام معین الدین نعیمی کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ان کا شمار اپنے زمانے کے نامور علماء میں ہوتا ہے ۔ مرحوم ۲۳ دسمبر ۱۹۲۳ء کو مراد آباد میں پیدا ہوئے ۔ انہوں نے مولانا محمد عمر نعیمی اور صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا اور ۱۹۵۰ء میں مراد آباد سے لاہور چلے آئے ۔ مولانا ابو الحسنات نے انہیں جمعیت العلماء پاکستان کا نائب ناظم اور جمعیت کے ترجمان "جمعیت" کا مدیر مقرر کیا ۔ انہوں نے "سواد اعظم" کے نام سے ایک ہفت روزہ بھی جاری کیا ۔ موصوف ایک اچھے مترجم تھے ۔ انہوں نے کشف المحجوب اور مدارج النبوۃ کے علاوہ بھی کئی کتابوں کے اردو میں ترجمے کیے ۔ ان کی وفات پر بشیر حسین ناظم نے یہ قطعہ تاریخ کہا :

چوں از فلک بخواستم کہ چیست سال رحلتش
بگوش مژدہ آمدہ "غریق رحمت ابد"
۱۹۷۱ء

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

۷۸۶

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

---

۱ - المعروف کے بعد " بہ " لکھنا ضروری ہے ۔

قطعہ تاریخ

**مفتی سید غلام معین الدین نعیمی**

مفتی معین الدین کی رحلت سے اہلِ سنت
ہیں اشکبار سارے اور سب کو بیکلی ہے
بارہ جمادی آخری دن تھا چہار شنبہ
مخدوم کی سواری جنت میں جب گئی ہے
اب لکھ یہ ارخ صابر کر دور شیون بد

۳۷۲
انیس سو اکہتر چوتھی اگست کی ہے

۳۷۲ — ۱۷۶۳ = ۱۳۹۱ھ
پیش کردہ : غمزدہ والد مرحوم

۱۳۹۱ھ
ابو المخدوم صابر اللہ شاہ اشرفی نعیمی مراد آبادی غفرلہ
(افسوس یہ کتبہ اگست ۱۹۹۲ء میں چوری ہو گیا) ۔

**بیدل بجنوری**

مولانا غلام محمد ترنم کی قبر سے جانب جنوب سڑک کے پار استاد داغ دہلوی کے ایک نامور شاگرد قاضی محمد تحسین صدیقی بیدل بجنوری محوِ خواب ابدی ہیں ۔ ان کا مجموعہ کلام "جمیع التواریخ" کے ناموزوں عنوان سے ۱۳۷۱ھ میں لاہور سے طبع ہو چکا ہے ۔ جمیع التواریخ کا عنوان یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ کوئی تاریخ کی کتاب ہوگی یا اس میں مرحوم کی کہی ہوئی تاریخیں ہوں گی لیکن یہ ان کی شاعری کا مجموعہ ہے ۔ جمیع التواریخ سے سال طباعت ۱۳۷۱ھ برآمد ہوتا ہے ۔ ان کے لوح مزار پر باہر کی جانب یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ ۷۸۶ یا محمد

هو الباق

قطعہ تاریخ وفات

**قاضی محمد تحسین صدیقی بیدل بجنوری**

دریغا قاضی بیدلؔ قضا کرد  بود ہرچند منظور الٰہی
چو کردم فکر تاریخ وفاتش  فلک گفتا کہ "مغفورِ الٰہی"

۱۳۷۳ھ
از صوفی تبسم

لوح مزار پر اندر کی جانب یہ عبارت منقوش ہے :
ھو الواجد الغفور

۱۳۷۳ھ
عالی مکان محمد حسین صدیقی بیدل بھنوری

۱۳۷۳ھ
المتوفی ۲۵ شعبان ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۹۵۴ء
حمد بیدل بھنوری شاگرد داغ دہلوی

۱۹۵۴ء

جہان رنج و غم سے یاس و حرماں لے کے آیا ہوں
گیا تھا بے سروساماں یہ ساماں لے کے آیا ہوں

مرے آنے سے رونق بڑھ گئی گور غریباں کی
جلو میں حسرتیں پہلو میں ارماں لے کے آیا ہوں

خداوندا اگر تو بخش دے بندہ نوازی ہے
تری رحمت کے بل پر بار عصیاں لے کے آیا ہوں

---

## کرنل خواجہ عبدالرشید

مولانا غلام محمد ترنم امرتسری کی قبر سے اندازاً تیس میٹر جانب شمال کرنل خواجہ عبدالرشید کی آخری آرامگاہ ہے ۔ ان کے علمی اور تحقیقی مضامین برعظیم پاک و ہند کے نامور علمی و ادبی جرائد میں چھپتے رہے ہیں۔ ان کی علمی یادگاروں میں تذکرہ فارسی شعرائے پنجاب ، دیوان طالب آملی ، معارف النفس اور انگریزی مضامین کا ایک مجموعہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

انا للہ و انا الیہ راجعون

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) خواجہ عبدالرشید

خلف الرشید خواجہ عبدالحمید

پیدائش ۲۱ مئی ۱۹۱۲ء　　　　وفات ۱۳ مارچ ۱۹۸۳ء

---

**قاضی کرم ربانی**

خواجہ عبدالرشید کی قبر سے جانب شمال مشرق دس میٹر کے فاصلے پر قاضی کرم ربانی کی آخری آرامگاہ ہے ۔ مرحوم اتنے معروف نہیں کہ ان کا ذکر اس کتاب میں مشاہیر کے ساتھ کیا جائے لیکن ان کی تاریخ وفات علامہ اصغر علی روحی مرحوم نے کہی تھی اس لیے اسے محفوظ کرنا ضروری ہے ۔ قاضی صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات قاضی کرم ربانی صاحب مرحوم و مغفور

از مولانا مولوی اصغر علی صاحب روحی

گل خندان باغ نوجوانی　　کرم ربانی آن فردوس ماوی

چو زین محنت سرا عزم سفر کرد　　سوئے آرامگاہ دار عقبی

چو یا بیرون کشید از دار دنیا　　مقامی یافت در فردوس اعلی[1]

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ[2]

---

**مفتی اعجاز ولی خان**

کرنل خواجہ عبدالرشید کی ابدی آرام گاہ سے جانب قبلہ پندرہ میٹر کے فاصلے پر مفتی اعجاز ولی خان محو خواب ابدی ہیں ۔ موصوف ۱۹۱۴ء میں بریلی

---

۱ ۔ "مقامی یافت در فردوس اعلیٰ" کے عدد ۱۳۴۷ بنتے ہیں ۔ شاعر نے دار دنیا کا یا یعنی "الف" باہر کھینچ لیا ہے جس سے ایک عدد کم ہوگیا ہے ۔

۲ ۔ ۱۳ مارچ ۱۹۲۸ء ۔

میں پیدا ہوئے ۔ ان کے بڑے بھائی تقدس علی خان (م ۱۹۸۸ء) پیر علی مردان ثانی المعروف بہ پیر پگاڑا کے استاد تھے ۔ انہوں نے اپنے بھائی کے علاوہ مولانا امجد علی صاحب "بہار شریعت" سے بھی علمی استفادہ کیا تھا ۔ آزادی کے بعد موصوف نے پاکستان کے کئی مدارس میں درس و تدریس کا فریضہ انجام دیا ۔ مرحوم "گنج بخش" کے عنوان سے ایک ماہنامہ بھی شائع کیا کرتے تھے ۔ انہوں نے کشف الاسرار اور مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی "کا اردو میں ترجمہ بھی کیا تھا ۔ ان کا انتقال ۲ نومبر ۱۹۷۳ء کو ہوا ۔ ان کی قبر پر نصب کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

۷۸۶

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**سیدی مفتی اعجاز ولی خان**

ہادی پاکباز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اٹھ گیا دنیا سے وہ عالی نسب

ہر سخن جس کا تھا پیغام طرب

سال رحلت کا ہے "تاریخ وقوع"

۱۳۹۳ھ

چوبیسویں شوال سہ شنبہ کی شب

---

**خواجہ خورشید انور**

خواجہ عبد الرشید کی قبر سے بیس میٹر جانب جنوب موسیقار اعظم خواجہ خورشید انور کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ انہوں نے ایم ۔ اے تک تعلیم حاصل کی ۔ زمانۂ طالب علمی میں ہی انہیں موسیقی کے ساتھ لگاؤ پیدا ہو گیا تھا ۔ حصول تعلیم کے بعد خواجہ صاحب بمبئی چلے گئے اور وہاں انہوں نے کئی فلموں کی دھنیں تیار کیں ۔ قیام پاکستان کے بعد مرحوم بمبئی کی سکونت ترک کر کے لاہور چلے آئے ۔ یہاں انہوں نے کڑمائی ، پروانہ ، انتظار ، جھومر اور کوئل جیسی فلموں کی دھنیں تیار کر کے کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیے ۔ ان کی

قبر کے کتبے پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قل یاایھا الکافرون۔ ۔ ۔

قل ھواللہ احد۔ ۔ ۔

قل اعوذ برب الفلق۔ ۔ ۔

قل اعوذ برب الناس۔ ۔ ۔

خواجہ خورشید انور خلف الرشید خواجہ فیروز الدین احمد بیرسٹر

تاریخ پیدائش ۲۱ مارچ ۱۹۱۲ء بمطابق یکم ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ بمقام میانوالی

تاریخ وفات ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء بمطابق ۵ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ بمقام لاہور

ہم جیسے نا اہلوں کو بھی اس نے خوش انجام کیا
جو چاہے سو آپ کرے ہے مفت ہمارا نام کیا

خورشید انور

لوح کی پشت پر سورۂ تبارک الذی کندہ ہے ۔

---

**خواجہ صمد شاہ لدھیانوی**

خواجہ خورشید انور کی قبر سے قریب ہی لدھیانہ کی معروف شخصیت ڈاکٹر صمد شاہ محو خواب ابدی ہیں ۔ مرحوم نے امریکہ میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی تھی ۔ ان کے بھائی خواجہ احد شاہ لدھیانہ میونسپل کمیٹی کے روح رواں تھے ۔ ان کا شجرۂ نسب خواجہ آیت اللہ گورگانی سے مل جاتا ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

الحاج خواجہ صمد شاہ

تاریخ پیدائش ۱۸۹۹-۱-۸

تاریخ وفات ۱۹۷۱-۲-۲۸

---

**خواجہ محمد زکریا کچلو**

مولانا غلام محمد ترنم کے مزار سے جانب مشرق تیس میٹر کے فاصلے پر سڑک کے کنارے مشہور کانگرسی رہنما ڈاکٹر سیف الدین کچلو کے چچا زاد بھائی خواجہ محمد زکریا کچلو محو خواب ابدی ہیں۔ مرحوم علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے فارغ التحصیل اور پیشے کے اعتبار سے وکیل تھے۔ ان کا شمار امرتسر کے معروف لوگوں میں ہوتا تھا۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

خواجہ محمد زکریا کچلو ایڈووکیٹ علیگ

ولد خواجہ محمد ابراہیم کچلو

تاریخ وفات

۱۹ جولائی ۱۹۶۶ء ۲۹ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ بروز منگل

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**پروفیسر دلاور حسین**

زکریا کچلو کی قبر سے دس میٹر جانب قبلہ پروفیسر دلاور حسین محو خواب ابدی ہیں۔ موصوف ایم۔اے۔او کالج لاہور کے پرنسپل، شعبۂ تاریخ اور شعبۂ سیاسیات پنجاب یونیورسٹی کے صدر اور متحدہ ہندوستان کی کرکٹ ٹیم کے رکن تھے۔ کرکٹ کی دنیا میں ان کا نام تا دیر زندہ رہے گا۔ ایم۔اے۔او کالج لاہور کے لیے ان کی خدمات جلیلہ کے اعتراف میں کالج کا ایک ہاسٹل ان کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ راقم کو ان سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ مختصر سی عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**پرنسپل دلاور حسین**

ولادت　۱۷ مارچ ۱۹۰۶ء

وفات　۲۵ اگست ۱۹۶۷ء

---

### پروفیسر محمود انور

پروفیسر دلاور حسین مرحوم کی قبر سے قریب پروفیسر محمود انور کا مزار ہے - آزادی سے قبل مرحوم اسلامیہ کالج جالندھر میں ریاضی کے استاد تھے - آزادی کے بعد ان کا تقرر دیال سنگھ کالج لاہور میں ہوا - انہیں موسیقی پر عبور کامل تھا - مرحوم "راز" کے قلمی نام سے اخبارات میں سیاسی نوعیت کے مضامین لکھا کرتے تھے۔ ان کی تصانیف میں سے جدید طبیعیات کا تعارف اور کائنات اور تسخیر کائنات قابل ذکر ہیں - پروفیسر محمود انور نے یہ ثابت کیا تھا کہ پاکستان اور بھارت کے وقت میں نصف گھنٹے کا فرق ہے - چنانچہ ان کی تحریک پر حکومت پاکستان نے پاکستان کا معیاری وقت مقرر کیا جو بھارت کے وقت سے نصف گھنٹہ پیچھے ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا حی      یا قیوم      بر حمکم اللہ

پروفیسر محمود انور

تاریخ پیدائش    ۲ جنوری ۱۹۱۰ء

تاریخ وفات    یکم جنوری ۱۹۶۴ء

ایکہ پنجاہ رفت و در خوابی
مگر ایں پنج روز دریابی

---

### حاجی حافظ معراج الدین

زکریا کچلو کے مرقد سے بیس میٹر جانب شمال مشرق اور سڑک سے بھی اتنے ہی فاصلے پر ایک بزرگ حاجی حافظ معراج الدین محو خواب ابدی ہیں - ان کے بارے میں کہیں سے معلومات حاصل نہیں ہو سکیں - ان کے لوح مزار کی اہمیت اس اعتبار سے بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنے زمانے کے خطاطی کے امام حاجی دین محمد مرحوم کے قلم معجز نگار کا شاہکار ہے اور اس لائق ہے کہ اسے عجائب گھر میں محفوظ کر لیا جائے۔ حاجی دین محمد کا یہ کمال ہوتا تھا کہ وہ تھوڑی جگہ میں جلی قلم سے زیادہ سے زیادہ الفاظ لکھنے کے عادی تھے۔ حاجی معراج الدین کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حاجی حافظ معراج الدین ۲۶ جولائی ۱۹۳۰ء

تاریخ وفات ۲۹ صفر ۱۳۴۹ھ

---

**بیگم احمد الدین**

حاجی حافظ معراج الدین کے مرقد سے چار میٹر جانب مغرب علامہ اقبال کے دوست اور سوانح نگار مولوی خواجہ احمد الدین کی اہلیہ کی ابدی آرامگاہ ہے۔ ان کا انتقال ۱۹۱۴ء میں ہوا تھا۔ ان کی قبر پر جو کتبہ نصب ہے، وہ حاجی دین محمد کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس لیے وہ محفوظ کر لینے کے لائق ہے۔ اس پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

تاریخ وفات

زوجہ احمد الدین ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ[۱]

---

**خواجہ احمد الدین**

خواجہ احمد الدین کے فرزند ریاض احمد مرحوم نے راقم کو بتایا تھا کہ ان کے والد کی قبر زکریا کچلو کی قبر سے قریب ہے لیکن اس پر کتبہ نصب نہیں ہے اور قبر بھی کچی ہے۔ اب ان کی قبر دریافت کرنی ممکن نہیں ہے۔

خواجہ احمد الدین ۱۸۶۶ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے کیا۔ یہاں انھیں محمد حسین آزاد جیسے انشاء پرداز کی صحبت میسر آئی جس نے ان میں لکھنے پڑھنے کا شوق پیدا کر دیا۔

---

۱۔ ۲۰ مئی ۱۹۱۴ء۔

احمد الدین ایم - اے کرنا چاہتے تھے لیکن کسی بنا پر ایسا نہ کر سکے اور وکالت کا امتحان پاس کر کے پریکٹس کرنے لگے۔ مرحوم سماجی کارکن تھے۔ انہوں نے انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن کشمیری مسلمانان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا - ان کے احباب میں سر فضل حسین ، علامہ اقبال، سر شہاب الدین، خواجہ رحیم بخش ، سر عبدالقادر ، سید محمد شاہ ، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ ، سر محمد شفیع ، شیخ گلاب دین ، خواجہ کریم بخش ، پنڈت جوالا پرشاد ، سردار پرتام سنگھ اور مولوی محبوب عالم جیسے حضرات شامل تھے - موجودہ صدی کے ربع اول میں انہی کے دم قدم سے لاہور میں علم و ادب کا چرچا تھا -

مولوی احمد الدین پہلے شخص ہیں جنھوں نے "اقبال" کے عنوان سے علامہ اقبال" کے بارے میں کتاب لکھی - یہ کتاب کسی وجہ سے علامہ مرحوم کو پسند نہ آئی تو مولوی صاحب نے اپنے سامنے تمام اسٹاک کو نذر آتش کر دیا۔ اس کا ایک نسخہ کہیں سے مشفق خواجہ کے ہاتھ لگ گیا جسے انھوں نے دوبارہ چھاپ دیا - خواجہ صاحب کے کام اور شخصیت پر مشفق خواجہ نے "تحقیق نامہ" میں ایک طویل مضمون شامل کیا ہے - علامہ اقبال کے پہلے سوانح نگار ہونے کی حیثیت سے وہ ایک تاریخی شخصیت بن گئے ہیں - ان کا انتقال ۹ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو بمرض فالج ہوا -

**غلام ناصر خان نگار**

زکریا کچاو کی قبر سے جانب جنوب مشرق سڑک کے پار تیس میٹر کے فاصلے پر رام پور کی ایک معروف شخصیت مولوی غلام ناصر خان نگار محو خواب ابدی ہیں - علوم اسلامیہ کے ساتھ انہیں علم و ادب سے بھی لگاؤ تھا - مرحوم نگار تخلص کرتے تھے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ

آرام گاہ

**مولوی غلام ناصر خان نگار مرحوم و مغفور رامپوری**

گئے جہاں سے ہے ہے غلام ناصر خان<br>
نہ کیسے قلب اعزہ پہ ہو الم کا وفور

الف بڑھا تو امید بخشش حق کا
+۱
سن وفات میں لکھ آیہ انہٗ لغفور

۱۳۷۲ھ

۶ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۵۲ء

بروز شنبہ ۷ ½ بجے شب حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پائی -

انا للہ وانا الیہ راجعون

---

**حکیم حاجی ظفر احمد خان شریفی**

غلام ناصر خان فگار کی قبر سے ملی ہوئی قبر حکیم حاجی ظفر احمد خان شریفی کی ہے - مرحوم حکیم عبدالمجید خان دہلوی کے فرزند اور مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان کے برادر زادے تھے - انھیں خاندان شریفی کا تابندہ ستارہ کہا جاتا تھا - مرحوم دہلی سے اپنے اعزا سے ملنے لاہور آئے ہوئے تھے کہ اچانک ان کا انتقال ہوگیا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت رقم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خاندان شریفی کے چشم و چراغ

حکیم حاجی ظفر احمد خان

کی ابدی آرام گاہ

۱۲ جون ۱۸۹۰ء کو شریف منزل بلیماران دہلی میں پیدا ہوئے

۲۸ فروری ۱۹۵۲ء کو لاہور میں اس دنیائے فانی سے کوچ کیا

طبیب نامور حضرت ظفر خان

شدہ اندر ارم گاہش

آرام

۱۳۷۱ھ

(ابن پروین رقم) (سید حفیظ الرحمٰن)

---

**مہر محمد صوبا نقشبندی**

میانی صاحب میں بہاولپور روڈ پر حکیم ظفر احمد خان اور مولوی غلام ناصر خان کی قبروں سے جانب جنوب چالیس میٹر کے فاصلے پر ایک سفید گنبد نظر آتا ہے۔ اس گنبد کے نیچے لاہور کی ارائیں برادری کے ایک ممتاز بزرگ حضرت مہر محمد صوبا محو استراحت ہیں۔ انہیں عثمان گنج بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور کے مشہور نقشبندی شیخ طریقت خواجہ غلام مرتضیٰ مجددی نے خرقۂ خلافت عطا کیا تھا۔ مہر صاحب کو پہلے چاہ میراں میں دفن کیا گیا تھا، ساڑھے پانچ سال بعد رات کے اندھیرے میں ان کے مریدین چاہ میراں سے ان کا جسد مبارک نکال کر موجودہ جگہ لے آئے۔ ان کے مزار کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

اللہ ھو اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار مقدس

الحاج حضرت قبلہ فنا فی اللہ مہر فلک ضیاء

**مہر محمد صوبا رحمۃ اللہ علیہ لاہوری**

خلیفۂ اعظم خواجہ صاحب غلام مرتضٰی رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی

ھو الحبیب الذی ترجے شفاعتہ
لکل ھول من الاھوال مقتحم

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یہ مہبط انوار ہے سرکار مہر کا
دربار گہر بار ضیاء بار مہر کا

صوبا ہے محمد کا زمانے کو ہے معلوم
طیبہ سے ملا دیتا ہے اقرار مہرؒ کا

## تاریخِ وصال

یوم ۵ ربیع الاول' مطابق ۸ فروری ۱۹۳۵ء جمعہ
پیش کردہ حاجی شریف احمد بٹ خادم آستانہ عالیہ
ظہوریہ سوڈیوال شریف

### علامہ عبداللہ منہاس

بہاولپور روڈ سے جو سڑک باغ گل بیگم کی طرف مڑتی ہے ، اس کے کونے میں دائیں ہاتھ علامہ عبداللہ منہاس کی قبر ہے - موصوف اخبار "وکیل" امرتسر کے مدیر رہ چکے ہیں - ان کی تصانیف میں سے پیام امن ، دنیائے اسلام اور عیسائیت اور سلطنت برطانیہ کا مستقبل قابل ذکر ہیں - ان کا لوح مزار خطاطی کا بڑا عمدہ نمونہ ہے اور اس پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی

جناب علامہ محمد عبداللہ صاحب منہاس

منہاس مردے بے مثال ۔۔۔ ہمدرد ملت ، خوش خصال

بے باک نقاد و مدیر ۔۔۔ آن صاحب علم و کمال

چون زیں جہاں بگذشت ، یافت
"اکرام قرب ذی الجلال"

۱۳۶۸

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ — ۱۲ جولائی ۱۹۴۹ء[1]

---

### اختر شیرانی

علامہ عبداللہ منہاس کی قبر سے سات میٹر جانب مشرق سڑک کے پار احاطۂ زینت بیگم کے اندر شاعر رومان محمد داؤد اختر شیرانی کی آخری آرام گاہ ہے - انہوں نے آئینہ خانے میں ، اختر ستان ، دھڑکتے دل ، شعرستان ، شہناز، صبح بہار ، شہرود نغمۂ حرم ، طیور آوارہ ، لالۂ طور ، ضحاک (ڈرامہ) اور

---

۱ - یہاں ۱۳۶۳ھ ہونا چاہیے تھا -

لا اله الا الله محمد رسول الله
آخری آرامگاہ
آغا شورش کاشمیری
تاریخ پیدائش ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء
تاریخ وفات ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء
میاں محمد اسلم مرحوم
پیدائش اگست ۱۸۸۵ء
وفات
۲۳ نومبر
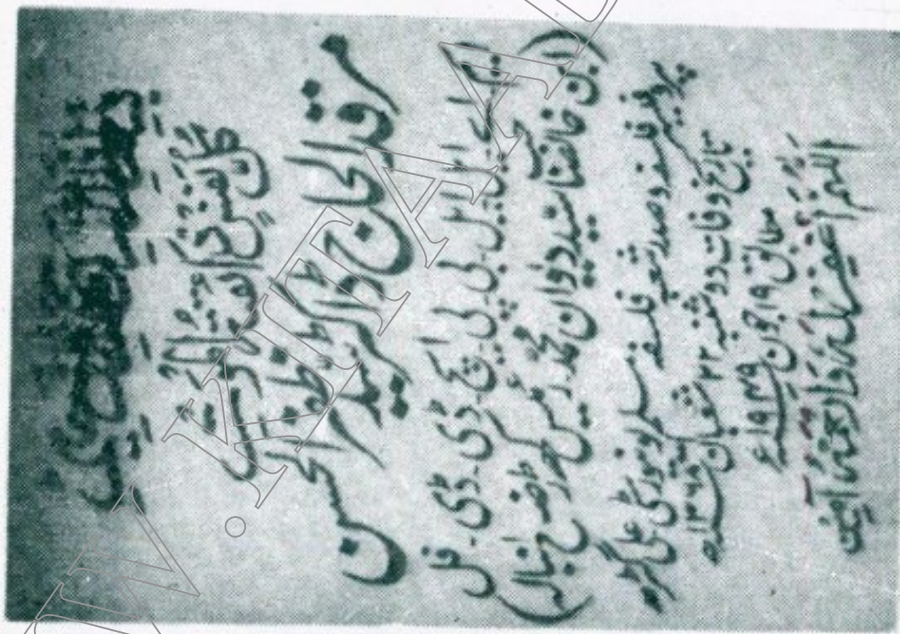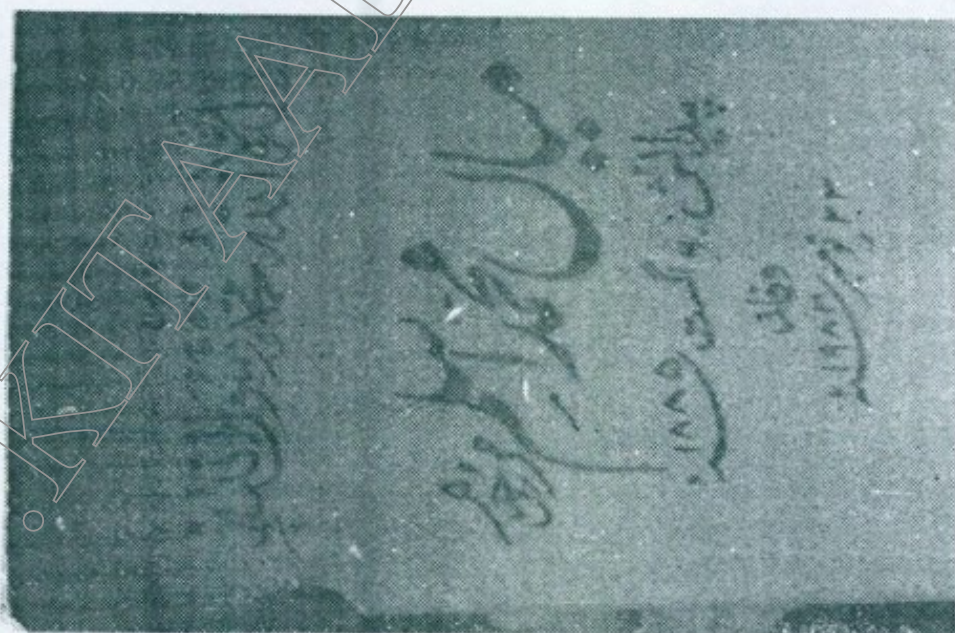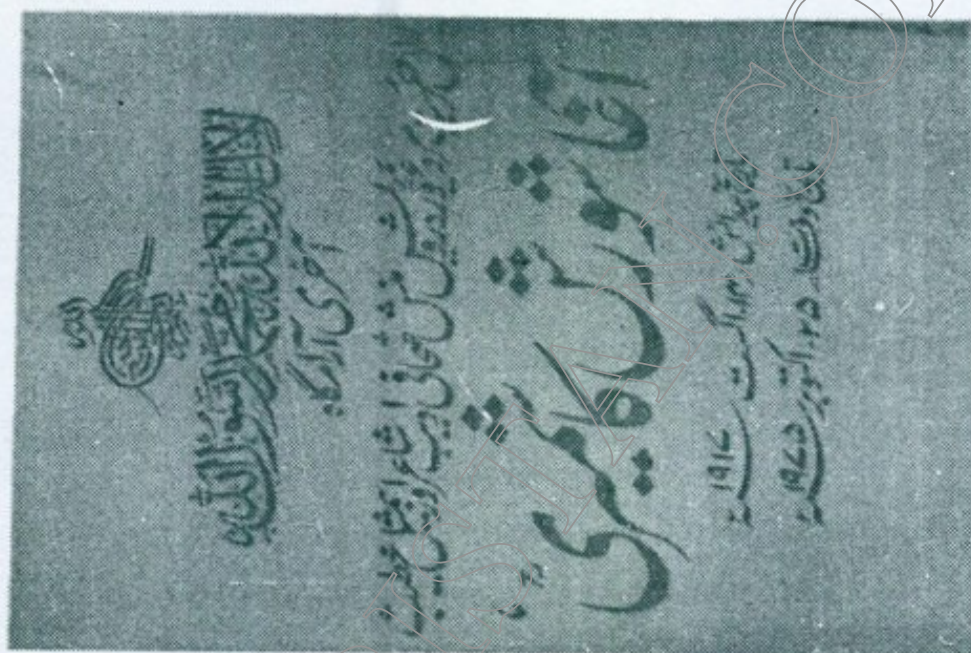
عوفی کی جوامع الحکایات کا اردو ترجمہ اپنی علمی یادگاریں چھوڑی ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر اندر کی جانب یہ عبارت کندہ ہے :

خواب گاہ حضرت ابو المعانی اختر شیرانی مرحوم

دامان خرابہ زار میں ہے
اک شاعر نوجوان کی تربت

۹ ستمبر ۱۹۴۸ء

لوح کے باہر کی جانب یہ عبارت مرقوم ہے :

مرقد
شاعر رومان ابو المعانی
اختر شیرانی
وما الحیٰوۃ الدنیا الا
—— متاع الغرور ——

خورشید رقم ۱۹۴۸

---

**مولوی محبوب عالم**

اس صدی کے ربع اول میں پیسہ اخبار لاہور کی بڑی دھوم تھی ۔ اس کے مدیر مکرم منشی محبوب عالم علامہ اقبال کے قریبی دوستوں میں سے تھے ۔ ان کا مزار اختر شیرانی کی قبر سے بارہ میٹر جانب قبلہ علامہ عبداللہ منہاس کے مزار سے قریب ہے ۔ ان کی قبر کے تعویذ پر یہ عبارت کندہ ہے :

مرقد منور حاجی مولوی محبوب عالم مالک پیسہ اخبار
تاریخ رحلت ۲۷ مئی ۱۹۳۳ء ۱۰ بجے صبح
بروز شنبہ بعمر ۷۳ سال

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

---

۱ - نقوش کے لاہور نمبر میں مولوی صاحب کی تاریخ وفات ۲۳ مئی درج ہے، جو کتبے سے مطابقت نہیں رکھتی ۔

کل نفس ذائقة الموت

خوابگاہ خلد آشیان خادم اسلام

۱۹۳۳ء

حاجی مولوی محبوب عالم مرحوم و مغفور

سحر گاہے بگورستان رسیدم ۔۔۔ دراں گورے پُر از انوار دیدم

معلّے تربت محبوب عالم ۔۔۔ ز حاتف[۱] سال تاریخش شنیدم

۱۳۵۲

---

**میاں عبدالعزیز**

مولوی محبوب عالم کے پہلو میں جانب مشرق اُن کے بھائی اور مولوی حفظ الرحمٰن (نوادرات والے) کے والد بزرگوار مولوی عبدالعزیز کی قبر ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

ھو مغفور

۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم اغفر لحینا . . . علی الایمان

برحمتک یا ارحم الراحمین

تاریخ وفات

میاں عبدالعزیز مرحوم سابق مالک و مہتمم پیسہ اخبار لاہور

خلف الصدق میاں اللہ دین مرحوم

۸ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۱۹ء

بروز جمعة المبارک بوقت سہ پہر

"خدا نے جگہ ان کو جنت میں دی"

۱۳۳۷ھ

---

۱ - یہ تاریخ علامہ اقبال نے کہی تھی - کاتب نے ہاتف کو حاتف لکھ دیا ، جس کا کسی نے نوٹس نہیں لیا -

## خواجہ فیروز الدین

عبداللہ منہاس کے مرقد سے جانب جنوب مغرب پچاس میٹر کے فاصلے پر سبز رنگ کا ایک خوش وضع گنبد نظر آتا ہے۔ میرے اندازے کے مطابق یہ میانی صاحب میں سب سے بلند گنبد ہے۔ اس گنبد تلے خواجہ فیروز الدین علیہ الرحمہ محو خواب ابدی ہیں۔ موصوف چوک رنگ محل کے رہنے والے تھے اور چھتہ بازار میں جوتوں کا کام کرتے تھے۔ اس طرح سے شاید ہی کسی شیخ طریقت نے لقمۂ حلال کھایا ہو۔ خواجہ صاحب مرحوم ایک نیک دل انسان اور شیخ طریقت تھے۔ صدہا افراد ان کے دامن ارادت سے وابستہ تھے۔ ان کا روضہ تعمیر کرنے کی غرض سے صد ہا قدیم قبروں کا نشان مٹا دیا گیا ہے۔ خواجہ صاحب کے لوح مزار پر باہر کی جانب یہ عبارت کندہ ہے:

۷۸۶

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ و اصحابہ وسلم

شاہکار فقر

جناب خواجہ فیروز الدین غریب نواز

خودی ہے زندہ تو ہے موت اک مقام حیات
کہ عشق موت سے کرتا ہے امتحان ثبات

خودی ہے مردہ تو مانند کاہ پیش نسیم
خودی ہے زندہ تو سلطان جملہ موجودات

آئینۂ جمال حق

ہست ہمہ تمام ما

کتبہ غلام رسول

لوح مزار کے اندر کی جانب یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ — یا قیوم

جلوہ گاہ طالبان حق

آرام گاہ

حضور خواجہ فیروز الدین غریب نواز لج پال

قطعہ تاریخ وفات

بلند آستان فردوس آشیان نور اللہ مرقدہ

خواجہ خواجگان محب دانا

جمعہ ۲۷ نومبر ۱۹۸۱ء

۲۹ محرم ۱۴۰۲ھ

پیر کامل سایہ ظل خدا

پیر دید، پیر دید۱ ، دید کبریا

---

**نشتر جالندھری**

خواجہ فیروز الدین کے گنبد سے بیس میٹر جانب جنوب مغرب مشہور ادیب اور مؤرخ عبدالحکیم خان نشتر جالندھری کا مرقد ہے - مرحوم تحصیل نکودر کے مشہور قصبے شاہ کوٹ کے نواحی گاؤں میانوال مولویاں کے رہنے والے تھے - نشتر صاحب ۳۰ ستمبر ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے - وہ ابھی پانچویں جماعت میں پڑھتے تھے کہ شعر کہنے لگے - تعلیم سے فراغت کے بعد وہ سر شیخ عبدالقادر کے ماہنامہ مخزن میں مضامین لکھنے لگے - اس کے بعد وہ مجلہ ادیب ، تہذیب نسواں اور ہفتہ وار پھول میں شمس العلماء ممتاز علی کے ساتھ کام کرنے لگے - موصوف نے ادباء اور شعراء کی ایک کھیپ تیار کی ہے - ان کی تصانیف میں سے نشتر ادب ، قائد اللغات ، تاریخ اسلام ، شمائل کبریٰ ، ترجمہ کشف المحجوب ، ترجمہ دیوان حافظ ، شرح دیوان غالب بعنوان روح غالب ، شرح بال جبریل ، اپنا مجموعہ کلام : صرصر و طوفان اور بچوں کے لیے نغموں کا مجموعہ بعنوان میٹھے بول قابل ذکر ہیں - ان کی لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

---

۱ - یہاں پیر دید کی بجائے دید پیر ہونا چاہیے تھا -

**ابو نعیم عبدالحکیم خان نشتر جالندھری**

تاریخ وفات ۲۲ جون ۱۹۷۵ء

۴+۱۹۷۱ = ۱۹۷۵ء

ہاتھ اٹھا ، فاتحہ پڑھ ، تو بھی یہیں آئے گا
ارے او گور غریباں سے گزرنے والے

حسرتیں قبر سے لپٹی ہیں ذرا دیکھ کے چل
مرمٹوں کا یہی لے دے کے نشان باقی ہے
(نشتر)

ز من بہ جرم تپیدن کنارہ می کردی
بیا بہ خاک من و آرمیدنم بنگر
(غالب)

---

**نصرت جالندھری**

خواجہ فیروز الدین کے گنبد سے جانب مشرق پچیس میٹر کے فاصلے پر سڑک کے کنارے مشہور شاعر مرزا امیر بیگ نصرت جالندھری کی قبر ہے - مرحوم آزادی کے بعد جالندھر سے ہجرت کرکے لاہور چلے آئے تھے اور یہاں بڑی کس مپرسی کی حالت میں زندگی گزار کر ۱۹۶۳ء میں راہیٔ ملک بقا ہوئے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

جل جلالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر بیگ مرزا نصرت جالندھری

ولد مرزا رستم بیگ

پیدائش جالندھر چھاؤنی ۳۱ جنوری ۱۸۹۴ء

وفات لاہور ۷ اکتوبر ۱۹۶۳ء

کون کہتا ہے کہ نصرت مر گیا
کیوں نہیں کہتے کہ اپنے گھر گیا

(اس شعر میں مرحوم نے حضرت میرزا مظہر جانجاناںؒ کا تتبع کیا ہے) ۔

---

**شاد امرتسری**

نصرت جالندھری کی پائنتی تین میٹر کے فاصلے پر امرتسر کے مشہور شاعر محمد شریف شاد امرتسری آسودۂ خاک ہیں ۔ انھیں علم و ادب کے علاوہ موسیقی سے بھی بڑا لگاؤ تھا ۔ ان کی شخصیت اور فن پر شعبۂ اردو پنجاب یونیورسٹی کی ایک طالبہ عشرت سلطانہ چار صد صفحات کا ایک ضخیم مقالہ تحریر کر چکی ہیں ۔ شاد کا کلام "داغ فراق" کے عنوان سے ۱۹۶۳ء میں لاہور سے شائع ہو چکا ہے ۔ "داغ فراق" کے اعداد ۱۳۸۶ بنتے ہیں اور اسلامی کلینڈر کے حساب سے یہی ان کا سال وفات ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ     بسم اللہ الرحمٰن الرحیم     یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

زندگی بھر ہمیں ناشاد کرے گی دنیا
ہم نہ ہوں گے تو ہمیں یاد کرے گی دنیا

شاد امرتسری

پیدائش     ۷ اکتوبر ۱۹۲۴ء

وفات     ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء

---

**پروفیسر سید ولی**

شاد امرتسری مرحوم کی قبر سے تیس میٹر جانب جنوب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ایک عظیم فرزند اور لائق و فائق استاد پروفیسر سید ولی محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ     یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

رب اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین

**پروفیسر سید ولی مرحوم عرف سید صاحب**

شعبۂ انگریزی علی گڑھ یونیورسٹی

جو ۱۰ مارچ ۱۹۶۲ء کو واصل بحق ہوئے

"راحت"

---

**سید غلام وارث**

خواجہ فیروز الدین کے مزار مبارک سے تیس میٹر جانب جنوب مشہور ماہر تعلیم اور مفسر قرآن پیر سید غلام وارث محو خواب ابدی ہیں۔ پیر صاحب نے "تبیان القرآن" المعروف بہ "روح الصدق" کے عنوان سے سورۂ الحمد سے لے کر سورۂ یٰسین تک چھ جلدوں میں عام فہم اردو زبان میں قرآن حکیم کی تفسیر لکھی تھی جو علمی اور دینی حلقوں میں متداول ہے۔ بقیہ پاروں کی تفسیر لکھنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ ان کے ملازم نے رقم کے لالچ میں انھیں قتل کر دیا اور یوں ایک عمدہ کام ادھورہ رہ گیا۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ ۷۸۶ یا محمد

کل من علیها فان و یبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام

مدفن

**(پیر) سید غلام وارث**

ایم ایس سی ، پی ای ایس

ریٹائرڈ آفیسر انچارج کالجیٹ ایجوکیشن لاہور

مصنف تبیان القرآن یا روح الصدق

تاریخ پیدائش ۱۴ مارچ ۱۹۰۱ء

تاریخ وفات ۶ جنوری ۱۹۶۶ء

---

**غلام السبطین تپاں**

پروفیسر غلام وارث کے مرقد سے تیس میٹر جانب جنوب مغرب ایک مرثیہ گو شاعر سید غلام السبطین رضوی المتخلص بہ تپاں کی آخری آرام گاہ ہے - ان کے فرزند گرامی عزیز السبطین سے یہ معلوم ہوا کہ تپاں رضوی کا آبائی وطن ، وضع چھولس ، تحصیل دادری ضلع غازی آباد ، یو - پی ہے - مرحوم مولانا سید قمر الزماں سبزواری چھولسی (م ۱۹۶۰ء) کے قریبی عزیز تھے -

تپاں رضوی جلیسر میں پیدا ہوئے جہاں ان کے والد تحصیل دار تھے - مرحوم علی گڑھ کے گریجویٹ تھے - قیام پاکستان کے فوراً بعد موصوف مہاجر بن کر لاہور چلے آئے - قیام پاکستان سے قبل وہ غزل کہتے تھے لیکن لاہور آنے کے بعد انہوں نے غزل کہنا چھوڑ دی اور اس کی بجائے مرثیہ ، سوز اور قطعات کہنے لگے - حکیم نیر واسطی کے ساتھ ان کے دوستانہ مراسم تھے - حکیم صاحب ان کی عیادت کو آئے اور نبض دیکھ کر کہنے لگے کہ بیماری تو کوئی نہیں البتہ نقاہت ہے . تپاں نے اپنا یہ شعر پڑھا :

عمر ہوئی تمام طبیعت بھی سیر ہے
پیانہ بھر چکا ہے چھلکنے کی دیر ہے

حکیم نیر واسطی یہ شعر سن کر قدرے مایوس ہوئے اور انھیں تسلی دے کر رخصت ہوئے - وہ ابھی راستے ہی میں تھے کہ ادھر پیانہ چھلک گیا -

تپاں رضوی پیشے کے اعتبار سے اسکول ٹیچر تھے - ان کی عمر ۷۵ سال کے قریب ہوئی - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا محمد

یا علی　یا فاطمہ　یا حسن　یا حسین

شاعر اہلبیت

**سید غلام السبطین رضوی تپاں**

ولد سید محمد حسین رضوی

پرسش اعمال پر سبطین دیدینا جواب
ہم غم شہ میں صدا روتے رلاتے ہی رہے

تاریخ وفات ۲۰ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ

۵ جنوری ۱۹۶۱ء

---

**مفتی عبدالحمید**

پیر غلام وارث کی ابدی آرام گاہ سے جانب جنوب تیس میٹر کے فاصلے پر مفتی عبدالحمید ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر جنرل کی قبر ہے - لاہور کے اس خانوادے میں کئی نامور ہستیاں پیدا ہوئی ہیں ، جن میں سے ایک مرحوم بھی تھے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الحاج خانصاحب

مفتی عبدالحمید

ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر جنرل

تاریخ وفات یکم فروری ۱۹۷۷ء

بمطابق ۱۲ صفر المظفر ۱۳۹۷ھ

بروز منگل

خدا کی تجھ پہ رحمت ہو محمد کی شفاعت ہو
دعا میری سدا یہ ہے تجھے جنت کی راحت ہو

---

مفتی عبدالحمید کے مرقد سے جانب جنوب بیس میٹر کے فاصلے پر حضرت مولانا سید حامد میاں کی ابدی آرام گاہ ہے - وہاں سے قبروں کا ایک اور سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس کا ذکر خواجہ عبدالمجید کی قبر سے شروع ہوتا ہے -

---

**خواجہ عبدالمجید**

باغ گل بیگم کے چوک سے جو راستہ قبرستان میں سے گزر کر علامہ عبداللہ منہاس اور اختر شیرانی کی قبروں کے پاس بہاولپور روڈ سے جا ملتا ہے، وہ اسلم سٹریٹ کے نام سے موسوم ہے۔ اسلم سٹریٹ میں دائیں ہاتھ مکانات ہیں اور بائیں ہاتھ قبریں۔ جہاں مکانات کا سلسلہ ختم ہوتا ہے وہاں سے بیس میٹر کے فاصلے پر دائیں ہاتھ ایک احاطہ قبور میں خواجہ عبدالمجید کی قبر سب سے نمایاں ہے۔ مرحوم کرنل خواجہ عبدالرشید اور مشفق خواجہ کے عم مکرم اور خواجہ عبدالوحید مدیر "اسلام" کے برادر عزیز تھے۔ انہوں نے جامع اللغات کے نام سے ایک بلند پایہ لغت تحریر کی تھی، جس میں الفاظ کا مجموعہ دیگر لغات کی نسبت زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے خواجہ الطاف حسین حالی پر بھی ایک کتاب اپنی یادگار چھوڑی ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ          لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ          یا محمد

مرقد مبارک

**خواجہ عبدالمجید**

ولد خواجہ کریم بخش ولد محمد بوٹا

ڈی، ایس، پی و مصنف جامع اللغات

راستباز، راست گو، امین منصف

تاریخ وصال ۱۳ جون ۱۹۳۷ء

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت

یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**صوفیہ مجید طوری**

خواجہ عبدالمجید کی قبر سے جانب مشرق چار میٹر کے فاصلے پر ان کی لائق و فائق صاحبزادی صوفیہ مجید طوری کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کی قبر کا

کتبہ ٹوٹ گیا تھا ، اب نیا کتبہ بنوا کر نصب کیا گیا ہے ۔ و ھو ہذا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یا اللہ مرقد یا محمد

**صوفیہ مجید طوری**

بنت خواجہ عبدالمجید

تاریخ وصال

۲۶ فروری ۱۹۷۵ء مطابق ۱۴ صفر ۱۳۹۵ھ

بانی

ادبستان صوفیہ سکولز و صوفیائی تعلیمی سکیم

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**سکندر جہاں طوری**

صوفیہ مجید طوری کے سرہانے ان کی بہن سکندر جہاں طوری کی آخری آرامگاہ ہے ۔ مرحومہ نے ایک معالج کی حیثیت سے بڑی شہرت حاصل کی ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد مبارک

**سکندر جہاں طوری**

بنت خواجہ عبدالمجید

تاریخ وصال ۱۸ جولائی ۱۹۸۸ء

۳ ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ

بانی طوری ہسپتال ماڈل ٹاؤن لاہور

طوری کلینک ٹمپل روڈ لاہور

آئیں گے اپنے بعد بہت رہروان شوق
رستے میں گاڑ دو کہ ہیں سنگ میل ہم

---

**استاد گام**

خواجہ عبدالمجید کے مرقد سے جانب جنوب مشرق اور ملک شاہ دین ککے زئی کے احاطہ قبور کی مغربی دیوار سے متصل پنجابی زبان کے مشہور شاعر استاد گام کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کا نام غلام محمد تھا اور وہ ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ بشنداس ایک ہندو شاعر تھا، اس کے ساتھ ان کی دوستی ہوگئی اور یہیں سے انہیں شاعری کا چسکہ پڑ گیا۔ انہوں نے کچھ عرصہ حکیم آغا علی خان سے بھی اصلاح لی تھی۔ آخری عمر میں ان کا رجحان نعت گوئی کی طرف ہوگیا اور انہوں نے بڑی بلند پایہ نعتیں لکھیں۔ ان کے تلامذہ میں سے ملک لال دین قیصر اور میر محمد دین میر جلالپوری قابل ذکر ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے۔

یا اللہ ۷۸۶ یا محمد

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

**استاد گام پنجابی شاعر**

وفات ۹ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ

مطابق ۸ جولائی ۱۹۳۸ء

خاک وچ آخر مقام ہوسی اینویں کوڑ خیال ہے تیڑڑا او
آکھیں سب کولوں اچا محل ہووے کوئی رہنا نہیں بن بنیڑڑا او

کل دھرتی نے اوڑک فنا ہونا فقط رہوے گا والی ہے جیہڑڑا او
گام عدم ہے اصل مقام سب دا ایہہ دنیا ہے فانی بکھیڑڑا او

---

**اقبال بیگم**

استاد گام کی قبر سے دس میٹر جانب جنوب مغرب اقبال بیگم نامی ایک خاتون کی قبر ہے جن کا انتقال ۱۸ نومبر ۱۹۴۳ء کو ہوا تھا ۔ مرحومہ گم نام سی خاتون ہیں لیکن ان کی قبر کا کتبہ ، جس پر مشہور تاریخ گو پیر غلام دستگیر نامی کی کہی ہوئی تاریخ کندہ ہے ، محفوظ کر لینے کے لائق ہے ۔ کتبے پر یہ عبارت مرقوم ہے :

۷۸۶

کتبۂ مزار

**اقبال بیگم بنت باغ بی بی**

کل تھی جو بہار باغ اقبال — اب قبر کا ہے چراغ اقبال
تو باغ نعیم میں ہے پہنچی — دنیا سے ملا فراغ اقبال
پر تیری جدائی کی جان سے — دل ماں کا ہے داغ داغ اقبال
تھی "باغ" جو باغ باغ تجھ سے — تجھ بن ہے وہ داغ داغ اقبال

تاریخ وفات ہے یہ نامی
اے آہ بہار باغ اقبال

(غلام دستگیر نامی)

---

**ملک لال دین قیصر**

استاد گام کی قبر سے جانب جنوب ، احاطہ ملک شاہ دین ککے زئی کے عقب میں مشہور شاعر ملک لال دین قیصر کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ایک روایت کے مطابق وہ ۱۸۹۱ء میں اور دوسری روایت کے مطابق ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے ۔ وہ عبدالمجید سالک کے ہم زلف تھے ۔ انہوں نے ۱۹۲۰ء میں روزنامہ "امام" جاری کیا جو بہت جلد بند ہوگیا ۔ انہوں نے تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور "تحریک چھپن فیصد" کی قیادت کی ۔ ان کا یہ مطالبہ تھا کہ پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی چھپن فیصد ہے لہذا سرکاری ملازمتوں میں ان کا کوٹا چھپن فیصد ہونا چاہیے ۔

ملک لال دین قیصر بڑے بلند پایہ شاعر تھے - انھیں استاد گام سے شرف تلمذ تھا - قیصر کی تصانیف میں سے گلدستۂ توحید ، قیصر دے نگینے ، سچ دل دا کلیجہ ، بصرے دیا پینگاں ، بیوہ کی عید ، رسول اللہ دی باندی ، جھوک انور دی ، مہندی والے ہتھ جوڑ دی اور گڈیاں پٹولے قابل ذکر ہیں - روبینہ تاج نے ۱۹۸۶ء میں ان کے احوال و آثار پر پنجابی زبان میں ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا ، جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

۷۸۶

مرقد

مخلص قومی کارکن و شاعر

ملک لال دین قیصر مرحوم

الفراق

۱۵ ستمبر ۱۹۵۶ء

---

**محمد اشرف خان عطاء**

ملک لال دین قیصر کی قبر سے جانبِ قبلہ بیس میٹر کے فاصلے پر مشہور صحافی محمد اشرف خان عطاء کی آخری آرام گاہ ہے - ان کا شمار تحریک آزادی کے زمانے کے سر برآوردہ صحافیوں میں ہوتا ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

مولانا محمد اشرف خان عطاء

ایڈیٹر روزنامہ زمیندار لاہور

تاریخ وفات ۱۷ فروری ۱۹۷۱ء

بروز بدھ $\frac{1}{2}$ ۵ بجے صبح

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

---

**حبیب الرحمٰن خان سروش**

احاطہ ملک شاہ دین ککے زئی سے چند قدم پہلے حضرت پیر زہدی کے روضۂ مبارک سے چودہ میٹر جانبِ شمال مائل بہ مغرب رام پور کے ایک شاعر اور کامیاب وکیل سروش رامپوری محوِ خوابِ ابدی ہیں - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

۷۸۶

یا اللہ یا محمد

حبیب الرحمٰن خان سروش رامپوری

تاریخِ وفات ۱۸ فروری ۱۹۶۵ء

مطابق ۱۵ شوال ۱۳۸۴ھ

---

**سید محسن شاہ**

خواجہ عبدالمجید مرحوم کے مزار سے جانب شمال تیس میٹر کے فاصلے پر ایک چار دیواری کے اندر مشہور قانون دان اور سماجی کارکن سید محسن شاہ محوِ خوابِ ابدی ہیں - مرحوم نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے صدر کی حیثیت سے بہت سے تعلیمی اور سماجی اداروں کی سرپرستی فرمائی - مرحوم آل انڈیا کشمیری کانفرنس کے جنرل سیکریٹری کی حیثیت سے ڈوگرہ حکومت کے خلاف لڑتے رہے ہیں اور ڈوگرہ حکومت نے ان کا کشمیر میں داخلہ بند کر دیا تھا - مرحوم کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

سید محسن شاہ ولد سید حافظ عزیز الدین

تاریخ وفات

۲ جون ١٩٦٩ء مطابق ١٨ ربیع الاول ١٣٨٩ھ

انا للہ وانا الیہ راجعون

---

## لبّو پہلوان

موجودہ صدی کے نصف اول میں شاہ عالمی دروازے سے باہر ، جہاں قیام پاکستان کے بعد ایک گلز فارورڈنگ کمپنی نے ٹرکوں کا اڈہ قائم کر لیا تھا ، خلیفہ بخشی کا اکھاڑہ ہوا کرتا تھا - اس اکھاڑے میں نامی گرامی پہلوان کسرت کیا کرتے تھے - ان میں سب سے مشہور نبی بخش عرف لبو پہلوان تھے - مجلہ نقوش کے لاہور نمبر میں لاہور کے نامی گرامی پہلوانوں میں ان کا ذکر بھی ہوا ہے - لبو پہلوان کی قبر ، سید محسن شاہ کے مرقد سے تیس میٹر جانب مشرق ہے - ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے، اس پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ — یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

نبی بخش المشہور لبو پہلوان

عمر ٧٠ سال سکنہ شاہ عالمی دروازہ لاہور

سنہ وفات ١٩٢٥ء

---

## حاجی سردار محمد

سید محسن شاہ کے مزار سے پچیس میٹر جانب شمال سڑک کے کنارے لاہور کے مشہور ناشر کتب اور سماجی کارکن حاجی سردار محمد کی ابدی آرام گاہ

ہے ۔ مرحوم جالندھر کے ایک نواحی گاؤں کھرلے کنگرے کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد محترم طبیب تھے لیکن انھوں نے خطاطی کو ذریعۂ معاش بنایا ۔ حاجی سردار محمد بھی بہت بڑے خوشنویس تھے ۔ جالندھر میں حضرت امام ناصرؒ کی درگاہ میں جو کتبے نصب ہیں وہ انھی کے قلم کا شاہکار ہیں ۔

قیام پاکستان کے بعد حاجی صاحب نے اردو بازار لاہور میں علمی کتاب خانہ کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا اور حاجی صاحب اردو بازار کے ناشروں کی انجمن کے صدر منتخب ہوئے ۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

حاجی سرداو محمد

ولد حکیم میاں غلام محمد

علمی کتاب خانہ ، اردو بازار ، لاہور

تاریخ پیدائش ۱۹۰۵ء

تاریخ وفات ۱۳ نومبر ۱۹۸۵ء

مطابق ۲۹ صفر المظفر ۱۴۰۶ھ

بروز بدھ

---

**مولانا سید حامد میاں**

خواجہ عبدالمجید کے مزار سے چند قدم آگے بڑھیں تو بائیں ہاتھ سید نور حسین شاہ کا مقبرہ ہے اس مقبرے کی جنوبی دیوار کے ساتھ جو کچا راستہ

حضرت شیخ طاہر بندگی کے مزار کی طرف جاتا ہے، اس پر چالیس میٹر کے فاصلے پر دائیں ہاتھ حضرت مولانا سید حامد میاں علیہ الرحمہ کی ابدی آرام گاہ ہے۔

میاں صاحب کا آبائی وطن دیو بند تھا۔ ان کے والد بزرگوار سید محمد میاں صاحب جمعیۃ العلماء ہند کے سیکریٹری اور مدرسہ امینیہ دہلی کے شیخ الحدیث تھے۔ مولانا حامد میاں نے دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور مولانا حسین احمد مدنی کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلوک کی منازل طے کیں اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ میاں صاحب آزادی کے بعد لاہور تشریف لے آئے۔ یہاں انہوں نے اکھاڑہ بوٹا مل، رام گلی کی ایک مسجد میں درس و تدریس شروع کی اور جامعہ اشرفیہ میں کچھ عرصہ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ انہوں نے کچھ عرصہ موجودہ مسلم مسجد انارکلی میں بھی طلبہ کو حدیث کا درس دیا ہے۔ مولانا یہ چاہتے تھے کہ کوئی ایسا مدرسہ ہو جہاں وہ اطمینان کے ساتھ اور بغیر کسی بیرونی دباؤ کے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھ سکیں، اسی جذبے کے تحت انہوں نے کریم پارک، راوی روڈ پر ایک وسیع خطۂ اراضی حاصل کر کے جامعہ مدنیہ کی بنیاد رکھی۔ میاں صاحب کی کوشش اور ہمت سے جلد ہی اس مدرسے کا شمار لاہور کے چوٹی کے مدارس میں ہونے لگا۔ راقم الحروف کو ان کا قرب حاصل تھا۔ وہ بڑے نفیس الطبع انسان تھے۔

مولانا سید حامد میاں کی قبر سنت نبوی کے مطابق کچی ہے اور اس کے سرہانے لوہے کا ایک بورڈ لگا دیا گیا ہے جس پر یہ عبارت مرقوم ہے:

آخری آرام گاہ

شیخ طریقت شیخ الحدیث

حضرت اقدس

**مولانا سید حامد میاں صاحب نور اللہ مرقدہ**

بانی جامعہ مدنیہ لاہور[1]

---

۱۔ حضرت مولانا سید حامد میاں کا انتقال ۳ مارچ ۱۹۸۸ء بروز جمعرات ہوا تھا۔

محمود احمد عارف

حاجی محمود احمد عارفؒ ، حاجی شریف احمد ہوشیارپوریؒ کے خلف الرشید اور صاحب دل بزرگ تھے۔ ان کا روحانی تعلق حضرت سید حامد میاںؒ خلیفۂ مجاز حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ تھا۔ مرحوم جامعہ مدنیہ لاہور کی مجلس شوریٰ کے رکن رکین تھے۔ ان کی ابدی آرام گاہ اپنے مرشد کے قدموں میں ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرقد مبارک

حاجی محمود احمد عارف رحمۃ اللہ علیہ

پسر حاجی شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوشیارپوری

خلیفۂ مجاز حضرت مولینا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بانی و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور

خلیفۂ مجاز امیر مالٹا شیخ العرب و العجم حضرت مولینا سید حسین احمد مدنی

رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

تاریخ وصال ۲۸ جنوری ۱۹۸۹ء

---

سلامت جالندھری

جناب محمود احمد عارف مرحوم کی قبر سے جانب جنوب تین میٹر کے فاصلے پر مشہور شاعر سلامت جالندھری آسودۂ خاک ہیں۔ ان کے ایک مجموعۂ کلام پر جسٹس کارنیلیس نے تقریظ لکھی ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاعر ملت

الحاج سید سلامت علی شاہ سلامت جالندھری

مصنف تصویرِ انقلاب و درسِ حیات
تاریخ وفات ۲۷ جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ

۲۰ مارچ ۱۹۸۵ء

دل کے شیشۂ نو ذرا چشمِ بصیرت سے تو دیکھ
ریزۂ خاک میں پوشیدہ ہیں لاکھوں گوہر

---

**میجر جنرل نوازش علی**

سلامت جالندھری کی قبر سے اندازاً تیس میٹر جانب جنوب مشرق میجر جنرل نوازش علی کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کا انتقال ملازمت کے دوران ہوا تھا اس لیے انھیں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا تھا۔ ان کی میت توپ گاڑی پر رکھ کر لاہور چھاؤنی سے میانی صاحب لائی گئی اور تدفین کے وقت سلامی کی توپیں چلائی گئی تھیں۔ راقم ان کی تدفین میں شریک تھا۔ مرحوم کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

۷۸۶
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
الحاج میجر جنرل نوازش علی
ہلالِ جرأت ، ستارۂ قائداعظم ، تمغۂ پاکستان
تاریخ ولادت ۲۹ جولائی ۱۹۱۹ء
تاریخ وفات ۱۶ اپریل ۱۹۷۱ء
بمطابق ۱۹ صفر ۱۳۹۱ھ
انا للہ وانا الیہ راجعون

---

**ڈاکٹر شجاعت علی**

حضرت مولانا سید حامد میاں مرحوم کی ابدی آرام گاہ سے بیس میٹر جانب شمال لاہور کے نامور سرجن اور فاطمہ جناح میڈیکل کالج برائے خواتین کے پرنسپل ڈاکٹر شجاعت علی کی قبر ہے۔ ان کا شمار پاکستان کے نامور ڈاکٹروں

یں ہوتا تھا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا قیوم　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا حی

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

ڈاکٹر شجاعت علی

تاریخ وصال ۱۰ جون ۱۹۷۷ء

انا للہ وانا الیہ راجعون

---

روفیسر چوہدری عبدالغفور

سید حامد میاں مرحوم کے مزار سے پچیس میٹر جانب مشرق معروف ماہر علیم چوہدری عبدالغفور محوِ خوابِ ابدی ہیں - موصوف ۵ نومبر ۱۹۰٦ء کو بھلور ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے - انہوں نے ۱۹۲۹ء میں علی گڑھ سلم یونیورسٹی سے فزکس میں ایم ایس سی اور ۱۹۳۴ء میں انگریزی زبان میں یم - اے کی ڈگری لی - مرحوم نے ۱۹۳۲ء میں لندن یونیورسٹی سے بی - اے رز کیا اور ۱۹۳۹ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے "تعلیم" میں سند حاصل کی - وہدری صاحب نے جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں ٹیچر ٹریننگ کالج کے قیام یں ڈاکٹر ذاکر حسین کا ہاتھ بٹایا اور وردھا اسکیم کی تیاری میں بھی ان کی عاونت کی - قیام پاکستان کے بعد موصوف ٹیچر ٹریننگ کالج لاہور اور ٹیچر ریننگ کالج فیصل آباد میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے - انہوں نے والفتح قابل خان کی آداب عالمگیری مرتب کی اور تعلیم کے موضوع پر متعدد تابیں تحریر کیں - ان کی وفات پر ان کے ابنِ عم عبدالمجید تمنا نے ایک رثیہ لکھا جس کے دو شعر پیش خدمت ہیں :

بہارِ گلشن جنت ہوئے جنابِ غفور
ان کے ساتھ گئے رنگ و بوئے علم و شعور

اصول مہر و وفا، صدق و راستی دستور
وہ شام سیلِ حوادث میں اک منارۂ نور

چوہدری صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرقد

پروفیسر عبدالغفور چوہدری

ٹریننگ کالج علی گڑھ ، لاہور ، فیصل آباد

۲ فروری ۱۹۸۷ء

تری لحد پہ کھلیں جاوداں گلاب کے پھول

---

## حکیم غلام محی الدین

حضرت مولانا سید حامد میاں کے مزار سے جانب قبلہ پندرہ میٹر کے فاصلے پر ایک نامور طبیب ، معجز رقم خطاط اور صاحب قلب و نظر بزرگ حکیم مولوی غلام محی الدین انصاری محوِ خوابِ ابدی ہیں ۔ انہیں عربی زبان و ادب میں علامۂ عصر فیض الحسن سہارنپوری سے ، طب میں اپنے والد بزرگ حکیم مولوی سلطان محمود سے اور خطاطی میں منشی ممتاز علی نزہت رقم سے شرف تلمذ تھا ۔ وہ خود اپنے نام کے ساتھ زینت رقم لکھا کرتے تھے ۔ تصوف میں انہوں نے کچھوچھہ شریف کے سجادہ نشین حضرت علی حسین سے بیعت کی تھی ۔

حکیم غلام محی الدین ، شمس الاطباء حکیم غلام جیلانی (م ۱۹۲۶ء) کے برادر بزرگ اور محمد مسعود کھدر پوش (م ۱۹۸۵ء) کے تایا تھے ۔ "ارمغانِ قادری" ان کی مشہور تصنیف ہے جس میں طریقت اور شریعت کے مسائل کو مختلف کتابوں سے جمع کیا گیا ہے ۔ ان کی قبر کا کتبہ منشی عبدالمجید پروین رقم کے قلم کا شاہکار ہے اور وہ اس لائق ہے کہ اسے عجائب گھر میں محفوظ کر لیا جائے ۔ لوح مزار پر جلی قلم سے یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار مبارک

حضرت حجۃ اللہ

صوفی حاجی حکیم غلام محی الدین

حنفی القادری چشتی النظامی

خلیفہ خاندان اشرفی السمنانی الجیلانی

تاریخ وفات

در جنت رفت

١٣٣٧ھ

١١ ذی الحجہ　　　　یکشنبہ

---

**حکیم غلام جیلانی**

حکیم غلام محی الدین کی قبر سنگ سرخ سے تعمیر کی گئی ہے۔ بالکل ویسی ہی ایک قبر ان کی قبر سے متصل جانب جنوب موجود ہے لیکن اس پر کتبہ نصب نہیں ہے۔ قرائن بتاتے ہیں کہ پہلے وہاں کتبہ نصب تھا جو امتداد زمانہ سے تباہ ہوگیا یا کوئی سنگ فروش اکھاڑ کر لے گیا۔ جناب محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے مجلہ "نقوش" کے لاہور نمبر کے لیے لاہور کے اطباء پر ایک قابل قدر مضمون تحریر فرمایا تھا جس میں انہوں نے شمس الاطباء خانصاحب غلام جیلانی کا مدفن اپنے برادر بزرگ حکیم غلام محی الدین کے جوار میں بتایا ہے۔ میرے قیافہ کے مطابق یہ قبر حکیم غلام جیلانی ہی کی ہے۔

حکیم غلام جیلانی ١٥ مئی ١٨٧٣ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے میڈیکل کالج لاہور سے L.M.S. کی سند حاصل کی اور ١٨٩٥ء میں برطانوی حکومت نے انہیں ایران میں برٹش ایجنٹ مقرر کیا۔ قیام ایران کے زمانے میں موصوف شاہی مجلس تحفظ صحت کے رکن بنائے گئے۔ ١٩٠٦ء میں موصوف ملازمت ترک کرکے لاہور چلے آئے اور یہاں انہوں نے تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا۔ ان کی تصانیف بہت مقبول ہوئیں اور ان کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ ان کی خدمات جلیلہ کے اعتراف میں حکومت نے انہیں "خانصاحب" کا خطاب

عطا کیا اور اطباء نے انھیں شمس الاطباء کہنا شروع کیا ۔ ان کا وصال
۲۳ فروری ۱۹۲۶ء کو ہوا اور وہ اپنے برادر بزرگ کے جوار میں دفن ہوئے۔
حکیم غلام جیلانی کے فرزندوں میں سے مسعودکھدر پوش اور ڈاکٹر محمد محمود
انصاری (مدفون درگاہ عبداللہ شاہ ، کلفٹن ، کراچی) نے بڑا نام پایا ہے ۔
مؤخر الذکر اپنے والد بزرگوار کے کتب خانہ کے نگران تھے ۔ کاش اطباء کی
کوئی یونین ان کے مزار پر کتبہ نصب کروا دے ۔

---

منشی محمد الدین فوق

باغ گل بیگم میں فتح شیر روڈ پر ایک احاطہ قبور کے باہر "باغیچہ
جسٹس محمد رفیق" کی لوح نصب ہے ۔ اس احاطے کے اندر اُستاد داغ دہلوی کے
تلمیذ رشید اور مجدد کشامرہ منشی محمد الدین فوق محو خواب ابدی ہیں ۔

۳۱ جنوری ۱۸۹۶ء کو موصوف تلاش روزگار کی غرض سے لاہور آ گئے
اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے ۔ فوق صاحب نے ۱۸۹۷ء میں استاد
داغ سے اصلاح لینا شروع کی ۔ جب "انجمن اتحاد" کے زیر اہتمام بازار
حکیماں میں باقاعدگی کے ساتھ مشاعرے ہونے لگے تو فوق کو علمی و
ادبی حلقوں میں متعارف ہونے کا موقع ملا ۔ لالہ پرسکھ رائے نے لاہور سے
ایک ہفت روزہ "کوہ نور" کے نام سے جاری کیا تھا ، فوق صاحب اس کے
مدیر بنے ۔ کچھ عرصہ بعد انھوں نے "پنجہ فولاد" کے نام سے اپنا ایک مجلہ
نکالا ۔ اس کے بعد انھوں نے مختلف اوقات میں آفتاب پنجاب ، گلزار ہند ،
کشمیری گزٹ ، بہاول گزٹ ، کشمیری مخزن اور کشمیری میگزین نکالے ۔
ایک بار سری نگر سے "کشمیر جدید" کے نام سے ایک مجلہ جاری کیا ۔

ڈاکٹر محمد اجمل خان نیازی نے ۱۹۸۶ء میں فوق صاحب کی علمی و ادبی
خدمات پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل
کی ۔ انھوں نے فوق صاحب کی تصانیف کی تعداد ۹۵ بتائی ہے ۔ ان کے علاوہ
انھوں نے ہزاروں مضامین لکھے جو اس زمانے میں شائع ہونے والے رسائل و
جرائد کی زینت بنے ۔ فوق صاحب کی تصانیف میں سے تاریخ بڈشاہی اور تاریخ
اقوام کشمیر کو شہرت دوام حاصل ہوئی ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت
کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

**مرقد منورہ مجدد کشامرہ منشی محمد الدین فوق**

کرد رحلت محمد الدین فوق بود شاگرد داغ پاک ضمیر

شاعر و نکتہ دان مدیر و ادیب خوش بیان خوش مزاج خوش تحریر

چاردہ از مہ ستمبر روز جمعہ بسوئے ملک کبیر

گفت تاریخ رحلتش مہتاب

"انتزاع مورخ کشمیر"

۱۹۴۵

تاریخ پیدائش ۲۵ فروری ۱۸۸۷ء

تاریخ وفات ۱۴ ستمبر ۱۹۴۵ء

---

**حکیم حافظ جلیل احمد**

گورستان میانی صاحب میں فتح شیر روڈ کے قریب ہامون شاہ کے گنبد سے پندرہ میٹر جانب شمال مشرق پاکستان کے نامور طبیب، طبیہ کالج لاہور کے پرنسپل اور ماہنامہ "الجلیل" لاہور کے مدیر حکیم جلیل احمد کی آخری آرامگاہ ہے۔ موصوف متعدد طبی کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے "طب اسلامی" اور "پاکستان میں طبی نظام کی تشکیل جدید" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے مزار پر جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت مرقوم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حکیم حافظ جلیل احمد

پرنسپل طبیہ کالج لاہور

تاریخ پیدائش ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء

تاریخ وفات ۵ اگست ۱۹۶۰ء

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**اقبال شیدائی**

حکیم جلیل احمد کی قبر سے جانب شمال تیس میٹر کے فاصلے پر مولانا عبیداللہ سندھی" کے کابل ، ماسکو اور انقرہ کے ساتھی ڈاکٹر محمد اقبال شیدائی دفن ہیں - ان کے سوانح حیات قسط وار روزنامہ امروز لاہور میں "انقلابی کی سرگذشت" کے عنوان سے طبع ہوتے رہے ہیں - راقم الحروف نے مولانا سندھی" کے نام ان کے ۳۶ خط "مولانا عبیداللہ سندھی" کے سیاسی مکتوبات" کے عنوان سے شائع کر دیے ہیں - ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نیست در بیشہ من خشک و تر کوتاہی[1]

چوب ہر نخل کہ منبر نشود دار کنم

آخری آرامگاہ

**انقلابی مجاہد ڈاکٹر محمد اقبال شیدائی**

ولد

میاں غلام علی بھٹہ

جائے ولادت پورہ ہیراں ۔ شہر سیالکوٹ

بعمر تقریباً ۸۵ سال

بروز اتوار بتاریخ ۱۳ جنوری ۱۹۷۴ء

مطابق ۱۷ ذوالحجہ ۱۳۹۳ھ

بمقام احمد ولا سمن آباد لاہور وفات پائی

سر شوریدہ بر بالین آسایش رسید اینجا

---

۱ - صحیح مصرع یوں ہے :

نیست در خشک و تری بیشہ من کوتاہی

**چوہدری طفیل محمد**

مشہور انقلابی رہنما محمد اقبال شیدائی کے مرقد سے جانب شمال آٹھ میٹر کے فاصلے پر قبرستان کی دیوار کے ساتھ راقم کے والد بزرگوار چودھری طفیل محمد ابن حاجی عمر الدین (م ۱۹۷۷ء) ابن چودھری احمد بخش (م ۱۹۰۱ء) ابن دین محمد مرحوم کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کے مرقد کے ساتھ ہی راقم نے اپنے لیے جگہ رکھ لی ہے۔ میرے والد بزرگوار ۴ اپریل ۱۹۰۶ء کو پھلور ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محترم محکمہ ریلوے میں یورپین گریڈ میں ملازم تھے اس لیے تعلیم سے فارغ ہوتے ہی میرے والد محترم کو بھی ریلوے میں یورپین گریڈ مل گیا۔ ملازمت کے سلسلے میں انہیں لدھیانہ، حصار، جالندھر، لاہور، کوٹری، کندیاں اور فیصل آباد میں رہنے کا موقع ملا۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں موصوف سیالکوٹ سیکشن پر ملٹری کی سپیشل ٹرینیں چلانے کے ذمہ دار تھے۔ چالیس سال کی ملازمت کے بعد موصوف ۴ اپریل ۱۹۶۶ء کو ریٹائر ہوئے۔ بقیہ زندگی انہوں نے لاہور میں میرے ساتھ گذاری۔ جوانی میں وہ ٹینس کے بڑے اچھے کھلاڑی تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ان کی بقیہ زندگی نماز و تلاوت میں گذری۔ ان کے لوح مزار پر جو لوح نصب ہے وہ سید القلم نفیس رقم شاہ صاحب کے فن خطاطی کا ایک شاہکار ہے۔ کتبے پر یہ عبارت درج ہے:

هو الباقی

ان اللہ بالناس لرءوف رحیم

طفیلِ محمد رہے آبرو

مرقد منور

**چودھری طفیل محمد صاحب**

ولادت: ۴ اپریل ۱۹۰۶ء

وفات ۱۲ فروری ۱۹۷۹ء : ۱۴ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

---

**شیر محمد اختر**

فتح شیر روڈ پر ڈاکٹر عبدالعزیز کی فری ڈسپنسری سے متصل جانب جنوب مشہور صحافی اور کالم نویس شیر محمد اختر کی ابدی آرام گاہ ہے۔ انہوں

نے لاہور کے کئی روزناموں میں کام کیا ہے ۔ ان کی تصانیف میں سے احساس برتری ، بارہ انمول کتابیں ، بچوں کی نفسیات ، تین شاہراہیں ، جگر لخت لخت ۔ زندگی کے نفسیاتی مسائل ، سرزمین اندلس ، ہماری الجھنیں ، عملی زندگی ، سگمنڈ فرائڈ ، سوچ اور کام اور بھنور قابل ذکر ہیں ۔ ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے ، اس پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میر محمد اختر

تاریخ وفات ۲۹ دسمبر ۱۹۷۴ء

گھٹائیں ابرِ رحمت کی تری تربت پہ چھا جائیں
سدا حوریں فرشتے آ کے تجھ پر پھول برسائیں

مرقد پہ تیری رحمتِ حق کا نزول ہو
حامی ترا خدا اور خدا کا رسول ہو

---

**چوہدری محمد حسین**

احاطہ باغبانان میں جو درمیانی سڑک عیسائیوں کے قبرستان کی طرف جاتی ہے ، اس پر داہنے ہاتھ ایک بلند چبوترے پر ایک چھتری کے نیچے لاہور کی معروف شخصیت چوہدری محمد حسین محو خواب ابدی ہیں ۔ مرحوم لاہور کارپوریشن کے وائس چیئرمین ، چوہدری ٹیکسٹائل ملز کے بانی اور صدر محمد ایوب خان کے معتمد علیہ تھے ۔

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد پہ تیری رحمتِ حق کا نزول ہو
حامی تیرا خدا اور خدا کا رسول ہو

مرقد

**چوہدری محمد حسین صاحب**

وائس چیئرمین لاہور کارپوریشن و ایم این اے

ولد چوہدری امام دین صاحب

تاریخ وفات

۱۹ مارچ ۱۹۷۸ء بمطابق ۹ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

بروز اتوار

خدا کی تجھ پہ رحمت ہو محمد کی شفاعت ہو
دعا میری سدا یہ ہے تجھے جنت کی راحت ہو

---

**بیگم عظامی**

چوہدری محمد حسین کی قبر سے جانب مشرق تیس میٹر کے فاصلے پر مشہور شاعر مولانا عزیز الدین عظامی تلمیذ غلام قادر گرامی کی اہلیہ محترمہ آسودۂ خاک ہیں - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**بیگم مولانا عظامی ہوشیار پوری[1]**

تاریخ وفات

۹ دسمبر ۱۹۸۴ء

بمطابق ۱۵ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

---

**پروفیسر محمد فضل الدین قریشی**

چوہدری محمد حسین کی قبر سے جانب شمال مشرق کچی سڑک کے پار تیس میٹر کے فاصلے پر پروفیسر فضل الدین قریشی آسودۂ خاک ہیں - مرحوم زمیندار کالج گجرات اور اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں فزکس کے استاد

---

۱ - عظامی (م ۱۹۵۷ء) ساہیوال میں دفن ہوئے -

تھے - انھوں نے البیرونی کی تصانیف سے کماحقہ استفادہ کرنے کی غرض سے عربی زبان سیکھی تھی - انھیں البیرونی پر سند تسلیم کیا جاتا ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پروفیسر محمد فضل الدین قریشی

سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

پیدائش ۳۰ اپریل ۱۸۹۲ء

وفات ۱۸ اپریل ۱۹۷۹ء

---

**صوفی غلام مصطفیٰ تبسم**

چوہدری محمد حسین کی قبر سے جانب مغرب بیس میٹر کے فاصلے پر مشہور شاعر ، ادیب اور ماہر تعلیم صوفی غلام مصطفیٰ تبسم کی ابدی آرام گاہ ہے - صوفی صاحب چٹہ کٹڑہ امرتسر میں ۴ اگست ۱۸۹۹ءکو پیدا ہوئے - نوجوانی میں انہیں شاعری کا چسکہ پڑگیا - انھوں نے حکیم فیروزالدین طغرائی کے حضور زانوئے تلمذ تہ کیا - علامہ محمد حسین عرشی امرتسری نے ان کے لیے تبسم کا تخلص تجویز کیا -

۱۹۲۷ء میں صوفی صاحب مستقلاً لاہور آ گئے اور چار سال ٹیچر ٹریننگ کالج میں پڑھانے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے وابستہ ہو گئے جہاں وہ اپنی ریٹائرمنٹ (۱۹۵۴ء) تک تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے - ۱۹۵۵ء میں مرحوم خانۂ فرہنگ ایران کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے اور ۱۹۵۶ء میں ہفت روزہ لیل و نہار کے مدیر بن گئے - ان کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں ۱۹۶۲ء میں ستارۂ خدمت اور ۱۹۶۷ء میں ستارۂ امتیاز کے اعزازات ملے - حکومت ایران نے انہیں " نشان فضیلت " سے نوازا - اشرف صبوحی مرحوم نے ان کا سجع کہا تھا :

غلام مصطفیٰ صوفی تبسم

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مرقد
استاد شاعر ادیب
صوفی غلام مصطفیٰ تبسم
تاریخ وفات
۷ فروری ۱۹۷۸ء
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
برصغیر پاک و ہند کی نامور مصنفہ
محترمہ اے۔ آر۔ خاتون دہلوی
(امۃ الرحمٰن)
اہلیہ
سید ظہیر الدین مرحوم
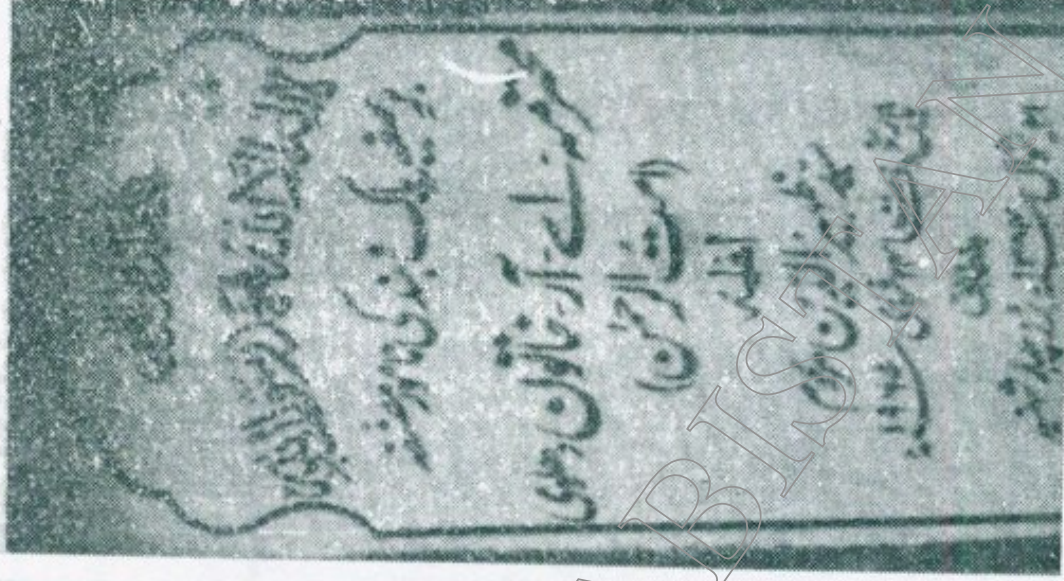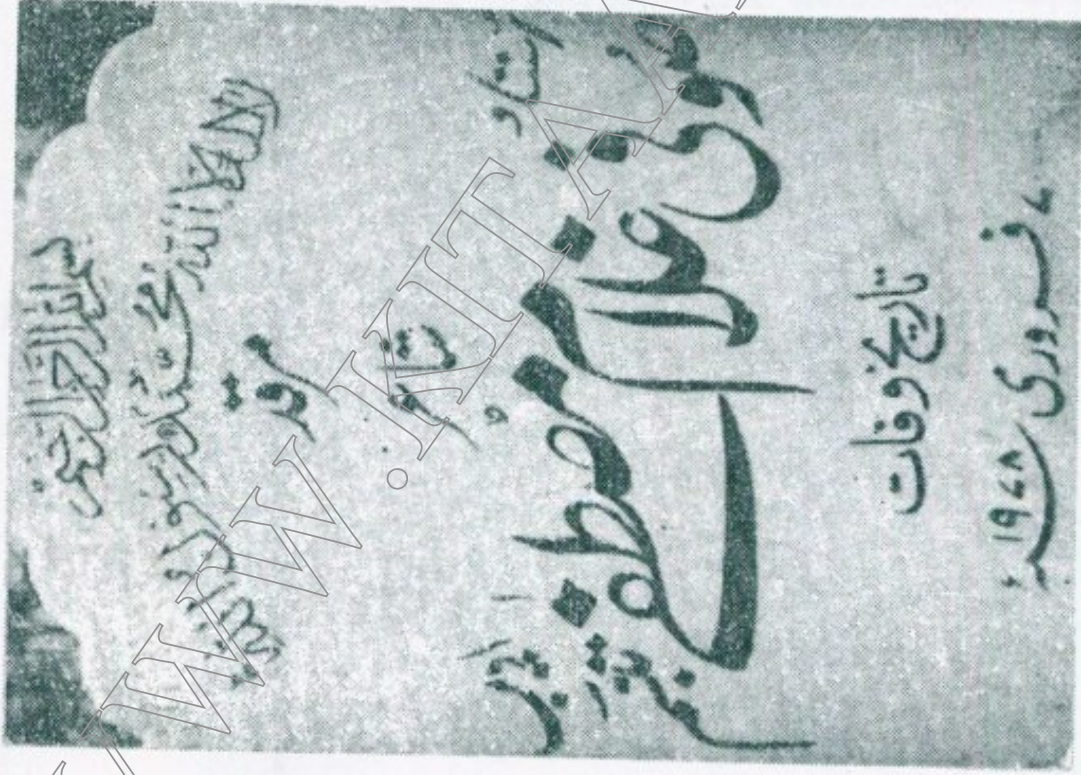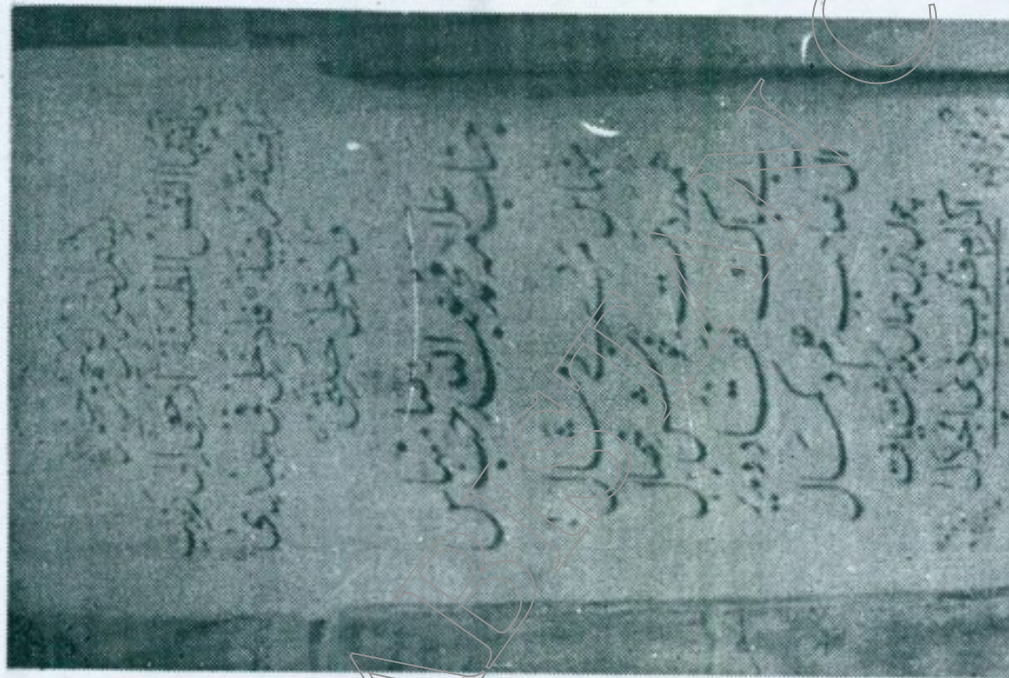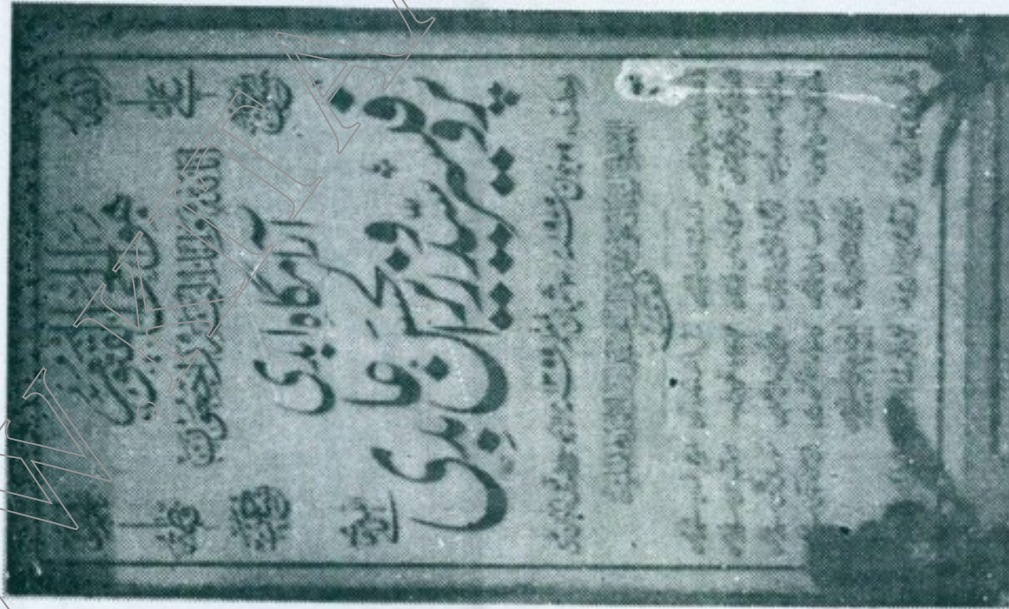
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرقد

استاد شاعر ادیب

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم

تاریخ وفات

۷ فروری ۱۹۷۸ء

---

**صوفی نثار احمد**

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم کی ابدی آرام گاہ سے جانب جنوب آٹھ میٹر کے فاصلے پر ان کے نامی گرامی فرزند صوفی نثار احمد کی قبر ہے۔ مرحوم ایک کامیاب استاد اور نامور ادیب تھے۔ ان کا انتقال اپنے والد بزرگوار کی وفات سے صرف دو سال بعد ہو گیا تھا اس لیے وہ زیادہ شہرت نہ پا سکے۔ ان کی قبر کے سرہانے نصب لوح پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

استاد ادیب آرٹسٹ

صوفی نثار احمد

ولد صوفی غلام مصطفیٰ تبسم

---

**سید وقار عظیم**

احاطہ باغبانان کے جنوب مغربی گوشے میں مشہور ادیب اور ماہر تعلیم سید وقار عظیم کی ابدی آرام گاہ ہے۔ موصوف ۱۵ اگست ۱۹۱۰ء کو الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں انہوں نے لکھنؤ یونیورسٹی سے گریجوایشن کی اور ۱۹۳۴ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے اردو میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۴۶ء میں ان کا تقرر بحیثیت مدیر ماہنامہ "آج کل" دہلی ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد وہ ماہنامہ ماہ نو کراچی کے مدیر مقرر ہوئے۔ فروری ۱۹۵۲ء میں وہ یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور میں بحیثیت استاد تشریف لائے۔

۱۹۶۹ء میں وہ پہلے غالب پروفیسر مقرر ہوئے ۔ ۱۹۷۰ء میں موصوف ریٹائر ہوگئے ۔ ان کی تصانیف میں سے آغا حشر اور ان کے ڈرامے ، افسانہ نگاری ، اقبال شاعر اور فلسفی ، قصص الحمراء (ترجمہ) ، بچوں کی چار درویش ، فن اور فن کار ، فن افسانہ نگاری ، ہمارے افسانے ، ہماری داستانیں ، پانچ ناولسٹ ، انتخاب مومن ، ایمرسن کے مضامین (ترجمہ) ، تعلیم اور تہذیب نفس (ترجمہ) ، اندر سبھا (مرتبہ) ، امریکی ناول اور اس کی روایات (ترجمہ) نقلیات (مرتبہ) اور نیا افسانہ قابل ذکر ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر جو کتبہ نصب ہے وہ سید نفیس رقم صاحب کے قلم کا شاہکار ہے ۔ اس پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سید وقار عظیم

ممتاز ادیب ــ ماہر تعلیم

ولادت : الہ آباد ۱۵ اگست ۱۹۱۰ء - ۱۳۲۷ھ

رحلت : لاہور ۱۷ نومبر ۱۹۷۶ء - ۱۳۹۶ھ

قطعہ تاریخ

آبدیدہ ہوئے خبر پا کر جن میں تھا فطرتاً مذاق سلیم
منہ سے نکلا خدا انہیں بخشے اپنے الطاف سے بہشت نعیم
دانش ، اقبال نے کہا رو کر
لکھیے اک "نوحہ" وقار عظیم"
۱۳۹۶ھ

سید اقبال عظیم — احسان دانش

لوح کے باہر کی جانب یہ عبارت رقم ہے :

سید وقار عظیم

ممتاز ادیب ۔ ماہر تعلیم

رحلت لاہور ۱۷ نومبر ۱۹۷۶ء

**اے ، آر ، خاتون**

وقار عظیم کی ابدی آرام گاہ سے بیس میٹر جانب شمال مشرق پاک و ہند کی مشہور ناول نگار امت الرحمٰن المعروف بہ اے ، آر ، خاتون محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کی تصانیف میں سے شمع ، تصویر ، افشاں ، چشمہ ، فاکھہ ، رمانہ اور ہالہ خاص طور پر مشہور ہیں ۔ موصوفہ کوچہ چیلان دہلی میں ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئیں ۔ ان کے دادا مولوی محمد یوسف ، حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث کے اجداد میں سے تھے اور دادی خواجہ میر درد رحمہ اللہ کی اولاد سے تھیں ۔ مرحومہ کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

برصغیر پاک و ہند کی نامور مصنفہ

محترمہ اے ، آر ، خاتون

اہلیہ

سید ظہیر الدین مرحوم

تاریخ وفات ۲۴ فروری ۱۹۶۵ء

مطابق

۲۱ شوال ۱۳۸۴ھ بروز چہار شنبہ

---

**سید وزیر الحسن عابدی**

سید وقار عظیم کے مرقد سے جانب مشرق مائل بہ جنوب ساٹھ میٹر کے فاصلے پر مشہور فارسی دان سید وزیر الحسن عابدی کی آخری آرام گاہ ہے ۔ ان کے بزرگوں کا تعلق بجنور سے تھا ۔ مرحوم نے راقم کو خود یہ بتایا تھا کہ ان کے اجداد سنی المذہب تھے لیکن ان کے دادا شیعہ ہوگئے تھے ۔ عابدی صاحب نے دہلی یونیورسٹی سے فارسی زبان میں ایم ۔ اے کیا اور پھر تہران یونیورسٹی سے فوق لیسانس کی ڈگری حاصل کی ۔ قیام پاکستان سے قبل موصوف اینگلو عربک سکول دہلی میں سکول ٹیچر تھے ۔ قیام پاکستان کے بعد وہ یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور سے وابستہ ہوگئے ۔ انہوں نے غالب صدی کی تقریبات کے

موقع پر غالب کی فارسی کتابیں مرتب کیں اور امیر خسرو کی غرۃ الکمال پر دیباچہ لکھا ۔ ان کے چند علمی مضامین مختلف جرائد میں بکھرے پڑے ہیں ۔

ان کے مزار کا کتبہ فن خطاطی کے امام حافظ محمد یوسف سدیدی کے قلم معجز نگار کا شاہکار ہے ۔ اسے اب عجائب گھر میں محفوظ کر لینا چاہیے ۔ کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

ھو الحی القیوم

| | | |
|---|---|---|
| اللہ | انا للہ وانا الیہ راجعون | محمد |
| علی | آرامگاہ ابدی | فاطمہ |
| حسن | پروفیسر سید وزیر الحسن عابدی | حسین |

رحلت : ۲۹ جون ۱۹۷۹ء

۳ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ لاہور

بروز جمعہ قبل از اذانِ صبح

اللھم انی اسئلک بحق محمد و آل محمد ان لاتعذب ہذالمیت

قطعہ تاریخ

رفت ز دار جہان سید وزیر الحسن
نالہ زد روحِ زبان سید وزیر الحسن

نازش دانشکدہ ، قائد دانشوراں
ماہرِ علم اللسان سید وزیر الحسن

رشکِ زبان آوراں ، فخرِ سخن گستراں
نکتہ سنج و نکتہ دان سید وزیر الحسن

علم او بحر محیط ، نظم او باغ و بہار
نثرِ او آب روان سید وزیر الحسن

صاحبِ نقد و بصر عالمِ صاحب نظر
خوش کلام و خوش بیان سید وزیر الحسن

عالمِ دین متین ، عاملِ احکام دین
مسلکِ حق را نشان سید وزیر الحسن

غالبؒ و اقبالؒ را شارح شیرین ادا
خسروِ ملک زبان سید وزیر الحسن

می سزد لاہور را ناز کشیدن بسی
دفن است در خاکِ آن سید وزیر الحسن

جمع کن ہم یک عدد بہرِ سن ارتحال
رفت از دارِ جہاں سید وزیر الحسن
۱۳۹۸ + ۱ = ۱۳۹۹ھ

وہ انجمن طراز بھی تھا انجمن بھی تھا
قدر آشنائے علم بھی معیارِ فن بھی تھا
تھی عابدی کی موت خود فکر و فن کی موت
ہاں فکر و فن کا نام، وزیر الحسن بھی تھا
۱۳۹۹ھ

---

## حضرت سعدی بلخاری

لٹن روڈ سے دل افروز سٹریٹ کی طرف مڑیں تو چند قدم چلنے کے بعد بائیں ہاتھ پہلی گلی میں ایک چار دیواری کے اندر حضرت سعدی بلخاری رحمہ اللہ کا مزار پر انوار ہے۔ موصوف نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفۂ اعظم سید آدم بنوڑی رحمہ اللہ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ شرف الدین کشمیری نے "روضۃ السلام" میں اور شیخ محمد عمر پشاوری نے "جواہر السرائر" میں ان کے حالات درج کیے ہیں۔ انہی کے نام کی رعائت سے یہ علاقہ سعدی پارک کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت کے مزار کے دروازے کی پیشانی پر یہ عبارت مرقوم ہے:

مزار حضرت شیخ سعدی بخاری[1] لاہوری
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
وفات بروز چار شنبہ بتاریخ ۳۰ ربیع الثانی ۱۱۰۸ ہجری

---

۱ - یہاں بخاری کی جگہ بلخاری ہونا چاہیے۔

مکرر درج
بنّوری؟

**سردار عبدالمجید خان لشاری**

حضرت سعدی بلخاریؒ (م ۱۶۹۶ء) کی درگاہ کے احاطے میں مزنگ کے رئیس اور مشہور شاعر سردار عبدالمجید خان لشاری کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کا مجموعۂ کلام — قدرِ موزوں — کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کی غزلوں کا موضوع حسن، عشق اور سراپا ہے۔ مرحوم بڑے خوش پوش تھے اور رئیسانہ طرز پر زندگی بسر کرتے تھے۔ راقم نے انہیں خواجہ محمد شفیع دہلوی (م ۱۹۹۲ء) کے ہاں مشاعروں میں غزلیں سناتے ہوئے دیکھا ہے۔

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سردار عبدالمجید خان (لشاری)

تاریخ وفات

۲۱ فروری ۱۹۷۷ء بروز ہفتہ

---

**ملک فتح شیر خان لاشاری**

عبدالمجید خان لشاری کے قدموں میں ان کے والد بزرگوار ملک فتح شیر خان ابدی نیند سو رہے ہیں، سمن آباد کی ایک اہم سڑک آن کے نام کی مناسبت سے فتح شیر روڈ کہلاتی ہے۔ ان کے لوح مزار پر جو اشعار کندہ ہیں وہ عبدالمجید خان کے کہے ہوئے ہیں۔ کتبے کی عبارت درج ذیل ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ملک فتح شیر خان لشاری مرحوم

تاریخ وفات

جنوری ۱۹۴۵ء مطابق ۱۶ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ

قطعہ

سیاہ پوش ہوئی آہ کسکی شمع حیات
کہ دل فگار ہیں اور چشم اشک آلودہ

اٹھیں نہ کس لیے بے اختیار دستِ دعا
ہیں اس لحد میں ہوئے فتح شیر آسودہ

---

۱۳۶۴ھ
مجید لشاری پسرش

---

**ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ**

حضرت سعدی بلخاری کے مزار مبارک سے دل افروز سٹریٹ میں واپس آ کر قبرستان کی جانب چلیں تو تیس میٹر کے فاصلے پر بائیں ہاتھ قبرستان کی دیوار شروع ہو جاتی ہے۔ چالیس میٹر آگے بڑھیں تو قبرستان میں داخل ہونے کے لیے راستہ چھوڑا گیا ہے۔ کونے پر بائیں ہاتھ ایک چار دیواری کے اندر چند قبریں ہیں جن میں سب سے نمایاں قبر انارکلی بازار میں شیخ عنایت اللہ اینڈ سنز نامی فرم کے مالک شیخ عنایت اللہ کی ہے۔

شیخ عنایت اللہ کے مرقد سے جانب قبلہ مائل بہ جنوب چار میٹر کے فاصلے پر پروفیسر ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ کی ابدی آرام گاہ ہے۔ موصوف ۹ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۲۳ء میں ایم اے کیا اور ۱۹۲۶ء میں گورنمنٹ کالج جھنگ سے تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۲۹ء میں موصوف حکومت کے وظیفے پر انگلستان گئے جہاں انہوں نے لندن یونیورسٹی سے ۱۹۳۱ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۴۸ء میں ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ کالج لاہور میں شعبۂ عربی اور اسلامیات کے صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۴ء میں انہوں نے اورینٹل کالج میں اعزازی طور پر پڑھانا شروع کیا۔ ۱۹۵۶ء میں گورنمنٹ کالج سے ریٹائرمنٹ کے بعد موصوف اورینٹل کالج میں شعبۂ عربی کے سربراہ مقرر ہوئے جہاں سے وہ ۱۹۵۹ء میں ریٹائر ہوئے۔

ڈاکٹر عنایت اللہ انگریزی کے علاوہ فرنچ، جرمن اور اطالوی زبانوں سے بھی کماحقہ واقف تھے۔ لائڈن یونیورسٹی نے انہیں انسائکلو پیڈیا آف اسلام کی مشاورتی کونسل کا رکن منتخب کر کے ان کی علمیت کا اعتراف کیا۔ ان کی تصانیف میں سے دعوت اسلام (ترجمہ)، تاریخ ابن خلدون (ترجمہ)، مسلمانوں کے فنون (ترجمہ)، تاریخ اسلام (نصابی کتاب) اور تحقیق اللغات کے علاوہ Geographical Factors In Arabian Life And History, Why We Learn The Arabic Language. Social And Political

Organization of The Arabs In Relation To The Physical Conditions Of Their Land,

خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ کا انتقال ۴ نومبر ۱۹۷۷ء کو ہوا ۔ افسوس کہ ان کی قبر پر کتبہ نصب نہیں ۔

---

**ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم**

ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ کی قبر سے جانب جنوب پچاس میٹر کے فاصلے پر ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کے بانی ڈائریکٹر ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ موصوف ۱۸۹۵ء میں لاہور میں پیدا ہوئے ۔ انہوں نے لاہور اور دہلی میں تعلیم پائی اور ہائیڈل برگ (جرمنی) سے فلسفے میں پی ایچ ڈی کی ۔ انہوں نے تدریس کا آغاز جامعہ عثمانیہ حیدر آباد کے شعبۂ فلسفہ میں کیا ۔ کچھ عرصہ بعد موصوف اس شعبہ کے صدر اور فیکلٹی آف آرٹس کے ڈین مقرر ہوئے ۔ حیدر آباد سے ریٹائر منٹ کے بعد ان کا تقرر سری نگر کے ایک کالج میں بحیثیت پرنسپل ہوا ۔ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے لاہور میں ادارہ ثقافت اسلامیہ کی بنیاد رکھی اور وہاں اہل قلم کی ایک اچھی ٹیم جمع کرلی ۔ خلیفہ صاحب کی تصانیف میں سے افکار غالب ، فکر اقبال ، مابعد الطبیعیات ، تشبیہات رومی ، اقبال اور ملا ، داستان دانش ، کلام حکیم ، مقالات حکیم ، حکمت رومی ، مختصر تاریخ فلسفۂ یونان (ترجمہ) ، تاریخ فلسفۂ جدید (ترجمہ)، وحدت پاکستان کی نظریاتی بنیاد اور اسلام کا نظریۂ حیات کے علاوہ FUNDAMENTAL HUMAN RIGHTS ، ISLAMIC IDEOLOGY اور ISLAM AND COMMUNISM قابل ذکر ہیں ۔ ان کے مزار کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الرحمٰن۔ علم القران۔ خلق الانسان علمہ البیان

آرام گاہ

فیلسوف علامہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم غفرلہ اللہ

متوفی ۳۰ جنوری ۱۹۵۹ء بمطابق ۲۰ رجب ۱۳۷۸ھ

| الحکیم داخل خلد | مغفور پروردگار |
| --- | --- |
| ۱۳۷۸ھ | ۱۹۵۹ء |

قبر کے تعویذ کے دائیں جانب یہ شعر رقم ہے :

بر سر تربتِ ما چون گذری ہمت خواہ
کہ زیارتگاہ رندانِ جہان خواہد شد

اور تعویذ کے بائیں جانب یہ شعر کندہ ہے :

ہرگز نمیرند آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

تعویذ کے پائنتی یہ فلسفیانہ شعر منقوش ہے :

موت اک زندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

تعویذ کے اوپر کی جانب یہ آیت رقم ہے :

یایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة
مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

---

**مولوی محمد انشاء اللہ خان**

خلیفہ عبدالحکیم کی قبر سے جانب شمال مشرق تیس میٹر کے فاصلے پر ایک شکستہ بارہ دری کے اندر مشہور صحافی مولوی محمد انشاء اللہ خان محوِ استراحت ہیں - انہوں نے کچھ عرصہ اخبار "وکیل" امرتسر کی ادارت کے فرائض بھی انجام دیے تھے - انہوں نے بست سالہ عہد حکومت سلطان عبدالحمید خان، ترکی کی موجودہ حالت، تاریخِ حجاز ریلوے اور تاریخِ خاندان عثمانیہ جیسی سولہ سترہ کتابیں لکھی تھیں - انہوں نے ۱۹۰۱ء میں لاہور سے "وطن" اخبار جاری کیا جو اپنے زمانے کا ایک مقبول اخبار تھا - ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کل من علیھا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والا کرام

مرقد

**مولوی محمد انشاء اللہ خان صاحب**

مالک و ایڈیٹر اخبار وطن و زمیندار
(وطن)۱۰ اسلام آباد جھاڑ
تاریخ وفات ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ
مطابق ۹ ستمبر ۱۹۲۸ء
انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**مولوی شیخ محمد**

مولوی انشاء اللہ خان کی قبر سے پانچ میٹر جانب جنوب مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک صحابی دفن ہے۔ اس کا شمار ۳۱۳ کے زمرے میں ہوتا ہے۔ اس زمانے میں "صحابہ" کو بہشتی مقبرہ قادیان میں بلا معاوضہ دفن کیا جاتا تھا۔ پھر خدا جانے اسے لاہور میں کیوں دفن کیا گیا؟ اس کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام
تاریخ وفات حسرت آیات
**حضرت مولوی شیخ محمد صاحب مرحوم و مغفور**
ولد شیخ امیر الدین صاحب نو مسلم
یکے از
۳۱۳ اصحاب حضرت مسیح موعود
۲ جنوری ۱۹۲۹ء
عمر تقریباً ۷۱ سال

---

**حکیم سید شہاب الدین احمد**

خلیفہ عبدالحکیم کی قبر سے جانب جنوب پچاس میٹر کے فاصلے پر احاطہ نظام الدین کی مشرقی دیوار کے قریب حکیم سید شہاب الدین احمد کی آخری آرامگاہ

ہے - مرحوم مسیح الملک حکیم اجمل خان کے شاگرد اور "فاتحہ خلف الامام" کے مصنف تھے - انہیں شعر و شاعری سے بھی دلچسپی تھی اور ذکی تخلص کرتے تھے - ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

حکیم سید شہاب الدین احمد صاحب دہلوی[۱]

تاریخ وفات ۱۸ نومبر ۱۹۵۷ء

عمر ۷۲ سال

کل من علیھا فان

ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

---

**شاطر غزنوی**

حکیم سید شہاب الدین گلاؤٹھوی ثم دہلوی کے مزار سے جانب جنوب بیس میٹر کے فاصلے پر قبرستان کے اس خطے کے جنوب مشرق گوشے میں مشہور شاعر اور افسانہ نگار شاطر غزنوی کی ابدی آرام گاہ ہے - مرحوم ماہنامہ "عالمگیر" میں افسانے لکھا کرتے تھے اور یہی افسانے ان کے ادبی حلقوں میں تعارف کا ذریعہ بنے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

امین الحق خان شاطر غزنوی

ولد خان فضل الٰہی

عمر ۶۵ سال

تاریخ وفات یکم رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

بمطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۱ء بروز جمعہ

---

۱ - مرحوم اپنے نام کے ساتھ دہلوی لکھتے تھے لیکن ان کا مولد گلاؤٹھی تھا۔

اے بیکسی و یاس تم ہی ساتھ دو میرا
احباب تو سب چل دیے مٹی میں دبا کے
"شاطر"

---

**حافظ حبیب اللہ انصاری**

شاطر غزنوی کی ابدی آرام گاہ سے بیس میٹر جانبِ شمال مغرب ایک فرشتہ صفت انسان اور سماجی کارکن حافظ حبیب اللہ انصاری محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ اس مردِ مومن نے ۱۸۸۸ء میں اپنے روحانی پیشوا حضرت شاہ سلیمان تونسوی" کی یاد میں انجمن سلیمانیہ کی بنیاد رکھی اور نیلا گنبد سے قریب ایک عمارت خرید کر یتیم خانہ کے لئے وقف کر دی۔ قیام پاکستان کے بعد جب سمن آباد کی بنیاد رکھی گئی تو انجمن سلیمانیہ کو چالیس کنال زمین ملی جس میں ماڈل چلڈرن ہوم (یتیم خانہ)، ہائی سکول اور جونیئر ماڈل سکول کی عمارتیں تعمیر ہوئیں۔ ۱۹۷۳ء میں جب تعلیمی ادارے قومیائے گئے تو یہ دونوں سکول حکومت کی تحویل میں چلے گئے اور ماڈل چلڈرن ہوم انجمن سلیمانیہ کے پاس رہنے دیا گیا۔ راقم اس انجمن کا جنرل سیکریٹری ہے۔ انصاری صاحب مرحوم کے قائم کردہ اس یتیم خانے میں ہزاروں بچے اپنا مستقبل بنا چکے ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

حافظ حبیب اللہ انصاری
بانی انجمن سلیمانیہ نیلہ گنبد
حال سمن آباد لاہور
تاریخ وفات ۴ شعبان ۱۳۴۷ھ
مطابق ۵ فروری ۱۹۲۹ء

---

**محمد زکی کیفی**

اگر شیخ عنایت اللہ کی چار دیواری کی طرف مڑنے کی بجائے دل افروز سٹریٹ میں سیدھے چلتے جائیں تو بائیں ہاتھ قبرستان میں داخل ہونے کے لیے دیوار میں جگہ چھوڑی گئی ہے۔ سامنے گورکنوں کا مکان ہے۔ اس مکان کے بالمقابل جانب قبلہ دس میٹر کے فاصلے پر مشہور شاعر محمد زکی کیفی کی ابدی آرام گاہ ہے۔ موصوف مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع دیوبندی (م ۱۹۷۶ء) کے فرزند اکبر اور ادارۂ دینیات لاہور کے بانی تھے۔ مرحوم ۲ جولائی ۱۹۲۶ء کو دیو بند میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی‌ؒ کی بیعت کر لی اور ان سے پند نامہ عطار پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے ۱۹۴۵ء میں شاعری کی طرف توجہ دی اور جگر مراد آبادی سے مشورہ لینے لگے۔ وہ حافظ، سعدی، عرفی اور نظیری کے بڑے مداح تھے۔ ان کا مجموعہ کلام "کیفیات" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کے لوح مزار پر باہر کی جانب یہ عبارت رقم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ و ھو العزیز الغفار

قد افلح من زکھا

---

۱۹۷۵ء

مرقد مبارک

**مولانا محمد زکی صاحب کیفی رحمۃ اللہ علیہ**

وفات ۱۱ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ

لوح کے اندر کی جانب یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**حضرت مولانا محمد زکی صاحب کیفی رحمۃ اللہ علیہ**

ولد

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مد ظلھم العالے

ولادت ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۴۴ھ — ۳ جولائی ۱۹۲۶ء
وفات ۱۱ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ — ۲۸ جنوری ۱۹۷۵ء
ابدی غریق رحمت

---

۱۹۷۱ء

---

حکیم فقیر محمد چشتی

زکی کیفی کی قبر سے چھ سات میٹر جانب شمال مشرق ایک احاطۂ قبور کے اندر شفاء الملک حکیم فقیر محمد چشتی کی قبر ہے۔ حکیم صاحب لاہور کی علمی و ادبی مجلسوں کے روح رواں تھے اور ان کے ہمنشینوں میں آغا حشر کاشمیری، عبدالمجید سالک اور غلام رسول مہر جیسے ادیبوں اور صحافیوں کے نام آتے ہیں۔ حکیم صاحب جتنے بڑے طبیب تھے اتنے ہی بڑے خطاط تھے۔ پنجاب کے مشہور خطاط پروین رقم نے خط نستعلیق میں حروف کے دائرے بنانے ان ہی سے سیکھے تھے۔ ان کی لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

شفاء الملک حکیم فقیر محمد مرحوم
۱۳۵۶ھ
چشتی نظامی

آسودہ ہے اس خاک میں وہ حاذق یکتا
تھی جس کی مسیحا نفسی آیۂ یزداں

علم و ہنر و فضل میں سر تاج اماثل
لطف و کرم و فیض میں سر حلقۂ اقران

تھی جس کی شفا زندگی / کا پیغام
تھی جس کی دوا موجہ سر چشمۂ حیواں

وہ بو علی ہند کہ اعجاز سے جس کے
پھر زندہ و پائندہ ہوئی حکمت یوناں

وہ شمع دل افروز بجھی باد اجل سے
تھی جس کی ضیاء روشنی محفل دوراں

تھے جس سے دل و دیدۂ احباب منور
رخشندہ تھی انجم کی طرح بزم ندیماں

? وزن

اس خاک پہ بخشش کے برستے رہیں انوار
اس خاک پہ رحمت کی گھٹا ہو گہر افشاں

کتبہ عبدالمجید پروین رقم غلام رسول مہر

مقام وفات شفا منزل لاہور
تاریخ وفات ۱۰ شعبان ۱۳۵۶ھ
مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء
بروز شنبہ پانچ بجے شام

---

سید محمد لطیف

محمد زکی کیفی کی قبر سے دس میٹر جانب جنوب لاہور کے نامور مؤرخ اور سیشن جج سید محمد لطیف کی ابدی آرام گاہ ہے۔ بھاٹی دروازے کے اندر ایک بازار ان کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جج صاحب کے والد بزرگوار محمد عظیم نے پنجاب پر انگریزوں کے قبضہ کے فوراً بعد ڈیلی کرانیکل کے نام سے ایک اخبار جاری کیا تھا جس نے آگے چل کر سول اینڈ ملٹری گزٹ کی شکل اختیار کر لی۔ جج لطیف نے تاریخ پنجاب، تاریخ ملتان، تاریخ آگرہ اور تاریخ لاہور جیسی بلند پایہ کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ لوح مزار پر ان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار

خان بہادر شمس العلماء سید محمد لطیف غفرلہ

سیشن جج پنجاب

فیلو پنجاب یونیورسٹی، ممبر بنگال ایشیاٹک سوسائٹی

فیلو رائل ایشیاٹک سوسائٹی، فیلو رائل جیوگرافیکل سوسائٹی وغیرہ

مصنف تاریخ پنجاب، تاریخ لاہور، تاریخ آگرہ و ملتان وغیرہ

تاریخ وفات

۹ فروری ۱۹۰۲ء مطابق ۲۹ شوال ۱۳۱۹ھ یوم یک شنبہ

عاقلے گفت ز احوالِ اُو باہن کاین بیت
برلب آورد درآن لحظہ کہ کار آخر شد

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم کہ بہار آخر شد

بہرِ تاریخ وصالش شنیدم کہ سروش
حیرتے خورد و بگفت آہ بہار آخر شد
۱۳۱۹ھ

---

**خواجہ محمد رفیق**

زکی کیفی کی قبر سے جانبِ شمال تیس میٹر کے فاصلے پر مشہور سیاسی رہنما خواجہ محمد رفیق کی ابدی آرام گاہ ہے۔ انھوں نے بحالی جمہوریت کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ خواجہ محمد رفیق کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیا

ولکن لا تشعرون

اور انھیں مردہ مت کہو وہ شہید ہیں مگر تمھیں ان کا ادراک نہیں

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گذر گئے
رہ یار ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

شہید جمہوریت — رفیقِ ملت

خواجہ محمد رفیق شہید

عمر ۴۴ سال

تاریخ شہادت ۲۰ دسمبر ۱۹۷۲ء بوقت ۳ بجکر ۵۵ منٹ

بمقام عقب پنجاب اسمبلی ہال لاہور

**خواجہ محمد صادق کاشمیری**

خواجہ محمد رفیق کی قبر سے صرف تین میٹر جانبِ قبلہ خواجہ محمد صادق کاشمیری کی آخری آرام گاہ ہے - مرحوم آغا شورش کاشمیری کے برادر نسبتی اور چٹان پریس کے منیجر تھے - آغا صاحب کی زندگی میں ہفت روزہ چٹان کی طباعت انہی کی نگرانی میں ہوا کرتی تھی - وہ سیاست میں بھی دلچسپی لیتے تھے لیکن ان کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ ۴۵ سال کی عمر میں راہیٔ ملک بقا ہوئے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**خواجہ محمد صادق کاشمیری**

ولد

خواجہ عبدالعزیز

عمر ۴۵ سال

وفات ۵ اگست ۱۹۷۴ء

بروز سوموار

۱۶ رجب ۱۳۹۴ھ

مرقد پہ تیری رحمتِ حق کا نزول ہو
حامی تیرا خدا اور خدا کا رسول ہو

---

**منشی مرغوب رقم**

خواجہ محمد رفیق کے مرقد سے بیس میٹر جانب جنوب مغرب ممتاز خوشنویس منشی فضل الٰہی مرغوب رقم کی ابدی آرام گاہ ہے - مرحوم موضع ساہن نزد پینا کھ ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے - انہوں نے لاہور میں چوک متی میں بیٹھک قائم کی جو تاحال موجود ہے -

انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسوں میں مولانا الطاف حسین حالی، مرزا ارشد گورگانی ، میر ناظم حسین ناظم ، خان احمد حسین خان ، آغا حشر

کاشمیری ، غلام بھیک نیرنگ ، خواجہ دل محمد اور دوسرے بلند پایہ شعراء کرام جو نظمیں پڑھتے تھے ان کی کتابت مرغوب رقم کیا کرتے تھے - مرحوم بڑے اچھے خطاط تھے - ان کے نواسے پروفیسر کرامت اللہ ان دنوں ایم اے او کالج لاہور کے پرنسپل ہیں - ان کی قبر پر نصب کتبے کو سیم نے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے - ۱۰ محرم ۱۴۱۳ھ کو راقم نے بمشکل کتبے کی عبارت پڑھی - اس پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضل الٰہی

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

وہ کہ چون فضل الٰہی نیک خوے
سوئے دارالآخرت چوں کرد روے
گفت رضوان چشم در راہ تو ام
خیر مقدم مرحبا اے کامجوے
۱۳۳۶ھ[1]

---

**ضمیر احمد قریشی**

احاطہ نظام الدین میں سید محمد عظیم کے مرقد سے قریب پارسیوں کے قدیم قبرستان کے دروازے سے باہر ، حکیم فقیر محمد چشتی کی قبر سے جانب جنوب مشرق پچیس میٹر کے فاصلے پر ضمیر قریشی کی قبر ہے - ان کا کتبہ ان کا مکمل تعارف کرا رہا ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

ضمیر احمد قریشی خلف محمد سعید قریشی

ولادت : ۲۳ اگست ۱۹۳۵ء ، ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ
شہادت : ۲۸ جنوری ۱۹۶۵ء ۲۴ رمضان ۱۳۸۴ھ

---

۱ - ۱۳۳۶ھ / ۸ - ۱۹۱۷ء -

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

بروز جمعرات ۹ بجے شب مرحوم ضمیر احمد میر عبدالباقی بلوچ کے ہمراہ تھا کہ چند نامعلوم قاتلوں کی ۱۳ گولیوں کا نشانہ بنکر جان بحق ہوا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

از "بکا" در سال مرگِ او بخوان"

---

۳۱

"کشتہ ناحق شدی اے جانِ من"

۱۳۵۳

مادۂ تاریخ ۳۱ + ۱۳۵۳ = ۱۳۸۴ ہجری

سوگواران مرحوم کی والدہ، بیوہ، پپو (پسر) اور ہمشیرگان

محمد سعید قریشی والد

---

پارسی دخمہ[1]

ظہور الدین پال (م ۱۹۵۰ء)، سراج الدین احمد پال (م ۱۹۷۶ء) اور ڈاکٹر خواجہ صلاح الدین احمد (م ۱۹۸۴ء) کے احاطۂ قبور سے قریب جانب قبلہ چند میٹر کے فاصلے پر ایک قدیم چار دیواری کی باقیات ۱۰ جون ۱۹۹۱ء تک موجود تھیں۔ اس چار دیواری کا دروازہ موجود تھا اور اس کی پیشانی پر انگریزی زبان میں کندہ ایک کتبہ لگا ہوا تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں اس کتبے کی تصویر اتار لوں لیکن اس کی نوبت ہی نہ آئی اور ۱۰ اور ۱۱ جون کی درمیانی شب کو لاہور میں باد و باران کا شدید طوفان آیا اور یہ دروازہ بھی زمین بوس ہوگیا۔ چند روز بعد میں اور محمد اقبال بھٹہ خطاطی کے نمونے جمع کرنے میانی صاحب گئے تو اس دروازے کا ملبہ زمین پر پڑا نظر آیا۔ ہم

---

۱۔ افسوس کہ یہ قدیم یادگار ۱۱ جون ۱۹۹۱ء کو طوفانِ باد و باراں میں تباہ ہوگئی۔ پارسیوں کے قبرستان کے کتبے کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے راقم اور محمد اقبال بھٹہ نے اکھٹے کرکے لاہور عجائب گھر میں محفوظ کر دیے ہیں۔

نے بڑی کوشش کر کے اس کتبے کے ٹکڑے جمع کیے اور انھیں یکجا کر کے اس کی تصویر اتاری۔ اگلے روز بھٹہ صاحب وہ ٹکڑے اٹھا کر عجائب گھر لے گئے۔ اس کتبے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۸۵۸ء میں لاہور کے پارسیوں نے یہاں دخمہ بنایا تھا اور وہ اپنی میتیں یہیں ٹھکانے لگایا کرتے تھے۔ جب اس نواح میں مسلمانوں کی قبریں زیادہ ہوگئیں تو پارسیوں نے بادامی باغ میں بڈھے راوی کے کنارے نیا دخمہ تعمیر کر لیا۔ مسلمانوں نے رفتہ رفتہ پرانے دخمے پر قبضہ کر کے وہاں اپنی میتیں دفنانی شروع کر دیں۔ اس کتبے پر جو اب عجائب گھر میں محفوظ کر دیا گیا ہے یہ عبارت درج ہے:

THE OLDEST PARSEE CEMETERY
DATING ABOUT 1858
REBUILT BY
LAHORE ZORAASTRIAN ASSOCIATION
BY PUBLIC SUBSCRIPTION
MARCH 1916

---

**منشی عبدالمجید پروین رقم**

ہمارے خطاطی کے متعدد دبستان ہیں۔ ان میں ایمن آبادی دبستان نستعلیق کی نگارش کے لیے مشہور ہے۔ برعظیم پاک و ہند کے نامور خطاط منشی عبدالمجید پروین رقم کا تعلق اسی دبستان خطاطی سے تھا۔ ان کے بزرگوں کا وطن بھی ایمن آباد تھا۔ منشی صاحب کے والد محترم منشی عبدالعزیز اور دادا بزرگوار مولوی پیر بخش بھی خوشنویس تھے۔ منشی صاحب نے ابتداء میں خلیفہ نور احمد سے اصلاح لی۔ اس کے بعد وہ امام ویردی اور سید احمد ایمن آبادی کی پیروی کرنے لگے۔ آخر میں انھوں نے حکیم فقیر محمد چشتی (م۱۹۳۷ء) سے مشورہ کیا اور دائرے بنانے میں کمال حاصل کیا۔ منشی صاحب نے الفاظ کی پیوندوں کی پرداخت میں نہایت دلکش اور حسین ترامیم کیں اور یوں ایک خاص طرز خطاطی کے موجد بنے۔ انھوں نے علامہ اقبال کے کلام کی کتابت کر کے شہرت حاصل کی ہے۔ ایک بار انھوں نے معذرت پیش کی تو علامہ نے کہا کہ اگر انھوں نے ان کے کلام کی کتابت سے ہاتھ کھینچ لیا تو وہ شعر کہنے چھوڑ دیں گے۔ علامہ صاحب کی وفات کے بعد بھی مدت دراز تک

منشی صاحب کی کتابت کردہ کتابوں کے عکس بنوا کر علامہ صاحب کا کلام شائع کرتے رہے۔ منشی صاحب لوہاری منڈی میں رہتے تھے اور وہ بڑے خوش پوش اور خوبصورت تھے۔ آخری عمر میں وہ تصوف کی طرف مائل ہوگئے تھے۔ غلام رسول مہر نے انہیں پروین رقم کا خطاب دیا تھا۔ ان کے تلامذہ میں سے خوشی محمد خوش رقم ، محمود اللہ صدیقی ، احمد حسین سہیل رقم ، منشی فضل الٰہی ، حافظ محمد اعظم اور منشی صاحب کا اپنا بیٹا اقبال قابل ذکر ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ جس شخص نے صدہا افراد کی قبروں کے کتبے لکھے ان کی قبر پر کتبہ نہیں ہے۔ ان کی قبر پارسی دخمے سے جانب شمال آٹھ میٹر کے فاصلے پر ہے۔ ان کا انتقال ۴ اپریل ۱۹۴۶ء کو ہوا۔ قبر پر پینٹ کے ساتھ: "خلیفہ لاہوری عبدالمجید پروین رقم" لکھا ہوا ہے۔ تعویذ کے دائیں یا شفیع المذنبین اور بائیں یا رحمۃ للعالمین رقم ہے۔

---

**سید محمد عظیم**

ضمیر قریشی کے مرقد سے بیس میٹر جانب شمال مغرب مشہور مصنف جج محمد لطیف کے والد بزرگوار منشی سید محمد عظیم محو خوابِ ابدی ہیں۔ ان کے آبا و اجداد عرب سے نقل مکان کرکے دہلی میں آباد ہوگئے تھے۔ منشی صاحب کے والد مرحوم حافظ محمد صالح دہلی میں درگاہ خواجہ باقی باللہ میں مدفون ہیں۔

منشی محمد عظیم پنجاب پر انگریزوں کا قبضہ ہوتے ہی لاہور چلے آئے۔ انہوں نے ۱۸۴۹ء میں لاہور سے ڈیلی کرانیکل کے نام سے ایک اخبار نکالا جس نے آگے چل کر سول اینڈ ملٹری گزٹ کی شکل اختیار کر لی۔ ڈیلی کرانیکل کے علاوہ انہوں نے سہ روزہ نفع عظیم (عربی) اور روزنامہ پنجابی لاہور بھی جاری کیے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

کرد جہانرا وداع منشی محمد عظیم
گشت دل عالمی از غم ہجرش دو نیم
بسکہ بدل داشتی عشق رسول کریم
رخت چو زین دار بست گشت بجنت مقیم
سال وصالش نوشت قابض غمگین چنیں

سید آل نبی حاجی محمد عظیم
۱۳۰۱ھ[1]

---

۱ - ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء -

سراج الدین احمد پال

ضمیر قریشی کی قبر سے جانب مشرق چند گام کے فاصلے پر ایک چار دیواری کے اندر امرتسر کے ممتاز قانون دان ، انجمن اسلامیہ امرتسر اور حمایت اسلام لاہور کے سرگرم کارکن ، امرتسر میں مسلم لیگ کے روح رواں ، عربی کے زبردست عالم اور اخبار وکیل امرتسر کے مدیر محترم مولوی سراج الدین احمد پال محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

۷۸۶

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

مولوی سراج الدین احمد پال

تاریخ وفات ۱۱ اپریل ۱۹۴۶ء بروز اتوار

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

دفتر ہستی میں تھی زریں ورق تیری حیات
تھی سراپا دین و دنیا کا سبق تیری حیات

---

ڈاکٹر خواجہ صلاح الدین

اسی احاطے میں مولوی سراج الدین احمد پال کے بھائی ، مشہور سائنسدان ، پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسر اور علم دوست بزرگ خواجہ صلاح الدین احمد کی آخری آرام گاہ ہے ۔ وہ ۸ فروری ۱۹۱۲ء کو پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم امرتسر میں حاصل کرنے کے بعد موصوف علی گڑھ چلے گئے جہاں سے انہوں نے ایم ۔ ایس ۔ سی کی ڈگری لی ۔ اس کے بعد انہوں نے لندن یونیورسٹی سے پی ۔ ایچ ۔ ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کی ۔ خواجہ صاحب نے ملازمت کا آغاز ۱۹۴۴ء میں پنجاب یونیورسٹی کے کالج آف انجینئرنگ سے کیا ۔ (اب یہ کالج یونیورسٹی کا درجہ حاصل کر چکا ہے) ۔ خواجہ صاحب کو کتابیں جمع کرنے کا بڑا شوق تھا ۔ وہ عمر بھر مجرد رہے ۔ آخر میں موصوف پنجاب یونیورسٹی

کے شعبۂ انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے سربراہ بنے اور اسی حیثیت سے ریٹائر ہوئے - انھوں نے P. C. S. I. R. کراچی کے صدر کی حیثیت سے بھی کام کیا تھا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

**پروفیسر ڈاکٹر خواجہ صلاح الدین احمد مرحوم**

(چیئرمین پی سی ایس آئی آر کراچی)

عمر ۶۲ سال

تاریخ وفات ۲۴ رجب ۱۳۹۴ھ

مطابق ۱۴ اگست ۱۹۷۴ء

بروز چار شنبہ بوقت ۹½ بجے صبح

بیدار ہوں دل جسکی فغانِ سحری سے
اس قوم میں مدت سے وہ درویش ہے نایاب

---

### شورش کاشمیری

دل افروز سٹریٹ میں شیخ عنایت اللہ کی قبر سے تیس میٹر جانب قبلہ سڑک کے کنارے ایک چھوٹے سے احاطۂ قبور میں مشہور صحافی ، شعلہ بیان مقرر اور ہفت روزہ چٹان کے مدیر شہیر آغا عبدالکریم شورش کاشمیری کی ابدی آرام گاہ ہے - ان کی قبر کا کتبہ دور سے نظر آتا ہے -

آغا صاحب کا آبائی وطن امرتسر تھا لیکن ان کی عمر کا بیشتر حصہ لاہور میں گذرا - ان کی تحریر پر مولانا ابوالکلام آزاد کا ، شاعری پر مولانا ظفر علی خان کا اور تقریر پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا اثر تھا - آغا صاحب کی تصانیف میں سے اقبال پیامبر انقلاب ، ہوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل ، الجہاد الجہاد ، دہلی چلو ، شب جائے کہ من بودم ، سید عطاء اللہ شاہ بخاری

میاں افتخار الدین ، موت سے واپسی ، گفتنی نا گفتنی ، چہ قلندرانہ گفتم ، ظفر علی خان ، پسِ دیوار زندان ، تمغۂ خدمت ، خطباتِ احرار ، چہرے ، مرزائیل اور تحریک ختم نبوت ۱۸۹۱ء - ۱۹۴۷ء قابل ذکر ہیں ۔ سردار علی اور ابرار مصطفیٰ نامی دو طلبہ نے ان کی شخصیت و کردار اور ادبی خدمات پر دو مقالے تحریر کیے ہیں ، جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہیں ۔ آغا صاحب کے لوح مزار پر اندر کی جانب یہ عبارت رقم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

بطلِ حریت مردِ غیور درویش منش صحافی

ادیب شاعر اور بےمثل خطیب

**آغا شورش کاشمیری**

تاریخ پیدائش : ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء

تاریخ وفات : ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء

لوح مزار کے باہر کی جانب یہ عبارت کندہ ہے :

آخری     یا اللہ مدد     آرامگاہ

تیری آواز سے تھا زلزلہ کوہساروں میں
تیری آواز سے تھا حشر جہانداروں میں

تو نے آباد کیے سینکڑوں ایماں کے دیار
تیرے قدموں میں رہا فرنگی کا وقار

گرچہ فرعون رہے تیرے خریداروں میں
تو خریدا نہ گیا مصر کے بازاروں میں

ایشیا کا عظیم شعلہ نوا مقرر

غازی کردار ، عاشق رسول

**آغا شورش کاشمیری**

منجانب پروانۂ شورش کاشمیری

طارق محمود رضوی

فیض عام میڈیکل سٹور

گرجاکھ - گوجرانوالہ

---

**چراغ حسن حسرت**

آغا شورش کاشمیری کے مدفن سے چار میٹر جانب قبلہ مشہور صحافی اور مزاح نویس چراغ حسن حسرت کی آخری آرام گاہ ہے - موصوف ۱۹۰۴ء میں بارہ مولہ میں پیدا ہوئے - ان کا رجحان شروع ہی سے صحافت کی طرف تھا - انھوں نے کلکتہ سے "نئی دنیا" کے نام سے ایک رسالہ نکالا اور اپنا قلمی نام کولمبس رکھا - پھر ان کا تعلق روزنامہ زمیندار لاہور سے قائم ہوا اور وہ سند باد جہازی کے نام سے کالم لکھتے رہے - انھوں نے روزنامہ احسان لاہور ، روزنامہ شہباز لاہور اور روزنامہ امروز لاہور کی ادارت کے فرائض بھی انجام دیے - انھوں نے تضمین لکھنے میں نام پیدا کیا - ان کی طنز میں بلا کی کاٹ تھی اور مخالف بھی داد دیے بغیر نہ رہتا تھا - وہ کبھی کبھار شعر بھی کہہ لیتے تھے - ان کی تصانیف میں سے کیلے کا چھلکا ، پربت کی بیٹی، مردم دیدہ، دو ڈاکٹر اور پنجاب کا جغرافیہ قابل ذکر ہیں - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے جو حافظ یوسف سدیدی کے قلم کا شاہکار ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

**مولانا چراغ حسن حسرت کاشمیری مرحوم**

تاریخ وفات ۵ ذی قعدہ ۱۳۷۴ ھج

مطابق ۲۶ جون ۱۹۵۵ء

### قطعه

حفیظ ہوشیار پوری

آج حسرت داغ حسرت دے کے رخصت ہو گیا
دل میں اب روشن رہیگا رخصتِ حسرت کا داغ
بجھ گئی بزم صحافت میں صف ماتم حفیظ
گل ہوا آج اک بزم صحافت کا چراغ

١٩٥٥ء

اللھم اغفرلہ

---

### شفیق کوٹی

مولانا چراغ حسن حسرت کے مدفن سے آٹھ میٹر جانب جنوب گھنی جھاڑیوں میں مشہور شاعر شفیق اللہ خان المتخلص بہ شفیق کوٹی کی ابدی آرام گاہ ہے - تذکرۂ معاصرین میں مالک رام لکھتے ہیں کہ وہ موضع کوٹ ضلع فتحپور یوپی میں ١٤ اگست ١٩٠٣ء کو پیدا ہوئے تھے - رئیس احمد جعفری لکھتے ہیں کہ انھیں علامہ سیاب اکبر آبادی سے تلمذ تھا - ان کی غزلیں ماہنامہ "نگار" میں چھپا کرتی تھیں - قیام پاکستان کے بعد موصوف لاہور آکر احسان دانش کے حلقے میں شامل ہو گئے اور ان کے ساتھ مشاعروں میں شرکت کرنے لگے تھے - انھوں نے اپنا مجموعۂ کلام احسان دانش کے اصرار پر "دیار غزل" کے عنوان سے ١٩٦٩ء میں لاہور سے شائع کیا تھا - رئیس احمد جعفری دیار غزل کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ ان کے کلام میں جدت ، انفرادیت ، معاملہ بندی ، حسن بیان ، شوخی ، بے ساختگی ، دانش و حکمت ، یاس و حسرت ، واردات ، تشبیہہ و استعارہ اور خمریات موجود ہیں - مرحوم کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

٧٨٦

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آرام گاہ

حضرت شفیق کوٹی

سال پیدائش ۱۹۰۳ء

وفات ۱۳ فروری ۱۹۷۶ء

قمر[1] لکھ سر قبر سال وفات
ہوا بزم دنیا سے رخصت شفیق

۱۹۷۶ء

---

**حمید نظامی**

آغا شورش کاشمیری کی قبر سے جانب قبلہ پچاس میٹر کے فاصلے پر مشہور صحافی اور روزنامہ نوائے وقت لاہور کے مدیر شہیر حمید نظامی کی آخری آرام گاہ ہے۔

حمید نظامی کا آبائی وطن سانگلہ ہل تھا۔ ان کی تعلیم و تربیت اسلامیہ کالج لاہور اور پنجاب یونیورسٹی میں ہوئی۔ انہیں نو عمری سے ہی صحافت کا شوق تھا۔ اسلامیہ کالج میں زمانہ طالب علمی کے دوران مرحوم کالج کے مجلے "کریسنٹ" کے نائب مدیر مقرر ہوئے۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں انہوں نے پندرہ روزہ نوائے وقت جاری کیا جو بہت جلد روزنامے کی شکل اختیار کر گیا۔ اس اخبار نے تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے کے لیے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد حمید نظامی مرحوم نے انتہائی جرأت کے ساتھ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کو ہدف تنقید بنایا۔ اسی بنا پر نوائے وقت حزب اختلاف کا ترجمان کہلانے لگا تھا۔

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

---

۱۔ قمر میرٹھی۔

آخری آرامگاہ

حمید نظامی

مدیر و بانی روزنامہ نوائے وقت

تاریخ پیدائش : ۳ جنوری ۱۹۱۵ء

تاریخ وفات : ۲۵ فروری ۱۹۶۲ء

بمطابق ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ بروز اتوار

عقیدہ و تعلیم : "جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا بہترین جہاد ہے"۔

---

ڈاکٹر عبدالبصیر پال

بہاولپور ہاؤس کی طرف سے تکیہ کمھاراں میں داخل ہوں تو دروازے سے بارہ میٹر کے فاصلے پر دائیں ہاتھ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ طبیعیات کے پروفیسر اور صدر ڈاکٹر عبدالبصیر پال کی قبر نظر آتی ہے۔ مرحوم ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے طبیعیات میں ایم۔ ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ موصوف نے تدریس کا آغاز ایم۔اے۔او کالج امرتسر سے کیا۔ ۱۹۳۵ء میں پال صاحب کو پرنسٹن یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا جہاں سے انہوں نے ۱۹۳۹ء میں الیکٹرانکس میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی میں ایک طویل عرصے تک پڑھایا ہے۔ انہوں نے پانچ درسی کتابیں لکھیں۔ انہوں نے پہلی بار اردو زبان میں "آواز" کے موضوع پر کتاب تصنیف کی۔ آخری عمر میں ان پر جذب طاری ہوگیا تھا اور وہ عالم جذب میں پرانی انارکلی میں گھومتے رہتے تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ڈاکٹر عبدالبصیر پال

ولد مولوی احمد دین پال

تاریخ پیدائش ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء

تاریخ وفات ۱۴ فروری ۱۹۸۷ء

---

**لاڈلی بیگم**

نواب سراج الدین احمد خان سائل دہلوی کا انتقال ۱۵ ستمبر ۱۹۴۵ء کو دہلی میں ہوا اور وہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی درگاہ میں اپنی خاندانی ادواڑ میں دفن ہوئے ۔ ان کی بیوہ لاڈلی بیگم آزادی کے بعد لاہور چلی آئیں ۔ داغ دہلوی کی صلبی اولاد میں ایک بیٹا احمد نامی تھا جو ان کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا تھا ۔ احمد کی وفات کے بعد داغ نے اپنی سالی اولیاء بیگم کی نواسی لاڈلی بیگم کو گود لے لیا تھا ۔ اُن کا عقد سائل دہلوی سے ہوا ۔ سائل کو داغ کی دامادی پر بڑا فخر تھا اور ان کے متعدد اشعار میں اس کا اظہار ملتا ہے ۔ لاڈلی بیگم قبرستان میانی صاحب کے احاطۂ کمہاراں کے وسط میں محو خوابِ ابدی ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

۷۸۶

لاڈلی بیگم

دختر

نواب مرزا خان داغ

زوجہ

مرزا سراج الدین احمد خان سائل دہلوی

۲۵ ستمبر ۱۹۶۳ء

---

**غلام قطب الدین قطب**

لاڈلی بیگم کے قدموں میں ان کے فرزند ارجمند قطب صاحب مرحوم کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ انہوں نے دہلی میں بڑے بڑے اساتذۂ فن کی صحبت میں وقت گذارا تھا اور ان کے والد ماجد نواب سراج الدین احمد خان سائل کا شمار اساتذۂ فن میں ہوتا تھا ۔ قطب صاحب کا کلام ان کی صاحبزادی ، جو ایک مقامی کالج میں پڑھاتی ہیں ، جمع کر رہی ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ — ۷۸۶ — یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یا علیؑ

مرقد

مرزا غلام قطب الدین ابن سائل

تاریخ وفات ۲۸ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۷۲ء

---

**مرزا عبدالرب**

قطب الدین ابن سائل کے مزار کے قریب ہی ان کے سسر اور جناب مرزا غلام مجدد ، سابق چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ کے والد بزرگوار جناب مرزا عبدالرب کی آخری آرام گاہ ہے - مرحوم پنجاب پبلک سروس کمیشن کے رکن بھی رہ چکے ہیں . ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ | یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ

انا للہ و انا الیہ راجعون

مرقد

مرزا عبدالرب

تاریخ وصال ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

۲۸ نومبر ۱۹٦٦ء

نصب کردہ مرزا غلام مجدد فرزند مرزا عبدالرب مرحوم

---

## شیخ مقبول الٰہی

مرزا عبدالرب کی قبر سے جانب قبلہ تیس میٹر کے فاصلے پر شیخ مقبول الٰہی نام کے کسی بزرگ کی قبر ہے ۔ ان کے بارے میں میں نے بہت سے احباب سے استفسار کیا لیکن کوئی شخص بھی صحیح معلومات بہم نہ پہنچا سکا۔ ان کا تعلق صوفی تبسم کے ساتھ تھا ، صوفی صاحب کے بھائی اور فرزند بھی ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ۔ ان کی تاریخ وفات صوفی تبسم نے کہی تھی ، اس لیے وہ محفوظ کر لینے کے لائق ہے ۔ صوفی صاحب کے فرزند نے مجھ سے یہ قطعہ تاریخ لے کر صوفی صاحب کی فارسی کلیات میں شامل کیا ہے ۔ کتبے کی پوری عبارت یوں ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قطعہ تاریخ وفات

شیخ مقبول الٰہی

کہ شبِ برات رحلت کرد

شیخ مقبول الٰہی در جہاں
خوش بزرگ بود مردِ حق گذار

نیک طینت نیک ذات و نیک خو
خوش نگاہ و خوش مزاج و خوش شعار

ہم بہ صورت ہم بہ سیرت سر بلند
ہم بہ باطن ہم بہ ظاہر باوقار

پیر در فکر و بہ ہمت نوجوان
ز ابتدائے کار تا انجامِ کار

در شبِ برات رحلت کرد او
سرفرو کردہ بحکمِ کردگار

خویش را گم کرد محو ذات شد
یعنی "مقبول شبِ برات شد"
۱۳۸۸ھ

۶ نومبر ۱۹۶۸ء از صوفی تبسم

---

**پروفیسر فیروز الدین رازی**

قبرستانِ میانی صاحب کا وہ خطہ جو بہاولپور روڈ اور فتح شیر روڈ کے سنگم پر واقع ہے اسے پہلے "صوفیاں دا اکھاڑہ" کہتے تھے لیکن اب یہ "تکیہ تیتر سائیں" کے نام سے موسوم ہے۔ اس خطے میں صدر دروازے سے داخل ہوں تو چالیس میٹر کے فاصلے پر گورکن کا رہائشی کمرہ ہے۔ اس کمرے سے آٹھ میٹر جانبِ شمال مشرق پروفیسر فیروز الدین رازی کی قبر ہے۔ موصوف اپنے زمانے میں فارسی کے نامور استاد تھے اور انہوں نے "فرہنگ نامہ جدید" کے عنوان سے ایک کتاب شائع کی تھی۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**پروفیسر فیروز الدین رازی امرتسری**

نشانِ سپاس حکومتِ ایران

صدر شعبۂ فارسی گورنمنٹ کالج لاہور

تاریخ پیدائش ۶ جنوری ۱۹۱۴ء

تاریخ وفات ۶ جنوری ۱۹۶۷ء
جمعۃ الوداع

نسیما جانب بطحا گذر کن ز احوالم محمد را خبر کن
توئی سلطانِ عالم یا محمد ز لطف سوئے ما نظر کن
(جامی)

بر این جان مشتاقم درآن جا فدائے روضۂ خیر البشر کن
مشرف گرچہ شد جامی ز لطفش
خدایا این کرم بار دگر کن

(حضرت جامی)

---

**شیخ سعید اختر**

اسی احاطۂ قبور میں گورکن کے مکان سے جانب جنوب بیس میٹر کے فاصلے پر پاکستان کے ایک نامور قانون دان شیخ سعید اختر محو استراحت ہیں۔ انھوں نے ہیگ کی عالمی عدالت میں رن آف کچھ کے مقدمے میں پاکستان کی نمائندگی کی تھی۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

**شیخ سعید اختر ایڈووکیٹ**

تاریخ وفات ۲۳ فروری ۱۹۷۵ء بروز اتوار

عمر تقریباً ۶۳ سال

جب سے گئے ہیں گھر سے احساس یہ ہوا ہے
دنیا سے مٹ گئے ہیں آثار زندگی کے

---

**مکین احسن کلیم**

تکیہ تیتر سائیں کے شمال مشرق گوشے میں پروفیسر اختر عالم ہاشمی کی قبر سے جانب مشرق ڈیڑھ میٹر کے فاصلے پر مشہور صحافی مکین احسن کلیم محو خواب ابدی ہیں۔ انھوں نے روزنامہ مشرق لاہور کے مدیر کی حیثیت سے صحافتی حلقوں میں بڑا نام پیدا کیا۔ ان کا آبائی وطن نگرام ضلع لکھنؤ تھا جہاں کی خاک پاک سے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے شیخ التفسیر مولانا محمد اویس نگرامی اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے مجاز صحبت بابا محمد نجم احسن نگرامی پیدا ہوئے۔

مؤخر الذکر بزرگ مکین احسن کلیم کے عم مکرم تھے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

۷۸۶

مکین احسن کلیم

ایڈیٹر روزنامہ مشرق

تاریخ پیدائش ۵ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ

مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۲۳ء

تاریخ وفات ۹ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ

مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۷۶ء

---

**پروفیسر اختر عالم ہاشمی**

مکین احسن کلیم کی قبر سے جانب قبلہ ڈیڑھ میٹر کے فاصلے پر مشہور ماہر اقتصادیات اور پنجاب یونیورسٹی کے ہر دل عزیز استاد پروفیسر اختر عالم ہاشمی کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ مرحوم ہیلی کالج آف کامرس کے پرنسپل کے منصب پر فائض رہ چکے ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(آیت الکرسی مکمل)

مرقد ھذا

پروفیسر اختر عالم ہاشمی الہ آبادی

پرنسپل ہیلی کالج آف کامرس لاہور

تاریخ وفات ۷ جون ۱۹۶۶ء

بمطابق ۱۷ صفر ۱۳۸۶ھ سہ شنبہ عمر ۶۰ سال

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

## تاج الدین تاج زریں رقم

عید گاہ کے عقب میں دو سڑکیں ہیں۔ ان میں سے ایک عالمگیر روڈ کہلاتی ہے جو آگے جا کر پونچھ روڈ سے مل جاتی ہے اور دوسری فصیح روڈ کے نام سے موسوم ہے۔ مؤخر الذکر سڑک پر عید گاہ سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر بائیں ہاتھ ایک اجڑا ہوا قدیم مقبرہ دکھائی دیتا ہے۔ اس مقبرے کے باہر شمال مشرق کونے میں ایک جیسی تین قبریں ہیں۔ ان میں سے ایک قبر مشہور خطاط تاج الدین زریں رقم کی ہے۔

ہمارے ہاں خطاطی کے کئی دبستان ہیں۔ ان میں ایمن آباد کا دبستان نستعلیق کی نگارش کے لیے مشہور ہے۔ منشی عبدالمجید پروین رقم کا تعلق بھی اسی دبستان سے تھا۔ ایمن آباد میں سید احمد بڑے معروف خطاط ہو گزرے ہیں۔ وہ امام ویردی کے ہمعصر تھے۔ ان کے تلامذہ میں سے میاں عبدالغنی نتھو نے بڑا نام پیدا کیا۔ تاج الدین زریں رقم میاں صاحب کے شاگرد تھے۔ تاج صاحب کے تلامذہ میں سے سید نفیس رقم اور حافظ محمد یوسف سدیدی نے اپنے اساتذہ کی روایات کو نہ صرف یہ کہ زندہ رکھا بلکہ آگے بڑھایا ہے۔

تاج زریں رقم نے "مرقع زریں" اپنی یادگار چھوڑا ہے۔ ان کا انتقال ۵۴ سال کی عمر میں ۱۳ جون ۱۹۵۵ء کو ہوا۔ ان کے لوح مزار کو ان کے تلامذہ نے مل کر لکھا ہے۔ سید نفیس رقم صاحب نے "خوابگہ خطاط الملک" (۱۳۷۴ھ) سے تاریخ وفات نکالی تھی۔ تاج صاحب کا کتبۂ مزار عجائب گھر میں محفوظ کر لینے کے لائق ہے۔ اس پر یہ عبارت منقوش ہے:

یا اللہ　　　یا رحیم　　　یا محمد

خوابگہ خطاط الملک

۱۳۷۴ھ

منشی تاج الدین زرین رقم لاہوری"

سال ہجری کی ہوئی جب فکر تو آئی ندا<br>
تاج دین زرین رقم آگاہ دل واصل بحق

۱۳۷۴ھ

محمد سلیم ابن زرین رقم

---

ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی

ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی کی ابدی آرام گاہ تاج الدین زریں رقم کے مدفن سے جانبِ شمال مشرق چالیس میٹر کے فاصلے پر ہے۔ ان کی قبر پر ہنوز کتبہ نصب نہیں کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب ۱۸۹۶ء میں محلہ چابکسواراں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کے بزرگوں کا پیشہ معماری تھا اور ان کے پڑداد میاں صلاح مہاراجہ کھڑک سنگھ کے میر عمارات تھے۔ مصور مشرق عبدالرحمٰن چغتائی ان کے حقیقی بھائی تھے۔

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ان کا تقرر لدھیانہ کے ایک سکول میں ہوا۔ وہیں ان کے دل میں اسلامی فن تعمیر میں پی، ایچ، ڈی، کرنے کا خیال آیا۔ سوربون یونیورسٹی پیرس میں پی ایچ ڈی کرنے کےلیے ایم اے ہونے کی شرط نہ تھی اس لیے موصوف پیرس چلے گئے جہاں انھوں نے تاج محل پر تحقیقی مقالہ لکھا جس پر انہیں ڈاکٹریٹ ملی۔ پیرس سے واپسی پر ان کا تقرر فرگوسن کالج پونا میں بحیثیت استاد تاریخ ہوا۔ وہ خود کہا کرتے تھے کہ یہ ان کی زندگی کا بہترین دور تھا۔

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کو علامہ اقبال اور بابائے اردو مولوی عبدالحق کا قرب حاصل رہا۔ بابائے اردو کے ساتھ ان کی خط و کتابت شائع ہو چکی ہے۔ چغتائی مرحوم نے بادشاہی مسجد لاہور اور مسجد وزیر خان لاہور پر قابلِ قدر کتابیں لکھی ہیں۔ انہیں مسلمانوں کے فنِ تعمیر پر کامل دسترس تھی۔ اس کے علاوہ انھوں نے اسلامی فنون کا بھی گہرا مطالعہ کیا تھا۔ اخبارات و جرائد میں ان کے بہت سے قیمتی مضامین بکھرے پڑے ہیں، جنہیں کتابی صورت میں جمع کرنا ضروری ہے۔

ان کا انتقال ۱۹ دسمبر ۱۹۸۴ء کو ہوا۔ ایک نماز جنازہ گلبرگ میں اور دوسری جنازگاہ لٹن روڈ میں ہوئی۔ راقم ان کی تدفین میں شریک تھا۔

---

شیخ صادق حسن امرتسری

تاج زریں رقم کی قبر سے پندرہ میٹر جانبِ جنوب سڑک کے کنارے ایک مخصوص خطے میں شیخ صادق حسن محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ مرحوم امرتسر میں

مسلم لیگ کے کرتا دھرتا تھے اور آزادی کے بعد انھوں نے مغویہ عورتوں کی بازیابی کے لیے بڑا کام کیا - موصوف کچھ عرصے تک حکومت پنجاب کے مشیر کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

شیخ صادق حسن بارایٹ لاء

تاریخ وفات ۲۷ دسمبر ۱۹۵۹ء

بدارالبقاء رفت صادق حسن
عزیزان شدند از غمش سینہ چاک

نمودم پی سالِ ترحیل فکر
مطاع اعالی شدہ زیر خاک

۱۳۷۹ ہجری

**شیخ مسعود صادق**

شیخ صادق حسن کی قبر سے جانبِ شمال چار میٹر کے فاصلے پر ان کے برادر زادے شیخ مسعود صادق کی ابدی آرامگاہ ہے - ان کا شمار مسلم لیگ کے عظیم رہنماؤں میں ہوتا ہے - مرحوم صوبائی کابینہ کے رکن تھے - ان کا انتقال غسلخانے میں گیس سے دم گھٹنے کے سبب ہوا - ان کی قبر کے تعویذ پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شیخ مسعود صادق

تاریخ پیدائش ۷ فروری ۱۹۱۱ء

تاریخ وفات ۱۸ دسمبر ۱۹۷۳ء

انا للہ وانا الیہ راجعون

**مجید احمد تاثیر سیالکوٹی**

شیخ صادق حسن کی قبر سے جانبِ مشرق آٹھ میٹر کے فاصلے پر مشہور شاعر حکیم مجید احمد تاثیر سیالکوٹی محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کل نفس ذائقۃ الموت

**مجید احمد تاثیر سیالکوٹی**

ولد

میاں احمد علی

تاریخ وفات ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

۱۶ فروری ۱۹۸۲ء بروز منگل

ہوگا کوئی جو شادماں جاتا ہے ہر فرد بشر نوحہ کناں جاتا ہے

آتا ہے کہاں سے غولِ نسلِ آدم اے موت! یہ کارواں کہاں جاتا ہے

مجید احمد تاثیر سیالکوٹی

---

**خان احمد حسین خان**

موجودہ صدی کے دوسرے اور تیسرے عشرے میں اردو زبان میں چھپنے والے علمی و ادبی رسائل میں "شباب اردو" کا بڑا اونچا نام تھا۔ یہ رسالہ مشفق خواجہ کے نانا میر امیر بخش کے مطبع کریمی میں چھپتا تھا۔ اس مؤقر جریدہ کے مدیر احمد حسین خان تھے۔ ان کی ابدی آرام گاہ ایک وسیع چار دیواری کے اندر ہے جسے حال ہی میں ان کے نواسے سعید نصیر نے تعمیر کروایا ہے۔ کرکٹ کے مشہور کھلاڑی گل محمد صاحب، جن کا انتقال ۸ مئی ۱۹۹۲ء کو ہوا تھا، اسی احاطے میں دفنائے گئے ہیں۔

احمد حسین خان نے "شبابِ اردو" کے ذریعے اردو زبان و ادب کی ناقابل فراموش خدمت کی ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

الله ۷۸۶ محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرام گاہ

**خان احمد حسین خان صاحب**

خلفِ اکبر جناب خان بہادر محمد حسن خان

خط لوحِ مزار نوشتۂ خود

کونے میں اس مزار کے سکھ اور چین ہے
یہ خوابگاہِ حضرت احمد حسین ہے

ہر چند اس کا نامۂ اعمال ہے سیاہ
لیکن خدا کے رحم کا وہ نورِ عین ہے

تاریخ ولادت ۲۱ جولائی ۱۸۶۷ء تاریخ وفات یکم جنوری ۱۹۵۷ء

---

**سید فدا حسن**

مدیرِ شبابِ اردو کے احاطۂ قبور سے متصل ایک بلند چبوترے پر ایک چھت تلے سید فدا حسن کی قبر ہے۔ مرحوم بھارت میں پاکستان کے سفیر، پنجاب کے چیف سیکریٹری اور جنرل محمد ایوب خان صدرِ پاکستان کے پرنسپل پرائیویٹ سیکریٹری رہ چکے ہیں۔ ان کے برادر بزرگ سید فیروز حسن نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں اپنے بھائی کے حالات بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اولئک الذین صدقوا و اولئک ہم المتقون

آخری آرامگاہ

**سید فدا حسن**

ولد سید فیض الحسن شاہ

تاریخ پیدائش ۴ دسمبر ۱۹۰۸ء

تاریخ وفات ۱۰ دسمبر ۱۹۷۷ء

بعمر ٦۹ سال

یاد سے تیری دلِ درد آشنا معمور ہے
جیسے کعبہ میں دعاؤں سے فضا معمور ہے

زندگانی تھی تیری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

یہ اگر آئین ہستی ہے کہ ہو ہر شام صبح
مرقد انسان کی شب کا کیوں نہ ہو انجام صبح

(اقبال)

---

**بیگم زینت فدا حسن**

سید فدا حسن کی قبر سے جانبِ مشرق ان کی رفیقۂ حیات بیگم زینت کی ابدی آرام گاہ ہے۔ موصوفہ سماجی کارکن تھیں اور انہوں نے عورتوں کی تعلیم اور بہبود کے لیے بڑا کام کیا ہے۔ وہ کچھ عرصے کے لیے پنجاب کی کابینہ میں بطور وزیر شامل رہی ہیں۔ ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر اپوا یوتھ کالج لاہور میں ایک ہال تعمیر کیا گیا ہے۔ ان کی قبر کے تعویذ پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و بشر الذین الصٰبرین ... ھم المھتدون

آخری آرامگاہ

**بیگم زینت فدا حسن**

زوجہ سید فدا حسن مرحوم

تاریخ پیدائش یکم ستمبر ۱۹۱۳ء

تایخ وفات ۱۷ اگست ۱۹۸۰ء

بعمر ٦٦ سال

یاد سے تیری دلِ درد آشنا معمور ہے
جیسے کعبہ میں دعاؤں سے فضا معمور ہے
زندگانی تھی تیری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے اُبھی تیرا سفر
یہ اگر آئینِ ہستی ہے کہ ہو ہر شام صبح
مرقد انسان کی شب کا کیوں نہ ہو انجام صبح

(۷۲۱)

---

سراج الحق مضطر

سید فدا حسین کے مرقد سے پندرہ میٹر جانبِ جنوب مشرق ان ہی کے اعزاء میں سے ایک صاحب سید سراج الحق مضطر محوِ خوابِ ابدی ہیں - تخلص سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مرحوم شاعر تھے لیکن ان کا کلام میری نظر سے نہیں گزرا - شاید اخبارات و جرائد کی فائلوں میں محفوظ ہو - ان کی قبر کے تعویذ پر جلی قلم کے ساتھ یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ
رب اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین
آرامگاہ
سید سراج الحق مضطر
ولد
سید فضل الحق
وفات ۱۴ جولائی ۱۹۶۸ء
بعمر ۶۶ سال

---

ملک لعل خان

عیدگاہ سے چوبرجی کی طرف چلیں تو سڑک کے کنارے مشہور سیاستدان اور تحریک خلافت کے ہیرو ملک لعل خان کی قبر پر نظر پڑتی ہے - ان کی قبر مسقف ہے۔ پروفیسر محمد جمیل خان نے ملک لعل خان پر ایک کتاب بھی لکھی ہے - مشہور صحافی ملک نصر اللہ خان عزیز ان کے داماد تھے - قبر کی چھت پر جو کتبہ نصب ہے ، اس پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آخری آرامگاہ

فخر قوم ملک لعل خان مرحوم و مغفور

قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

ملک لعل خان

ولد ملک مست علیخان

۱۸۸۹ء جولائی کو بمقام موضع مرجان ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔

۱۹۰۶ء پہلی گرفتاری (تحریک پگڑی سنبھال جٹا)

جون ۱۹۱۴ء تا اپریل ۱۹۱۹ء منیجر اور چیئرمین انجمن اسلامیہ گوجرانوالہ

۱۹۱۹ء دوسری گرفتاری ( گوجرانوالہ لیڈرز کیس)

۱۹۲۰ء ممبر جنرل کونسل انجمن حمایت اسلام لاہور

۱۲ جولائی ۱۹۲۰ء نگران اعلٰی ہجرت کمیٹی برصغیر

۲۹ اگست ۱۹۲۰ء سیکریٹری پنجاب خلافت کمیٹی

۵ اکتوبر ۱۹۲۱ء زبان بندی مدت ۲ ماہ کا حکم

۱۹۲۲ء صدر پنجاب پراونشل کانگرس

۲۲ ستمبر ۱۹۲۲ء تیسری گرفتاری (بحیثیت صدر کانگرس پنجاب)

۱۹۲۳ء چیف آرگنائزر (اسلامی تبلیغی مشن کمیٹی بمقابلہ تحریک شدھی)

۱۱ جنوری ۱۹۲۸ء نائب صدر ( گوجرانوالہ میونسپل کمیٹی)

۲۶ جنوری ۱۹۳۰ء میونسپل کمیٹی گوجرانوالہ پر آزادی کا جھنڈا لہرایا
نائب صدر آل انڈیا اتحاد ملت کمیٹی

۱۹۳۴ء صدر اعوان برادری برصغیر

۱۹۳۵ء ممبر شہید گنج کمیٹی لاہور

۱۹۳۵ء چوتھی گرفتاری (تحریک شہید گنج لاہور)

۱۹۳۶ء پانچویں گرفتاری (تحریک سول نافرمانی پنجاب)

۱۹۳۶ء ممبر مجلس عاملہ انجمن اسلامیہ پنجاب

آخری سالوں میں دربار ہسپتال لنگر کمیٹی اور انتظامیہ کمیٹی کے انچارج تھے۔

بانی ماہنامہ رسالہ اعوان

۱۹۷۹ء یکم اور دو جنوری کی درمیانی شب کو وفات ہوئی
منجانب سلمیٰ ملک دختر ملک لعل خان

---

**حکیم محمد حسن قرشی**

قرشی دواخانہ کے بانی حکیم محمد حسن قرشی کا شمار پاکستان کے نامور اطباء میں ہوتا ہے۔ انہوں نے عربی زبان میں طبی موضوعات پر کتابوں کے اردو میں ترجمے کرکے نام پیدا کیا۔ حکیم صاحب ۱۸۹۶ء میں گجرات میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے لاہور اور دہلی میں طب کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے کچھ عرصہ طبیہ کالج دہلی میں مدرس کے فرائض انجام دیے اور پھر نوکری چھوڑ کر بمبئی میں مطب کھول لیا۔ ۱۹۲۰ء میں موصوف لاہور چلے آئے اور یہاں اپنے مطب کا آغاز کیا۔ جب انہوں نے سماجی کاموں میں حصہ لینا شروع کیا تو انجمن حمایت اسلام لاہور کے نائب صدر مقرر ہوئے۔ موصوف طبیہ کالج لاہور کے پرنسپل رہے اور آل پاکستان آیورویدک یونانی طبی کانفرنس کے تاحیات صدر چنے گئے۔ انہیں علامہ اقبال کا قرب حاصل تھا اور موصوف ان کے ذاتی معالج تھے۔ ان کی تصانیف میں سے دستور الاطباء، سلک مروارید، تذکرۃ الاطباء، رموز طب، مسیح الملک، بیاض مسیحا، بیاض خاص اور طبی فارما کوپیا خاص طور پر مشہور ہیں۔ ان کی طبی خدمات کے اعتراف میں

انہیں شفاء الملک کا خطاب ملا تھا ۔ ان کا مزار ملک لعل خان کے مدفن سے جانب شمال تین میٹر کے فاصلے پر ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ مختصر سی عبارت کندہ ہے :

حکیم محمد حسن قرشی

وفات

۶ دسمبر ۱۹۷۴ء

---

## حکیم آفتاب احمد قرشی

حکیم محمد حسن قرشی مرحوم کے پہلو میں ان کے فرزند رشید حکیم آفتاب احمد قرشی کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ انہوں نے "کاروانِ شوق" کے عنوان سے تحریک پاکستان کے رہنماؤں اور کارکنوں کا تذکرہ قلمبند کیا ہے ۔ موصوف لاہور میں مؤتمر عالمِ اسلامی کے روح رواں تھے ۔ مرحوم طلباء کے اس گروپ میں شامل تھے جنھوں نے تحریکِ پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

آفتاب احمد قرشی

وفات

۱۶ دسمبر ۱۹۸۱ء

---

## ڈاکٹر محمد شجاع ناموس

ملک لعل خان کی قبر اور احاطہ قبور فقیر خاندان کے درمیان پہلے وقتوں میں جعفر سن آئس فیکٹری ہوا کرتی تھی، جو قبریں صاف کرکے بنائی گئی تھی۔ اب اس کی جگہ آٹو ورکشاپس بن گئی ہیں ۔ بہاولپور روڈ کے کنارے ایک جگہ سے قبرستان میں داخل ہونے کا راستہ ہے ۔ سامنے بسم اللہ آٹو سٹور ہے ۔ اس آٹو سٹور سے دو راستے ہو جاتے ہیں ، ایک ورکشاپ کی دیوار کے ساتھ ساتھ فصیح روڈ کی طرف نکل جاتا ہے اور دوسرا راستہ مغرب کی جانب جاتا ہے ۔ اسی راستے پر دائیں ہاتھ دسویں قبر ذکاء الملک فریدونِ عصر ڈاکٹر محمد شجاع ناموس کی ہے ۔ موصوف نے دس بارہ مضامین میں ایم اے اور ایم ایس سی کی

ڈگریاں لی ہوئی تھیں اور پی ایچ ڈی کے بھی حامل تھے۔ وہ صادق ایجرٹن کالج بہاولپور کے وائس پرنسپل، صادق ریڈنگ لائبریری کے کیوریٹر، حبیبیہ کالج کے پروفیسر اور محکمہ آب و ہوا سرکار ہند شملہ میں "معمور" کے عہدوں پر فائز رہ چکے تھے۔ وہ پنجابی اور اردو میں شعر بھی کہہ لیتے تھے۔ ان کی تصانیف میں سے آزاد قوم کی تعمیر اور پاکستان، ایران، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت علی، بزم فردوس، صبح ازل، گلشن مشرق، فوٹو گرافی، ہاتھ کی لکیریں، گلگت اور شینا زبان، عام فہم سائنس، سفر نامہ حج و حرمین، رزم حیات، حکمت اسلامی کے مغرب پر احسان، اسلام کے یورپ پر احسانات، مسلمانوں کی سائنسی خدمات، ہندوستان کے دارالسلطنت دہلی کی مجمل سرگذشت، امیر خسرو کی بیٹی کے نام وصیت اور عہد اسلامی میں سائنس اور فلسفہ کی تحقیق خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

ڈاکٹر محمد شجاع ناموس

تاریخ وفات ۵ جنوری ۱۹۸۴ء

ہمیشہ زندہ رہے خالق زمان و مکاں<br>
میرا وطن میری جاں سے عزیز پاکستان

---

**محمد طفیل مدیر نقوش**

مجلہ نقوش کے مدیر شہیر محمد طفیل، جنہیں ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے "محمد نقوش" کے نام سے مشہور کر دیا ہے، ۱۴ اگست ۱۹۲۳ء کو جوگی محلہ، بازار حکیماں، بھاٹی دروازہ لاہور میں پیدا ہوئے۔ طفیل صاحب نے اپنے ذوق و شوق سے کتابت سیکھی اور تاج الدین زریں رقم کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ فن خطاطی نے ان کا تعارف علمی اور ادبی حلقوں میں کرایا اور اہل علم کی صحبت نے ان کے ذوق کو نکھارا اور ان کا شمار ادیبوں میں ہونے لگا۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ وہ ادیب گر بن گئے۔ مرحوم نے ۱۹۳۸ء میں لطیف فاروق کے اشتراک سے مکتبہ شعر و ادب قائم کیا اور ۱۹۴۴ء میں ادارہ فروغ اردو کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۴۸ء میں انہوں نے الناشر لمیٹڈ کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا اور اسی سال مجلہ نقوش نکالنا شروع کیا اور پھر اپنی تمام تر صلاحیتیں نقوش کے لیے وقف کر دیں۔

طفیل صاحب نے نقوش کے بہت سے تاریخ ساز خصوصی شمارے شائع کیے ۔ ان میں سے افسانہ نمبر، آپ بیتی نمبر ، شخصیات نمبر ، جدید غزل نمبر ، مکاتیب نمبر، اقبال نمبر، پطرس بخاری نمبر، ادب عالیہ نمبر، طنز و مزاح نمبر، میر تقی میر نمبر ، عصری ادب نمبر ، ادبی معرکے نمبر اور رسول نمبر قابل ذکر ہیں ۔ انھوں نے دیوان غالب بخط غالب بھی شائع کیا ۔ مرحوم قرآن نمبر نکالنے کی فکر میں تھے کہ انھیں پیام اجل آ پہنچا ۔ ان کی وفات کے بعد مجلہ نقوش نے دو جلدوں میں محمد طفیل نمبر شائع کیا ۔ ان کی زندگی میں ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے ان کے بارے میں "محمد نقوش" کے عنوان سے ایک کتاب شائع کی ۔ حکومت پاکستان نے ہر سال بہترین کتاب لکھنے پر نقوش ایوارڈ جاری کیا ۔

مدیر نقوش کی ابدی آرام گاہ ڈاکٹر محمد شجاع ناموس کی قبر سے جانب جنوب مغرب چالیس میٹر کے فاصلے پر ہے ۔

محمد طفیل کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے، وہ پاکستان کے مایۂ ناز خطاط سید نفیس رقم شاہ صاحب کے قلم معجز نگار کا شاہکار ہے ۔ اس پر یہ عبارت رقم ہے :

هو الحی القیوم

محمد طفیل

نقوش

صاحب

تاریخ وفات

۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۶ھ

۵ جولائی ۱۹۸۶ء

انا للہ وانا الیہ راجعون

---

**زیبا ناروی**

مدیر نقوش محمد طفیل مرحوم کی ابدی آرام گاہ سے تیس میٹر جانب مشرق مشہور شاعر اور صوفی زیبا ناروی کی قبر ہے ۔ ان کا نام صغیر حسن تھا ۔

اور وہ اسلام پورہ (سابقہ کرشن نگر) میں مطب کرتے تھے۔ انہیں داغ دہلوی کے شاگرد نوح ناروی[1] (م۱۹۶۲ء) سے شرفِ تلمذ تھا۔ مرحوم بڑے شوخ قسم کے اشعار کہا کرتے تھے۔ مرثیہ اور سلام بھی ان کا پسندیدہ میدان تھا۔ جب ان کا میلان طبع تصوف کی جانب ہوا تو انہوں نے حضرت عبدالشکور قادری چشتی ابوالعلائی جہانگیریؒ (م ۱۹۵۵ء) کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔ حضرت عبدالشکورؒ کے لوح مزار پر زیبا کے کہے ہوئے اشعار اور تاریخ مرقوم ہے۔ زیبا ناروی کا کلام ابھی تک کسی نے مرتب نہیں کیا۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد مبارک

مسیح الکلام

حکیم سید صغیر حسن زیبا ناروی

تاریخ وفات ۳ صفرالمظفر ۱۴۰۸ھ

مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۸۷ء بروز پیر

---

### جسٹس محمد شریف

محمد طفیل مدیر نقوش کی آخری آرامگاہ سے تیس میٹر جانب جنوب پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج شیخ محمد شریف کی قبر ہے۔ ان کی والدہ، اہلیہ اور دو بیٹے بھی ان کے قریب

---

۱ - نوح ناروی نے اپنے ایک شعر میں نارہ کا محل وقوع یوں بتایا ہے:
جو آنا ہے ان کو تو، اے نوح، آئیں، وہ رستہ، طرف، فاصلہ کچھ نہ پوچھیں
چڑھیں ریل پر اور پہنچیں سراتھو، سراتھو سے نو میل دکھن ہے نارہ
الہ آباد سے کانپور ریلوے لائن پر، الہ آباد سے ساتواں ریلوے اسٹیشن سراتھو ہے۔ الہ آباد سے سراتھو کا فاصلہ ۵۷ کلو میٹر ہے۔

ہی مدفون ہیں - لاہور ہائیکورٹ کے جج مسٹر جسٹس محمد زبیر ان کے فرزند ارجمند اور سینٹ کے چیئرمین جناب وسیم سجاد ان کے نواسے ہیں - ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جسٹس محمد شریف

ریٹائرڈ جج سپریم کورٹ

تاریخِ وفات : ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۲ء

عمر ۷۹ سال ۷ ماہ سات دن

---

حکیم احمد شجاع

گورستانِ میانی صاحب میں بہاول پور روڈ پر عیدگاہ کی مغربی دیوار کے پیچھے ایک وسیع احاطے میں بہت سی قبریں ہیں - ان میں مشہور ادیب اور ڈرامہ نگار حکیم احمد شجاع کی قبر بڑی نمایاں ہے - ڈرامہ نگاری میں موصوف نے آغا حشر کا تتبع کیا ہے - ان کی نگارشات میں سے باپ کا گناہ ، خون بہاء ، حدیثِ کربلا ، زر داد ، جان باز ، آخری فرعون ، بھارت کا لال ، حسن کی قیمت اور دوسرے افسانے اور افصح البیان فی مطالب القرآن قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے لاہور سے "ہزار داستان" کے نام سے ایک مجلہ بھی جاری کیا تھا - موجودہ صدی کے آغاز میں ٹیبل ٹاک (TABLE TALK) ایک باقاعدہ فن تھا - یہ فن حکیم احمد شجاع کے ساتھ ہی ختم ہوگیا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ     بسم اللہ الرحمٰن الرحیم     یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حکیم احمد شجاع

ولد حکیم شجاع الدین الایوبی الانصاری

ادیب ، شاعر ، مصنف ، مفکر

تاریخ ولادت : ۴ نومبر ۱۸۹۶ء
تاریخ وفات : ۴ جنوری ۱۹۶۹ء

---

نوابزادی محمودی بیگم

حکیم احمد شجاع کی قبر سے دس میٹر جانبِ مشرق نواب مصطفیٰ خان شیفتہ کی پوتی نوابزادی محمودی بیگم مرحومہ کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ وہ آزادی کے بعد دہلی سے لاہور چلی آئی تھیں ۔ ان کے لواحقین نے ان کے لوح مزار پر تاریخ وفات اور سن ارتحال لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

نواب زادی محمودی بیگم
بنتِ نواب نقش بند خان
بن نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ
رئیس جہانگیر آباد
مہاجرۂ دہلی

---

فقیر سید وحید الدین

حکیم احمد شجاع کی قبر سے اندازاً پچاس میٹر جانبِ مشرق عید گاہ کی محراب سے چند قدم کے فاصلے پر کرنل فقیر وحیدالدین آسودۂ خاک ہیں ۔ کرنل صاحب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وزیر فقیر عزیز الدین کے خاندان کے چشم و چراغ تھے ۔ انہوں نے اپنے خاندان کے مربی کے بارے میں Real Ranjit Singh کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے ۔ اس کے علاوہ مرحوم نے روزگارِ فقیر ، انجمن اور محسنِ اعظم کے عنوانات سے تین کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ　　لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ　　یا محمد

الحمد للہ.......... والضآلین

آخری آرامگاہ

کرنل فقیر سید وحید الدین

ولد فقیر سید نجم الدین

پیدائش ۱۹۰۴ء

تاریخِ وفات ۱۴ جولائی ۱۹۶۸ء

مطابق ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ بروز منگل

---

**تنویر نقوی**

فقیر سید وحید الدین کی قبر سے پچیس میٹر جانبِ جنوب مشہور نغمہ نگار اور شاعر تنویر نقوی کی ابدی قیام گاہ ہے۔ نقوی صاحب ملکۂ ترنم نور جہاں کے بہنوئی اور فقیرخاندان کے فرد تھے۔ روزنامہ نوائے وقت میں مورخہ ۲ نومبر ۱۹۷۲ء کو ان کی وفات کی خبر چھپی تھی۔ اس میں ان کی عمر ۵۳ سال بتائی گئی ہے لیکن قبر کے کتبے پر ۵۵ سال درج ہے۔ پوری عبارت یوں مرقوم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل

یا محمد یا علی یا فاطمہ یا حسن یا حسین

مرقدِ مبارک

سید تنویرنقوی (شاعر)

ولد سید علی شاہ نقوی

عمر ۵۵ سال

تاریخ وفات یکم نومبر ۱۹۷۲ء

---

**میاں عبدالخالق**

محمودی بیگم کی قبر سے تیس میٹر جانبِ جنوب عالمگیر روڈ کے کنارے ممتاز انجینئر میاں عبدالخالق کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مینار پاکستان،

قذافی سٹیڈیم اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ان ہی کی نگرانی میں تعمیر ہوئے تھے - مرحوم بڑے شریف النفس انسان تھے اور سیاست میں بھی دلچسپی رکھتے تھے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

میاں عبدالخالق

۷ مارچ ۱۹۱۸ء ۹ دسمبر ۱۹۸۰ء

---

**پروفیسر ملک بشیر الرحمٰن**

میاں عبدالخالق کے مزار سے جانب قبلہ پچاس میٹر کے فاصلے پر سڑک کے کنارے پروفیسر ملک بشیر الرحمٰن استراحت فرما رہے ہیں - موصوف گورنمنٹ کالج لاہور میں اردو کے استاد اور صدر شعبہ تھے - ان کا قیام رسالہ بازار پرانی انار کلی میں تھا - انہیں ہزاروں اشعار یاد تھے - ان کا شمار اچھے اور قابل اساتذہ میں ہوتا تھا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کل من علیہا فان

لوح مزار

پروفیسر ملک بشیر الرحمٰن

گورنمنٹ کالج لاہور ، صدر شعبۂ اردو [۱]

المتوفٰی ۱۵ جنوری ۱۹۸۶ء

بمطابق ۴ جمادی الاول ۱۴۰۶ھ

---

۱ - اگر یہاں صدر شعبۂ اردو ، گورنمنٹ کالج لاہور ہوتا تو مناسب ہوتا -

گھر کا مالک نہیں ہوتا مہمان
جیتا کہاں ہے انسان
حشر کی نیند پڑے سوتے ہیں
ہائے افسوس بشیر الرحمٰن

سوگوار الطاف : اسلام آباد

---

**عبداللہ بٹ**

چوبرجی سے چوک قرطبہ کی طرف جاتے ہوئے بہاولپور روڈ پر جہاں کوٹھیوں کا سلسلہ ختم ہوتا ہے، وہیں ایک احاطہ قبور کے باہر "احاطہ مولوی سلطان احمد مرحوم" کی تختی نصب ہے۔ اس احاطے کے اندر مشہور صحافی عبداللہ بٹ کی قبر ہے۔ مرحوم کی تصانیف میں سے ٹیپو سلطان، یادگار زمانہ ہیں یہ لوگ، مقالاتِ شاہ اسمٰعیل شہید، راجہ اور کسان، ابوالکلام آزاد اور مقالاتِ آزاد خاص طور پر مشہور ہیں۔ ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

**عبداللہ بٹ عمر ۴۸ سال**

اڈیٹر "حرف و حکایت" لاہور

ولد فضل دین بٹ مرحوم

ملا نہ پھر کہیں لطفِ کلام تیرے بعد
حدیثِ شوق رہی ناتمام تیرے بعد
مرقد پہ تیری رحمتِ حق کا نزول ہو
حامی تیرا خدا اور خدا کا رسول ہو

تاریخ وفات ۲۹ ستمبر ۱۹۶۸ء

---

### منشی محمد شریف خوشنویس

سلطان القلم مولوی محمد قاسم لدھیانوی کا شمار فنِ خطاطی کے آئمہ میں ہوتا ہے - انہوں نے اپنی زندگی اور فن کو قرآن مجید کی کتابت کے لیے وقف کر دیا تھا - ان کا انتقال لاہور میں ۱۹۳۲ء میں ہوا اور ان کا جسدِ خاکی لدھیانہ لے جا کر سپرد خاک کیا گیا - ان کے خاندان کے چند افراد عبداللہ بٹ کی قبر سے تیس میٹر جانبِ شمال محوِ خوابِ ابدی ہیں - ان میں مولوی صاحب کی رفیقۂ حیات غلام فاطمہ بھی ہیں جن کا انتقال ۵ اگست ۱۹۶۸ء کو ہوا تھا -

سلطان القلم کے ایک فرزند منشی محمد شریف بھی تھے - ملک علی محمد نے مجلہ نقوش کے لاہور نمبر کے لیے لاہور کے خوشنویسوں پر ایک مضمون لکھا ہے جس میں ان کا ذکر دور حاضر کے بڑے خوشنویسوں میں کیا ہے - مرحوم کی قبر پر جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

منشی محمد شریف خوشنویس

ابنِ مولوی محمد قاسم خوشنویس

سلطان القلم لودھیانوی

تاریخ وفات ۲۳ مارچ ۱۹۶۹ء

---

### محمد شفیع خوشنویس

منشی محمد شریف خوشنویس کے مدفن سے جانبِ جنوب مائل بہ غرب تین میٹر کے فاصلے پر ان کے بھائی محمد شفیع خوشنویس کی ابدی آرام گاہ ہے - وہ اپنے والد بزرگوار مولوی محمد قاسم سلطان القلم کی وفات کے بعد انیس سال زندہ رہے - انہوں نے یہ عرصہ فنِ خطاطی کی خدمت کرتے ہوئے گذارا - ان کا شمار اپنے بھائی منشی محمد شریف کی طرح اچھے خطاطوں میں ہوتا تھا لیکن

موت کے ظالم ہاتھوں نے انہیں فن کی خدمت کی زیادہ مہلت نہ دی ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے[1] :

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

محمد شفیع خوشنویس

ابن مولوی محمد قاسم خوشنویس

سلطان القلم لودھیانوی

تاریخ وفات ۲۹ نومبر ۱۹۵۱ء

---

**حکیم محمد شمس الحق خان**

عبداللہ بٹ کے خاندانی احاطۂ قبور سے باہر دس میٹر جانب مشرق سنگتراشوں کی دکانوں کے عقب میں مشہور طبیب شمس الحق کی قبر ہے ۔ مرحوم مولانا عبدالحق صاحب "تفسیر حقانی" کے فرزند ارجمند اور عالم دین تھے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کل من علیھا فان

مرقد

الحاج حکیم محمد شمس الحق خان مرحوم و مغفور

---

۱ ۔ راقم کے خیال میں ان کے کتبے کی عبارت ان کے بھائی منشی محمد شریف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے ۔

خلف
ضیغمِ اسلام مفسرِ قرآن حضرت الحاج حکیم حافظ
ابو تراب محمد عبدالحق خان حقانی مرحوم و مغفور
تاریخ وفات ۲۹ دسمبر ۱۹۷۱ء
بمطابق ۱۰ ذیقعد ۱۳۹۱ھ

---

**مولوی محمد عبدالعزیز خان**

شمس الحق خان مرحوم کی قبر سے جانبِ شمال مغرب تین میٹر کے فاصلے پر لاہور کی ایک معروف شخصیت مولوی عبدالعزیز خان، مالک الہلال بک ایجنسی، طابع و ناشر محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

یا اللہ　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
انا للہ و انا الیہ راجعون
مرقد
مولوی محمد عبدالعزیز خان
الہلال بک ایجنسی فاروق گنج بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور نمبر ۶
تاریخ وفات
۱۲ مئی ۱۹۶۱ء بروز جمعۃ المبارک

غریبی توڑ دیتی ہے جو رشتہ خاص ہوتا ہے
بن جاتے ہیں رشتہ دار جب کچھ پاس ہوتا ہے

---

**خواجہ عبدالرحیم**

حکیم محمد شمس الحق کے مرقد سے دس میٹر جانب مشرق اس راستے سے جو غازی علم الدین شہید کے مزار کی جانب جاتا ہے، بارہ میٹر پہلے ایک

چار دیواری کے اندر خواجہ عبدالرحیم کی آخری آرامگاہ ہے ۔ موصوف مرکزی مجلس اقبال کے صدر ، پاکستان پارٹی کیمبرج کے رکن رکین ، راولپنڈی ڈویژن کے کمشنر اور حکومت پاکستان کے چیف سیکریٹری تھے ۔ ایک روایت کے مطابق "پاکستان" کا نام چوہدری رحمت علی نے نہیں ، بلکہ خواجہ عبدالرحیم نے تجویز کیا تھا ۔ خواجہ عبدالرحیم ۱۹۰۸ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**خواجہ عبدالرحیم**

وفات ۵ نومبر ۱۹۷۴ء

حدیثِ بندۂ مومن دل آویز
جگر پُر خون نفس روشن نگہ تیز

میسر ہو کسے دیدار اس کا
کہ ہے وہ رونقِ محفل کم آمیز

(اقبال)

---

**خانبہادر محمد عبدالقیوم**

خواجہ عبدالرحیم کے سرہانے آٹھ میٹر کے فاصلے پر ایک چھتری کے نیچے آزاد جموں و کشمیر ہائی کورٹ کے چیف جسٹس عبدالقیوم کی قبر ہے ۔ ان کے لوح مزار کی قدر و قیمت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس پر جو اشعار کندہ ہیں وہ احسان دانش نے کہے تھے ۔ لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد منور

**الحاج خان بہادر محمد عبدالقیوم**

سابق چیف جسٹس ریاست جموں و کشمیر

قبر کے تعویذ پر یہ عبارت مرقوم ہے :

ہیں سبھی جادۂ ہستی کے مسافر مغموم
جو ہے موجود یہاں ، ہوگا وہ اک دن معدوم

نقش بن بن کے بگڑتے ہیں سرِ راہ حیات
ہے ازل سے یہی تعمیرِ جہاں کا مفہوم

جس کے سینے میں ضیاء ریز ہے ایماں کا چراغ
وہ کبھی رحمتِ حق سے نہیں رہتا محروم

بہرِ تاریخ یہ اک مصرعۂ موزوں ہے بہت
گلشن روح فزا تربتِ عبدالقیوم

۲۹ مارچ ۱۹۶۷ء

احسان دانش

---

**سید جلال شاہ کرمانی**

خان بہادر محمد عبدالقیوم کے مرقد سے جانبِ مشرق مائل بہ شمال آٹھ میٹر کے فاصلے پر مشہور سیاسی رہنما سید احمد سعید کرمانی کے والد محترم سیدجلال شاہ کرمانی کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ موصوف فلیمنگ روڈ کی جامعہ سٹریٹ میں واقع سلاطین لودھی کے عہد کی اس مسجد کے متولی تھے جس کی مرمت مغل حکمران اکبر کے عہد میں بایزید بیات نے کرائی تھی ۔ اس مسجد کا ذکر بایزید بیات نے "تذکرہ ہمایوں و اکبر" میں کیا ہے ۔ اس زمانے میں اس مسجد کے قریب سے دریائے راوی کی ایک شاخ گزرتی تھی جس پر بایزید نے پل تعمیر کروایا تھا ۔ جلال الدین کرمانی کی وفات پر اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ وقتِ نزع ان کا کمرہ خوشبو سے بھر گیا تھا ۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کل من علیها فان

آخری آرامگاہ

**سید جلال شاہ کرمانی**

ولد سید ولی شاہ کرمانی

سال پیدائش ۱۸۹۲ء

عمر ۷۶ سال

تاریخ وفات ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ

بمطابق ۵ دسمبر ۱۹۶۸ء بروز جمعرات بوقت $\frac{1}{4}$ ۵ بجے صبح

مرقد پہ تیری رحمت حق کا نزول ہو
حامی تیرا خدا اور خدا کا رسول ہو

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**میاں محمد دین**

سید جلال الدین کرمانی کے مزار سے جانب شمال مشرق سڑک کے پار تیس میٹر کے فاصلے پر مشہور صنعت کار میاں محمد دین آسودۂ خاک ہیں ۔ انھوں نے پاکستان میں بجلی سے چلنے والے پنکھوں کی صنعت کو فروغ دیا اور حرمین شریفین میں اپنے خرچ پر صدہا پنکھے نصب کرائے ۔ انھوں نے لاہور میں متعدد مسجدیں تعمیر کرائیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ جل جلالہٗ      لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ      یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم

کل من علیھا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

آخری آرامگاہ

**میاں محمد دین صاحب**

نیشنل فین والے

تاریخ وفات ۲۱ اپریل ۱۹۶۵ء

۱۸ ذیقعد ۱۳۸۳ھ بروز بدھ

تربت پہ تیری رحمتِ حق کا نزول ہو

---

**استاد شرم امرتسری**

محمد دین پروپرائٹر نیشنل لین کے مدفن سے بارہ میٹر جانب جنوب پنجابی زبان کے مشہور شاعر ماسٹر عبدالعزیز خان شرم امرتسری چین کی نیند سو رہے ہیں۔ مرحوم استاد کرم امرتسری (م ۱۹۵۹ء) کے شاگرد رشید تھے۔ اللہ داد نادم عصری نے اپنی مشہور تصنیف "تارے نیل گگن دے" میں ان کی عمر ۷۶ سال بتائی ہے۔ اس حساب سے ان کا سال ولادت ۱۸۸۵ء بنتا ہے۔ آستاد شرم کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

۷۸۶

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

حاجی عبدالعزیز خان شرم شاعر امرتسری

وفات ۱۹۶۱ء

مرقد پہ تیری رحمتِ حق کا نزول ہو
حامی تیرا خدا اور خدا کا رسول ہو

---

**میر امیر بخش**

محمد عبدالقیوم کی ابدی آرام گاہ سے جانبِ شمال تیس میٹر کے فاصلے پر سڑک کے کنارے حال ہی میں حاجن اقبال بیگم کا عالی شان مقبرہ تعمیر ہوا ہے، جس پر شیشے کا ملتانی طرز کا کام قابل دید ہے۔ اس مقبرے سے چھ میٹر جانبِ قبلہ سنگ سرخ کی ایک لوح پر جلی حروف میں میر امیر بخش کندہ نظر آتا ہے۔ مرحوم ہمارے فاضل دوست اور مشہور محقق مشفق خواجہ کے نانا تھے۔ انہوں نے شیرانوالہ دروازے سے باہر، اس راستے پر جو فاروق گنج کی طرف جاتا ہے، مطبع کریمی کے نام سے ایک پریس قائم کیا تھا۔ یہ مطبع ۱۹۴۳ء تک کام کرتا رہا۔

کشمیری بازار میں جلال الدین تاجر کتب کی دکان کے سامنے میر امیر بخش کی کتابوں کی دکان تھی جہاں ان کے مطبع کی چھپی ہوئی کتابیں بکتی تھیں ۔ اب اس جگہ نواڑ ، بان اور رسیاں فروخت ہوتی ہیں ۔

میر امیر بخش کے مطبع کریمی کو یہ شرف حاصل ہے کہ علامہ اقبال کی کتابوں کے پہلے ایڈیشن یہیں چھپے تھے۔ اردو کا مشہور مجلہ "شباب اردو" بھی اسی پریس میں چھپتا تھا ۔ میر امیر بخش کے بعد ان کے فرزند میر رحمت اللہ مطبع کریمی کو چلاتے رہے ۔ ان کے بعد میر امیر بخش کے ایک اور فرزند میر قدرت اللہ یہ خدمت انجام دیتے رہے ۔

اس جگہ میر امیر بخش ، ان کی اہلیہ ، امیر بخش کے بھائی میر قادر بخش اور میر موصوف کے چھ فرزند محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کے کتبے اس زمانے کے نامور خطاط دین محمد کے قلم کا شاہکار ہیں اور وہ جلی حروف میں تھوڑی جگہ میں زیادہ سے زیادہ حروف لکھنے کے عادی تھے ۔ لاہور کے اکثر کتب فروشوں کی قبروں کے کتبے دین محمد کے ہی لکھے ہوئے ہیں ۔ میر امیر بخش کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد

تاریخ وفات

میر امیر بخش تاجر کتب

یکم محرم ۱۳۴۲ھ[1]

کتبہ دین محمد

۳۱ ساون (سمت ۱۹۸۰)

---

**میر قادر بخش**

میر امیر بخش کی قبر سے جانب مشرق ایک میٹر کے فاصلے پر ان کے بھائی میر قادر بخش کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ان کی قبر کے سرہانے جو لوح نصب ہے

---

۱ ۔ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۲۳ء ۔

وہ بھی دین محمد کاتب کے قلم کا شاہکار ہے - یہ لوح عجائب گھر میں محفوظ کر لینے کے لائق ہے تاکہ ہماری آئندہ نسلیں اس شاہکار کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر سکیں - لوح پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تاریخ وفات میر قادر بخش

۲۷ صفر ۱۳۴۰ھ

مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۲۱ء

(کاتب کا نام مٹ گیا ہے) -

---

**میر قدرت اللہ**

میر امیر بخش کے مزار سے جانب قبلہ آٹھ میٹر کے فاصلے پر ان کے فرزند ارجمند میر قدرت اللہ کی ابدی آرام گاہ ہے - مطبع کریمی میں چھپنے والی کتابوں پر "باہتمام میر قدرت اللہ کے چھپی" درج ہوتا تھا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میر قدرت اللہ

ولد

میر امیر بخش

تاریخ وفات ۸ جون ۱۹۲۵ء

---

**میر محمد عبداللہ**

میر قادر بخش کی قبر سے جانب مشرق ان کے برادر زادے میر امیر بخش کے فرزند ارجمند ، میر محمد رفیق کے والد بزرگوار اور مشفق خواجہ کے ماموں میر محمد عبداللہ کی آخری آرام گاہ ہے - ان کی قبر پر جو کتبہ نصب

ہے ، وہ بھی محمد دین کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے - یہی اس کتبے کی اہمیت ہے - لوح پر درج پوری عبارت یہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

وفات

میر محمد عبداللہ ولد امیر بخش

بتاریخ ۱۶ جنوری ۱۹۳۸ء

۱۳ ذیقعد ۱۳۵۶ھ بروز اتوار صبح ۷ بجکر ۲۰ منٹ

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

نوٹ : اس کتبے کو سیم نے بہت نقصان پہنچایا ہے - فروری سے پہلے ہند سے مٹ چکے ہیں اور ۱۹۳۸ء بھی صحیح طور سے نہیں پڑھا جاتا - میں نے عبدالقدوس ہاشمی کی مرتب کردہ تقویم تاریخی کی مدد سے ۱۹۳۸ء پڑھا ہے - محمد دین کاتب کا نام بھی بمشکل پڑھا جاتا ہے - ایسا ہی ایک کتبہ سیم نے خراب کر دیا تھا - اب اس کے کئی ٹکڑے زمین پر پڑے ہیں - یہ میر عبداللہ کے بھائی کی قبر کا کتبہ ہوگا اور اسے بھی دین محمد کاتب نے ہی لکھا تھا -

میر قدرت اللہ کی قبر سے جانب شمال مغرب بیس میٹر کے فاصلے پر ڈاکٹر مس خدیجہ فیروز الدین کی ابدی آرام گاہ ہے - اس کا ذکر غازی علم الدین شہید کے مزار سے ملحقہ قبروں کے ضمن میں آیا ہے -

---

### صوفی مقبول احمد

صوفی مقبول احمد بسی پٹھانان سرہند شریف کے رہنے والے تھے - انہوں نے جوانی میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت اسمٰعیل بندگیؒ کے مزاروں پر چلّے کاٹے اور اپنے مرشد رؤف شاہؒ کی نگرانی میں سلوک کی منزلیں طے کیں - آزادی کے بعد موصوف لاہور تشریف لے آئے اور یہاں میسن روڈ پر

گردداری بلڈنگ کے ایک حجرے میں قیام فرمایا ۔ وہ اپنے پاس قرآن حکیم کے علاوہ اور کچھ نہ رکھتے تھے ۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور بعد ازاں اسلامیہ کالج لاہور کے بانی کے مشہور استاد پروفیسر رفیق احمد ان کے بھائی تھے ۔ صوفی صاحب کا انتقال ساٹھ سال کی عمر میں ہوا ۔ ان کا مقبرہ اس گلی کے آخر میں ہے جس میں ٹاپس فیکٹری ہے ۔ ان کا مقبرہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس کی اندرونی دیواروں اور گنبد کے اندر شیشے کا بڑا کام ہوا ہے ۔ صوفی صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایاک نعبد و ایاک نستعین

**اعلیٰ حضرت صوفی مقبول احمد رحمۃ اللہ علیہ**

المعروف

بیسن روڈ والے صوفی جی

بسی پٹھاناں ریاست پٹیالہ

تاریخ وصال بروز جمعرات

۸ شوال المکرم ۱۳۸۹ھ

مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۶۹ء

---

**محمد یوسف موج**

صوفی مقبول احمد کے روضۂ مبارک کے شمال مغربی کونے سے دو میٹر کے فاصلے پر پنجابی زبان کے مشہور شاعر اُستاد محمد یوسف موج محوِ خوابِ ابدی ہیں ۔ ان کا شمار اساتذۂ فن میں ہوتا ہے ۔ ان کے لوح مزار پر اُن کے اپنے اشعار کندہ ہیں ۔ پوری عبارت یوں ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

آخری آرامگاہ

اُستاد الشعراء

**اُستاد محمد یوسف موج قریشی**

تاریخ وصال ۲۸ جولائی ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ

بمطابق ۵ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

اوہنوں یوم نشور دا فکر کاہدا جیہڑا شرع شریعت تے فٹ ہووے

کمل پوش نال جہنے پیار کیتا ہر اک جگہ اُتے سپرہٹ ہووے

جیہڑا حکم رسالتمآب دا اے اوہدی کوئی اپیل نہ رٹ ہووے

جنت وچ اوہو موج پا سکے جیہدے کول محمد دی چٹ ہووے

---

**ملک ضیاء اللہ ضیاء**

صوفی مقبول احمد کے مزار مبارک سے جانب قبلہ مائل بہ جنوب بیس میٹر کے فاصلے پر پنجابی کے مشہور شاعر ملک ضیاء اللہ ضیاء کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم امرتسر کے ایک ککے زئی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار عطاء اللہ عزت ایک اچھے شاعر تھے۔ اس لیے شاعری کا ذوق انھیں وراثتاً ملا۔ قیام پاکستان کے بعد ملک ضیاء لاہور چلے آئے اور یہاں انہوں نے گوالمنڈی میں رہائش اختیار کر لی۔ ان کا کلام "سوہے اتھرو" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مجلس پاک پنجاب کے صدر اور پنجابی کے معروف شاعر

ملک ضیاء اللہ ضیاء

پیدائش — امرتسر — ۲ جولائی ۱۹۰۲ء

تاریخ وصال — ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

بمطابق ۲۰ جولائی ۱۹۸۲ء

یاراں دوستاں محفلاں وچہ ہر دم تیرا ذکر ہوندا تھاں تھاں رہ گا

خدمت ملک تے قوم دی رج کیتی تیرا عزم بن کے داستاں رہ گا

درد منداں دے درد ونڈاں والے تیرا جگ تے قائم نشان رہ گا
ایہہ جام فنا دا پین والے حشر تک زندہ تیرا ناں رہ گا

---

**میاں قمر الدین قمر**

صوفی مقبول احمد کے مزار سے تیس میٹر جانب شمال مشرق مشہور شاعر میاں قمر الدین المتخلص بہ قمر کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم ایک صاحب دل بزرگ اور صوفی باصفا تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
حضرت محبوب الٰہی سید علی حسینی صاحب
کے مداح[1] خوان
عندلیب بوستان حسینی
شاعر باکمال میاں قمر الدین صاحب قمر
نورانی مجددی قادری نقشبندی
سکنہ محلہ سرین چوڑا کھوہ لاہور
تاریخ وفات ۱۳۹۹ھ
مطابق ۳ جون ۱۹۷۹ء

اقبال

---

**قمر میرٹھی**

قمر میرٹھی کا شمار لاہور کے ممتاز شعراء میں ہوتا ہے۔ راقم نے انھیں احسان دانش، زیبا ناروی، مجید لاشاری اور کلیم عثمانی کے ساتھ خواجہ محمد شفیع دہلوی کے ہاں مشاعروں میں دیکھا اور سنا ہے۔ ان کا مجموعۂ کلام "شمس و قمر" کے عنوان سے طبع ہو چکا ہے۔ ان کی قبر میانی صاحب میں کوپر ہاسٹل

---

۱۔ یہاں مداح کی جگہ مدح ہونا چاہیے۔

سے قریب اور باقی قبروں میں نمایاں ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**ڈاکٹر قمر الدین احمد قمر میرٹھی مرحوم**

خلف الرشید شمس الدین احمد شمس وارثی میرٹھی

تاریخ وفات ۳۱ دسمبر ۱۹۷۷ء بمطابق ۱۹ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

بروز ہفتہ بوقت ۹ ½ بجے شب بروز شنبہ[1]

بمقام سیالکوٹ وارڈ میڈیکل میوہسپتال لاہور

جانِ عالم خسوف القمر میرٹھی

۷۷ عیسوی ۱۹

قطعہ تاریخ انتقال زادِ ملال جناب ڈاکٹر قمر الدین احمد علوی

۱۹۷۷ء ۹۸ ہجری ۱۳

قمر میرٹھی قیام حال لاہور پاکستان آہ

۱۹ ۷۷

آں سوگوار ابن الشمس آفتاب میرٹھی

۱۹ ۷۷

لے گئی چھین کر اجل آخر دے گئی آج دل کو داغِ قمر
ڈھونڈتا آفتاب ہے لیکن نہیں ملتا کہیں سراغِ قمر
کل میں روتا تھا شمس قبلہ کو اب رولائیگا مجھکو داغِ قمر
اہل فن ، فن سے زندہ رہتے ہیں اب بھی تابندہ ہے چراغِ قمر
کس قدر ہیں سرور زا اشعار ہر غزل ہے مئے ایاغِ قمر

---

۱ - اس فقرے میں پہلے بروز ہفتہ اور آخر میں بروز شنبہ عجیب معلوم ہوتا ہے -

شنبہ انیسویں محرم کی بن گئی دل پہ ہائے داغِ قمر
غم ہے میرا تیرا ہے سالِ وصال کیا کرشمہ ہے یہ فراغِ قمر
عمر بھر دل سے مٹ نہیں سکتا نقش ہے آہ آہ داغِ قمر
۱۳۹۸

منجانب : ضیاء الدین احمد قیصر خلف الرشید ڈاکٹر قمر میرٹھی مرحوم
۳ بیڈن روڈ لاہور

---

**ڈاکٹر سردار علی**

قمر میرٹھی کی ابدی آرام گاہ سے جانبِ جنوب مشرق سترہ میٹر کے فاصلے پر لاہور کے ایک نامور فزیشن اور سرجن ڈاکٹر سردار علی شیخ کا مدفن ہے ۔ ان کا کلینک بھاٹی دروازے کے باہر تھا اور دور دور سے لوگ ان کے پاس علاج کے لیے آیا کرتے تھے ۔ ان کی قبر پر جو کتبہ نصب ہے اس پر احسان دانش کے اشعار کندہ ہیں ، اس لیے اسے محفوظ کرنا ضروری ہے ۔ پوری عبارت یہ ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جناب ڈاکٹر سردار علی شیخ مرحوم

تاریخ پیدائش ۶ اکتوبر ۱۹۱۴ء

تاریخ وفات ۳ فروری ۱۹۷۸ء

بسمہٖ

آدمی کی زندگی ہے بے ثبات
بے ثباتی ہے جہاں کی زندگی
موت سے وارستگی ممکن نہیں
ہیں یہاں ہ یکساں گدا ہو یا غنی
آسماں ہیں اس زمیں میں محوِ خواب
جوں کی توں ہے مقبروں کی تشنگی

یاں

ہاں جو تھا ہو علی دور نو
آ گئی اس کی بھی رحلت کی گھڑی
بزم ہستی سے اچانک اٹھ گیا
"صاحبِ اخلاص سردار علی"
۱۳۹۸ھ
احسان دانش

---

**خواجہ محمد شریف طوسی**

ڈاکٹر سردار علی کے مدفن سے بارہ میٹر جانبِ مشرق معروف اہل قلم اور قائداعظم کے قریبی ساتھی خواجہ محمد شریف طوسی کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ خواجہ صاحب ۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ان کے والد خواجہ عبدالرحمٰن کوچہ عارف ڈار میں حکیم فقیر محمد چشتی نظامی والد بزرگوار حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مکان سے قریب رہتے تھے اور ان دونوں بزرگوں کے مابین بڑے دوستانہ مراسم تھے ۔ خواجہ محمد شریف کو بچپن میں حکیم فقیر محمد چشتی مرحوم کی صحبت ملی جس نے ان کے دینی اور علمی ذوق کو نکھارا ۔ خواجہ محمد شریف سکول ٹیچر تھے اور انہیں انگریزی زبان پر عبور کامل تھا ۔ قائداعظم نے انہیں اپنا پولیٹیکل سیکریٹری بنایا ۔ قیام پاکستان کے بعد موصوف لاہور آ گئے اور ان کا تقرر بحیثیت ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول وزیر آباد میں ہوا ۔ سرکاری ملازم ہونے کی حیثیت سے وہ اپنے اصل نام کی بجائے .M.R.T کے قلمی نام سے سیاسی موضوعات پر مضامین لکھ کر اخبارات میں شائع کرایا کرتے تھے ۔ ان کے بہت سے مضامین ایسٹرن ٹائمز میں شائع ہوئے تھے جن کی مکمل فائل ان کے فرزند ہارون الرشید طوسی مرحوم کے پاس تھی ۔ ڈاکٹر محمد حفیظ طوسی سابق پرنسپل فیصل آباد میڈیکل کالج ان کے حقیقی بھائی تھے ۔ خواجہ محمد شریف کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

خواجہ محمد شریف طوسی

المعروف ایم آر ٹی

ولد خواجہ عبدالرحمٰن طوسی

پولیٹیکل سیکرٹری قائداعظم محمد علی جناح ۴۴ - ۱۹۴۲ء

بعمر ۸۳ سال

تاریخ پیدائش ۵ جولائی ۱۹۰۰ء

تاریخ وفات ۲۸ اپریل ۱۹۸۳ء

بمطابق ۱۵ رجب ۱۴۰۳ھ بروز جمعرات

---

**نظیر لدھیانوی**

قمر میرٹھی کے مدفن سے پچیس میٹر جانب شمال مشرق مشہور ادیب اور شاعر اصغر حسین خاں المعروف بہ نظیر لدھیانوی کی ابدی آرام گاہ ہے۔ موصوف ۹ فروری ۱۹۰۲ء کو لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد خان محمد نجیب خان المتخلص بہ نشاط ایک بلند پایہ شاعر تھے۔ اس لیے نظیر لدھیانوی کو شاعری کا ذوق ورثے میں ملا تھا۔ نظیر نے ۱۹۲۱ء میں میٹرک پاس کیا لیکن گھریلو پریشانیوں کی وجہ سے آگے تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ انہوں نے اخبارات و جرائد میں لکھنا شروع کیا۔ اسی دوران میں ان کے تعلقات علامہ تاجور نجیب آبادی کے ساتھ استوار ہوگئے۔ انہوں نے نظیر کو لاہور بلا لیا۔ یہاں انہیں روزنامہ زمیندار میں عبدالمجید سالک کے ماتحت ملازمت مل گئی۔ تاجور اور سالک کی صحبت نے ان کے ذوق شاعری کو نکھارا۔ ۲ جنوری ۱۹۲۶ء کو نظیر نے محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کر لی۔ انہیں یکے بعد دیگرے کئی اخبارات میں کام کرنے کا موقع ملا۔ ان کا انتقال ۲۷ جنوری ۱۹۸۹ء کو ہوا۔ موصوف کثیر التصانیف ادیب تھے۔ ان کی تصانیف میں سے دیار نگاراں، شعر حسن، تذکرہ شعرائے اردو، مختصر تاریخ ادب اردو، تذکرہ عندلیبان گلزار رسول، حالات زندگی مولانا ظفر علی خان، منظوم دعائیں، شرح دیوان غالب، حوادث نو، ترجمان اقبال، قرآن اور تلوار، راماین، نوائے حرم، ذکر حسین، یادوں کا دربار، ستارے، اسلام کے مجاہد، صبح بہار، صبح نشاط، اردو غزل کا ارتقاء، اردو قصیدے کا ارتقاء، آفتاب حرا، نسیم دیا شنکر، لسان العصر اور فن تنقید اور شعراء پر تنقید قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ انہوں نے مثنوی گلزار نسیم اور کلیات غالب بھی مرتب کیں۔ فرزانہ یوسف نامی ایک طالبہ نے "نظیر لودھیانوی : شخصیت اور فن" کے عنوان سے ایم اے کے

امتحان کے لیے مقالہ لکھا تھا جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے ۔
ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

اصغر حسین خان نشاط لودھیانوی

ولد محمد نجیب خان نشاط لودھیانوی

صحافی ادیب و شاعر

تاریخ پیدائش ۹ فروری ۱۹۰۲ء

تاریخ وفات ۲۷ جنوری ۱۹۸۹ء

انا للہ وانا الیہ راجعون

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

---

**نواب فخر یار جنگ**

چوبرجی سے جو سڑک لٹن روڈ کی طرف جاتی ہے ، اسے بہاول شیر روڈ کہتے ہیں ۔ اس سڑک کے بائیں جانب آبادی ہے اور دائیں جانب قبرستان میانی کا ایک خطہ ہے۔ اس خطے میں سڑک سے سو میٹر کے فاصلے پر ایک چار دیواری کے اندر سابق ریاست حیدر آباد کے وزیر خزانہ نواب فخر یار جنگ محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کے فرزند ارجمند نواب مشتاق احمد خان نے اپنے والد بزرگوار کے احوال و آثار "حیات فخر" کے عنوان سے شائع کیے ہیں ۔ اس کتاب سے اس عہد کے حیدر آباد کی معاشرت اور درباری سازشوں پر روشنی پڑتی ہے ۔ نواب فخر یار جنگ کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل من علیها فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

**فخر الدین احمد خاں فخر یار جنگ**

**رحمۃ المغفور**

۱۳۷۵ھ

اگرچہ بود در دنیا امیرے ولیکن پیش حق ہر دم فقیرے

ازاں تاریخ فخر الدین فقیرے بود از فضل در جنت امیرے

۱۳۸۵ھ

روز جمعہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ[1]

---

**ساغر صدیقی**

نواب فخر یار جنگ مرحوم کی قبر سے اندازاً سو میٹر جانب جنوب ایک ویرانے میں مشہور شاعر ساغر صدیقی کی آخری آرامگاہ ہے ۔ ساغر بہت اچھے شاعر تھے ۔ ان کے کلام کے مجموعے غم بہار ، لوح جنوں ، شب آگہی، شیشۂ دل اور مقتل گل کے عنوانات سے چھپ چکے ہیں ۔ ان کی عمر زیادہ نہیں ہوئی ۔ انھوں نے گھٹیا قسم کا نشہ استعمال کرنا شروع کر دیا تھا ، جو بالآخر جان لیوا ثابت ہوا ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

اللہ

حق حق حق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہاں اب تک سنا ہے سونے والے چونک اٹھتے ہیں
صدا دیتے ہوئے جن راستوں سے ہم گذر آئے
(ساغر)

درویش شاعر ساغر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وصال ۱۸ جولائی ۱۹۷۴ء لاہور

---

۱ ۔ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۵۶ء ۔
نواب صاحب کا مزار قمر میرٹھی کے مرقد سے جانب شمال مغرب پچاس میٹر کے فاصلے پر ہے ۔

ساغر صدیقی مر گیا ایک شاعر مر گیا ایک فقیر مر گیا ایک انسان مر گیا ۔ سب مر جاتے ہیں، مرنا سب کو ہے، لیکن کچھ زندہ رہ کر بھی مُردوں میں ہوتے ہیں ۔ کچھ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں۔ ساغر بھی انھی میں سے ہے ۔ اس لیے کہ اسے اپنے عہد کے معاشرے نے قتل کیا اور معاشرہ ساغر کا قاتل ہے ۔ روشنی ، سچائی اور نیکی کا قاتل ۔ اس لیے کہ ساغر روشنی ، سچائی اور نیکی کا پیغامبر تھا ۔

منجانب خواجہ محمد شفیع، مبارک علی لاہور
(ساغر میموریل)

---

**محمد فاروق چشتی**

ساغر صدیقی کے مرقد سے جانب شمال چالیس میٹر کے فاصلے پر مشہور صحافی اور "پاکستانی دنیا" کے مدیر محمد فاروق چشتی محو خواب ابدی ہیں ۔ انھوں نے کوئی زیادہ عمر نہیں پائی۔ ان کا انتقال پچاس برس کی عمر میں ہو گیا ۔ ان کی قبر پر نصب کتبے پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

محمد فاروق چشتی

ایڈیٹر پاکستانی دنیا

عمر ۵۰ سال

تاریخ وفات : ۱۹۶۶ء

---

ان کے پہلو میں جانب قبلہ ان کی رفیقۂ حیات مرحومہ حسن بانو استراحت فرما رہی ہیں ۔ ان کا انتقال تیس برس کی عمر میں ۲۷ نومبر ۱۹۶۳ء کو ہوا تھا ۔

---

## ظہور عالم شہید

ساغر صدیقی کی قبر سے تیس میٹر جانب ِ مشرق ایک بلند ٹیلے پر مشہور صحافی ظہور عالم شہید کی آخری آرام گاہ ہے ۔ موصوف کی زندگی کا بیشتر حصہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کے ادارتی عملے میں گذرا ۔ ایک بار انھوں نے نوائے وقت کی ملازمت ترک کرکے روزنامہ "جاوداں" جاری کر لیا ، لیکن وہ زیادہ دنوں تک نہ چل سکا ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

ظہور عالم شہید

ولد

حاجی عطاء اللہ شاہ

تاریخ وفات

۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء

---

## غازی محمود دھرم پال

ظہور عالم شہید کے سرہانے مشہور مناظر غازی محمود دھرم پال لدھیانوی ابدی نیند سو رہے ہیں ۔ ان کا اصل نام عبدالغفور اور وطن لدھیانہ تھا ۔ انھوں نے جوانی کے عالم میں کسی دریدہ دہن آریہ سماجی مشنری کے پرچار سے متأثر ہوکر ہندو دھرم قبول کر لیا ۔ ہندوؤں نے ان کا نام دھرم پال رکھا ۔ مرحوم نے سنسکرت زبان سیکھی اور ہندو دھرم کا گہرا مطالعہ کیا ۔ ہندوؤں نے انھیں مسلمانوں کے ساتھ مناظروں کے لیے تیار کیا ۔ دھرم پال نے "ترک ِ اسلام" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جس میں اسلام سے اپنی برگشتگی کی وجوہات بیان کیں ۔ اس کتاب کا رد مولانا ثناء اللہ امرتسری نے "تُرک اسلام" کے عنوان سے لکھا ۔ دھرم پال نے مسلمانوں کے ساتھ بڑے مناظرے کیے ۔ مسلمان ان کی دریدہ دہنی سے سخت پریشان تھے ۔ ان کا آخری معرکہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ ہوا ۔ دھرم پال خود لکھتے ہیں کہ وہ مختلف تفاسیر سے اپنے مطلب کا مواد جمع کرکے مولانا کے ساتھ مناظرہ کرنے آئے ۔ مولانا نے ان سے کہا کہ وہ جو کچھ بھی اپنی حمایت میں بیان کرتے ہیں ، وہ مفسرین کی ذاتی آراء ہیں اور وہ اسے تسلیم کرنے کے پابند نہیں ہیں ، اگر ان کے پاس نص ِ قرآنی موجود ہو تو پیش کریں ۔ دھرم پال کہتے ہیں کہ

وہ نص قرآنی پیش نہ کر سکے اور مولانا ثناء اللہ امرتسری سے مناظرے میں ہارنے کے بعد وہ دوبارہ مسلمان ہوگئے - اب انہوں نے اپنا نام غازی محمود رکھا - چونکہ وہ ہندوؤں کے علوم اور سنسکرت زبان سے واقف تھے اس لیے اب وہ ہندوؤں کے ساتھ مناظرے کرنے لگے - ہندوؤں کو ان سے جان چھڑانی مشکل ہو گئی - قیام پاکستان کے بعد موصوف لاہور چلے آئے اور یہاں انہوں نے نسبت روڈ پر رہائش اختیار کر لی - ان کا انتقال بعمر ۶۹ سال ہوا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ ۷۸۶ یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

غازی محمود لدھیانوی

تاریخ وفات ۱۸ مارچ ۱۹۶۰ء بروز جمعۃ المبارک

بمطابق ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ

---

نادم عصری

ظہور عالم شہید کی قبر سے تیس میٹر جانب شمال پنجابی زبان کے مشہور شاعر اللہ داد نادم عصری کی ابدی آرام گاہ ہے - شاعری کے علاوہ انہیں سوانح نگاری سے بھی دلچسپی تھی - ان کی تصانیف میں سے جذبہ آزادی ، عرق ندامت ، نگینے ، چراغ رہگذر ، وارداتاں ، رنگ لہراں رشنائی ، اک انکھی دھی پنجاب دی اور تارے نیل گگن دے خاص طور پر قابل ذکر ہیں - آخر الذکر کتاب پنجابی شاعروں کا تذکرہ ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ ماشاء اللہ یا محمد

اردو اور پنجابی کے مشہور شاعر

اللہ داد (خلیفہ نادم عصری)

ولد غلام محمد

پیدائش : ۱۹۲۴ء امرتسر

تاریخِ وفات : ۲۷ نومبر ۱۹۸۴ء بروز منگل

مالکِ ارض و سما اے کاتبِ تقدیر تو
دینے والا آدمی کو چند روزہ زندگی

چند روزہ زندگی میں ہے متاع بے بہا
تیرے بندوں کے لیے نام مقامِ بندگی
(نادم عصری)

---

محمد یامین نصرت قریشی

نادم عصری کے سرہانے ایک غیر معروف شاعر محمد یامین قریشی المتخلص بہ نصرت محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ ہنوز ان کا کلام چھپ کر منصۂ شہود پر نہیں آیا۔ شاید کبھی کسی اسکالر کی کوشش سے یہ ہفت خوان طے ہو جائے۔ ان کا اپنا ایک شعر لوحِ مزار پر کندہ ہے جس سے ان کے ذوقِ شاعری کا کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کتبے پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

محمد یامین نصرت قریشی

تاریخ وفات

۳۰ مئی ۱۹۶۸ء

سوچیے تو کیا محبت کا یہی دستور ہے
اپنے نصرت کو سنا ہے بھولتے جاتے ہیں آپ

---

اشک خلیلی

نادم عصری کے مدفن سے آٹھ میٹر جانبِ جنوب مشرق ایک گمنام شاعر اشک خلیلی کا مرقد ہے۔ مرحوم کپورتھلہ سے ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے اور انھیں یہاں زیادہ عرصہ زندہ رہنے کا موقع نہ ملا۔ شاید ان کی

گمنامی کی ایک وجہ یہ بھی ہو ۔ ان کے اپنے ہی دو شعر لوح مزار پر کندہ ہیں جن سے ان کی افتاد طبع کا پتہ مل سکتا ہے - پوری عبارت یہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کل نفس ذائقۃ الموت

میاں ظفر حسین اشک خلیلی

کپورتھلوی

سنہ ۱۳۶۹ھ

— مغفور اوّل ہے —

ولادت ۲۰ اپریل ۱۸۹۶ء

وفات ۲۹ اپریل ۱۹۵۰ء

تیری راہ میں اکیلا چلا جا رہا ہوں یا رب
کوئی ہمسفر نہیں ہے کوئی رہنما نہیں ہے
میری بیکسی کا چارہ تیری رحمتوں کے صدقے
تیرے اشک کا جہاں میں کوئی آسرا نہیں ہے

---

**چوہدری افضل حق**

غازی علم الدین شہید روڈ (سابقہ لٹن روڈ) پر جناز گاہ سے چوک قرطبہ کی طرف جاتے ہوئے پٹرول پمپ سے قریب سڑک کے کنارے رئیس الاحرار چوہدری افضل حق کی ابدی آرام گاہ ہے - ان کے مزار کے آس پاس کئی احراری رہنما محوِ خوابِ ابدی ہیں -

چوہدری افضل حق ، جو مجلس احرار اسلام کے "دماغ" سمجھے جاتے تھے ، ۱۸۹۱ء میں تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے - ۱۹۱۷ء میں موصوف محکمہ پولیس میں بطور سب انسپکٹر بھرتی ہوئے اور پولیس ٹریننگ سنٹر پھلور میں تربیت حاصل کی ، تربیت حاصل کرنے کے بعد ان کی ڈیوٹی سیاسی جلسوں کی رپورٹ حکومت تک پہنچانے میں لگی ۔ ایک

بار وہ لدھیانہ میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے جلسہ کی ڈائری لکھ رہے تھے۔ شاہ جی نے ترکوں پر انگریزوں کے مظالم اس انداز سے بیان کیے کہ چوہدری افضل حق کے ذہن میں انقلاب آگیا اور انھوں نے ۱۹۲۱ء میں سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ اب انھوں نے سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ قید سے رہائی کے بعد وہ کانگرس میں شامل ہوگئے اور ضلع کانگرس کے صدر مقرر ہوئے۔ دوسری جانب انھوں نے مسلم لیگ کے شفیع گروپ سے بھی تعلق قائم رکھا۔ ۱۹۳۰ء میں موصوف آل انڈیا کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کے رکن بنائے گئے۔ انھی دنوں ان کی گرفتاری عمل میں آئی۔ ۱۹۳۱ء میں قید سے رہائی کے بعد کانگرس کی مسلم آزار پالیسی سے اختلاف کی بنا پر کانگرس کی رکنیت سے مستعفی ہوگئے اور مجلس احرار اسلام میں شامل ہو کر اس کے صدر منتخب ہوئے۔ وہ کئی بلند پایہ کتابوں کے مصنف ہیں۔

چوہدری افضل حق کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مفکر احرار

چوہدری افضل حق

تاریخ وفات

۸ جنوری ۱۹۴۲ء

---

ان کے مزار سے قریب ہی شیخ حسام الدین (م ۱۹۶۷ء) اور ماسٹر تاج الدین انصاری (م ۱۹۷۰ء) کی قبریں ہیں لیکن ان پر کتبے نہیں لگائے گئے۔

---

**استاد کرم امرتسری**

رئیس الاحرار چوہدری افضل حق کی ابدی آرام گاہ سے جانبِ جنوب چھ میٹر کے فاصلے پر پنجابی زبان کے مشہور شاعر استاد کرم امرتسری محو خوابِ ابدی ہیں۔ ان کی تصانیف میں سے کرم پھلواری اور گلدستہ کرم قابل ذکر ہیں۔ مولا بخش کشتہ نے "پنجابی شاعراں دا تذکرہ" میں اور نادم عصری نے "تارے نیل گگن دے" میں ان کے حالات زندگی تفصیل کے ساتھ نقل کیے ہیں۔ ان کے تلامذہ میں سے عزیز خاں شرم، عطاء محمد عزت، سائیں رحمت اور خلیفہ الف خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

۷۸۶

ہے نہ رب دی ذات رحیم ہندی
کرم ویکھ دوں کیہہ تیرا حال ہندا

مرقد

استاد شاعر بابو کرم الدین کرم امرتسری

استاد کرم گزرے — یہ صدمہ یہ غم ہائے
ہاتف نے کہا رو کر — تربت میں کرم ہائے
۱۳۷۸ھ

از علامہ عرشی امرتسری

پیدائش ۱۸۵۳ء

وفات ۱۳ جنوری ۱۹۵۹ء

بمطابق ۳ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ

---

**میر واعظ عبدالسلام ہمدانی**

چوہدری افضل حق اور اُستاد کرم امرتسری کی قبروں کے درمیان امرتسر کے ایک عالم دین اور مجلس احرار اسلام کے رہنما میر واعظ عبدالسلام ہمدانی کی ابدی آرام گاہ ہے - ان کا شمار قیام پاکستان سے قبل امرتسر کے مشہور لوگوں میں ہوتا تھا - حکیم محمد موسٰی صاحب امرتسری سے روایت ہے کہ جب مجلس احرار اسلام کسی ایجی ٹیشن میں حصہ لیتی اور گرفتاریاں پیش کرتی تو میر واعظ عبدالسلام اس ایجی ٹیشن کی نگرانی کرتے اور جب باقی تمام لیڈر گرفتار ہو جاتے تو پھر وہ خود کو گرفتاری کے لیے پیش کرتے - ان کا وطن کشمیر تھا اس لیے وہ صحیح طور پر اردو نہیں بول سکتے تھے - ان کے لوح مزار پر جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت درج ہے :

۷۸۶

مرقد

میر واعظ

پیر سید عبدالسلام ہمدانی

تاریخ وفات

جمعرات ۳۰ ذیقعد ۱۳۷۴ھ

مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۵۵ء

---

**میاں محمد اسلم**

چوہدری افضل حق کے مزار سے جانب قبلہ تیس میٹر کے فاصلے پر اور پیلو سائیں کے مقبرے سے جانب جنوب مغرب تین چار قدم کے فاصلے پر لاہور چیمبر آف کامرس کے روح رواں، ممتاز صنعتکار اور گورنر پنجاب میاں محمد اظہر کے برادر بزرگ محمد اسلم کی ابدی آرام گاہ ہے - مرحوم تاجروں کا ایک وفد لے کر صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق سے ملنے اسلام آباد گئے ہوئے تھے - وہ تاجروں کو درپیش مشکلات کا ذکر کر رہے تھے کہ اچانک حرکت قلب

بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ ان کی میت لاہور لا کر سپرد خاک کی گئی۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میاں محمد اسلم

ولد

میاں فضل محمد

تاریخ وفات

۷ جولائی ۱۹۸۸ء بروز جمعرات

خلد سے تجھ کو پیام مغفرت آتا رہے
آسماں تربت پہ تیری نور برساتا رہے

---

**شیخ عارف حسین**

سید تاج الدین بغدادی کے مزار سے جانب شمال مغرب بیس میٹر کے فاصلے پر شیخ عارف حسین بانی عارف ہائی سکول لاہور کینٹ و ہیڈ ماسٹر اقبال ہائی سکول گڑھی شاہو لاہور محو خواب ابدی ہیں۔ انہوں نے ہزاروں نوجوانوں کا مستقبل بنایا ہے۔ راقم الحروف کو بھی ان سے شرف تلمذ ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے:

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد شریف

سرسید ثانی شیخ عارف حسین

ولد شیخ مہر الدین

تاریخ پیدائش ۱۰ ستمبر ۱۹۰۳ء

تاریخ وفات ۱۳ فروری ۱۹۷۱ء

بانیٔ مدارس

۱ - عارف ہائی سکول دھرم پورہ
۲ - مسلم لیگ ہائی سکول ایمپرس روڈ
۳ - گلبرگ ہائی سکول فتح آباد
۴ - ایم بی ہائی سکول شاہدرہ
۵ - پاکستان ماڈل ہائی سکول رحمٰن پورہ
۶ - کیو ، این پرائمری سکول ۱۳ ایمپرس روڈ
۷ - سینٹ قادر کے بی سکول دھرم پورہ
۸ - ادبستان نورین گرلز سکول گلبرگ
۹ - جہانگیر مغل پرائمری سکول شاہدرہ

مرقد پہ تیری رحمتِ حق کا نزول ہو
حامی تیرا خدا اور خدا کا رسول ہو

---

**میاں شہاب الدین بھٹی**

شیخ عارف حسین کے مزار سے جانبِ مشرق پندرہ میٹر کے فاصلے پر ریاست چنبہ میں تحریکِ آزادی کے قائد میاں شہاب الدین بھٹی کی ابدی آرام گاہ ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شمع حریت مجاہدِ ملت قائد چنبہ

میاں شہاب الدین بھٹی

انا للہ و انا الیہ راجعون

تاریخ وفات ۱۵ دسمبر ۱۹۷۱ء

عمر تقریباً ۹۰ سال

تمھیں اب کبھی ڈھونڈ نہ سکیں گی ہماری بے وفا نگاہیں
آنکھوں میں سما چکے آنسو دل سے نکلتی ہیں آہیں

اشتیاق احمد برق

---

اسی راستے پر تھوڑا سا آگے بڑھیں تو سید عبدالرشید یزدانی جالندھری کے مرقد پر پہنچ جاتے ہیں ۔ ان کے مرقد کا ذکر حضرت بودیانوالہ اور مجنوں سائیں کے مقابر کی ذیل میں آتا ہے ۔

---

## قبرستانِ ماڈل ٹاؤن

ماڈل ٹاؤن کے جی بلاک میں ایک وسیع قبرستان ہے جو وہاں کے ساکنوں کے لیے مختص ہے۔ اس قبرستان میں بہت سی نامور شخصیات ابدی نیند سو رہی ہیں۔ ماڈل ٹاؤن میں موجودہ "کے" بلاک سے قریب ہندوؤں کا شمشان تھا جو مڑھیوں کے نام سے موسوم تھا۔ آزادی کے بعد جب ماڈل ٹاؤن کی ہندو آبادی بھارت چلی گئی تو شمشان کو قبرستان میں تبدیل کر دیا گیا۔

**بیگم حفیظ جالندھری**

قبرستان ماڈل ٹاؤن میں گورکنوں کے مکان کے عین سامنے سڑک کے کنارے ابوالاثر حفیظ جالندھری کی رفیقۂ حیات زینب خاتون کی قبر ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

انا للہ و انا الیہ راجعون

**زینب خاتون**

بیگم ابوالاثر حفیظ جالندھری

وفات ۷ مارچ ۱۹۵۴ء

میں ہوں اب تک اسیر دانہ و دام
جو رہا ہو چکے ہیں ان کو سلام

---

**پروفیسر سید کرامت حسین جعفری**

ماڈل ٹاؤن کے قبرستان میں حفیظ جالندھری کی اہلیہ کی قبر کے برابر مشہور ماہر تعلیم و نفسیات پروفیسر کرامت حسین جعفری کی قبر ہے۔ مرحوم کا خاندانی تعلق پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوریؒ سے تھا۔ جعفری صاحب ایم اے او کالج لاہور کے پرنسپل رہ چکے ہیں۔ انہوں نے Elements of Psychology کے عنوان سے ایک علمی یادگار چھوڑی ہے۔ ان کی قبر کے کتبے کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ حافظ محمد یوسف سدیدی مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ پوری عبارت یوں ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علی فاطمہ حسن حسین

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یا حی مرقد یا قیوم

**پروفیسر سید کرامت حسین جعفری**

تاریخ پیدائش: ۳۱ مئی ۱۹۱۲ء

تاریخ وفات: ۲۳ دسمبر ۱۹۷۶ء

انا للہ و انا الیہ راجعون

(کتبہ یوسف سدیدی)

**امام الدین مجاہد**

پروفیسر کرامت حسین جعفری کے مدفن سے بیس میٹر جانب مشرق گورکنوں کے مکان کے عقب میں مشہور شاعر چوہدری امام الدین مجاہد کی ابدی آرام گاہ ہے۔ موصوف ۲۵ دسمبر ۱۸۹۹ء کو محلہ خرادیاں، اندرون موچی دروازہ لاہور میں اپنے ننھیال میں پیدا ہوئے۔ یہ ابھی بچے ہی تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ انہوں نے لنڈا بازار لاہور کے ایک لوہار استاد اللہ دین سے لوہے کا کام سیکھا۔ ۱۹۲۱ء میں سکھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ انہیں کرپان رکھنے کی اجازت دی جائے تو حکومت نے از راہ احتیاط سنگینیں بنانے کا کام امام الدین مجاہد کو سونپا اور انہوں نے امرتسر میں سنگینیں بنانے کا کام شروع کیا۔

مجاہد صاحب نے گیارہ بارہ سال کی عمر میں شعر کہنے شروع کر دیے، انہیں میاں ہدایت اللہ کے شاگرد رشید لاہورا سنگھ سے تلمذ تھا۔

مرحوم ۱۹۲۹ء میں پہلی بار قائداعظم سے ملے تھے۔ قرارداد لاہور کی منظوری کے بعد انہوں نے مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا اور جب ۱۹۴۲ء میں قائداعظم امرتسر گئے تو امام الدین نے انہیں ایک تلوار پیش کی۔ اس پر قائداعظم نے انہیں مجاہد کہہ کر پکارا۔ اسی روز سے مجاہد ان کے نام کا جز اور تخلص بن گیا۔

آزادی کے بعد امام الدین مجاہد لاہور آ گئے۔ یہاں انہوں نے برانڈرتھ روڈ پر ایک دکان الاٹ کروائی اور لوہے کا ایک کارخانہ لگایا۔

٦ ستمبر ۱۹۸۲ء کو امام الدین مجاہد اپنے کمرے میں بیٹھے تھے کہ اس کمرے کی چھت گر گئی اور وہ شدید زخمی ہو گئے۔ انہیں ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں ۲۸ ستمبر کو ان کا انتقال ہو گیا۔

مجاہد صاحب کی تصانیف میں سے میری جد و جہد، نوائے مجاہد، نشتر غم، اقتصادی فارمولا، ادھورا افسانہ، انمول موتی اور نورنگ قابل ذکر ہیں۔ منصور احمد نامی ایک طالب علم نے ایم اے پنجابی کے امتحان کے لیے ان کی شخصیت اور فن پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا، جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے۔ چوہدری امام الدین مجاہد کے لوح مزار پر یہ عبارت

درج ہے :

یا اللہ      بسم اللہ الرحمٰن الرحیم      یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کل نفس ذائقۃ الموت

کل من علیہا فان

ممتاز سخنور

**چوہدری امام الدین مجاہد**

جنہوں نے قائداعظم کو تلوار پیش کی اور مجاہد کا خطاب حاصل کیا ۔

تاریخ وفات ۲۸ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز عیدالضحیٰ[1]

یہاں گلچین کا کھٹکا تھا یہاں صیاد کا ڈر تھا
بڑی مشکل سے گلشن میں گذاری زندگی ہم نے

اے مجاہد میں نے چھوڑے ہیں یہاں نقشِ وفا
یاد یہ دنیا کرے گی مجھ کو اٹھ جانے کے بعد

---

**عاشق حسین بٹالوی**

پروفیسر کرامت حسین جعفری کی قبر سے جانبِ قبلہ سات میٹر کے فاصلے پر مشہور صحافی اور تحریک پاکستان کے کارکن عاشق حسین بٹالوی کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ان کی تصنیف — اقبال کے آخری دو سال — کو قبول عام کی سند ملی ہے ۔ اس کے علاوہ چند یادیں چند تأثرات، ہماری قومی جد و جہد جنوری ۱۹۳۹ء ۔ دسمبر ۱۹۳۹ء اور ہماری قومی جد و جہد جنوری ۱۹۴۰ء ۔ دسمبر ۱۹۴۲ء بھی ان کی قابل قدر تصانیف ہیں ۔

وفات انگلستان میں

عاشق حسین بٹالوی ، بٹالہ کے مشہور پولیس آفیسر غلام اکبر خان کے فرزند تھے ۔ عاشق حسین بٹالوی نے کالج کے زمانے میں کالج میگزین میں لکھنا شروع کر دیا تھا ۔ وہ افسانے بھی لکھا کرتے تھے اور ان کے افسانوں

---

۱ ۔ یہاں عیدالاضحیٰ ہونا چاہیے ۔

کا مجموعہ "سوز نا تمام" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ مرحوم ادیبوں کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے، جس میں حفیظ جالندھری، ہری چند اختر، نیر واسطی، صلاح الدین احمد، حامد علی خان، حکیم احمد شجاع، اختر شیرانی اور عابد علی عابد شامل تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل من علیہا فان

مرقد

عاشق حسین بٹالوی

تاریخ وفات ۱۷ جولائی ۱۹۸۹ء

---

**مرزا خیر الدین خورشید جاہ**

سید کرامت حسین جعفری کی قبر سے جانبِ قبلہ مائل بہ جنوب چند قدم کے فاصلے پر سنگ مرمر کی بنگلی وضع کی ایک خوشنما بارہ دری کے اندر یادگارِ خاندانِ مغلیہ شہزادہ خیر الدین خورشید جاہ ابن شہزادہ مرزا فیاض الدین گورگانی ابدی نیند سو رہے ہیں۔ ان کی ذات محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے:

۷۸۶

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قاصد پیامِ شوق کو دینا بہت نہ طول
اتنا ضرور کہنا کہ آنکھیں ترس گئیں

مزارِ مبارک

صاحبِ عالم شہزادہ مرزا خیر الدین خورشید جاہ گورگانی

پسر شہزادہ مرزا فیاض الدین گورگانی سرپرست خاندان مغلیہ دہلی

بعمر ۶۰ سال

تاریخ ولادت ۱ اکتوبر ۱۹۱۳ء تاریخ وصال ۳ اگست ۱۹۷۵ء

مطابق ۲۴ رجب ۱۳۹۵ھ بروز اتوار

رفت خیر الدین از دارالعمل | تا بیابد در جناں نعم البدل
بود آں شہزادہ روشن ضمیر | شمعِ آخر در شبستان مغل
رحمتِ پروردگارش یار باد | تا بہ خلد او را دہد ارفع محل
چون ز دل پرسیدم از سال وفات | گفت دریابش بہ خیر الدین مغل

۱۹۷۵ء

سوگواران شہزادہ غلام معین الدین جاوید جاہ
شہزادہ جلال الدین محمد اکبر
بیوہ و دختران

---

**حکیم فرید احمد عباسی**

مرزا خیر الدین خورشید جاہ کے مرقد سے جانب شمال ایک شکستہ چار دیواری کے اندر امامِ طب فرید احمد عباسی برادرِ بزرگ علامہ محمود احمد عباسی (م ۱۹۷۴ء) صاحبِ "خلافتِ معاویہ و یزید" و "تحقیق مزید" کی ابدی آرام گاہ ہے - فرید احمد عباسی ۲۵ دسمبر ۱۸۷۱ء کو یوپی کے مردم خیز قصبے امروہہ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے طب کی تعلیم حاذق الملک حکیم عبدالمجید خان ، حکیم واصل خان اور مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان سے حاصل کی - ابتداء میں موصوف نواب بھیکم پور کے ذاتی معالج رہے - پھر حکیم محمد اجمل خان کے ایماء پر طبیہ کالج میں پڑھانے لگے اور وائس پرنسپل کے عہدے تک پہنچے - ان کے طبی مضامین "مجلہ طبیہ" دہلی میں شائع ہوا کرتے تھے - ان کے علاوہ انھوں نے سیرۃ آل عباس اور مدار اعظم کے عنوانات سے دو بلند پایہ کتابیں تحریر فرمائیں جن پر وہ خصوصی انعام کے مستحق قرار پائے -

فرید احمد عباسی مفردات سے علاج کیا کرتے تھے اور بقول حکیم محمد موسیٰ امرتسری وہ کوڑیوں کی دواؤں سے وہ کام لیتے جو دوسرے اطباء سیکڑوں روپے کی دواؤں سے نہیں لے سکتے -

آزادی کے بعد موصوف لاہور چلے آئے اور یہاں ماڈل ٹاؤن میں سکونت پذیر ہوگئے - یہاں آنے کے بعد بھی مرحوم اپنی حذاقت کا مظاہرہ کرتے رہے -

حکیم فرید احمد عباسی کا انتقال اکیانوے برس کی عمر میں ۷ اپریل ۱۹۶۲ء کو ہوا - ان کی قبر پر کتبہ نصب نہیں ہے - آثار بتاتے ہیں کہ پہلے یہاں کتبہ نصب تھا جو بعد میں ٹوٹ گیا - ان کے لواحقین سنا ہے کہ کراچی منتقل ہو گئے ہیں اسی وجہ سے ان کی قبر کا کوئی پرسان حال نہیں ہے -

---

**پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد اقبال**

مرزا خیر الدین خورشید جاہ کے مقبرے سے بیس میٹر جانب جنوب مشرق مشہور ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال، پرنسپل یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کی آخری آرام گاہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے - انہوں نے علی گڑھ سے عربی میں ایم اے کیا اور سرکاری وظیفے پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے کیمبرج گئے - وہاں انہوں نے پروفیسر ای جی براؤن کی نگرانی میں پی ایچ ڈی مکمل کی اور یورپ میں قیام کے دوران میں عبرانی، سریانی، جرمن اور فرانسیسی زبانوں میں مہارت حاصل کی - ۱۹۲۲ء میں موصوف نے یونیورسٹی اورینٹل کالج میں تدریس کا آغاز کیا - ۱۹۳۵ء میں مرحوم ایران گئے جہاں انہوں نے جدید لسانی اور ادبی رجحانات کا مطالعہ کیا - اکتوبر ۱۹۴۶ء میں ان کا تقرر بحیثیت پرنسپل ہوا -

؟

ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے آرتھر کرسٹن سین کی فرانسیسی زبان میں ایک کتاب L' Iran Sous Les Sassanides کا "ایران بعہد ساسانیان" کے عنوان سے اردو میں ترجمہ کیا - گب میموریل سیریز کے لیے انہوں نے راحت الصدور مرتب کی اور اخبار الدولۃ السلجوقیہ بڑی محنت کے ساتھ مدون کی - ان کے علمی اور تحقیقی مضامین مختلف جرائد میں چھپتے رہے ہیں - مشہور مستشرق ڈاکٹر داؤد رہبر ان کے فرزند ہیں - ڈاکٹر محمد اقبال کو کتابیں جمع کرنے کا بڑا شوق تھا - ان کی وفات کے بعد ان کا ذخیرۂ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو مل گیا -

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آرام گاہ

مرحوم ڈاکٹر حافظ محمد اقبال

ایم اے ، پی ایچ ڈی

صدر شعبۂ فارسی پنجاب یونیورسٹی

از ۱۹۲۲ء — ۱۹۴۸ء

تاریخ وفات ۲۱ مئی ۱۹۴۸ء

مطابق ۱۱ رجب ۱۳۶۷ھ

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستان ہو ترا

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**پروفیسر محمد حسن**

بیگم حفیظ جالندھری کے مرقد سے بیس میٹر جانب جنوب مشہور ماہر اقتصادیات اور ہیلی کالج آف کامرس پنجاب یونیورسٹی کے پرنسپل پروفیسر محمد حسن کی ابدی آرام گاہ ہے - موصوف ۲۹ جنوری ۱۹۰۷ء کو پیدا ہوئے - انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے بی اے آنرز اور ایم اے کی اسناد حاصل کیں اور ہیلی کالج میں پڑھانا شروع کیا - ۱۹۴۹ء میں انہیں بورڈ آف اکانومک انکوائری کا ڈائریکٹر مقرر کیا گیا اور اسی سال انہوں نے اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کی - مرحوم اقتصادی کونسل برائے ایشیا و مشرق بعید میں پاکستان کے نمائندے تھے - ۱۹۵۰ء میں انہوں نے ایک اقتصادی وفد کے سربراہ کی حیثیت سے روس کا دورہ کیا - پروفیسر محمد حسن کچھ عرصہ ہفتہ وار سٹیٹسکس بلٹن کے ایڈیٹر بھی رہے - اسی طرح وہ پاکستان اکانومک جرنل بھی مرتب کرتے رہے - ان کا شمار پاکستان کے نامور ماہرین اقتصادیات میں ہوتا تھا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ ۷۸۶ یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

پروفیسر محمد حسن

سابق پرنسپل ہیلی کالج آف کامرس

تاریخ وفات ۲۹ جنوری ۱۹۷۰ء

بمطابق ۲۱ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ بروز جمعرات

---

**فیض احمد فیض**

اسی قبرستان کے شمال مشرق گوشے میں عالمی شہرت رکھنے والے شاعر فیض احمد فیض کی ابدی آرام گاہ ہے - ان کی سیاہ رنگ کی قبر ایک چبوترے پر ہے جس نے بہت زیادہ جگہ گھیری ہوئی ہے - ان کی بیگم نے ان کے مزار کی تعمیر پر بڑی رقم خرچ کی ہے لیکن اس پر کتبہ نہیں لگایا -

فیض صاحب ۱۹۱۰ء یا بقولے ۱۹۱۲ء میں نارو وال کے قریب موضع کالا قادر میں پیدا ہوئے - انہوں نے ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں پائی اور گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے کیا - جب ۱۹۳۹ء میں ان کا پہلا شعری مجموعہ "نقش فریادی" کے عنوان سے شائع ہوا تو پورے برعظیم میں دھوم مچ گئی - دوسری عالمی جنگ میں انہوں نے فوج میں ملازمت اختیار کر لی اور عالمی جنگ کے خاتمے کے کچھ عرصے بعد وہ پاکستان ٹائمز، لیل و نہار اور روزنامہ امروز کے چیف ایڈیٹر مقرر ہوئے - کچھ عرصے بعد وہ پاکستان سیفٹی آرڈیننس کے تحت گرفتار کر لیے گئے اور "راولپنڈی سازش کیس" میں ان پر مقدمہ چلا اور انہیں قید کی سزا ہوئی - ان کا دوسرا مجموعہ کلام "دست صبا" پس زندان ہی تیار ہوا - انہوں نے غزل لکھنے سے شاعری کا آغاز کیا لیکن رفتہ رفتہ نظم کی طرف آ گئے - فیض کے ہاں ایک مخصوص رنگ و آہنگ ہے - ان کے کلام میں رجحانات کا صحیح اور واضح احساس ملتا ہے - آخری دور میں انہوں نے جو کچھ لکھا اس میں قنوطیت کی بجائے رجائیت کا عنصر غالب ہے - بلاشبہ

فیض اپنے دور کے بہت بڑے شاعر تھے ۔ شاید سب سے بلند پایہ ۔ ان کا انتقال ۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء کو ہوا ۔

---

مولانا سید میرک شاہ

فیض کے مدفن سے جانب جنوب مغرب تیس میٹر کے فاصلے پر ایک چار دیواری کے اندر نامور عالم دین مولانا سید میرک شاہ اندرابی محو خواب ابدی ہیں ۔ موصوف علم مثلاً رٹھ سری نگر کے رہنے والے تھے ۔ انہوں نے دارالعلوم دیو بند میں تعلیم پائی ۔ مرحوم فلسفہ و منطق کے مانے ہوئے استاد تھے ۔ آزادی کے بعد مولانا اندرابی لاہور تشریف لے آئے ۔ یہاں لاہوری دروازے کے باہر مسلم مسجد سے ملحق مدرسے میں انہوں نے کئی سال تک درس و تدریس کے فرائض انجام دیے ۔ آخری عمر میں مرحوم ماڈل ٹاؤن میں اپنے بیٹے عبدالرشید اندرابی کے ہاں مقیم ہو گئے تھے ۔

انھیں مولانا انور شاہ کشمیری سے شرف تلمذ تھا اور انہوں نے شدھی تحریک کے زمانے میں تبلیغ میں بڑی سرگرمی کا مظاہرہ کیا تھا ۔ انہوں نے ڈوگرہ حکومت کے خلاف بڑا کام کیا تھا ۔ تحریک آزادی کشمیر میں ان کا نام سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہے ۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ پروفیسر مولانا علم الدین سالک نے بھی تحریک آزادی کشمیر میں عملی حصہ لیا تھا اور یہ دونوں بزرگ ایک ہی دن فوت ہوئے ۔ سالک صاحب کی تدفین سے فارغ ہو کر ہم مولانا میرک شاہ اندرابی کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے تھے ۔ مولانا اندرابی کا انتقال ۲۷ جولائی ۱۹۷۳ء کو ہوا تھا ۔ میں نے کئی بار عبدالرشید اندرابی سے کہا ہے کہ وہ مولانا کی قبر ضرور کچی رہنے دیں ، لیکن کتبہ ضرور لگا دیں ۔ ہنوز انہوں نے میری درخواست قبول نہیں کی ۔

---

پروفیسر محمد رفیع انور

قبرستان ماڈل ٹاؤن کے جنوب مشرق سیکٹر میں سیاسیات کے مشہور استاد اور سرگودھا ڈویژن کے ڈائریکٹر آف ایجوکیشن پروفیسر محمد رفیع انور محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کا آبائی وطن ٹنڈو وال ضلع جالندھر تھا جہاں وہ

۱۹ اپریل ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئے - انہوں نے ڈاکٹر حسن عسکری رضوی کے ساتھ مل کر کئی نصابی کتابیں لکھی تھیں - ان کی اپنی تصانیف میں سے The Government of Great Britain and America خاص طور پر قابل ذکر ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

پروفیسر محمد رفیع انور

تاریخ وفات ۲ دسمبر ۱۹۸۱ء

---

### نیاز محمد خان

پروفیسر رفیع انور مرحوم کی قبر سے بیس میٹر جانب قبلہ نیاز محمد خان کی ابدی آرام گاہ ہے - مرحوم سرکاری حلقوں میں این ایم خان کے نام سے مشہور تھے - وہ .I.C.S افسر تھے - قیام پاکستان سے قبل مرحوم کلکتہ کے ڈپٹی کمشنر اور آزادی کے بعد مشرقی پاکستان کے چیف سیکریٹری رہے - خان صاحب پنجابی زبان کے شاعر اور پنجابی ادبی لیگ کے روح رواں تھے - ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے ضلع شیخوپورہ سے اسمبلی کا انتخاب لڑا، لیکن ناکام رہے - ان کا آبائی وطن دلیل پور نزد کلانور ضلع گورداسپور تھا - مرحوم کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نیاز محمد خان

تاریخ ولادت ۱۲ جون ۱۹۰۷ء

تاریخ وفات ۲۱ اپریل ۱۹۷۲ء

بروز جمعة المبارک

N.M.Khan

کھلے تاریاں بھرے آسمان تلے
مری قبر نوں تسی بناؤنا جی
ایہو جیہی نویکلی جگہ اندر
مینوں مرن دے بعد سلاونا جی
اپنا جیون میں کٹیا وچ خشیاں
قبر اتے ایہہ شعر لکھوانا جی
انہے چا پہنچا جتھے چاہندا سی

(نیاز)

---

**محمد بہاء الحق قاسمی**

نیاز کی قبر سے قبلہ کی جانب بیس میٹر کے فاصلے پر مجلہ القاسم اور ہفت روزہ ضیاء الاسلام کے مدیر مکرم، "اسلام اور اشتراکیت" اور "تذکرۂ اسلاف" کے مصنف، ماڈل ٹاؤن کی مسجد کے خطیب اور مشہور ادیب عطاء الحق قاسمی کے والد محترم مولانا بہاء الحق قاسمی کی آخری آرامگاہ ہے۔ موصوف فاضل دیوبند تھے اور قیام پاکستان سے قبل امرتسر میں رہتے تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمان الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد مبارک

**حضرت پیر زادہ محمد بہاء الحق قاسمی رحمۃ اللہ علیہ**

ولد مفتی اعظم امرتسر حضرت مولانا مفتی غلام مصطفٰی قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ پیدائش　　یکم مئی ۱۹۰۰ء

تاریخ وفات　　۲ فروری ۱۹۸۷ء

---

**خواجہ فضل احمد خان شیدا**

مولانا بہاء الحق قاسمی کی قبر سے جانبِ قبلہ آٹھ میٹر کے فاصلے پر ماڈل ٹاؤن کی معروف شخصیت خواجہ فضل احمد خان شیدا کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ مرحوم ادبی ذوق رکھتے تھے اور شعر بھی کہہ لیتے تھے ۔ اُن کا انتقال مورخہ ۴ جولائی ۱۹۶۹ء کو بعمر ۸۸ سال ہوا ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

۷۸٦

حضرت خواجہ فضل احمد خان شیدا

بتاریخ ۴ جولائی بروز جمعۃ المبارک

وہ خواجہ فضل احمد ساکن دیار دلم
دل جن کا تھا یقیناً گنجینۂ محبت

در سالِ عیسوی انیس سو انہتر
داغِ فراق دیکر پہنچے درونِ جنت

---

**ڈاکٹر ایس ایم اختر**

قبرستان کے جنوبی سیکٹر میں مشہور ماہرِ اقتصادیات اور نامور اُستاد پروفیسر ایس ایم اختر کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ان کا نام سردار محمد اختر تھا ۔ انھوں نے ۱۹۲۹ء میں پنجاب یونیورسٹی سے اقتصادیات میں ایم اے کیا ۔ اس کے بعد وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن چلے گئے جہاں سے انھوں نے اقتصادیات میں ڈاکٹریٹ کی ۔ ۱۹۳۳ء میں ان کا تقرر اسلامیہ کالج میں ہوا اور وہ ۱۹۴۸ء تک اس کالج میں اقتصادیات اور سیاسیات پڑھاتے رہے ۔ قیام پاکستان کے ساتھ ہی اسلامیہ کالج کے پرنسپل عمر حیات ملک پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے تو ان کی جگہ ڈاکٹر ایس ایم اختر اسلامیہ کالج کے پرنسپل بنائے گئے ۔ ۱۹۴۸ء میں موصوف پنجاب یونیورسٹی میں صدر شعبۂ اقتصادیات کی حیثیت سے تشریف لائے اور ۱۹۶۶ء تک اس منصب پر فائز رہے ۔ ان کی تصانیف میں سے یہ کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں :

1. Pakistan, A Developing Economy
2. Economic Development of Pakistan
3. Economic of India and Pakistan
4. Emigrant Labour for Assam Tea Gardens

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ڈاکٹر ایس ایم اختر

تاریخ وفات

۱۷ جمادی الاول ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۰ فروری ۱۹۸۴ء بروز پیر

---

**سید ہاشمی فرید آبادی**

ڈاکٹر ایس ایم اختر کی قبر سے پندرہ میٹر جانب شمال مشرق مشہور ادیب ، مترجم اور مؤرخ مولوی ہاشمی فرید آبادی کی قبر ہے ۔ انھوں نے عرصۂ دراز تک انجمن ترقیٔ اردو میں بابائے اردو مولوی عبدالحق کے ساتھ کام کیا ہے ۔ ان کی علمی یادگاروں میں سے مآثر لاہور ، تاریخ یونان قدیم اور مشاہیر یونان و روما قابل ذکر ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

نور اللہ بتربتہم و لحدہم

۱۳۸۴ھ

مرقد جناب مولوی سید ہاشمی فرید آبادی

پیدائش فرید آباد　　　　وفات ماڈل ٹاؤن لاہور

۳۰ جنوری ۱۸۹۰ء　　　　۱۹ جولائی ۱۹۶۴ء

مطابق ۱۳۰۷ھ　　　　مطابق ۱۳۸۴ھ

قطعہ تاریخ نوشتہ منظور احسن عباسی

آنکہ فکرش نکتہ یاب و نکتہ ساز
آنکہ حرفش دل فروز و جان نواز
چون شد از دنیائے دون احسن گفت
رفت سید ہاشمی دانائے راز
۱۳۸۴ھ

بگفت

---

**سید مطلبی فرید آبادی**

سید مطلبی فرید آبادی قبرستان ماڈل ٹاؤن میں سید ہاشمی فرید آبادی کی قبر کے جوار میں آرام فرما ہیں - مرحوم بڑے اچھے افسانہ نگار ، شاعر اور مترجم تھے - انھوں نے "پنہاری" کے عنوان سے ایک منظوم افسانہ قلمبند کیا اور میخائیل شولو خوف کی ایک تصنیف کا ترجمہ "بہتا دریا" کے عنوان سے کیا - ان کا شعری مجموعہ "ہتیا ہتیا اور دوسری نظمیں" کے عنوان سے طبع ہو چکا ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

قطعہ تاریخ وفات
سید مطلبی فرید آبادی
پیدائش ۱۳ نومبر ۱۸۹۴ء فرید آباد
وفات جمعہ ۱۳ شعبان ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۷۸ء لاہور

الوداع اے خادم انسانیت الفراق اے پیکر صد راستی
السلام اے نیکیوں کے کاروان دیوتا الفت کے اچھا بندگی
(کسان رُت : نوشتہ مرحوم خود)

کہہ اہی ہے یہ تاریخ بھی الوداع
+۱۱۲
سید محترم الوداع الفراق
۴۷ + ۶۸۸ + ۱۱۲ + ۳۱۲ = ۱۳۹۸ھ
پروفیسر امان اللہ خان آسی ضیائی

---

**پروفیسر ملک محمد اسلم**

ماڈل ٹاؤن لاہور میں ایک گورستان ، مڑھیوں کے قبرستان کے نام سے موسوم ہے - یہاں آزادی سے قبل ہندوؤں کا مرگھٹ اور سادھوؤں کی سادھیاں ہوا کرتی تھیں - اس قبرستان میں جنازگاہ سے جانب جنوب صرف تین میٹر کے

فاصلے پر پنجاب یونیورسٹی کے ایک لائق و فائق استاد ملک محمد اسلم کی قبر ہے ۔ مرحوم نے فلسفہ اور اسلامیات میں ایم اے کیا تھا اور وہ علامہ علاء الدین صدیقی کے بعد شعبۂ اسلامیات کے صدر مقرر ہوئے تھے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پروفیسر ملک محمد اسلم
ولد ملک محمد فاضل
صدر شعبۂ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور
تاریخ وفات ۱۸ مئی ۱۹۷٦ء
جگہ وفات ۱۱۱ سی ماڈل ٹاؤن لاہور

---

**نواب فیاض علی خان**

آزادی سے قبل مشرق پنجاب (موجودہ ہریانہ) کے ضلع کرنال میں کنجپورہ کے نام سے ایک چھوٹی سی ریاست تھی ۔ ڈاکٹر محمد باقر ، سابق پرنسپل یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور نے تاریخ کنجپورہ کے عنوان سے اس ریاست کی تاریخ شائع کر دی ہے ۔ آزادی کے بعد اس ریاست کا حکمران خاندان لاہور چلا آیا تھا اور یہیں کنجپورہ کے حکمران نواب فیاض علی خان کا انتقال ہوا ۔ ان کی آخری آرام گاہ جنازگاہ کے عقب میں پندرہ میٹر کے فاصلے پر ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
نواب فیاض علی خان آف کنجپورہ
تاریخ وفات ۲۰ اگست ۱۹۸۲ء
بمطابق ۲۹ شوال ۱۴۰۲ھ بروز جمعہ

---

## قبرستانِ میانمیرؒ

اس قبرستان کا شمار لاہور کے قدیم قبرستانوں میں ہوتا ہے - سب سے پہلے یہاں حضرت میاںمیرؒ کے خادمِ خاص میاں نتھا علیہ الرحمہ دفن ہوئے - اس زمانے میں یہ علاقہ خاق پورہ کے نام سے موسوم تھا - میاں میرؒ کی رہائش انارکلی بازار میں اس جگہ تھی جہاں اب محکمہ تعلیم کا دفتر ہے - آپ نے اپنی وفات سے قبل یہ وصیت فرمائی کہ ان کا جسدِ خاکی میاں نتھا کے مدفن سے قریب دفن کیا جائے - حضرت میاںمیر کے بعد داراشکوہ کی اہلیہ شہزادی نادرہ بیگم اسی نواح میں سپرد خاک کی گئی - آہستہ آہستہ یہاں ایک عام قبرستان وجود میں آ گیا -

**حضرت میانمیر قادریؒ**

حضرت میانمیر رحمہ اللہ کا شمار لاہور کے اکابر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ انہوں نے لاہور میں ساٹھ سال انارکلی میں گذارے اور اپنی وصیت کے مطابق اپنے ایک چہیتے مرید میاں نتھا کے مزار کے قریب دفنائے گئے۔ شہزادہ داراشکوہ نے ان کے سوانح حیات "سکینۃ الاولیاء" میں تحریر کیے ہیں۔ جہانگیر اور شاہجہان ان کی بارگاہ میں باریاب ہو چکے ہیں۔ حضرت والا قدر کے مزار پُر انوار کے سرہانے کوئی کتبہ نصب نہیں ہے لیکن روضۂ مبارک کی پیشانی پر یہ عبارت درج ہے:

میانمیر سرِ دفترِ عارفاں سفر جانب شہر جاوید کرد
خورد مُہرِ سال وسالش[1] نوشت کہ خاکِ درش رشکِ اکسیر شد
چوں زیں محنت آباد دلگیر شد بفردوس والا مہامیر شد

۱۰۴۵ھ

---

**طاہرہ نقوی**

حضرت میانمیرؒ کے احاطۂ مزار کے اندر شمال مشرق گوشے میں مشہور اداکارہ طاہرہ نقوی کی قبر ہے۔ مرحومہ نے ٹیلی وژن پر کاسٹ ہونے والے ڈراموں میں بڑا نام پایا۔ ان کا انتقال بلڈ کینسر سے عین عالم جوانی میں ہوا۔ اخبارات و رسائل نے اس موقع پر خصوصی شمارے شائع کیے۔ ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد

مرقد مبارک

طاہرہ نقوی

زوجہ حامد محمود

تاریخ پیدائش ۲۰ اگست ۱۹۵۶ء

تاریخ وفات ۲ جون ۱۹۸۲ء

---

۱ - یہاں وسالش کی بجائے وصالش ہونا چاہیے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا
انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**بدیع الزمان کیکاؤس**

طاہرہ نقوی کے قدموں میں نامور قانون دان ، سپریم کورٹ کے جج ، عالم اسلام کے بہی خواہ اور پاکستان میں نفاذ شریعت کے زبردست حامی بدیع الزمان کیکاؤس محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کے لواحقین نے انہیں طاہرہ نقوی کے قدموں میں دفن کرکے ان کے ساتھ بڑی زیادتی کی ہے - مرحوم کو مولانا محمد علی جوہر کے ساتھ بڑی عقیدت تھی جس کا ثبوت انہوں نے مقدمہ کراچی کے موضوع پر ایک کتاب بعنوان Historical Trial, Maulana Mohammed Ali and Others لکھ کر کیا ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**جسٹس بدیع الزمان کیکاؤس**

ریٹائرڈ جج سپریم کورٹ آف پاکستان

تاریخ وفات ۲ مئی ۱۹۸۷ء

یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے
کہ جاں مرتی نہیں مرگ بدن سے

---

**ڈاکٹر محمد جہانگیر خان**

جسٹس بدیع الزمان کیکاؤس کی ابدی آرام گاہ سے دو میٹر جانب جنوب کرکٹ کے مشہور کھلاڑی اور برطانوی عہد میں متحدہ ہندوستان کی کرکٹ ٹیم کے رکن ڈاکٹر محمد جہانگیر خان کا مرقد ہے - مرحوم ۲۷ ستمبر ۱۹۰۹ء کو جالندھر میں سدا خیل پٹھانوں کے گھرانے میں پیدا ہوئے - مرحوم نے ۱۹۲۵ء میں میٹرک ، ۱۹۲۷ء میں انٹرمیڈیٹ اور ۱۹۳۰ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے کے امتحانات پاس کیے ۔ اس کے بعد انہوں نے علی گڑھ

مسلم یونیورسٹی میں داخلہ لیا جہاں وہ کرکٹ ٹیم کے رکن منتخب ہوئے۔

ڈاکٹر محمد جہانگیر خان نے ۱۹۳۷ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی اور لندن سے بار ایٹ لاء کی ڈگریاں لیں۔ وطن واپسی پر ان کا تقرر زمیندار کالج گجرات میں بحیثیت پرنسپل ہوا۔ ۱۹۴۲ء میں انھوں نے سرکاری ملازمت اختیار کر لی۔ ون یونٹ کے قیام کے بعد ان کا تقرر بحیثیت ناظم تعلیمات مغربی پاکستان ہوا۔ ۱۹۶۷ء میں موصوف بحیثیت جائنٹ سیکریٹری شعبہ تعلیمات ریٹائر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انھوں نے ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے ایک طویل مدت تک خدمات انجام دیں۔

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین

ڈاکٹر محمد جہانگیر خان

پیدائش ۲۷ ستمبر ۱۹۰۹ء

وفات ۲۳ جولائی ۱۹۸۸ء

---

**شیخ محمد اکرام**

طاہرہ نقوی کی قبر سے دس میٹر جانب قبلہ مشہور مؤرخ شیخ محمد اکرام کی آخری آرام گاہ ہے۔ مرحوم کا تعلق اس علمی خانوادے کے ساتھ ہے جس نے جسٹس ایس اے رحمٰن اور پروفیسر شیخ عبدالرشید جیسی شہرۂ آفاق ہستیاں پیدا کی ہیں۔ شیخ صاحب ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور کے سربراہ رہ چکے ہیں۔ ان کی تصانیف میں سے آبِ کوثر، رود کوثر، موج کوثر، ارمغانِ شبلی اور غالب نامہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اردو کے علاوہ انھوں نے انگریزی زبان میں بھی کتابیں لکھی ہیں۔ اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ وہ پہلے مؤرخ ہیں جنھوں نے برعظیم پاک و ہند کی سوشل ہسٹری کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔ مرحوم کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

## شیخ محمد اکرام

تاریخ پیدائش ۱۰ ستمبر ۱۹۰۸ء

تاریخ وفات ۱۷ جنوری ۱۹۷۳ء

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

## ڈاکٹر محمد یوسف

ڈاکٹر محمد یوسف آزادیٔ وطن سے پہلے لاہور کے معروف سرجن اور ماہر امراضِ قلب تھے۔ ان کا روحانی تعلق میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے ساتھ تھا۔ شملہ پہاڑی کے قریب ان کی خوبصورت کوٹھی "کنعان" کے نام سے مشہور تھی۔ ڈاکٹر صاحب کی قبر شیخ محمد اکرام کی قبر سے پانچ میٹر جانب قبلہ ہے۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

ڈاکٹر محمد یوسف

پیدائش وفات

۱۸ اکتوبر ۱۸۹۰ء ۸ مئی ۱۹۷۱ء

فقیر بے نوا و خاک پائے اولیاء یوسف
غلام ادنٰی سا اک حضرت میاں شیر محمد کا

یہ زیر سایہٗ حضرت میاں میر رفیع الشان
اُمید عفو و غفران فضل و رافت لے کے آ سویا

شفاعت سے رسول اللہ کی اور اپنی رحمت سے
اسے بخشے خدا اس کا مقر ہو جنت الماویٰ

---

بیگم نجمہ انوار الحق

شیخ محمد اکرام کی ابدی آرام گاہ سے پانچ میٹر جانب مشرق پاکستان کے چیف جسٹس شیخ انوار الحق کی اہلیہ محترمہ نجمہ انوار الحق محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کا آبائی وطن پسرور تھا لیکن وہ ۱۹۱۹ء میں لاہور میں پیدا ہوئیں ۔ ان کے والد محترم شیخ رحمت اللہ (م ۱۹۵۱ء) بہت بڑے کنٹریکٹر تھے اور وہ فوج کو سامان مہیا کیا کرتے تھے ۔ مرحومہ کے نانا مولوی نیاز علی (م ۱۹۳۱ء) ماہر تعلیم تھے ۔ مرحومہ بیگم نجمہ نے لاہور کالج برائے خواتین سے بی اے کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۴۳ء میں شیخ انوار الحق سے ان کا عقد ہوا ۔

بیگم نجمہ ایک بلند پایہ افسانہ نگار تھیں ۔ "تاریخ پسرور" میں ان کے حالات بڑی شرح و بسط کے ساتھ درج ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بیگم نجمہ انوار الحق

تاریخ پیدائش　　یکم ستمبر ۱۹۱۹ء

تاریخ وفات　　۱۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء

نیک سیرت پاک باطن پاک باز
جس کے دامن میں پڑھیں حوریں نماز

مرقد پہ تیرے رحمت حق کا نزول ہو
حامی تیرا خدا اور خدا کا رسول ہو

---

اکبر لاہوری

شیخ محمد اکرام کی ابدی آرام گاہ سے پندرہ میٹر جانب جنوب مشرق مشہور شاعر اکبر لاہوری محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کا نام محمد اکبر خان بھٹی

تھا اور وہ موضع مرل بار بھٹیاں تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے تھے - ۱۹۳۰ء میں انھوں نے بی اے آنرز کرنے کے بعد پنجاب اسمبلی میں ملازمت کا آغاز کیا - ان کی تصانیف میں سے چمن نظم (اردو نظموں کا مجموعہ) ، کشکول (شعری مجموعہ) ، اکبر کہانیاں ، عجائبستان کے سات عجائبات ، پنجابی مضامین ، واردات (اردو غزلیں) ، راوی دیاں رمزاں ، موج تبسم اور روزہ نامچہ (کتابچہ در فضائل روزہ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے لوح مزار پر اردو پنجابی دونوں زبانوں میں یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

اکبر یار ملنگ علی دا

پنجاب دے منے پر منے[1] شاعر ، ادیب ، مقرر ، وکیل تے[2] درویش بابائے لاہور چوہدری محمد اکبر خاں بھٹی (اکبر لاہوری) دی

آخری آرامگاہ

بزم احباب کو چمکایا ہے میں نے برسوں
کم ہوئی تھوڑی سی دنیا کی ضیا میرے بعد
اپنی روداد کے استاد ہیں میر و غالب
میں نے اکبر وہ کہا جو کہ ہوا میرے بعد
(اکبر لاہوری)

تریخ[3] پیدایش　　۵ جولائی ۱۹۱۰ء
تریخ وفات　　۲۳ ستمبر ۱۹۷۶ء

بروز جمعۃ الوداع

بمطابق ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

نذرانہ دیس پنجاب محاذ - ساجھاں پبلی کیشنز
۹ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

---

۱ - منے پر منے بمعنی مسلمہ -
۲ - تے بمعنی کے -
۳ - پنجابی زبان میں تاریخ کی املا تریخ ہے -

**خان احمد حسن خان جالندھری**

اکبر لاہوری کی قبر سے جانب قبلہ دس میٹر کے فاصلے پر خان احمد حسن خان کی ابدی آرام گاہ ہے۔ انھیں گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر آرنلڈ اور علامہ اقبال کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کی سعادت ملی۔ مرحوم اضلاع کرنال اور میانوالی میں ڈپٹی کمشنر رہے۔ انھوں نے مسلمانان جالندھر کی تعلیم کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان کی تاریخ وفات حفیظ ہوشیار پوری نے کہی جو محفوظ کر لینے کے لائق ہے۔ وھو ہذا :

کل من علیھا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والا کرام

مرقد منور

**خان بہادر خان احمد حسن خان**

ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر ساکن بستی نو جالندھر

تاریخ وفات

یکم فروری ۱۹۵۵ء مطابق ۸ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ

بدل شوق یزداں ، بکف نقد ایماں
گل مغفرت ، جنس رحمت بداماں
سر لوح سال وصالش نمایاں
بہ فردوس ازیں منزل احمد حسن خاں

۱۳۷۴ھ

---

**حور بانو**

حضرت میاں میر رحمہ اللہ کی درگاہ کے احاطے میں جو قبرستان ہے اس کے جنوب مشرق کونے میں ایک مقبرے کی عمارت کھڑی ہے۔ اس میں خواجہ حسن نظامی کی صاحبزادی حور بانو محو خواب ابدی ہیں۔ اس مقبرے کی دیواروں پر خواجہ حسن نظامی کی تحریریں مرقوم ہیں جو محفوظ کر لینے کے لائق ہیں۔ قبر کے کتبے کی عبارت یوں ہے۔

قبر

## سیدہ حور بانو بنت خواجہ حسن نظامی دہلوی

۳۵ ویں پشت میں اولادِ علی اٹھارھویں پشت میں ۔ جانشینِ
۱۸ وی پشت میں بابا فریدگنج شکر محبوب الٰہی خواجہ سید محمد امام
کی نواسی کی پوتی

عمر ۴۶ سال ولادت دہلی وفات لاہور

مرض مصائب انقلاب پیکرِ صبر بے اولاد خوش تقریر خوش تحریر
سلوک و درویشی میں کاملہ حضرت میاں میرؒ کی مہمان

تربتِ خاموش

ہے مہر بلب اس جگہ وہ عفتِ خاموش
آغوش میں ہے جس کو لیے رحمت خاموش

تربت یہ زیارت گہ حورانِ جناں ہے
آسودۂ خواب اس میں ہے اِک عصمتِ خاموش

آتے ہیں ملائک جہاں نظروں کو جھکائے
یہ خواب گہ "حور" ہے اک جنتِ خاموش

نام اپنے ابوِ جد کا کیا جس نے درخشاں
آسودہ ہے اس قبر میں وہ طلعتِ خاموش

مدفون یہاں آلِ نبی کا ہے خزانہ
یہ پیکرِ خاموش کی ہے "تربتِ خاموش"
۱۹۴۹ء

(از نازش رضوی مرحوم)

مقبرے کی شمالی دیوار پر باہر کی جانب یہ طویل عبارت مرقوم ہے جو خواجہ حسن نظامی کے قلم کا شاہکار ہے :

اس خاکی چھپرکھٹ میں خواجہ حسن نظامی دہلوی کی بیٹی حور بانو ابدی نیند سوتی ہے ۔ پانچ سال کی عمر تھی کہ اس کی ماں حبیب بانو نے وفات پائی ۔ باپ نے جوانی تک پالا ۔ ۱۹۴۷ء کے انقلابِ دہلی کے مصائب برداشت کرکے باپ کے ساتھ حیدرآباد

میں ایک سال رہی پھر شوہر کے ساتھ پنجاب میں آ گئی۔ ۱۱ ذی قعد ۱۳۶۸ھ = ۶ ستمبر ۱۹۴۹ء کو لاہور ہسپتال میں وفات پا گئی۔ چھوٹے بھائی خواجہ حسن نظامی اور مرید پاک دل محمد حسین نظامی اور حکیم منزل شاہ نظامی اور سید مبارک علی نظامی نے بیمار داری کی۔ باپ دہلی میں نظر بند تھے۔ آخر وقت بیٹی کو نہ دیکھ سکے۔ پیر سید علی شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت میانمیر صاحب نے اس بیکس پردیسی کو قیامت تک سونے کے لیے گھر دیا۔ باپ نے "بیٹی کی کہانی باپ کی زبانی" کتاب شائع کی۔ پاک پٹن شریف میں اس کے دادا حضرت مولانا سید بدر الدین اسحٰق اور نانا حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اور دہلی میں سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی اور ان کے فرزندِ معنوی اور جانشین حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام اور اس کی ماں حبیب بانو (اور اب حور بانو مرحومہ کو بچپن سے پالنے والے اور ماں باپ استاد اور مرشد کے فرائض انجام دینے والے حضرت خواجہ حسن نظامی حسن ثانی نظامی) کی ارواح اس کی مونس ہیں۔ لکھنے والا حسن نظامی ۷۲ برس کا بڈھا بیٹی کے ہجر میں بیقرار ہے مگر اپنی صابر بیٹی کی بہادری پر فخر کرنے والا ہے۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۴۷ء کو دہلی درگاہ کی بستی میں جب فوج کے سپاہی حور بانو کے گھر میں ہتھیاروں کی تلاشی لینے اندر آئے تو اس نے مردانہ ہمت سے اپنے ہاتھ کی تسبیح دکھا کر کہا کہ ہمارا ہتھیار خدا کی یاد اور یہ تسبیح ہے۔ باہر جاؤ میں تمھاری بندوقوں سے نہیں ڈرتی۔ دکھیا بیٹی تو ساری عمر شوہر کے گھر میں بے آرام رہی اور تو نے صبر کرکے مجھے صبر سکھایا۔ اب حشر تک آرام سے سوتی رہ۔ زندگی ایک خواب ہے اور بڑی بیداری ہے۔

حسن نظامی دہلوی بقلم پاک دل محمد حسین محرم شاہ نظامی عید میلاد ۱۳۶۹ھ مقام حجرہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی دہلی۔

---

## حکیم فقیر محمد چشتی نظامی امرتسری

حضرت میانمیر رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ مزار سے باہر جانب جنوب دیوار کے ساتھ کچھ قبریں ہیں۔ ان میں سب سے اہم قبر جناب حکیم فقیر محمد چشتی نظامی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ موصوف جناب محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے والد بزرگوار تھے۔ امرتسر میں ان کا مطب مایوس العلاج مریضوں کی آخری اُمید گاہ تھا۔ آزادی کے بعد انھوں نے رام گلی لاہور میں مطب شروع کیا۔ ان کے ایک فرزند محمد جلال الدین (م ۱۹۴۸ء) نے پاکپتن میں اور ایک دوسرے فرزند محمد نور الدین (م ۱۹۸۲ء) نے بورے والا میں مطب جاری کیے۔ حکیم محمد موسیٰ نے اپنے والد بزرگوار کے ساتھ پریکٹس شروع کر دی۔ حکیم فقیر محمد کے نسخہ جات "مجربات فخر الاطباء" کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں۔ مرحوم ایک صاحب دل بزرگ تھے اور انھوں نے چشتیہ نظامیہ سلسلے میں حضرت میاں علی محمد صاحب بسی والے (م ۱۹۷۵ء) کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ ان کے لوح مزار کی قدر و قیمت اس اعتبار سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس پر پیر غلام دستگیر نامی لاہوری کی کہی ہوئی تاریخ کندہ ہے اور یہ لوح حافظ یوسف سدیدی کے قلم معجز نگار کا شاہکار ہے۔ حکیم صاحب کا وصال ۲۲ اپریل ۱۹۵۲ء کو ۸۶ برس کی عمر میں ہوا۔ ان کے لوح مزار پر اندر کی جانب یہ عبارت رقم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ

فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی

مزار پُر انوار

فخر الاطباء عالیجناب حکیم فقیر محمد چشتی نظامی امرتسری نور اللہ مرقدہ ثم لاہوری

بتاریخ ۲۲ اپریل ۱۹۵۲ء مطابق ۲۷ رجب المرجب ۱۳۷۱ھ

در شب معراج جان بجان آفرین تسلیم نمود

قطعہ تاریخ

رفت از جہان فقیر محمد کہ یگاں — در ہر دو علم ماہر و وہاج آمدہ
گر گینہ پوش مانند مثال عُمر بعمر — در دستش ارچہ سندس و دیباج آمدہ

شیخ المعالجات کہ بد عارفِ الہ　　ہر گام او بجادہ منہاج آمدہ

تاریخ رحلتش بدل نامیٔ حزین
"فوت نجیب در شب معراج" آمدہ
۱۳۷۱ھ

لوحِ مزار کے باہر کی جانب یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ　　　　یا رسول اللہ صلی علیک وسلم

خواب گاہ سرمدی حضرت فخر الاطباء

الٰہی تا بود خورشید و ماہی　　　چراغ چشتیاں را روشنائی

اس مرقد میں

فخر الاطباء حضرت حکیم فقیر محمد چشتی نظامی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ محو خوابِ ابدی ہیں جو ایک عالمِ ربانی عارفِ حقانی اور طبیب لاثانی تھے ۔ فخر سلسلۂ چشتیہ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین فرید العصر حضرت شاہ خواجہ علی محمد خان سجادہ نشین بسی شریف دامت برکاتہم العالیہ آپ کے مرشد برحق ہیں ۔ حضرت فخر الاطباء کا قرآنی مادہ تاریخ وصال ہے :

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا
۱۹۵۲ء

---

## شوکت تھانوی

حکیم فقیر محمد چشتی نظامی امرتسری کے مزار مبارک سے تیس میٹر جانب قبلہ ایک چبوترے پر مشہور مزاح نگار شوکت تھانوی کی قبر ہے ۔ مرحوم بڑے زود نویس تھے ۔ ان کی تصانیف میں سے مولانا ، منشی جی ، قاضی جی ، بقراط ، قاعدہ بے قاعدہ ، بکواس وغیرہ وغیرہ ، کچھ یادیں ، کبھی کبھی ، سودیشی ریل ، مجھے خرید لو ، مکرر ارشاد ، شیش محل ، خانم خان ، پگلی ، الٹ پھیر ، معمہ خاتون ، سسرال ، لاہوریات ، چار سو بیس اور بارِ خاطر خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شہنشاہ ظرافت ادیب و صحافی

محمد عمر شوکت تھانوی "تمغہ امتیاز"

بعمر ۵۹ سال ۴ مئی ۱۹۶۳ء مطابق ۹ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ

کو لاہور میں رحلت فرما گئے

قطعہ تاریخ وفات

از ظریف جبل پوری

بذلہ سنج و مردِ خوش اطوار شوکت تھانوی
اب کہاں وہ ابر گوہر بار شوکت تھانوی

عیسوی ہجری ہوا اک مصرعِ تاریخ وفا
کہہ "شہنشاہ سخن نثار شوکت تھانوی"
۳۳۴۵

۱۹۶۳ + ۱۳۸۲ = ۳۳۴۵

---

**رسا جالندھری**

قبرستان میانمیر" کے جنوب مشرق گوشے میں افغانانِ جالندھر کا ایک الگ احاطۂ قبور ہے - اس احاطے میں مشہور شاعر محمد کبیر خان رسا کا مدفن ہے - مرحوم صفی لکھنوی (م ۱۹۵۰ء) کے شاگرد تھے اور ان کا مجموعۂ کلام "فکرِ رسا" کے عنوان سے چھپ چکا ہے - ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**محمد کبیر خان رسا جالندھری**

تاریخ پیدائش　　۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء
تاریخ وفات　　۴ اپریل ۱۹۷۷ء

---

### شوکت خانم

رسا جالندھری کی قبر سے قریب ہی محترمہ شوکت خانم کی ابدی آرام گاہ ہے - موصوفہ بیگم ڈاکٹر محمد جہانگیر خان کی حقیقی بہن تھیں اور ان کا تعلق افاغنہ جالندھر سے تھا - مرحومہ کا عقد جناب اکرام اللہ خان نیازی سے ہوا - ان کے فرزند عمران خان بین الاقوامی شہرت کے کرکٹ کے کھلاڑی ہیں - ان دنوں عمران خان اپنی والدہ مرحومہ کی یاد میں "شوکت خانم میموریل ہسپتال" بنوا رہے ہیں، جہاں سرطان کے مرض کے علاج پر خصوصی توجہ دی جائے گی - مرحومہ کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرام گاہ

شوکت خانم

زوجہ اکرام اللہ نیازی

تاریخ وفات　۱۰ فروری ۱۹۸۵ء

بمطابق　۱۹ جمادی الاول ۱۴۰۵ھ بروز اتوار

خدا کی تجھ پہ رحمت ہو محمد کی شفاعت ہو

دعا میری سدا یہ ہے تجھے جنت کی راحت ہو

---

### شہزادی نادرہ بیگم

حضرت میاں میرؒ کی درگاہ سے جانبِ مشرق ایک وسیع و عریض تالاب کے وسط میں شاہزادہ داراشکوہ کی اہلیہ نادرہ بیگم بنت شہزادہ پرویز بن جہانگیر کا عالیشان مقبرہ ہنوز بڑی اچھی حالت میں ہے - سہسرام میں شیر شاہ سوری کا مقبرہ، شیخوپورہ میں ہرن مینار سے متصل بارہ دری اور امرتسر میں ہرمندر (دربار صاحب) نادرہ بیگم کے مقبرے کی طرح تالابوں کے وسط میں تعمیر کیے گئے ہیں -

نادرہ بیگم کا انتقال سفر کے دوران بلوچستان میں ہوا تھا ۔ داراشکوہ نے گل محمد بلوچ کی نگرانی میں اس کی میت تدفین کے لیے لاہور روانہ کی ۔ نادرہ بیگم کے مزار پر لوح نصب نہیں ہے ۔ قبر کے تعویذ کے سرہانے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور لا الہ اللہ محمد رسول اللہ منقوش ہے اور پائنتی کی طرف یہ عبارت کندہ ہے :

نادرہ بیگم

زوجہ

شہزادہ داراشکوہ

سنہ وفات ۱۰۶۹ھ - ۱۶۵۹ء

---

**حکیم عبدالمجید عتیقی**

نادرہ بیگم کے تالاب کے جنوب میں عام قبرستان ہے اور اس قبرستان کی شمالی دیوار کے قریب لاہور کے کہنہ مشق طبیب ، خلافت کمیٹی کے جنرل سیکریٹری ، لاہور کانگرس کے جنرل سیکریٹری اور صاحبِ علم بزرگ عبدالمجید عتیقی کی ابدی آرامگاہ ہے ۔ انہوں نے بڑی نادر اور نایاب کتابیں جمع کی تھیں جو وہ پنجاب یونیورسٹی کی نذر کر گئے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ ۷۸۶ یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

محمد عبدالمجید عتیقی

تاریخ وفات

اپریل[1] ۱۹۷۱ء

---

۱ - لوح پر تاریخ درج نہیں صرف مہینہ درج ہے ۔
ان کا انتقال ۲۵ اپریل کو ہوا تھا ۔ ۲۶ اپریل کے اخبارات میں ان کی وفات کی خبر شائع ہوئی تھی ۔

## حکیم عبدالواحد چشتی امرتسری

حکیم عبدالمجید عتیقی کی قبر سے تیس میٹر جانبِ جنوب امرتسر اورلاہور کے مشہور طبیب ، چشتی دواخانہ نسبت روڈ کے بانی اور حکیم عبدالباسط کے والد بزرگوار حکیم عبدالواحد محوِ خوابِ ابدی ہیں ۔ مرحوم حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے والد بزرگوار حکیم فقیر محمد چشتی امرتسری کے تلمیذِ رشید تھے ۔ ان کی تاریخہائے وفات عرشی امرتسری اور نظیر لدھیانوی کی کہی ہوئی ہیں ، جو اپنی جگہ بڑی اہم ہیں ۔ ان کی قبر کے کتبے پر باہر کی جانب یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل من علیھا فان

مرقد

**حکیم عبدالواحد چشتی امرتسریؒ**

بانی چشتی دواخانہ

۱۵ شوال ۱۳۹۹ھ بمطابق ۸ ستمبر ۱۹۷۹ء بروز ہفتہ

قطعہ تاریخ

از : جناب عرشی امرتسری

نیک خُو چشتی شد از دار فنا
روئے خود از مردمِ دنیا نہفت

بہر حال رحلتش کردم چو فکر
نطق ہاتف "نیک خو چشتی" بگفت

۱۳۹۹ھ

تعمیر کنندہ حکیم عبدالباسط

لوح مزار کے اندر کی جانب یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار مبارک

الحاج جناب حکیم عبدالواحد چشتی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وفات ۱۵ شوال ۱۳۹۹ھ بمطابق

۸ ستمبر ۱۹۷۹ء بروز ہفتہ

قطعہ تاریخ

نتیجۂ فکر : جناب نظیر لدھیانوی

دارِ فانی سے گئے سوئے بہشت — عبدِ واحد نیک دل حاذق طبیب
کیوں نہ چشتی کو بہشتی ہم کہیں — ہے بہشت اور چشت میں رشتہ عجیب
ہے خدائے پاک غفار و غیور — شافع محشر ہیں اللہ کے حبیب
سالِ رحلت اس طرح کہدے نظیر
اہل دل اے چشتی جنت نصیب

۱۳۹۹ھ

تعمیر کنندہ — حکیم عبدالباسط بن حکیم عبدالواحد

میاں ننھا قادری

نادرہ بیگم کے تالاب سے جانب جنوب ایک وسیع قبرستان ہے اور اس کے وسط میں ایک بلند چبوترے پر حضرت میاں میر کے خادم خاص اور محرمِ راز میاں ننھا کا مرقد ہے ۔ داراشکوہ نے سکینۃ الاولیاء میں خاص طور پر ان کا ذکر کیا ہے ۔

حضرت میاں میرؒ کی رہائش انارکلی بازار میں ڈلہوزی شو کمپنی کے عقب میں تھی ۔ حضرت میاں ننھا اپنے مرشد کی زندگی ہی میں فوت ہوگئے تو انہیں خاقی پورہ (موجودہ میانمیر) میں دفن کیا گیا ۔ حضرت میانمیر نے اپنی وفات سے قبل میاں ننھا کی قبر سے قریب دفن ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تھا ۔ میاں ننھا فنا فی الشیخ ہو چکے تھے اور میاں میرؒ ان کی وفات کے بعد انہیں ننھا کی بجائے "نہ تھا" کہا کرتے تھے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرکز تجلیات

حضرت میاں نتھا رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاںمیر رحمۃ اللہ علیہ کے قابلِ فخر مرید

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

تاریخ وفات ۱۰۲۷ھ بروز پنجشنبہ ۱
۱۶۰۷ء

۱۶ اپریل ۱۹۷۴ء کو پتھر نصب ہوا

---

**محمود نظامی**

حضرت میاں نتھا کے مزار مبارک سے جانب قبلہ بیس میٹر کے فاصلے پر ایک چھتری تلے ریڈیو پاکستان کراچی کے ڈپٹی ڈائریکٹر محمود نظامی مدفون ہیں - اسلامیہ کالج لاہور کی صد سالہ تاریخ کے مطالعہ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مرحوم زمانۂ طالب علمی میں کالج کی علمی و ادبی انجمنوں میں بڑے ذوق و شوق کے ساتھ حصہ لیا کرتے تھے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

۷۸۶

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

محمود نظامی

تاریخ پیدائش ۲۰ اگست ۱۹۱۱ء

---

۱ - ۱۰۲۷ھ مطابق ۱۶۱۷ء ہونا چاہیے لیکن سنگ تراش نے غلطی سے ۱۶۰۷ء کندہ کر دیا ہے -

تاریخ وفات ۱۱ جنوری ۱۹۶۰ء

بوقت ½ ۱۱ بجے رات

---

**نوابزادہ رشید علی خان**

نوابزادہ رشید علی خان ، نواب ذوالفقار علی خان والی مالیر کوٹلہ کے فرزند ارجمند تھے ۔ مرحوم سٹی مسلم لیگ لاہور کے صدر اور تحریک پاکستان کے ہراول دستے میں شامل تھے ۔ ان کی قبر حضرت میاں نتھا رحمہ اللہ کے مزار پر انوار سے جانب شمال مشرق پچیس میٹر کے فاصلے پر موجود ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا محمد

حامداً و مصلیاً

انا للہ و انا الیہ راجعون

مرقد

نوابزادہ رشید علی خان مرحوم

مرقد دیوانہ و مستانہ سادہ دل صد غیرت فرزانہ
جان نثار و خادم و مخدوم لیگ شمع پاکستان را پروانہ
نامور خلف الرشید ذوالفقار درج قوم خویش را دردانہ
مخلص و ہمدرد و یار و غمگسار با وفا و از ریا بے گانہ
اے خدا در گلشن جنت بندہ بندہ مظلوم را کاشانہ

تاریخ پیدائش : ۸ جولائی ۱۹۰۶ء
تاریخ وصال : ۱۵ فروری ۱۹۷۶ء
بروز اتوار

---

**والدہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری**

نوابزادہ رشید علی خان کی قبر سے جانب مشرق بیس میٹر کے فاصلے پر

حکیم فقیر محمد چشتی نظامی امرتسری کی اہلیہ محترمہ اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی والدہ ماجدہ محو خواب ابدی ہیں - ان کی قبر کا کتبہ حافظ یوسف سدیدی کا لکھا ہوا ہے اور قطعہ تاریخ وفات پیر شرافت نوشاہی کا کہا ہوا ہے - اس طرح یہ کتبہ عجائب گھر میں محفوظ کر لینے کے لائق ہے - کتبے کے باہر کی جانب یہ عبارت مرقوم ہے :

یا حی یا قیوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد منورہ

عابدہ ، زاہدہ ، ذاکرہ

اہلیہ محترم

عالیجناب فخر الاطباء حکیم فقیر محمد چشتی نظامی فخری امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

برد اللہ مضجعہا

تاریخ رحلت

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۵ مئی ۱۹۷۲ عیسوی بروز جمعرات

قطعہ تاریخ

عارفہ طیبہ نیکو خصال از نظر اہل جہاں دور شد
سال رحیل آمدہ از نطق غیب عارفہ طیبہ مستور شد

۱۳۹۲ھ

تاریخ تعمیر رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ کتبہ یوسف سدیدی

حکیم محمد موسیٰ بن حکیم فقیر محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

کتبے کے اندر کی جانب یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ جل جلالک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ یا معین الدین رضی اللہ عنہ

### قطعہ تاریخ

طبعزاد شاعر بے بدل حضرت جناب شرافت نوشاہی صاحب ساہنپال شریف

مریم عہد خویش زبدۂ دخت | آن جناب غلام فاطمہ بگو
در عبادت یگانۂ دوران | برلبش روز و شب وظیفہ "ہو"
زہد و تقویٰ شعار او ہر دم | نیک سیرت کمال ہم خوشگو
در نماز و نیاز بد مشغول | رحمت حق حق باد برو
جان نثار و فدائے غوث جہان | ظل قادر مدام بر سر او
از ربیع اخیر یازدہم | شد مرخص بسوئے دار نکو

از شرافت چو رحلتش پرسی
داخل خلد بے گمان ، بشنو

۱۳۹۲ھ

(شرافت نوشاہی)

---

### بیگم خورشید مرزا

قبرستان میانمیر میں حال ہی میں ڈاکٹر ظفر احمد مدنی کا عظیم الشان مقبرہ تیار ہوا ہے جس کا گنبد دور دور سے نظر آتا ہے۔ ان کے مقبرے سے چالیس میٹر جانب جنوب مغرب سڑک کے کنارے گرلز کالج علی گڑھ کے بانی شیخ محمد عبداللہ المعروف بہ پاپا میاں کی صاحبزادی اور مشہور ادا کارہ بیگم خورشید مرزا کی آخری آرام گاہ ہے۔ آزادی سے قبل مرحومہ رینو کا دیوی کے نام سے فلموں میں ادا کاری کیا کرتی تھیں۔ انھوں نے "میلاد مبارک" کے عنوان سے ایک تصنیف اپنی یادگار چھوڑی ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

یا اللہ    بسم اللہ الرحمٰن الرحیم    یا محمد

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصراً کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ و اعف عنا و اغفرلنا و ارحمنا انت مولٰنا۔

یا عزیز   یا غفار   یا رب العالمین

آخری آرامگاہ

بیگم خورشید مرزا

بنت شیخ محمد عبداللہ زوجہ اکبر حسین مرزا

تاریخ وفات یکم رجب المرجب ۱۴۰۹ھ
بمطابق ۸ فروری ۱۹۸۹ء

---

**ملّا شاہ بدخشی ؒ**

حضرت ملا شاہ بدخشی ، بدخشاں کے ایک قصبے ارکسا کے رہنے والے اور حضرت میاں میر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم تھے - موصوف اپنے مرشد کی اجازت سے موسم گرما سرینگر میں اور موسم سرما لاہور میں گذارا کرتے تھے - سرینگر میں ان کی خانقاہ پری پربت کے دامن میں تا حال موجود ہے - شہزادہ داراشکوہ اور اس کی بہن جہاں آراء بیگم حضرت ملا شاہ کے مرید تھے - داراشکوہ نے "سکینۃ الاولیاء" میں اور جہاں آراء نے رسالۂ صاحبیہ میں ان کے سوانح حیات قلمبند کیے ہیں - ملّا شاہ نے مغل حکمرانوں کی مذہبی حکمت عملی پر بڑا اثر ڈالا ہے -

ان کا مزار موضع میاں میر میں ایک باغ کے اندر تھا - سکھوں کے عہد میں یہ باغ اجڑ گیا اور لوگوں نے یہاں مکانات تعمیر کر لیے - تاہم اس باغ کی ایک برجی اور صدر دروازہ تاحال موجود ہیں -

ملا شاہ کا مزار حضرت میاں میر ؒ کے مزار کی طرز پر تعمیر ہوا تھا لیکن سکھوں نے اس کے پتھر اکھاڑ کر امرتسر میں تعمیر ہونے والی عمارات میں استعمال کر لیے - وہ ان کے مزار کا تعویذ بھی اکھاڑ کر امرتسر لے گئے تھے - احمد شاہ بٹالوی مصنف "تاریخ ہندوستان" نے اسے امرتسر میں ایک باغ میں پڑے دیکھا تھا جس پر "اسمائے الٰہی بغایت خوش خط" لکھے ہوئے تھے -

محکمہ آثار قدیمہ کی بے توجہی کی بنا پر اہل محلہ نے پرانی عمارت کی مرمت کراتے وقت تمام پرانے نقش و نگار مٹا دیے - پہلے مزار کی جنوبی سمت برآمدہ نہ تھا ، اب اس کا بھی اضافہ ہو گیا ہے - مزار کے دروازے پر جو بورڈ آویزاں ہے ، اس پر یہ عبارت رقم ہے :

یا اللہ ۷۸۶ یا محمد

درگاہ حضرت ملّا شاہ
عرف
حضرت ملّا شاہ بدخشانی
مریدِ خاص حضرت میاں میر صاحب لاہور
تاریخ وصال ۱۶۶۱ء

## مومن پورہ

میکلوڈ روڈ پر صنوبر سینما کے سامنے ایک قبرستان ہے جو اثنا عشری فرقے سے تعلق رکھنے والے حضرات کے لیے مختص ہے - یہ قبرستان دراصل قبرستان شاہ ابو المعالی کا ایک حصہ ہے ، جو محفوظ کر لیا گیا ہے - رنجیت سنگھ کے زمانے میں شاہ ابو المعالی کا قبرستان بہت وسیع تھا - دیال سنگھ کالج ، گوالمنڈی ، دل محمد روڈ ، فلیمنگ روڈ اور میکلوڈ روڈ کا کچھ حصہ اسی قبرستان کو صاف کرکے آباد ہوا ہے - رنجیت سنگھ نے ۱۸۳۲ء کے لگ بھگ یہ حکم دیا کہ اب یہاں مردے نہ دفنائے جائیں - اس کے بعد لوگوں کا رخ میانی صاحب کی طرف ہوا اور شاہ ابو المعالی کے قبرستان میں تجاوزات شروع ہوگئیں -

**شیخ عبدالمجید**

قبرستان کی شمالی دیوار سے قریب ، مظفر علی شمسی کے مرقد سے چند قدم آگے ڈاکٹر عبدالحمید کے برادر بزرگ اور مشہور صحافی عبدالمجید کا مدفن ہے ۔ ان کا تعلق لاہور کے مشہور انگریزی روزنامے سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ساتھ رہا ۔ آخری عمر میں مرحوم فری لانسر ہو گئے تھے ۔ انہیں انگریزی پر عبور کامل تھا اور وہ بڑے بڑے انگریزوں کی زبان کی غلطیاں نکال دیتے تھے ۔ ان کی قبر کے سرہانے ایک چھوٹا سا کتبہ نصب ہے جس کی آخری سطر مٹی میں دب کر خراب ہو گئی ہے ۔ پوری عبارت یہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ

یا علی یا محمد یا فاطمہ

یا حسن یا حسین

عبدالمجید

ولد کرامت علی مرحوم

تاریخ پیدائش ۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء

تاریخ وفات ۱۵ دسمبر ۱۹۷۷ء

---

**سید عبدالقادر**

عبدالمجید کی قبر سے آٹھ میٹر جانبِ جنوب مشرق مشہور تاریخ دان اور ماہر تعلیم سید عبدالقادر کی آخری آرام گاہ ہے ۔ انہوں نے اپنے لائق و فائق شاگرد پروفیسر محمد شجاع الدین مرحوم کے ساتھ مل کر تاریخِ اسلام اور تاریخِ ہند و پاکستان لکھیں ۔ ان کے علاوہ تاریخِ انگلستان بھی ان کی تصنیف ہے ۔ اپنے موضوع پر اردو زبان میں یہ بہترین کتاب ہے ۔ ان کی قبر کے سرہانے جو لوح نصب ہے اس پر یہ عبارت درج ہے :

آخری آرامگاہ

سید عبدالقادر ایم اے

پروفیسر تاریخ و پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور

وفات

اتوار ۲۲ جنوری ۱۹۵۶ء     ۸ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ

فکر و تحقیق کا وہ حاصل تھے     مخزنِ علم صاحبِ دل تھے

ان سے قائم تھا وقارِ ملت کا     آبروئے وطن کے حامل تھے

رہگذارِ حیات شاہد ہے     ہر قدم پر وہ شمع منزل تھے

بزمِ ہستی سے اٹھ گئے صد حیف

فنِ تاریخ میں وہ کامل تھے

۱۹۵۶ء

---

**شمس الدین حسن**

اس قبرستان کے عین وسط میں غلام حسنین پنڈت کی قبر سے جانب جنوب مشرق چند قدم کے فاصلے پر مشہور صحافی اور مدیرِ "خاور" شمس الدین حسن کی ابدی آرامگاہ ہے۔ موجودہ صدی کے ربع اول میں ان کا شمار لاہور کے مشہور و معروف صحافیوں میں ہوتا تھا۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے:

۷۸۶

تاریخ وفات یکم جون بروز بدھ ۱۹۳۸ء مطابق یکم ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ
مزار اقدس ستمبر ۱۹۳۸ء میں ناشاد بیگم نے تیار کرایا۔

باسمہ سبحانہ

نوحہٴ غم

**حاجی الحرمین شریفین علامہ شمس الدین حسن مرحوم و مغفور**
**ایڈیٹر خاور لاہور**

ماتم کدہ ہے محفل راحت بدل گئی

ہر سمت آج ایک قیامت بپا ہوئی

شعلے نکلتے دل سے ہیں سوزِ فراق سے

جس پر گمان شمع فروزاں ہوا تجھے

عالم میں کیوں ہے شور قیامت بپا ہوا
ہے کون آج راہئ ملکِ عدم ہوا

تصویر صفحۂ دل پہ یہ کس کی کھچی ہے آج
تیغ فراق کسکی جگر میں لگی ہے آج

برباد آہ کس کا یہ کاشانہ ہو گیا
تیرے بغیر گھر یہ ویرانہ ہو گیا

شمع طرب کو کیا ہوا کس نے بجھا دیا
بزم جہان عیش میں اندھیرا چھا گیا

وہ آہ آتشیں میرے دل سے ہے شعلہ بار
دوزخ ہے جس کی آتش پنہاں کا اک شرار

درد و الم سے موج کا دل بھی ہے بیقرار
چشم حباب حسرت و غم سے ہے اشکبار

احباب آج گرد تیرے یوں ہیں نوحہ خواں
جورِ خزاں سے جس طرح بلبل کرے فغاں

بس التجا ہے پاس اپنے بلا لے مجھے
تیرے بغیر زندگی دشوار ہے مجھے

---

**امتیاز علی تاج**

امتیاز علی تاج "نیاز مندان لاہور" کے اس حلقے کے ایک فرد تھے جس میں حفیظ، چغتائی، پطرس، ہری چند اختر، سالک، تاثیر اور مجید ملک شامل تھے۔ انھوں نے ۱۹۲۲ء میں ڈرامہ انارکلی لکھ کر شہرت پائی۔ ان کی علمی یادگاروں میں قرطبہ کا قاضی، آرام، حباب، ظریف، رونق اور مراد کے ڈرامے، بھارت سپوت، محاصرۂ غرناطہ اور آر، یو، آر، قابل ذکر ہیں۔ ان کی قبر سومن پورہ کے قبرستان کے شمال مشرق گوشے میں ہے۔ ان

کے مزار کا کتبہ امام فن حافظ یوسف سدیدی مرحوم کے قلم معجز نگار کا شاہکار ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ حافظ سدیدی کے ان فن پاروں کو عجائب گھر میں محفوظ کر دیا جائے۔ لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا یتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

مرقد

سید امتیاز علی تاج

ولادت ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء

شہادت ۱۹ اپریل ۱۹۷۰ء

باغِ جنت میں شگفتہ ہو ترے دل کی کلی

تجھ کو عقبیٰ میں ملے قربِ حسین ابن علیؓ

۱۳۹۰ھ

---

**محمدی بیگم**

تاج صاحب کی قبر سے متصل جانبِ مشرق ان کی والدہ محمدی بیگم کا مزار ہے۔ مرحومہ شمس العلماء مولوی ممتاز علی کی رفیقۂ حیات اور "تہذیب نسواں" کی مدیرہ تھیں۔ ان کی تصانیف میں سے خانہ داری، انمول موتی اور نعمت خانہ قابل ذکر ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل من علیھا فان

این است خواب گاہ محمدی بیگم اہلیہ سید ممتاز علی کہ خیلے جذبۂ ہمدردی در دل داشت و در سود و بہبود دختران ہند محنتے بسیار کشید و برائے افادۂ ایشاں صحیفہ ہفت روزہ تہذیب نسواں اجراء نمود۔ پس از رنجوری شدید و علالت مدید بعمر سی سال بمقام

شملہ بتاریخ ۲ نومبر ۱۹۰۸ء رحلت کرد و حسب وصیت جسدش به لاہور آوردہ سپرد خاک نمود ۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**ناصر کاظمی**

قبرستان کے مغربی حصے میں مشہور شاعر ناصر کاظمی کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ان کا کلام نشاطِ خواب، پہلی بارش، برگ نے اور دیوان کی صورت میں طبع ہو چکا ہے ۔ موصوف انبالہ کے رہنے والے تھے اور اس کا اظہار انہوں نے اپنے ایک شعر میں یوں کیا ہے :

انبالہ اک شہر تھا سنتے ہیں اب بھی ہے
میں ہوں اس لٹے ہوئے قریئے کی روشنی

ناصر کاظمی کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمان الرحیم

علی محمد فاطمہ

حسن حسین

دائم آباد رہے گی دنیا
ہم نہ ہوں گے کوئی ہم سا ہوگا

ناصر کاظمی

ولد

سید محمد سلطان کاظمی مرحوم

تاریخ پیدائش : ۸ دسمبر ۱۹۲۵ء انبالہ

تاریخ وفات : ۲ مارچ ۱۹۷۲ء لاہور

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمدؐ

علیؑ فاطمہؑ

دائم آباد رہے گی دُنیا

ہم نہ ہوں گے کوئی ہم سا ہوگا

حسنؑ حسینؑ

# ناصرؔ کاظمی

ولد

سید محمد سلطان کاظمی مرحوم

تاریخ پیدائش ۸ دسمبر ۱۹۲۵ء انبالہ

تاریخ وفات۔ ۲ مارچ ۱۹۷۲ء لاہور

یا علی
مرزا غلام قطب الدین
ابن سائل
تاریخ وفات
آرامگاہ

### سید مسعود زیدی

ناصر کاظمی کی قبر سے جانبِ مشرق ، پرانے مقبرے کی مغربی دیوار سے ملحق سرراہ سید مسعود الحسن زیدی ، صدر علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن لاہور کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ موصوف میر ولایت حسین (م ۱۹۶۹ء) سابق اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر علی گڑھ اسکول کے فرزند ارجمند تھے ۔ انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی میں اپنے زمانۂ طالب علمی کی یادداشت ۔ علی گڑھ کی یادیں علی گڑھ کی باتیں ۔ کے عنوان سے شائع کی ہیں۔ زیدی صاحب شاعر بھی تھے اور مشاعروں میں اپنا مزاحیہ کلام سنایا کرتے تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل

یا اللہ یا علی یا فاطمہ یا حسن یا حسین یا محمد

مرقد

سید مسعود زیدی

ولد میر ولایت حسین (علیگ)

تاریخ وفات ۱۵ اپریل ۱۹۹۱ء

بمطابق ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

---

### استاد امانت علی خان

ناصر کاظمی کے مرقد سے جانبِ جنوب بارہ میٹر کے فاصلے پر نامور موسیقار جرنیل علی بخش کے پوتے اور اختر حسین کے فرزند ارجمند امانت علی خان کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ موصوف پاکستان میں پٹیالہ گائیکی کے صحیح نمائندے تھے ۔ انہوں نے فن موسیقی کے رموز و اسرار اپنے والد ماجد سے

سیکھے اور جلد ہی ان کا شمار پاکستان کے چوٹی کے موسیقاروں میں ہونے لگا۔ ان کا یہ گیت :

چاند میری زمین پھول میرا وطن

عوام میں بڑا مقبول ہوا تھا ۔ ان کی بے وقت موت سے پاکستان ایک ابھرتے ہوئے عظیم موسیقار سے محروم ہو گیا۔ رہے نام اللہ کا۔

ان کی قبر پر جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت درج ہے :

۷۸۶

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

امانت علی خان

ولد خانصاحب اختر حسین

پٹیالہ والے عمر ۵۲ سال۔ فقہ جعفریہ

تاریخ وفات یکم رمضان المبارک ۱۸ ستمبر ۱۹۷۴ء بروز بدھ

چاند میری زمین پھول میرا وطن
باران امام سایہ پنجتن پاک کا ہو

---

**اختر حسین خاں**

امانت علی خان کے مرقد سے جانب مشرق دو میٹر کے فاصلے پر خانصاحب اختر حسین خان کا مدفن ہے۔ مرحوم مشہور موسیقار جرنیل علی بخش خان کے فرزند ارجمند اور کرنیل فتح علی خان کے برادر زادے تھے۔ اختر حسین خان نے اپنے والد بزرگوار سے موسیقی کی تعلیم پائی اور اپنے والد اور چچا کے ساتھ برعظیم پاک و ہند کے بہت سے شہروں کا دورہ کرکے اپنے فن کا لوہا منوایا۔ وہ پٹیالہ گھرانے کی گائیکی کے نمایندے تھے اور پاکستان میں اس گھرانے کی موسیقی کے تعارف اور فروغ میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ ان کی قبر پر جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عجیب سی عبارت کندہ ہے :

۷۸۶

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خانصاحب اختر حسین خان

ولد خانصاحب جرنیل علی بخش پٹیالہ والے

عمر ۸۰ سال ۔ فقہ جعفریہ

تاریخ وفات یکم جنوری ۱۹۷۴ء بروز پیر

سایہ پنجتن کا ہو

---

**منظور حسین جھلّا**

امانت علی خان کی قبر سے جانب مشرق پندرہ میٹر کے فاصلے پر مشہور گلوکار ، اداکار اور پنجابی زبان کے شاعر منظور حسین جھلّا کی آخری آرام گاہ ہے ۔ ان کی قبر پر جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

علی ولی اللہ وصیُ رسول اللہ و خلیفتہُ بلا فصل

یا علی　یا فاطمہ　یا حسن　یا حسین

منظور حسین جھلّا

ذاکر اہلبیت

تاریخ وفات ۴ جون ۱۹۷۹ء بروز جمعرات

---

**ڈاکٹر عبدالحمید**

قبرستان کی جنوبی دیوار سے قریب مشہور تاریخ دان اور ماہر تعلیم ڈاکٹر عبدالحمید ، صدر شعبۂ تاریخ و سیاسیات گورنمنٹ کالج لاہور ، صدر شعبۂ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور ، ڈائریکٹر پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اور ڈائریکٹر ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان محو خواب ابدی ہیں - Muslim Separatism in India ان کی معرکہ آرا تصنیف ہے جس میں انہوں نے برعظیم پاک و ہند میں دو قومی نظریے کے ارتقاء کا جائزہ پیش کیا ہے - ان

کے تلامذہ میں سے ڈاکٹر مسز پروین شوکت، ڈاکٹر وحید الزمان اور ڈاکٹر منیر الدین چغتائی نے تعلیمی میدان میں بڑا نام پیدا کیا ہے۔ عبدالحمید مشہور صحافی عبدالمجید کے برادر اصغر تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا محمد

علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل

یا علی یا فاطمہ یا حسن یا حسین

پروفیسر ڈاکٹر عبدالحمید مرحوم و مغفور

ولد شیخ کرامت علی مرحوم و مغفور

تاریخ پیدائش ۳ مارچ ۱۹۱۰ء

تاریخ وفات ۸ دسمبر ۱۹۸۰ء

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

سید عابد علی عابد

ڈاکٹر عبدالحمید کے مرقد سے قریب جانب شمال مشہور شاعر اور ماہر تعلیم سید عابد علی عابد کا مدفن ہے۔ ان کی قبر ایک طرف کو جھک گئی ہے اور کتبے کی آخری سطر سیم کی نذر ہو چکی ہے۔ ان کا تعلق جگرانواں (جگراؤں) کے ایک علمی خانوادے سے تھا۔ ان کے پردادا منشی رجب علی آرسطو جاہ غالب کے مکتوب الیہ اور گورنر پنجاب کے میر منشی تھے۔ عابد صاحب ۲۱ ستمبر ۱۹۰۶ء کو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم لاہور میں ہوئی۔ وہ ابھی نویں جماعت میں پڑھتے تھے کہ انھوں نے شعر کہنے شروع کر دیے تھے۔

ان کی تصانیف میں سے ان کا مجموعۂ کلام شب نگار بنداں، دکھ سکھ، سہاگ، شمع، طلسمات، ید بیضا، یہ ہے شمالی افریقہ (جان گنتھر کی کتاب کا ترجمہ)، بریشم عود، انتقاد، تلمیحات اقبال، شعر اقبال، تاریخ ادبیات فارسی اور تنقیدی مضامین قابل ذکر ہیں۔ مرحوم کئی برس تک

دیال سنگھ کالج لاہور کے پرنسپل رہے - آخری عمر میں ان کا تعلق مجلس ترقیٔ ادب سے ہو گیا تھا اور وہ مجلس کا ترجمان مجلہ "صحیفہ" مرتب کرتے رہے۔ اردو اور فارسی ادب کے علاوہ انہیں کلاسیکل موسیقی پر کامل عبور تھا -

ماہنامہ "قند" مردان کے موسیقی نمبر میں ان کا موسیقی کے بارے میں مضمون قابل صد تحسین ہے -

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرقد

سید عابد علی عابد

تاریخ وفات ۲۰ جنوری ۱۹۷۱ء

ہم زباں چپ ہو گئے ہم داستاں چپ ہو گئے
کیسے کیسے محفل آراء ناگہاں چپ ہو گئے

---

**محمد امین اندرابی**

لکشمی چوک سے رتن سینما کی طرف جاتے ہوئے بائیں ہاتھ اسلامیہ سٹریٹ نمبر ۱۳۹ کا بورڈ لگا ہوا ہے - اسی گلی میں جامعہ ہجویریہ کی عمارت ہے - یہ گلی جہاں جا کر ختم ہوتی ہے وہیں ایک چار دیواری کے اندر ۲۷ قبریں ہیں - چار دیواری کے دروازے کی پیشانی پر یہ عبارت مرقوم ہے :

خیابانِ سادات اندراب
آسودگان خانوادۂ قادریہ
قبرستان سادات اندراب

کسی زمانے میں یہ قبرستان ، حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے قبرستان کا ایک حصہ تھا - اب صرف ۲۷ قبریں باقی رہ گئی ہیں جو اندرابیوں نے اپنی جد و جہد سے بچا لی ہیں۔ ان قبروں میں سب سے اہم قبر سید محمد امین اندرابی ایڈووکیٹ کی ہے - مرحوم موجودہ صدی کے آغاز میں لاہور کے ایک کامیاب وکیل اور سماجی کارکن تھے - ان کا تعلق انجمن نعمانیہ ہند سے تھا -

سید محمد امین اندرابی کے والد اور دادا صاحب طریقت بزرگ تھے۔ ان کے مزارات بھی اسی احاطے میں ہیں۔ سید صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مزار اقدس

پیر طریقت رہبر سالکان عالم شریعت

حامل طریقت عاشق غوث الوریٰ

حضرت حافظ مولانا مولوی محمد امین حزین

قادری اندرابی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

پسر حضرت سید عبدالغنی قادری اندرابی

تاریخ وصال

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ

بمطابق ۲۲ نومبر ۱۹۶۱ء

---

**احمد سعید اندرابی**

محمد امین اندرابی کے مرقد سے جانب جنوب مشرق چار میٹر کے فاصلے پر ان کے ایک جوان سال فرزند احمد سعید کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کی تاریخ وفات جو ان کے لوح مزار پر کندہ ہے، وہ خود محمد امین اندرابی المتخلص بہ حزین کی کہی ہوئی ہے۔ ثانیاً، ان کا کتبہ خطاط اعظم تاج زرین رقم کے قلم معجز نگار کا شاہکار ہے۔ یوں صاحب قبر سے کہیں زیادہ ان کی قبر کے کتبے کی قدر و قیمت بڑھ گئی ہے۔ پوری عبارت یوں ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تاریخ وفات حافظ سید احمد سعید صاحب

گیلانی اندرابی

جو ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ مطابق
۱۳ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو واقعہ ہوئی

اے دریغا سید احمد سعید
عاقبت در کنج مرقد آرمید
بود دو شنبہ و رمضان بست و یک
رحمت حق در برش چوں در کشید
گفت ہاتف بہرِ سالِ ارتحال
داخل جنت سید احمد شاہ سعید
۱۳۶۰ھ

کتبہ تاج زرین رقم لاہور پدر حزین سید محمد امین اندرابی گیلانی۔

# قبرستانِ شہداء

آر اے بازار لاہور سے جو سڑک بیدیاں کی طرف جاتی ہے ، اس سے ایک سڑک نکل کر لاہور ائیرپورٹ کی حد پر ختم ہو جاتی ہے ۔ جہاں یہ سڑک ختم ہوتی ہے وہیں ایک چھوٹا سا لیکن صاف ستھرا اور سایہ دار قبرستان ہے جس میں عموماً فوجی اور ان کے لواحقین دفنائے جاتے ہیں ۔ اس قبرستان میں ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے شہداء کی اجتماعی قبریں بھی ہیں اور "نامعلوم سپاہی" بھی مدفون ہیں ۔ اس قبرستان میں دو قبریں چالیس سال پرانی ہیں ۔ یہ دو پائیلٹوں کی ہیں جو ۲۶ اگست ۱۹۵۲ء کو کنیوڑہ کے مقام پر فضائی حادثے میں جاں بحق ہوئے تھے ۔

## بریگیڈیر امجد علی خان

قبرستان میں داخل ہوتے ہی بریگیڈیر امجد علی خان چوہدری کی مرمریں قبر پر نظر پڑتی ہے - ان کا مکمل تعارف لوح مزار پر ان الفاظ میں کرایا گیا ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**بریگیڈیر امجد علی خان چوہدری**

پاکستان آرٹلری ، ہلال جرأت

فاتح چھمب جوڑیاں محافظ چونڈہ و سیالکوٹ

ولد شیر علی خان

تاریخ ولادت ۹ جنوری ۱۹۱۷ء

تاریخ وفات ۵ دسمبر ۱۹۹۰ء

تعویذ کے قبلہ رخ یہ عبارت جلی حروف میں مرقوم ہے :

محافظ سیالکوٹ ۸-۹ ستمبر ۱۹۶۵ء

چونڈہ ۱۰ سے ۲۲ ستمبر ۱۹۶۵ء

تعویذ کی جنوبی سمت یہ عبارت کندہ ہے :

مجاہد آزاد کشمیر ۱۹۴۸ء

تعویذ کے مشرق جانب یہ عبارت منقوش ہے :

فاتح دیوا ۱۵ اگست ۱۹۶۵ء

چھمب یکم ستمبر ۱۹۶۵ء

جوڑیاں ۵ ستمبر ۱۹۶۵ء

مرحوم کے لوح مزار کی پشت پر یہ عبارت درج ہے :

By all accounts the part played by the 4 Corps Artillery can only be termed as magnificient. The results they achieved are miraculous for which they deserve congratulations and gratitude of our all.

Field Marshal
Muhammad Ayub Khan
President of Pakistan.
13-11-65

---

**جنرل عبدالحمید خان**

بریگیڈیر امجد علی خان چوہدری کی ابدی آرام گاہ سے جانب شمال آٹھ میٹر کے فاصلے پر پاک آرمی کے سربراہ جنرل عبدالحمید خان کا مدفن ہے۔ مرحوم جنرل یحییٰ خان کے دور صدارت میں پاک فوج کے چیف آف آرمی سٹاف تھے۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد جب ذوالفقار علی بھٹو نے چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر کا عہدہ سنبھالا تو انھوں نے پہلے ہی روز جن فوجی افسروں کو ان کے عہدوں سے برطرف کیا، ان میں جنرل عبدالحمید خان بھی تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**جنرل عبدالحمید خان**

سابق چیف آف آرمی سٹاف

ابن محمد حیات خان

پیدائش ۲۹ اپریل ۱۹۱۷ء

وفات ۲۱ جولائی ۱۹۸۳ء

---

**لفٹیننٹ جنرل الطاف قادر**

جنرل عبدالحمید کی ابدی آرام گاہ سے جانب شمال اردو کے عظیم محسن سر شیخ عبدالقادر (م۱۹۵۰ء) کے فرزند ارجمند اور پاکستان کے وزیر خارجہ

منظور قادر (م ۱۹۷۴ء) کے برادر عزیز لیفٹیننٹ جنرل الطاف قادر کا مرقد ہے۔ ان کی تاریخ وفات، جو ان کے لوح مزار پر کندہ ہے، ابوالاثر حفیظ جالندھری (م ۱۹۸۲ء) کی کہی ہوئی ہے۔ اس نے لوح مزار کی قدر و قیمت بڑھا دی ہے۔ لوح کی پوری عبارت یوں ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لیفٹیننٹ جنرل الطاف قادر

سرفراز جانباز الطاف قادر تھے پاک افواج کے مرد نادر

معروف سر عبدالقادر کے فرزند غازی، مجاہد، صابر، خردمند

احسان و منظور قادر کے بھائی میرے بڑے محسن ہر دم فدائی

کردار گفتار شیریں مدامی مثل پدر مظہر نیک نامی

دے کر ہمیں ورثہ دیں پناہی فردوس کے ہو گئے جلد راہی

ولادت — وفات

۶ جون ۱۹۱۵ء — ۲۷ فروری ۱۹۸۲ء

انا للہ و انا الیہ راجعون

قطعہ ــــــــــــ ابوالاثر حفیظ جالندھری

---

**بریگیڈیر احسن رشید شامی**

الطاف قادر کے مرقد سے جانب شمال آٹھ میٹر کے فاصلے پر بریگیڈیر احسن رشید شامی آرام فرما ہیں۔ ان کا آبائی وطن ضلع ہوشیار پور کا مشہور تاریخی قصبہ شام چوراسی ہے۔ موصوف کے اجداد میں حضرت بابا عبدالنبی شامی مجددی (م ۱۷۳۳ء) بڑے اونچے پایہ کے بزرگ ہو گزرے ہیں۔

بریگیڈیر شامی نے ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں کھیم کرن کے محاذ پر جام شہادت نوش کیا۔ ان کا جسد خاکی بھارتیوں نے سپرد خاک کر دیا۔ کئی ہفتوں کے بعد جب حالات معمول پر آئے تو ان کی میت پاکستان لائی گئی۔ ان کی ہمشیرگان کا کہنا ہے کہ اس وقت ان کا جسم ترو تازہ دکھائی دیتا تھا۔ ان کے لوح پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ　　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بریگیڈیر احسن رشید شامی شہید

ہلال جرأت

ولد خان بہادر عبدالرشید

جائے پیدائش لائلپور

تاریخ پیدائش ۱۳ دسمبر ۱۹۱۸ء

تاریخ شہادت ۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء

جائے شہادت کھیم کرن بھارت

قبر کے تعویذ پر یہ طویل عبارت مرقوم ہے :

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء کو پاکستانی شیر دل سپاہی کھیم کرن کے محاذ پر ہندوستانی علاقے میں تیزی سے بڑھ رہے تھے ۔ بریگیڈیر احسن رشید شامی شہید پاکستانی توپ خانے کی قیادت کر رہے تھے ۔ ہندوستانی فوج کا ایک دفاعی مورچہ ہمارے استقدام میں مانع آ رہا تھا ۔ اس مورچے کا صحیح تعین کرنے کے لیے شہید مرد مجاہد اپنی افواج کے ہراول دستوں سے بھی آگے نکل کر بلاخوف و خطر ہندوستانی علاقے میں بڑھ گئے اور ایک ہندوستانی دستے کے ہاتھوں شہید ہوگئے ۔

شہید کے اس جرأت مندانہ اقدام سے پاکستانی افواج کا حوصلہ بلند ہوگیا ۔ پاکستانی توپخانے نے معین شدہ مورچے پر زبردست گولہ باری کی اور مجاہدین دوبارہ آگے بڑھنے لگے ۔

بریگیڈیر شامی شہید نے ملک و ملت کی ناموس و بقا کی خاطر اپنی جان کی قربانی پیش کی اور اس طرح زندہ و جاوداں ہوگئے ۔

---

**میجر جنرل سرفراز خان**

قبرستان کے شمالی حصے میں ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے ہیرو میجر جنرل سرفراز خان کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ مرحوم کا آبائی وطن ضلع اٹک کا

مشہور قصبہ پنڈی گھیپ تھا ۔ انہوں نے ۱۹۳۷ء میں پنجاب یونیورسٹی سے تاریخ کے مضمون میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی اور اگلے سال فوج میں کمیشن حاصل کر لیا ۔ ان کے لوح مزار پر ان کا مکمل تعارف ان الفاظ میں مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ　　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پاسبانِ وطن　　　　محافظِ لاہور

**میجر جنرل سرفراز خان**

ہلال جرأت ملٹری کراس

۱۹۱۲ء میں پیدائش ہوئی ۔
۱۹۳۸ء میں آرمی میں کمیشن ملا ۔
۱۹۴۱ - ۴۵ء دوسری جنگ عظیم میں ملٹری کراس حاصل کیا ۔
۱۹۴۸ء کشمیر کے محاذ پر کارہائے نمایاں انجام دیے ۔
۱۹۵۸ء بحیثیت .G.O.C پاکستان کی پہلی آرمرڈ ڈویژن قائم کی ۔
۱۹۶۲-۶۳ء ترکی میں CENTO کے چیئرمین رہے ۔
۱۹۶۵ء بحیثیت کمانڈر لاہور محاذ کا دفاع کیا ۔
ہلال جرأت کا تمغہ پایا اور "محافظ لاہور" کا خطاب حاصل کیا ۔
۱۹۶۶ - ۷۰ء چیئرمین سوئی ناردرن گیس رہے ۔
۱۹۷۷ - ۸۱ء مملکت شام میں سفیر رہے اور اعلیٰ شامی ایوارڈ "الدرجۃ المعتارۃ" حاصل کیا ۔
۱۹۸۲-۹۰ء ملکی اور غیر ملکی موضوعات بالخصوص[1] مشرقِ وسطیٰ پر ماہرانہ تبصرے کیے اور بین الاقوامی سطح پر شہرت پائی ۔
۱۷ اکتوبر بروز بدھ ۱۹۹۰ء اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ۔

تعویذ کے دائیں جانب اللہ تبارک و تعالیٰ کے ننانوے نام کندہ ہیں اور بائیں جانب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ننانوے نام منقوش ہیں ۔ ان کے علاوہ تعویذ کے دونوں جانب آیت الکرسی بھی مرقوم ہے ۔

---

۱ ۔ کتبے پر بالخصوص کو بلخصوص لکھا ہوا ہے ۔

# قبرستانِ گلبرگ

گلبرگ لاہور کی ایک نئی آبادی ہے جو قیام پاکستان کے بعد معرضِ وجود میں آئی ۔ اس آبادی کا سب سے بڑا قبرستان لاہور کو کراچی سے ملانے والی ریلوے لائن سے قریب واقع ہے ۔ اس قبرستان میں کئی نامور ہستیاں محوِ خوابِ ابدی ہیں ۔ ان میں آغا بیدار بخت ، جسٹس ایس اے رحمٰن ، پروفیسر سراج الدین ، حکیم حبیب اشعر، حکیم جمیل خاں ابن مسیح الملک حکیم اجمل خان اور غلام احمد پرویز خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

**آغا جی اے گل**

گلبرگ کے قبرستان میں صدر دروازے سے داخل ہوں تو بیس میٹر کے فاصلے پر مشہور ہدایت کار اور فلمساز آغا جی اے گل کی قبر دکھائی دیتی ہے - مرحوم بہت سی کامیاب فلموں کے خالق تھے اور فلمی دنیا میں بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے - ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ     بسم اللہ الرحمٰن الرحیم     یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آغا جی اے گل

ولد لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر غلام محمد

تاریخ پیدائش ۱۹ فروری ۱۹۱۳ء

تاریخ وفات ۶ ستمبر ۱۹۸۳ء

بمطابق ۲۷ ذیقعد ۱۴۰۳ھ بروز منگل

دو بجے دن بمقام لندن

---

**حکیم حبیب اشعر**

اسی قبرستان کے شمال مشرق خطے میں لاہور کے نامور طبیب ، مترجم اور خاندان شریفی کے چشم و چراغ حکیم حبیب اشعر کی ابدی آرام گاہ ہے . انہیں عربی سے اردو میں ترجمہ کرنے پر بڑی مہارت تھی - انہوں نے مشہور عرب ادیب المنفلوطی کی متعدد تصانیف کو اردو کا جامہ پہنایا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

۷۸۶

مزار مبارک

حکیم حبیب اشعر دہلوی

خلف الرشید حکیم قاسم جان مرحوم

قادر الکلام شاعر بے مثل ادیب نکتہ رس طبیب

اور خاندان شریفی کے چشم و چراغ
یکم جنوری ۱۹۱۹ء دہلی میں پیدا ہوئے
۱۴ جون ۱۹۷۱ء لاہور میں انتقال ہوا
اشعر نکتہ دان شعور افروز
۱۹۷۱ء
خاک اشعر برزمین عالی وقار
۱۹۱۹ء تاریخ پیدائش
کاخ اشعر برفلک نوری مقام
۱۹۷۱ء تاریخ وفات
جمال سویدا

---

**حکیم محمد نبی خان جمال سویدا**

حکیم حبیب اشعر کے مرقد سے سات میٹر جانب مشرق مائل بہ جنوب حکیم محمد جمیل خان کے فرزند ارجمند اور حکیم محمد اجمل خان کے پوتے حکیم محمد نبی خان جمال سویدا کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم ایک طبیب حاذق اور بلند پایہ شاعر تھے۔ وہ لاہور میں دواخانہ حکیم اجمل خان کے روح رواں تھے۔ ان کے لوح مزار پر جو کتبہ نصب ہے وہ حافظ محمد یوسف سدیدی کے فرزند رشید بہار مصطفیٰ کا تحریر کردہ ہے۔ یہ نوجوان ایک اُبھرتا ہوا خطاط ہے جو اپنے عظیم والد بزرگوار کی روایت کو آگے بڑھانے کا عزم رکھتا ہے۔ یہ کتبہ فن خطاطی کا ایک نادر نمونہ ہے:

۷۸۶
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مزار شریف
**مسیح الملک حکیم نبی خان جمال سویدا**
خلف الرشید
مسیح الملک حکیم محمد جمیل خان وفا

برصغیر پاک و ہند کے جید طبیب خاندان شریفی کی روایات کے
آخری امین ۵ نومبر ۱۹۲۰ء کو شریف منزل دہلی میں پیدا ہوئے۔
۲ جولائی ۱۹۹۰ء کو لاہور میں وفات پائی ۔

محمد نبی خان جمال سویدا
طبابت میں یکتا حذاقت میں شیدا

کتبہ بہار مصطفےٰ ۱۵ فروری ۱۹۹۱ء

---

**حکیم محمد جمیل خان**

حکیم محمد نبی خان جمال سویدا کے مزار سے ملحق جانب شمال مشرق ان کے والد بزرگوار حکیم محمد جمیل خان کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ مرحوم حکیم محمد اجمل خان کے فرزند ارجمند اور دہلی کی قدیم روایات اور شرافت کے امین تھے ۔ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے دہلی سے لاہور آ کر ماڈل ٹاؤن میں قیام فرمایا اور یہاں دواخانہ حکیم اجمل خان کی بنیاد رکھی جس نے بہت جلد ترقی کی منازل طے کر لیں ۔ ان کے مزار پر پہلے جو کتبہ نصب تھا ، وہ ٹوٹ گیا تھا اس لیے اب نیا کتبہ لگایا گیا ہے، جو بہار مصطفےٰ کی خطاطی کا شاہکار ہے ۔

۷۸۶
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مزار شریف
مسیح الملک حکیم محمد جمیل خان وفا
خلف الرشید
مسیح الملک حافظ حکیم محمد اجمل خان شیدا

اپنے وقت کے جید طبیب اور خاندان شریفی کے آخری بزرگ
۱۶ جنوری ۱۸۹۸ء میں شریف منزل دہلی میں پیدا ہوئے۔
۲۳ ستمبر ۱۹۷۰ء لاہور میں بعارضہ فالج انتقال ہوا ۔

افق حذاقت
۱۳۹۰ھ

---

مفکر ، محقق ، بصیر و عقیل

طبیبِ یگانہ محمد جمیل[1]

۱۳۹۰ھ

---

**ایس اے رحمٰن**

حکیم حبیب اشعر کے مدفن سے بیس میٹر جانبِ جنوب مشرق سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس جناب ایس اے رحمٰن (شیخ عبدالرحمٰن) محو خواب ابدی ہیں ۔ موصوف ۱۹۲۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ریاضی میں ایم اے کرنے کے بعد ۱۹۲۶ء میں .I.C.S میں شامل ہوئے ۔

۱۹۲۳ء تا ۱۹۲۸ء انہوں نے آکسفورڈ میں تربیت حاصل کی اور اکتوبر ۱۹۲۸ء میں ان کا تقرر کیمبل پور (حال اٹک) میں بحیثیت اسسٹنٹ کمشنر ہوا۔ اس کے بعد موصوف گورداسپور ، جہلم ، بھکر ، ملتان ، شملہ ، شیخوپورہ ، کرنال ، رہتک ، حصار ، فیروز پور ، میانوالی ، امرتسر ، لاہور اور سرگودھا میں مختلف عہدوں پر فائز رہے ۔ مئی ۱۹۳۶ء میں ان کا تقرر بطور جج ہائیکورٹ پنجاب ہوا ۔ ۱۹۴۷ء میں انہیں باؤنڈری کمیشن کا رکن مقرر کیا گیا ۔ انہوں نے قائداعظم کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور ریڈ کلف کے ناپاک عزائم سے مطلع کیا ۔ قیام پاکستان کے بعد موصوف متروکہ املاک کے کسٹوڈین مقرر ہوئے ۔ ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۲ء وہ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے ۔ ۱۹۵۴ء میں ان کا تقرر بطور چیف جج پنجاب ہائی کورٹ ہوا اور ۱۹۵۶ء میں موصوف مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے چیف جج مقرر ہوئے ۔ ۱۹۵۸ء میں مرحوم سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج مقرر ہوئے جہاں سے وہ چیف جسٹس کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے ۔ حکومت پاکستان نے ان کی اعلیٰ خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں ”ہلال پاکستان“ کا اعزاز عطاء کیا اور پنجاب یونیورسٹی نے ان کی علمی و ادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے موصوف کو ایل ایل ڈی کی اعزازی ڈگری عطاء کی ۔ شیخ صاحب بہت سی علمی و ادبی مجالس کے رکن

---

۱ - یہ تاریخ ان کے فرزند جمال سویدا نے کہی تھی ۔ پرانے کتبے پر ان کا نام درج تھا ۔

یا سرپرست تھے - انھوں نے علامہ اقبال کی مثنوی اسرار خودی کا منظوم اردو ترجمہ "ترجمان اسرار" کے عنوان سے کیا - ان کے خطبات کا مجموعہ "حدیث دل" کے عنوان سے چھپ چکا ہے - ان کا کلام — خیابانِ نوا — کے عنوان کے تحت شائع ہوا ہے - مختصراً یہ کہ شیخ عبدالرحمٰن مرحوم اپنی ذات میں ایک انجمن تھے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

چیف جسٹس ایس اے رحمٰن

تاریخ پیدائش　　۴ جون ۱۹۰۳ء

تاریخ وفات　　۱۱ فروری ۱۹۷۹ء

بمطابق　　۱۳ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

---

**پروفیسر سراج الدین**

جناب جسٹس ایس اے رحمٰن کی ابدی آرام گاہ سے جانب جنوب تیس میٹر کے فاصلے پر سڑک کے کنارے پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور مشہور انگریزی دان پروفیسر سراج الدین کی آخری آرام گاہ ہے - موصوف ۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے - انھوں نے ۱۹۲۷ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے آنرز کیا اور ۱۹۲۹ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے انگریزی کی ڈگری حاصل کی - ۱۹۳۳ء میں انھوں نے آکسفورڈ سے بی لٹ کی سند لی اور ۱۹۳۴ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ہی اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا - ۱۹۴۵ء میں مرحوم صدر شعبۂ انگریزی مقرر ہوئے اور ۱۹۵۰ء میں گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے - ۱۹۵۴ء تا ۱۹۵۵ء مرحوم محکمہ تعلیم کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہے - ۱۹۵۵ء میں موصوف دوبارہ گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل مقرر ہوئے - ۱۹۵۸ء میں ان کا تقرر بحیثیت ناظم تعلیمات (D .P. I.) ہوا اور ایک سال بعد وہ حکومت مغربی پاکستان کے سیکریٹری بنے - ۱۹۶۲ء میں ان کا تقرر پنجاب یونیورسٹی میں بحیثیت صدر شعبہ ہوا - انھوں نے ۱۹۷۰ء تک یہ ذمہ داری نبھائی - آئندہ دو سال مرحوم ایم اے او کالج لاہور کے پرنسپل

رہے - ۱۹۷۳ء میں ان کا تقرر بحیثیت وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی ہوا لیکن وہ دس ماہ بعد ہی اس عہدے سے سبکدوش ہوگئے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

**پروفیسر سراج الدین**

ولد

میاں معراج الدین

پیدائش ۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ء

وفات ۲۸ اگست ۱۹۸۶ء

---

**آغا بیدار بخت**

آغا بیدار بخت کا شمار نامور ماہرین تعلیم میں ہوتا ہے - انہوں نے علوم شرقیہ کی بڑی خدمت کی ہے اور ہزاروں افراد کو زیور علم سے آراستہ کر کے ان کا مستقبل بنایا ہے - انہوں نے "ماورائے حجاز" کے عنوان سے "ارمغان حجاز" کی شرح لکھی تھی اور سید سلیمان ندوی" کی سیرۃ النبی[ص] کی پانچویں جلد کا خلاصہ تیار کیا تھا - ان کی قبر ریلوے لائن سے قریب ہے - آغا بیدار بخت کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**آغا بیدار بخت**

ماہر تعلیم ، شاعر و ادیب ، دانشور

بانیٔ دارالعلوم السنتہ الشرقیہ لاہور

تاریخ پیدائش ۲۰ نومبر ۱۹۰۳ء

تاریخ وفات ۳۰ اپریل ۱۹۸۱ء

میرے اللہ نے بھیجا مجھے پیغام قضا
نالۂ شب کا فلک بوس اثر ہو کے رہا

شان و شوکت سے گریزاں تھا ہمیشہ بیدار
آخر کار وہ خود خاک بسر ہو کے رہا

---

## قبرستان ڈی بلاک گلبرگ

یہ ایک چھوٹا سا قبرستان ہے جو علی گڑھ پبلک سکول سے فرلانگ بھر کے فاصلے پر الحجاز ہسپتال کے عقب میں واقع ہے ۔ پہلے یہ قبرستان سڑک سے نظر آتا تھا ، اب اس کے سامنے الحجاز ہسپتال تعمیر ہونے کے بعد یہ نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے ۔ اس قبرستان میں چند نامور ہستیاں مدفون ہیں ۔

**پروفیسر حمید احمد خان**

گلبرگ کے ڈی بلاک میں ایک چھوٹا سا قبرستان ہے جو اب الحجاز ہسپتال کے پیچھے چھپ گیا ہے۔ اس کے شمال مشرق گوشے میں پنجاب یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر، اردو زبان کے محسن، اسلامیہ کالج سول لائنز کے پرنسپل، مولانا ظفر علی خان اور مولانا حامد علی خان کے بھائی پروفیسر حمید احمد خان محو خواب ابدی ہیں۔ مرحوم انگریزی پڑھاتے اور اردو لکھتے تھے۔ یونیورسٹی کی ملازمت سے سبکدوشی کے بعد موصوف ادارۂ ثقافت اسلامیہ اور مجلس ترقی ادب سے منسلک ہوگئے تھے۔ انہوں نے سیرت ختمی مرتبت کے علاوہ ارمغان حالی اور دیوان غالب نسخۂ حمیدیہ اپنی یادگاریں چھوڑی ہیں۔ ان کے مزار کا کتبہ حضرت نفیس رقم کا تحریر کردہ ہے، جو خطاطی کا بہترین شاہکار ہے۔ اسے تو اب عجائب گھر میں محفوظ کر لینا چاہیے: کتبے کی عبارت یوں ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والذین آمنوا و عملوا الصالحات اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خلدون

پروفیسر حمید احمد خان

۱۰ شعبان ۱۳۲۱ھ ۲۷ صفر ۱۳۹۴ھ

یکم نومبر ۱۹۰۳ء ۲۲ مارچ ۱۹۷۴ء

چون بمیرم، از غبار من چراغ لالہ ساز

تازہ کن داغ مرا، سوزان بہ صحرائے مرا

---

**محمد ادریس**

اسی قبرستان کے جنوب مغربی حصے میں الحجاز ہسپتال کی عقبی دیوار سے چند قدم کے فاصلے پر مشہور صحافی محمد ادریس محو خواب ابدی ہیں۔ مرحوم روزنامہ پاکستان ٹائمز کے قائم مقام مدیر اور ایک کامیاب براڈ کاسٹر تھے۔ ان کے انگریزی کالم بڑے شوق سے پڑھے جاتے تھے۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۸۸ء کے روزنامہ پاکستان ٹائمز اور روزنامہ امروز لاہور میں ان کی تاریخ ولادت ۹ فروری لکھی ہوئی ہے جو قبر کے کتبے سے مطابقت نہیں رکھتی۔ کتبے پر یہ عبارت مرقوم ہے:

خوش درخشید ولے دولت مستعجل بود

محمد ادریس

MOHAMMAD IDREES
19 - FEBRUARY 1936
29 - DECEMBER 1988

---

**ڈاکٹر امیر الدین**

ادریس کی قبر سے جانب جنوب مشرق تیس میٹر کے فاصلے پر نامور سرجن ڈاکٹر امیر الدین کا مدفن ہے۔ مرحوم وڈی گلی اندرون شہر کے ساکن اور ککے زئی برادری کے فرد تھے۔ موصوف کو قائداعظم کا ذاتی معالج ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ڈاکٹر صاحب کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے پرنسپل کے عہدے پر بھی فائز رہ چکے ہیں۔ انہیں "تمغہ" امتیاز اور ستارۂ پاکستان کے اعزازات سے نوازا گیا۔ ان کا انتقال ۸۹ سال کی عمر میں ہوا۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی

اے نفس مطمئن چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو (اپنے انجام نیک سے) خوش اور (اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔

ڈاکٹر امیر الدین

تاریخ وفات ۲۵ دسمبر ۱۹۹۱ء

---

## قبرستان کبوتر پورہ گلبرگ

گلبرگ میں تین بڑے قبرستان ہیں - ان میں سے جو قبرستان
حسین چوک سے قریب ہے اُسے بعض لوگ بلاک نمبر ۳ کا قبرستان
کہتے ہیں - اس نواح کے قدیم باشندے اسے قبرستان کبوتر پورہ
کے نام سے یاد کرتے ہیں - بعض اہل قلم نے اسے قبرستان
گورو مانگٹ کا نام بھی دیا ہے -

خدیجہ مستور

اس قبرستان کے وسط میں درمیانی سڑک کے بائیں جانب مشہور افسانہ نویس و ناول نگار خدیجہ مستور کی قبر ہے۔ ان کے افسانوں کے دو مجموعے کھیل اور بوچھاڑ کے عنوان سے چھپ چکے ہیں ۔ ان کو ایک ناول آنگن پر آدم جی ایوارڈ بھی ملا تھا ۔ ان کا انتقال لندن میں ہوا تھا اور میت لاہور لا کر دفنائی گئی ۔ ان کی قبر کے کتبے کے دونوں جانب عبارت کندہ ہے ۔ باہر کی جانب یہ الفاظ منقوش ہیں ۔

النصیر

خدیجہ مستور

تاریخ وفات ۲۶ جنوری ۱۹۸۲ء

قصرِ خلد آنکھوں میں ، پھر بھی لب پہ قدر آفاق کی
مرتے دم تک یہ بصیرت وجہ حیرت ہے بہت
بجھ رہی تھی شمعِ ہستی ، تب خدیجہ نے کہا :
"ماہ و انجم کی یہ دنیا خوبصورت ہے بہت"

۱۹۸۲ء

اندر کی جانب یہ عبارت کندہ ہے :

الستار

خدیجہ مستور

زوجہ ظہیر بابر

والدہ

پرویز بابر      کرن بابر

چمنِ عشقِ نبیؐ میں آقا اٹھیں نکہات خدیجہ مستور
اسی گلپوش لحد سے ابھرے ماہ درجات خدیجہ مستور

۱۹۸۲ء

---

**جسٹس محمد منیر**

خدیجہ مستور کی قبر سے جانب شمال مغرب ، قبرستان کے کونے میں پاکستان کے سابق چیف جسٹس محمد منیر کی قبر ہے - موصوف نے گورنر جنرل غلام محمد کے پارلیمنٹ توڑنے کے اقدام کو جائز قرار دے کر پاکستان میں جمہوری نظام حکومت کا گلا دبا دیا تھا - ۱۹۵۳ء میں جب قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لیے تحریک چلی تھی تو اس تحریک کے خاتمے پر موصوف ہی کو ایک تحقیقاتی کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا تھا - یہ تحقیقاتی رپورٹ منیر رپورٹ کے نام سے مشہور ہے - اسے دینی اور سیاسی حلقوں میں ناپسند کیا جاتا ہے - مرحوم نے - From Jinnah to Zia - کے عنوان سے ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

۷۸۶
محمد منیر
چیف جسٹس پاکستان
چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ
ممبر پنجاب باؤنڈری کمیشن
ولد ڈاکٹر نبی بخش
۳ مئی ۱۸۹۵ء ، ۲۶ جون ۱۹۸۱ء

---

**شمس الدین علی احمد**

جسٹس محمد منیر کی قبر سے جانب شمال مشرق آٹھ میٹر کے فاصلے پر اردو کی ممتاز ادیبہ محترمہ حمیدہ سلطان اور صدر جمہوریہ بھارت فخرالدین علی احمد کے برادر عزیز شمس الدین علی احمد المعروف بہ پیارے صاحب کی ابدی آرام گاہ ہے - ان کی والدہ رقیہ سلطان (م ۱۹۵۶ء) عرف چھوٹن بیگم ، باقر علی خان کامل کی صاحبزادی اور غالب کے منہ بولے بیٹے مرزا عارف کی پوتی تھیں - آزادی کے بعد پیارے صاحب لاہور آ گئے تھے اور عمر کے آخری حصے میں اسلام آباد چلے گئے تھے- لاہور میں ان کی ایک ہمشیرہ ہاجرہ خاتون اہلیہ نواب مشتاق احمد گورمانی بھی مقیم تھیں - پیارے صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ بسم اللہ الرحمان الرحیم یا محمد
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

شمس الدین علی احمد

تاریخ پیدائش ۲۳ اگست ۱۹۲۱ء

تاریخ وفات ۱۲ مارچ ۱۹۸۸ء

---

**مسعود کھدر پوش**

جنازگاہ سے بیس میٹر جانب شمال مشرق مسعود کھدر پوش کی قبر ہے۔ ان کے بزرگوں کا پیشہ طبابت تھا لیکن وہ I.C.S میں شامل ہوگئے۔ انہوں نے برطانوی عہد میں موجودہ ریاست مدھیہ پردیش میں عوام کی اتنی زیادہ خدمت کی کہ وہاں کے عوام انہیں مسعود بھگوان کہنے لگے۔ انہوں نے سندھ کے ہاریوں (کاشتکاروں) کی حالت زار اور ان پر وڈیروں کے ظلم و ستم پر مبنی ایک رپورٹ تیار کی تھی جو "ہاری رپورٹ" کے نام سے موسوم ہے۔ مرحوم پنجابی زبان و ادب کے سرپرست تھے اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کا قائم کردہ ادارہ پنجابی زبان و ادب کی خدمت کر رہا ہے۔ مرحوم پنجابی میں نماز پڑھنے کے قائل تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمان الرحیم

شروع اللہ دے پاک نام نال جیہڑا رحمان تے رحیم اے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کوئی خدا نہیں اللہ دے سوا، محمد اللہ دے رسول نیں

مرقد

محمد مسعود کھدر پوش

خلف الرشید

خانصاحب ڈاکٹر غلام جیلانی شمش[1] الاطباء

تاریخ پیدائش ۲۵ جون ۱۹۱۶ء

تاریخ وفات ۲۵ دسمبر ۱۹۸۵ء

---

۱۔ یہاں شمش کی بجائے شمس ہونا چاہیے۔

# قبرستانِ گارڈن ٹاؤن

یہ قبرستان پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس سے فیروز پور روڈ کی طرف جاتے ہوئے بائیں ہاتھ آتا ہے۔ یہ نیا قبرستان ہے۔ تاہم اس میں چند اہم شخصیات محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ ان میں مرتضیٰ احمد خان میکش ، مولانا عبداللہ روپڑی ، شاکر علی ، ڈاکٹر محمد صادق ، جسٹس مولوی مشتاق حسین اور نوابزادہ محمود علی خان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

## شاکر علی

پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس سے فیروز پور روڈ کی طرف جاتے ہوئے بائیں ہاتھ ایک چھوٹا سا قبرستان آتا ہے، جو نیو گارڈن ٹاؤن کا قبرستان کہلاتا ہے۔ اس کی مشرقی دیوار کے ساتھ ایک چھتری تلے نیشنل کالج آف آرٹ لاہور کے پرنسپل اور نامور مصور شاکر علی ابدی نیند سو رہے ہیں۔ ان کے رہائشی مکان کو ان کی وصیت کے مطابق آرٹ میوزیم میں تبدیل کر دیا گیا ہے جہاں ان کے نوادرات نمائش کے لیے رکھے ہوئے ہیں۔ ان کی قبر کی چھتری بھی ماڈرن آرٹ کا ایک اچھا نمونہ ہے۔ حکومت پاکستان نے آرٹ کے فروغ کے لیے ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی یاد میں ایک ڈاک ٹکٹ بھی جاری کیا ہے۔ شاکر علی مرحوم کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے جو محترمہ کشور ناہید کے ذہن رسا کی اختراع ہے:

چڑیوں، پھولوں اور چاند کا مصور

شاکر علی

۶ مارچ ۱۹۱۶ء کو رام پور کے افق پر طلوع ہوا

اور ۲۷ جنوری ۱۹۷۵ء کو لاہور کی سرزمین میں مدفون

---

## ڈاکٹر محمد صادق

شاکر علی کی ابدی آرام گاہ سے جانب شمال بیس میٹر کے فاصلے پر مشہور ماہر تعلیم، گورنمنٹ کالج لاہور میں شعبۂ انگریزی کے سربراہ اور دیال سنگھ کالج لاہور کے پرنسپل ڈاکٹر محمد صادق کی ابدی آرام گاہ ہے۔ وہ بھی پروفیسر حمید احمد خان اور ڈاکٹر اسلوب احمد انصاری کی طرح انگریزی زبان کے استاد تھے لیکن انھیں اردو ادب کے ساتھ جنون کی حد تک لگاؤ تھا۔ ڈاکٹر محمد صادق نے شمس العلماء محمد حسین آزاد پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ مرحوم ڈاکٹر تصدق حسین خالد کے حقیقی بھائی تھے۔ انھوں نے اردو ادب پر دو کتابیں انگریزی زبان میں شائع کی ہیں۔

1. A History of Urdu Literature.
2. Twentieth Century Urdu Literature.

وہ ٹیلی ویژن پر انٹرویو دیتے ہوئے ۸۶ برس کی عمر میں اچانک فوت

**پروفیسر انیس الدین انصاری**

اسی قبرستان کے جنوب مغربی گوشے میں دیوار سے قریب پروفیسر انیس الدین انصاری کی ابدی آرام گاہ ہے۔ موصوف کا آبائی وطن بھوپال تھا۔ انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تعلیم پائی اور وہاں کچھ عرصے تک تدریسی فرائض انجام دیے۔ انہوں نے اسلامیہ کالج پشاور میں بھی پڑھایا اور سرحد کے استصوابہ میں سرگرم حصہ لیا۔ مرحوم سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں بھی تدریسی فرائض انجام دے چکے ہیں۔ انصاری صاحب تہذیب الاخلاق ٹرسٹ کے ٹرسٹی، ماہنامہ تہذیب الاخلاق لاہور کے مدیر اور علی گڑھ پبلک سکول کے بانیوں میں تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

پروفیسر انیس الدین انصاری

علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، اسلامیہ کالج پشاور

سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور

تاریخ وفات ۲۸ دسمبر ۱۹۸۳ء

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**مولانا عبداللہ روپڑی**

اس قبرستان کے شمالی حصے میں علماء اہل حدیث کی قبریں ہیں۔ ان علماء میں سے حافظ محمد حسین روپڑی (م ۱۹۵۹-۱۰-۱)، حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی (م ۱۹۶۲-۱-۱۲) اور مولانا محمد عبداللہ روپڑی (م ۱۹۶۴-۸-۲۰) قابل ذکر ہیں۔ مسلکِ اہلِ حدیث میں پختہ قبر بنانے اور قبر پر کتبہ نصب کرنے کی ممانعت ہے، اس لیے ان کی قبروں کے اب صرف نشان ہی باقی ہیں۔

مولانا محمد عبداللہ روپڑی، حافظ محمد حسین روپڑی کے برادر بزرگ، حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی کے عم مکرم اور حافظ عبدالقادر روپڑی کے خسر محترم تھے۔ موصوف ۱۸۸۴ء میں کمیر پور ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔

انہوں نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور صرف و نحو کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے لکھو کے کے مدرسے میں داخلہ لیا ۔ وہاں سے فراغت کے بعد حافظ صاحب نے میرٹھ کے مدرسہ نعمانیہ میں ایک سال تعلیم حاصل کی اور پھر امرتسر جا کر مولانا عبدالجبار غزنوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا ۔ مدرسہ غزنویہ سے فراغت کے بعد انہوں نے دہلی میں قیام کرکے منطق، فلسفہ، فقہ اور اصول فقہ کا مطالعہ کیا اور اس کے بعد رام پور تشریف لے گئے جو علم معقولات کا بہت بڑا مرکز تھا ۔

۱۹۱۳ء میں حافظ صاحب نے روپڑ کو مرکز بنا کر اپنا تبلیغی مشن شروع کیا ۔ انہوں نے پندرہ روزہ "تنظیم اہل حدیث" کا اجراء کیا جو کچھ عرصے بعد ہفت روزہ بن گیا ۔ قیام پاکستان کے بعد موصوف لاہور تشریف لے آئے اور یہاں انہوں نے رام گلی میں مسجد قدس کی بنیاد رکھی اور یہیں درس و تدریس کا آغاز کیا ۔ انہوں نے متعدد کتابیں لکھیں جن میں سے وراثت اسلامی کو قبول عام کا درجہ ملا ۔ موصوف مشکوٰۃ شریف پر حواشی لکھ رہے تھے کہ انہیں پیام اجل ملا اور یوں ان کا یہ علمی کام ادھورا رہ گیا ۔

مولانا محمد عبداللہ روپڑی اپنے دور کے ایک عظیم محدث تھے اور جماعت اہل حدیث میں ان کا فتویٰ اور تقویٰ مسلم تھے ۔ انہوں نے ساری زندگی داؤدی روزہ رکھا ، یعنی ایک روز وہ روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے ۔ جس دن ان کا روزہ نہیں ہوتا تھا اس دن بھی وہ دوپہر کا کھانا تناول نہیں کرتے تھے ۔ نماز عصر کے وقت پانی کے چند گھونٹ ہی لیتے تھے ۔ راقم آثم نے دو سال ان کے ساتھ گذارے ہیں اور انہیں بہت ہی قریب سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے ۔

حافظ محمد عبداللہ کا انتقال ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء کو بعمر ۸۰ سال ہوا ۔

---

# قبرستان پڑاوۂ بدھو

یہ قبرستان جی ٹی روڈ پر یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے بالمقابل واقع ہے۔ سکھوں کے عہد تک یہاں اینٹیں پکانے والا پڑاوہ موجود تھا۔ رنجیت سنگھ کے عہد میں جب اس علاقے میں سکھ فوج کی چھاؤنی قائم ہوئی تو جنرل ای طویلہ نے اس پڑاوے پر رہائش اختیار کر لی۔ اب تک اس کی یادگار وہاں قائم ہے۔ انگریزی عہد میں یہاں قبریں بننا شروع ہوئیں۔ اب سے بیس پچیس سال پہلے تک یہ بہت بڑا قبرستان تھا، اب اس کا چوتھا حصہ بھی باقی نہیں رہا۔ ریلوے ملازمین نے قبریں صاف کرکے یہاں مکانات تعمیر کر لیے ہیں۔

## استاد فیروز دین شرف

پڑاوہ بدھو کے قبرستان میں حضرت وحید حسین قادری کے گنبد سے ملحق جانب جنوب ایک چار دیواری کے اندر پنجابی زبان کے مشہور شاعر فیروز دین شرف کی ابدی آرام گاہ ہے - ان کا شمار پنجابی کے استاد شعراء میں ہوتا ہے - جب سکھوں نے ہندو مہنتوں سے گوردواروں کا انتظام واپس لینے کے لیے گوردوارہ پربندھک تحریک چلائی تو شرف نے سکھوں کے حق میں زور دار نظمیں لکھیں - اس لیے سکھوں کے ہاں ان کی بڑی تکریم کی جاتی تھی - ان کی وفات پر دہلی میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں روزنامہ نوائے وقت کی اطلاع کے مطابق دس ہزار افراد نے شرکت کی -

استاد شرف لاہور میں ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے - انھوں نے ڈرامے اور گیت بھی لکھے - ان کی آواز بڑی رسیلی تھی - ان کے احباب نے انھیں "پنجابی دی بلبل" کا خطاب دیا تھا - ان کی تصانیف میں سے سنہری کلیاں ، نورانی کلیاں، شرف انسانی، دکھاں دے کیرنے ، لالاں دیاں لڑیاں، نوری درشن، شردھا دے پھل ، شرف دے گیت ، پریم پلارے اور دل دے ٹکڑے قابل ذکر ہیں -

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

اللہ اکبر اللہ اکبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

پنجابی شاعر

حضرت فیروز دین صاحب شرف لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وصال

بروز پیر ۱۸ رجب ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۵۵ء

انا للہ و انا الیہ راجعون

تخت عدل تے جلوہ فرما جسدم
روز محشر نوں اوہ اللہ ہو ہویا

ذرے ذرے دا گیا حساب لیتا
ذرا فرق نہ سی اک مو ہویا

میں وی سدیا گیا دربار اندر
حاضر جا مجرم روبرو ہویا

ایسے سخت سیاہ سن فعل میرے
متھے ہیر نیلے کالا رو ہویا

مینوں ویکھ کے جنہاں دے پاپ کنبے
نفسی نفسی دا شور ہر سو ہویا

دتا گیا جواب نہ کوئی میتھوں
رگاں خشک تے بند گلو ہویا

اوہدی بے نیازی نوں ویکھ کے تے
جاری زبان اُتے لاتقنطوا ہویا

دتا بخش سرکار نے شرف مینوں
میرا کل گناہ عفو ہویا

---

### شیخ غلام رسول

قبرستان پڑاوہ بدھو کی شمالی دیوار سے قریب بابو فیروز دین شرف کے مرقد سے جانب مشرق مائل بہ شمال تاج کمپنی کے بانیوں میں سے ایک اور سرمہ مقوی بصر کے موجد شیخ غلام رسول کی قبر ہے۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت رقم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور کے اولین معمار
والد محترم
شیخ غلام رسول صاحب مرحوم
موجد سرمہ مقوی بصر

کی آخری آرام گاہ

تاریخ وفات ۴ دسمبر ۱۹۳۸ء

آسماں تری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

---

**اسمٰعیل متوالا**

شیخ غلام رسول کے مرقد سے جانب جنوب مشرق پچیس میٹر کے فاصلے پر پنجابی زبان کے مشہور شاعر محمد اسمٰعیل متوالا کی آخری آرام گاہ ہے۔ ان کا مجموعۂ کلام "ہلارے" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ وہ بڑے اچھے گیت لکھا کرتے تھے۔ ان کا یہ گیت:

ریشم دا لاچہ لک وے نالے بلھاں تے مجرا سک وے

بڑا مقبول ہوا ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

استاد اسمٰعیل متوالا

جمن دیہاڑ ۲۵ مئی ۱۹۲۲ء

مرن دیہاڑ ۳۰ مئی ۱۹۸۹ء

آپے مک جائیے دکھ نہ سنائیے کسے نوں
اگ اپنے غماں دی نہ لائیے کسے نوں

ایہہ مرقد پنجابی دے اوس سوہنے شاعر دی اے جہنے اپنی حیاتی دے خون دا قطرہ قطرہ اپنی ماں بولی اتے نثار کر دتا۔ احاطہ بلاق شاہ لنڈا بازار لاہور دے وسنیک متوالا ہوراں نوں استاد آکھدے

نیں تے متوالا جی اپنے چاہن والیاں نوں اڈ چاہندے سن ۔ اپنے فن دے وی استاد سن ۔

اے ماں اے ماں ساڈی بلھیاں تے پھل کردے
جدوں لمہندے نیں تیرا ناں
لک لک روہیں گی نی ُبک ُبک روہیں گی
ہاویں نہ پیار باہواں چک چک روہیں گی

---

**اظہر لدھیانوی**

اسمٰعیل متوالا کے مرقد سے جانب جنوب چند گام کے فاصلے پر عبدالغفور اظہر لدھیانوی کی قبر ہے ۔ انھوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا ۔ انھوں نے اپنے اشعار کے ذریعے عوام کو تحریک پاکستان سے متعارف کرانے کی بڑی سعی کی تھی ۔ ان کے لوح مزار کے اندر کی جانب یہ عبارت درج ہے :

۷۸۶

یا اللہ　　　مرقد　　　یا محمد

عبدالغفور اظہر

تاریخ پیدائش ۱۹۲۱ - ۸ - ۱۴

تاریخ وفات ۱۹۷۵ - ۱۱ - ۱۶

---

لوح مزار کے باہر کی جانب یہ عبارت کندہ ہے ۔

اظہر لودیانوی

عاشق رسول ، شیدائی اقبال

ولد چوہدری عبدالرحمٰن

رکن آل پاکستان مسلم لیگ

شاعر تحریک پاکستان

مترجم اقبالیات ۔ ترجمان کلام سعدی

شارح اسلامیات

---

## قبرستانِ بیگم پورہ

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی اور باغبانپورہ کے درمیان بیگم پورہ کی آبادی ہے ۔ یہاں ۱۶۴۲ء میں حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف بہ حضرت ایشاںؒ کا مزار اور ۱۶۵۶ء میں سلطان بیگ کا مقبرہ تعمیر ہوئے ۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے جلد بعد حضرت ایشاں کے احفاد میں سے نواب عبدالصمد خاں دلیر جنگ بہادر ناظم صوبہ لاہور نے یہاں حویلیاں تعمیر کر کے رہائش اختیار کر لی ۔ اس کے جانشین بھی یہیں مقیم رہے ۔ ان کی قبور بھی یہیں بنیں ۔ سکھوں کے عہد میں بیگم پورہ میں سکھ چھاؤنی قائم ہوئی تو سکھوں نے یہاں کی عمارتوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ۔

**حضرت ایشانؒ**

خواجہ خاوند محمود المعروف بہ حضرت ایشانؒ کا شمار لاہور کے اکابر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ موصوف سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے بانی حضرت شاہ بہاء الدین نقشبندؒ (م ۱۳۸۹ء) کی بیٹی کی اولاد سے ہیں۔ ان کی ولادت ۱۵۶۶ء میں ماوراء النہر میں ہوئی لیکن ان کی زندگی کا بیشتر حصہ کشمیر میں گذرا۔ شاہجہان کے عہد حکومت میں جب کشمیر میں شیعہ سنی فسادات نے زور پکڑا تو کشمیر کے صوبیدار ظفر خان احسن نے شاہجہان کو درخواست بھیجی کہ جب تک حضرت ایشان کشمیر میں موجود رہیں گے، فسادات بند نہیں ہوں گے۔ شاہجہان نے حضرت والا قدر سے درخواست کی کہ موصوف لاہور میں قیام فرمائیں۔ حضرت نے سری نگر میں اپنی خانقاہ اپنے لائق و فائق فرزند خواجہ معین الدین نقشبندی صاحب فتاویٰ نقشبندیہ کے سپرد کی اور خود لاہور میں سکونت پذیر ہوئے۔ خواجہ معین الدین نے ان کے سوانح حیات اور ملفوظات "مرأۃ طیبہ" کے عنوان سے جمع کیے ہیں۔ اس کا ایک مخطوطہ رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہے۔ راقم نے اس کا تفصیلی تعارف سہ ماہی اردو کراچی کے ۱۹۸۰ء کے پہلے شمارے میں کرایا ہے۔ حضرت کا روضۂ مبارک بیگم پورہ میں یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے عقب میں واقع ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الباقی

مزار معلّیٰ

جناب زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حجۃ الکاملین امام العارفین

حضرت سید خواجہ خاوند محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

المشہور

حضرت ایشان صاحب

۱۲ شعبان المعظم ۱۰۵۲ء [۱]

---

۱۔ ۵ نومبر ۱۶۴۲ء

سید میر جان کابلی

حضرت ایشان رحمہ اللہ کے مزار مبارک سے جانب مشرق سید میر جان کابلیؒ محو استراحت ہیں - ان کا شمار گذشتہ صدی کے نصف آخر میں لاہور کے اکابر نقشبندی اولیاء اللہ میں ہوتا تھا - انہوں نے حضرت ایشانؒ کی خانقاہ کو دوبارہ آباد کیا اور وہاں کئی عمارات تعمیر کرائیں - ان کا انتقال ۱۳ نومبر ۱۹۰۱ء کو ہوا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الباق

مزار

جناب سید السالکین زبدۃ الواصلین حاجی الحرمین الشریفین

**حضرت سید میر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ**

تاریخ وفات : یکم شعبان المعظم ۱۳۱۹ھ

کاملاں را نورِ دیدہ جانِ جاناں عارفاں
نورِ چشم خواجگانِ نام پاکش میر جاں

---

ڈاکٹر عبدالوحید

حضرت ایشان رحمہ اللہ کے گنبد سے جانب جنوب مولوی فیروز الدین بانی فیروز سنز کا خاندانی احاطۂ قبور ہے - مولوی صاحب خود تو درگاہ سید علی ہجویریؒ میں آسودۂ خاک ہیں لیکن ان کے اعزا و اقارب اس خطے میں مدفون ہیں - اس خطے میں سب سے نمایاں قبر ڈاکٹر عبدالوحید مدیر ماہنامہ "تعلیم و تربیت" کی ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آخری آرام گاہ

**ڈاکٹر عبدالوحید**

خلف الصدق

الحاج مولوی فیروز الدین

بانی و چیئرمین فیروز سنز لیباریٹریز لمیٹڈ

سابق چیئرمین فیروز سنز لمیٹڈ

ٹرسٹی فیروز سنز ٹرسٹ

و بانی فاطمہ میموریل ہسپتال لاہور

تاریخ وصال ۹ اگست ۱۹۸۵ء بروز جمعۃ المبارک

مطابق ۲۲ ذوالقعدہ ۱۴۰۵ھ

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر
مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو تیرا

(اقبال)

---

**عبدالحمید خان**

بشیرہ ظفر کے مدفن سے جانب قبلہ ایک میٹر کے فاصلے پر عبدالحمید خان آرام فرما رہے ہیں - موصوف ڈاکٹر عبدالوحید خان اور عبدالمجید خان کے بھائی اور مولوی فیروز الدین بانیٔ فیروز سنز کے فرزند تھے - بشیرہ ظفر ان کی بہن تھیں اور مشہور شاعر سراج الدین ظفر ان کے بہنوئی تھے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

**الحاج عبدالحمید خان مرحوم و مغفور**

کتبہ جمیل

سابق چیئرمین فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

تاریخ پیدائش جنوری ۱۹۰۱ء رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ

تاریخ وفات ۲۶ جولائی ۱۹۸۰ء، ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

قطعہ تاریخ وفات

عازم گلشن فردوس ہوئے عبد حمید
خویش و احباب ہوئے وقف غم و رنج و محن

ایک دل اہل نظر اہل عطا نیک سرشت
اپنی رحمت سے نوازے انھیں خلّاق زمن
سال ہجری کہا میں نے ہوا مغفور حمید

۱۴۰۰ھ
غرق رحمت بھی ہے تحریر کیا عیسوی سن

۱۹۸۰ء

---

**میاں اخلاق احمد**

حضرت ایشاںؒ کے گنبد سے جانب جنوب فیروز سنز کے احاطہ قبور سے جانب مغرب گنتی کی چند قبریں ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں قبر میاں اخلاق احمد مرحوم کی ہے۔ انھوں نے حضرت ایشاںؒ کا تذکرہ اور پیر بنا سنامیؒ کے حالات زندگی تحریر کیے ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ جل جلالک　　　　یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

آخری آرام گاہ

**جناب میاں اخلاق احمد ایم اے**

نقشبندی قادری نوشاہی مصنف کتب کثیرہ نور اللہ مرقدہ

تاریخ ولادت

۳ شوال المکرم ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۹۱۴ء بروز پیر ۸ بجے صبح

تاریخ رحلت

۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۸۷ء بروز پیر بوقت ۳ بجے بعد دوپہر

قطعہ تاریخ رحلت

چرخ کہن بھی آہ جو غمگین ہے بے طرح
خاموش آج کسی کی ہوا زندگی کا ساز

بیگانہ وفا اسے کیونکر نہ سب کہیں
ہر آن زندگی کی اجل سے ہے ساز باز

دارِ فنا سے آج وہ ناگاہ چل بسے
دنیائے علم و فضل میں تھے جو کہ سرفراز

شام و سحر دعا مری ان کے لیے ہے یہ
عفو و کرم سے ان کو نوازے وہ بے نیاز

سالِ وفات از سرِ القا کہو فدا
جنت مکین آج ہیں اخلاق پاک باز

۱۳۰۸=۱+۱۳۰۷

نتیجۂ فکر ابو الطاہر فدا حسین فدا

---

**مولوی حاکم علی**

حضرت ایشاںؒ کے گنبد سے جانب قبلہ چند قبریں ہیں۔ ان میں مولوی حاکم علی پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کی قبر سب سے نمایاں ہے۔ مولوی صاحب پروفیسر محمد مسعود احمد کے اندازے کے مطابق ۱۸۶۹ء میں مکیریاں ضلع ہوشیار پور میں ایک سکھ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام حاکم سنگھ رکھا گیا۔ ہوش سنبھالنے کے بعد انہوں نے اسلام قبول کر کے اپنا نام حاکم علی رکھ لیا۔ مرحوم بڑے اچھے مترجم، صحافی، مصنف اور ماہر تعلیم تھے۔ ان کی تصانیف میں سے قوانینِ قدرت، رویتِ ہلال اور عملی نامیاتی کیمیا قابل ذکر ہیں۔ وہ اردو، پنجابی اور فارسی کے علاوہ انگریزی میں بھی شعر کہہ لیتے تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

---

۱۔ "جنت مکین آج ہیں اخلاق پاک باز" کے عدد ۱۳۰۷ بنتے ہیں۔ ان میں "القا" کا سر الف، جس کا عدد ایک ہوتا ہے، جمع کر لیا جائے تو ۱۳۰۸ بن جاتے ہیں۔

۲۸۶

کل نفس ذائقة الموت

مرقد

مولوی حاکم علی صاحب[1]

سابقہ پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور

سال وفات[2] ۱۹۲۵ء

تعمیر از

عقیدت مند شاگردِ دیرینہ

---

ڈاکٹر اللہ جوایا

حضرت ایشاں رح کی درگاہ سے ملحقہ مسجد کے عقب میں ایک چھوٹا سا قبرستان ہے جس میں سب سے اہم قبر ڈاکٹر اللہ جوایا کی ہے - موصوف موجودہ صدی کے ربعِ اول میں امیر حبیب اللہ خان والیٔ کابل کے معالج خاص تھے - کابل میں قیام کے دوران میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رح کی ان سے اکثر ملاقات رہتی تھی - ان کے تین فرزند ڈاکٹر محمد صفدر ، محمد انور بار ایٹ لاء اور محمد سرور شہید نے بڑا نام پیدا کیا ہے - مرحوم کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

---

۱ - سنگھ کے معنی شیر ہیں - حضرت علی رض کا ایک صفاتی نام "اسد" ہے - اس لیے میرے نزدیک نام تبدیل کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑا - ایک بار عبدالمجید سالک کی مولانا اختر علی مدیر "زمیندار" سے ٹھن گئی تو انھوں نے مولانا کو زچ کرنے کے لیے لکھا کہ وہ اختر علی نہیں بلکہ تارا سنگھ ہیں ، اختر کے معنی تارا اور سنگھ کے معنی ہیں شیر اور یہ حضرت علی رض کی صفت ہے -

۲ - ان کے سوانح نگار پروفیسر محمد صدیق کو بھی تاریخ وفات نہیں مل سکی -

فسبحٰن الذی بیدہ ملکوت کل شی و الیہ ترجعون

مرقد

عزت نشان کرنل ڈاکٹر اللہ جوایا

ولد میاں عبدالصمد

تاریخ وفات

۷ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۴۴ء

تاریخ پیدائش ۲۱ دسمبر ۱۸۶۹ء، سن ۷۴ سال

---

**میجر محمد سرور شہید**

ڈاکٹر اللہ جوایا کے قدموں میں ایک خوبصورت گنبد تلے ان کے تین نامور فرزند محو خواب ابدی ہیں۔ درمیان میں میجر محمد سرور شہید کی آخری آرام گاہ ہے۔ انہوں نے ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا تھا۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میجر محمد سرور شہید

تمغۂ جنگ و ستارۂ جرأت

ولد کرنل ڈاکٹر اللہ جوایا مرحوم

آپ نے ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں کشمیر کے محاذ پر چھمب جوڑیاں کا قلعہ فتح کیا۔ خدا کی راہ میں کفار کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے سینے پر گولیاں کھا کر جام شہادت نوش کیا۔

تاریخ پیدائش: ۱۶ جنوری ۱۹۳۲ء

شہید کی جو موت ہے
وہ قوم کی حیات ہے

(یہ اکبر حیدری عبدالصمد صابر کی نظم سے ماخوذ ہے)

---

**بیرسٹر محمد انور**

میجر سرور شہید کے پہلو میں جانب مشرق ان کے برادر بزرگ اور نامور قانون دان ایم انور بار ایٹ لاء محو خواب ابدی ہیں۔ انھوں نے بھٹو پھانسی کیس میں سرکاری وکیل کی حیثیت سے بڑی شہرت پائی لیکن ابھی مقدمے کی کارروائی جاری تھی کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**محمد انور (بیرسٹر ایٹ لاء)**

ابن کرنل ڈاکٹر اللہ جوایا خان

ابن عبدالصمد ابن محمد حسن ابن ولی اللہ

تاریخ ولادت: ۱۱ فروری ۱۹۱۸ء

تاریخ وصال: یکم ذوالحجہ ۱۳۹۷ھ بروز اتوار

بمطابق ۱۳ نومبر ۱۹۷۷ء

قید موسم سے طبیعت رہی آزاد اسکی
کاش گلشن میں سمجھتا کوئی فریاد اسکی
اقبالؒ

کندہ مہربان خان غوری الخطاط لاہور

---

**پروفیسر ڈاکٹر محمد صفدر**

میجر محمد سرور شہید کے پہلو میں جانب مغرب ان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد صفدر آرام فرما ہیں۔ موصوف PSCIR لاہور کے سربراہ اور پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبۂ ٹیکنالوجی کے صدر رہ چکے ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

PROFESSOR DR. M. SAFDAR

Ph. D. (LONDON)

SON OF

COL. DR. ALLAH JOWAYA KHAN

BORN 16-7-1933

DIED 27-1-1980

A FLAME KINDLED WITH

HUMAN KINDNESS NEVER DIES

---

**چوہدری فخر الدین احمد راجوروی**

بیگم پورہ میں شاہی مسجد سے متصل یتیم خانہ دارالفرقان کے احاطے میں چوہدری فخر الدین احمد راجوروی کی آخری آرام گاہ ہے ۔ انہوں نے مہر و سالک کے مشورے سے سر سکندر حیات خان کی مدد سے اس مثالی یتیم خانے کی بنیاد رکھی تھی ۔ اس زمانے میں یتیم خانے کی عمارت کسی راجے یا نواب کا محل معلوم ہوتی تھی ۔ اس ادارے کے بچوں سے گداگری نہیں کرائی جاتی تھی ۔ بچے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پاتے تھے ۔ چوہدری فخر الدین احمد اس ادارے کے بانی اور منیجر تھے ۔ ان کی ادارت میں ماہنامہ دارالفرقان شائع ہوتا تھا جس میں پروفیسر شجاع الدین، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، عبداللہ اثری اور راقم الحروف باقاعدگی کے ساتھ مضامین لکھا کرتے تھے ۔ چوہدری صاحب کے مزار کے کتبے پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

**چوہدری فخر الدین احمد راجوروی مرحوم**

بانی دارالفرقان

تاریخ وفات

۸ مئی ۱۹۶۴ء بمطابق ۵ ذوالحجہ ۱۳۸۳ھ بروز جمعۃ المبارک

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

---

**سلطان بیگ**

بیگم پورہ میں اس وقت سب سے خوشنما عمارت گلابی باغ ہے ، جو دراصل سلطان بیگ کے مقبرے کی ڈیوڑھی ہے ۔'' گلابی باغ'' سے اس عمارت کا سن تعمیر ۱۰۶۶ھ برآمد ہوتا ہے ۔ اس عمارت کی پیشانی پر خط نستعلیق میں افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منقوش ہے ۔ کلمہ طیبہ کے دائیں جانب ایک محراب کی پیشانی پر یہ مصرع درج ہے :

محمد عربی کہ آبروی ہر دوسرا ست

اور بائیں جانب دوسرا مصرع لکھ کر نعتیہ شعر مکمل کر دیا گیا ہے :

کسی کہ خاک درش نیست خاک برسر او

یہی شعر اور اسی طرح خط نستعلیق میں کلمہ طیبہ مسجد وزیر خان کی ڈیوڑھی پر بھی موجود ہے ۔ ڈیوڑھی کے دونوں جانب دو محرابیں ہیں ۔ ان میں سے دائیں ہاتھ والی محراب کے اوپر ایک چوکھٹے میں زرد رنگ کی زمین پر نیلے رنگ سے ایک رباعی کے دو مصرعے لکھے ہوئے ہیں اوربائیں ہاتھ کی محراب کی پیشانی پر ایک ایسے ہی چوکھٹے میں بقیہ دو مصرعے لکھ کر رباعی مکمل کر دی ہے ۔ پوری رباعی یوں ہے :

خوش آن باغ کہ دارد لالہ داغش
گلے خورشید و مہ زیبد چراغش
ز تقویم خرد پرسید غازی
گلابی باغ شد تاریخ باغش
۱۰۶۶ھ

جب ہم ڈیوڑھی کی بڑی محراب سے ہو کر دروازے سے گذرتے ہیں تو اس کی پیشانی پر سفید زمین پر نیلے رنگ سے یہ اشعار لکھے ہوئے ہیں جو امتداد زمانہ کے باوجود یوں لگتا ہے کہ ابھی ابھی لکھے گئے ہیں :

بانیٔ باغ سخاوت فاتح باب کرم
آنکہ از دارای گردون ساخت باغ چون ارم
اہل معنی بر دوامش خواستند از حق دعا
بیگ سلطان را الٰہی دار دایم محترم

اس باغ کا بانی سلطان بیگ اس زمانے کا ایک امیر انسان تھا ۔ کہتے ہیں کہ اس کی بیوی دائی انگہ نے شاہجہان کو اپنا دودھ پلایا تھا ۔ دائی انگہ نے ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم نمبر ۱ سے قریب ایک کاشی کار مسجد بھی تعمیر کرائی تھی جس کا شمار لاہور کی خوشنما مساجد میں ہوتا ہے ۔

ڈیوڑھی سے گذرتے ہی ایک عالی شان عمارت نظر آتی ہے جس کے چاروں کونوں پر چار برجیاں ہیں ۔ ان کے نقش و نگار اپنی مثال آپ ہیں ۔ مقبرے کے اوپر ایک اونچی گردن والا گنبد ہے جس پر لہرئیے ڈالے گئے ہیں ۔ گنبد کے نیچے دو قبروں کے نشان ہیں جو شکست و ریخت کا شکار ہو چکے ہیں ۔ ان میں سے ایک قبر یقیناً سلطان بیگ کی اور دوسری اس کی اہلیہ کی ہے ۔ قبروں کے تعویذ سکھوں کے دور حکومت میں اکھاڑ لیے گئے تھے ۔ مقبرے کی اندرونی دیواروں پر سورۂ الفتح خط ثلث میں لکھی ہوئی ہے ۔ کاتب کا نام محمد صالح کشمیری تھا جس نے یہ کام ۱۰۸۲ھ میں مکمل کیا تھا ۔

---

### ناظمانِ لاہور

بیگم پورہ میں شاہی مسجد سے قریب ایک مکان کے بیرونی صحن میں چند قبروں کے نشانات ہیں ۔ ان میں سے ایک قبر نواب عبدالصمد خان دلیر جنگ بہادر کی ہے ۔ موصوف خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے احفاد میں سے تھے ۔ وہ عالمگیر اورنگ زیب کے عہد حکومت میں واردِ ہند ہوئے ۔ مردم شناس بادشاہ نے چہار صدی منصب عطا کیا ۔ شاہ عالم اول کے عہد میں ان کی مزید ترقی ہوئی اور فرخ سیر کے عہد میں پنج ہزاری منصب اور دلیر جنگ کا خطاب پایا ۔ نواب موصوف نے بندہ بیراگی جیسے سفاک باغی کو شکست دی اور قصور کے باغی حکمران حسین خان خویشگی کو چونیاں کے قریب موضع "ہرچوکے" میں فیصلہ کن شکست دی ۔ وارث شاہ نے "ہیر" میں اس خونی معرکے کا ذکر کیا ہے ۔ اسی طرح عیسیٰ خان نامی ایک اور باغی سردار کو اطاعت کا سبق پڑھایا ۔ کسی نامعلوم مصنف نے "اسرارِ صمدی" کے عنوان سے ان کے عہد نظامت کے واقعات کو قلمبند کیا تھا جسے پروفیسر شجاع الدین مرحوم نے شائع کر دیا ہے ۔ محمد شاہ کے عہد حکومت میں ۱۷۲۶ء میں نواب عبدالصمد خان ملتان کے گورنر مقرر ہوئے تو لاہور کی نظامت ان کے فرزند نواب زکریا خان کو ملی ۔ نواب عبدالصمد خان نے ملتان میں عیدگاہ تعمیر

کروانی جو تاحال قائم اور آباد ہے ۔ ان کا انتقال ۱۷۳۲ء میں ہوا اور انھیں بیگم پورہ میں سپرد خاک کیا گیا ۔ مغلوں کے دور زوال میں سکھوں نے اس علاقے کو جی بھر کو لوٹا ۔ انھوں نے انتقاماً ان کے مزارات شہید کر دیے ۔ ان کے صرف نشانات باقی رہ گئے ۔ ایک بار کسی شخص نے مزارات کو اپنے گھر میں شامل کر لیا ۔ محکمہ آثار قدیمہ نے ان کی حفاظت کی خاطر ان کے گرد جنگلہ اور خار دار تار لگوا دیے ۔ اب ان کا بھی نشان باقی نہیں رہا ۔ قریبی مکان والے یہاں اپنی کار پارک کرتے ہیں اور شام کو کرسیاں بچھا کر بیٹھتے ہیں ۔ جس دن انھوں نے اس چبوترے کے گرد دیوار کھینچ لی ، تو مزارات کا نام و نشان مٹ جائے گا : ع

رہے نام اللہ کا

نواب زکریا خان ، جو نواب خان بہادر کے لقب سے ملقب تھا ، عبدالصمد خان دلیر جنگ بہادر کا بیٹا تھا۔ وہ بڑا اچھا منتظم اور عادل حکمران تھا ۔ اس نے جنگ پناہ بھٹی کو جو حسن ابدال سے لے کر شاہدرے تک لوٹ مار کرتا پھرتا تھا ، قابو کیا ۔ اسی طرح میر مار نامی ایک منہ زور زمیندار ستلج سے راوی تک دندناتا پھرتا تھا ، اسے شکست دے کر سولی پر لٹکا دیا ۔ اسی طرح اس نے جموں کے باغی حکمران دھرپ دیو کو شکست دے کر خراج وصول کیا ۔ اس کا ذکر وارث شاہ نے اپنے لافانی شاہکار ہیر میں بھی کیا ہے ۔ نواب زکریا خان کے دور نظامت میں نادر شاہ افشار نے حملہ کیا ۔ نواب صاحب نے مقابلے کی ہمت نہ پا کر صلح کا ہاتھ بڑھایا ۔ یوں لاہور کو خونریزی سے بچا لیا ۔ نواب موصوف نے ۱۷۴۵ء میں وفات پائی ۔ اس روز لاہور میں کسی شخص کے گھر میں چولہا گرم نہیں ہوا ۔

نواب زکریا خان کو بیگم پورہ میں اپنے عظیم والد کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا ۔ اب ان کی قبر کا محض نشان باقی رہ گیا ہے جو بہت جلد مٹ جائے گا ۔

---

### شرف النساء

ناظموں کی قبروں کے چبوترے سے عین جانب مشرق ڈیڑھ صد موٹر کے فاصلے پر شرف النساء کا مقبرہ ہے - اس نے یہ عمارت اپنی زندگی میں ہی بنوائی تھی اور وہ ہر روز بعد دوپہر یہاں آتی اور گھنٹہ بھر قرآن حکیم کی تلاوت

کرکے واپس چلی جاتی تھی ۔ اس کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ ہر وقت اپنے ساتھ قرآن حکیم اور تلوار رکھا کرتی تھی اور اس نے مرنے سے پہلے یہ وصیت کی تھی کہ ان دونوں کو اس کے ساتھ ہی لحد میں دفن کر دیا جائے۔

علامہ اقبال نے اس سے یہ بات اخذ کی کہ وہ ان دونوں کو ایک دوسرے کا محافظ سمجھتی تھی ۔ مشہور مقولہ ہے ۔ الشرع تحت السیف ۔ یعنی شریعت تلوار کے نیچے ہے اور تلوار کی بیجا کاٹ کو روکنے کےلیے قرآن حکیم بریک کا کام دیتا ہے ۔ علامہ مرحوم شرف النساء کی سیرت و کردار اور سمجھ بوجھ سے اس قدر متأثر ہوئے کہ انہوں نے "قصر شرف النساء" کے عنوان سے ایک طویل نظم لکھ کر اس کے مقبرے کو زندہ و جاوید کر دیا ۔

مقبرے کی دیواروں پر سرو کے درخت بنے ہوئے ہیں اور ٹائلوں کا خوشنما کام کیا ہوا تھا جو اب خراب ہو رہا ہے ۔ گنبد کے گرد جا بجا "اللہ باقی من کل فانی" منقوش ہے ۔ اس کے علاوہ اور کوئی تحریر اب باقی نہیں رہی ۔

---

**بیگم زینب عبدالقادر**

حضرت ایشان رحمہ اللہ کے مزار مبارک سے اندازاً ڈیڑھ فرلانگ جانب شمال مغرب حضرت بدر دیوان کی چلہ گاہ ہے ۔ ان کا مزار مبارک بٹالہ کے نواحی گاؤں مسانیاں میں ہے۔ ان کی چلہ گاہ کے گرد اب ایک قبرستان بن گیا ہے ۔ صدر دروازے سے قبرستان میں داخل ہوں تو دائیں ہاتھ دس میٹر کے فاصلے پر ایک چار دیواری میں مولوی فقیر محمد جہلمی صاحب حدائق الحنفیہ (م ۱۹۱۶ء) کی صاحبزادی اور مشہور شاعر سراج الدین ظفر (م ۱۹۷۲ء) کی والدہ ماجدہ اور لاشوں کا شہر ، صدائے جرس ، راہبر ، تخت باغ اور وادی قاف جیسی بلند پایہ کتابوں کی مصنفہ بیگم زینب عبدالقادر محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ مختصر سی عبارت مرقوم ہے :

آخری آرامگاہ
بیگم زینب عبدالقادر ادیبہ

پیدائش ۱۸۹۸ء
تاریخ وصال ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۶ء

---

**مہابت خان**

سلطان بیگ کے مقبرے سے تین فرلانگ کے فاصلے پر دائیں ہاتھ ایک گلی کے اندر ایک کھلے میدان میں ایک چبوترے پر ایک قبر شکستہ حالت میں نظر آتی ہے - یہ مہابت خان کی قبر ہے - پہلے یہ قبر ایک سرسبز و شاداب باغ میں تھی اور عوام الناس میں یہ باغ "محبت خان کا باغ" کے نام سے مشہور تھا - مغلوں کے دور حکومت میں مہابت خان نام کے دو امیر ہوئے ہیں اور یہ دونوں باپ بیٹا تھے - ان میں سے جو زیادہ مشہور ہوا ہے وہ مہابت خان سپہ سالار تھا جس کا اصل نام زمانہ بیگ تھا - اس کے بیٹے کا نام میرزا لہراسپ تھا جسے دربار شاہی سے اپنے باپ کی وفات کے بعد مہابت خان کا خطاب عطا ہوا تھا۔

مہابت خان اول جہانگیر کے عہد میں سپہ سالار کے منصب پر فائز تھا - اس نے ایک بار جہانگیر کو گرفتار کرکے اقتدار پر بھی قبضہ کر لیا تھا - اس کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ وہ آزاد منش انسان تھا اور اسے نماز و روزے سے کوئی سروکار نہ تھا لیکن مرنے سے پہلے اس نے اثنا عشری مذہب اختیار کر لیا تھا - اس کا انتقال برہانپور کے نواح میں موہن نالہ کے قریب ۱۶۳۴ء میں ہوا - اس کی وصیت کے مطابق اس کی میت دہلی لے جا کر "شاہ مردان" میں دفن کی گئی - اس لیے یقینی طور پر لاہور میں جو مہابت خاں کی قبر ہے ، وہ مہابت خان ثانی کی ہے - اس نے شاہجہان کے دور حکومت میں دکن میں شائستہ خدمات انجام دیں اور اورنگ زیب کے عہد میں شش ہزاری منصب پر فائز ہوکر گجرات اور کابل میں صوبیدار کے فرائض انجام دیتا رہا - اس نے ۱۶۷۵ء میں ایمن آباد نزد گوجرانوالہ میں وفات پائی اور لاہور میں دفن ہوا - اس کے مقبرے کی چار دیواری کے نشان باقی ہیں - قبلہ رخ کی دیوار جو یقیناً مسجد کا حصہ ہوگی ، اب ایک تانگہ فیکٹری میں تبدیل ہو گئی ہے - بچے اس میدان میں کرکٹ کھیلتے ہیں - انھوں نے قبر کے تعویذ کو "وکٹ" بنا رکھا ہے - قبر کے چبوترے کے ساتھ ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک کوچوان اپنا گھوڑا باندھتا ہے اور گھوڑے کی سہولت کے لیے وہ چبوترے پر اسے چارہ ڈال دیتا ہے - قائداعظم نے ۱۹۲۹ء میں اپنے مشہور چودہ نکات میں برطانوی حکومت سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت کو تحفظ فراہم کرے - اب قیام پاکستان کے بعد ہم نے اپنی تہذیب و ثقافت اور آثار قدیمہ کو کتنا تحفظ دیا ہے ؟

---

**شاہ بلاول قادری**

بیگم زینب عبدالقادر کی آخری آرام گاہ سے اندازاً ایک فرلانگ کے فاصلے پر حضرت شاہ بلاولؒ خلیفۂ حضرت شمس الدین قادریؒ مریدِ شاہ ابو اسحٰق قادریؒ صاحبِ "رسالۂ ناطقہ" کی خانقاہ ہے۔ موصوف عہدِ شاہجہان میں مشہور صوفی ہو گذرے ہیں۔ بادشاہ موصوف، داراشکوہ اور جہان آراء بیگم ان سے ملے تھے۔ شاہ بلاول کی درگاہ کا احمد شاہ ابدالی کے حملوں میں بار بار ذکر آتا ہے۔ سر جدو ناتھ سرکار اور ڈاکٹر گنڈا سنگھ نے بھی اپنی تصانیف میں اس کا ذکر کیا ہے۔ گنڈا سنگھ نے کسی غلط فہمی کی بنا پر بلاول کو ہر جگہ "بلاذل" ہی لکھا ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

اللہ اکبر

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**حضرت شاہ بلاول قادریؒ**

وقتِ عشاء شبِ دو شنبہ ۲۸ ماہ شعبان ۱۰۴۶ھ

۱۶۳۶ء بعہدِ شاہجہان

---

**علامہ علاء الدین صدیقی**

حضرت شاہ بلاول قادری کے مزار سے اندازاً ایک فرلانگ کے فاصلے پر بابا گھوڑے شاہ کا مزار ہے۔ ان کے مزار کے ساتھ ایک چھوٹا سا قبرستان ہے جس کے وسط میں پنجاب یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر اور شعبۂ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی کے سابق صدر علامہ علاء الدین صدیقی کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کے والد مولوی فیروز الدین بھی یہیں آرام فرما ہیں۔ علامہ صاحب اسلامیہ کالج لاہور میں صدر شعبۂ اسلامیات رہ چکے ہیں۔ جب حکومت پاکستان نے اسلامی مشاورتی کونسل قائم کی تو انھیں اس کا صدر مقرر کیا۔ انھوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور خضر حیات خان کے دورِ وزارت میں قید و بند کی صعوبت بھی برداشت کی۔ موصوف پنجاب مسلم لیگ کے سیکریٹری بھی رہ چکے ہیں۔ ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت رقم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ علاء الدین صدیقی

سابق وائس چانسلر

پنجاب یونیورسٹی لاہور

و سابق چیئرمین اسلامی مشاورتی کونسل حکومت پاکستان

۱۹۰۷ء — ۱۹۷۷ء

اس پوری عبارت کو آیت الکرسی گھیرے ہوئے ہے۔ کتبے پر صرف سن ولادت اور سن وفات درج ہیں، تاریخیں اور مہینے نہیں لکھے۔ علامہ صاحب ۳ جولائی ۱۹۰۷ء کو پیدا ہوئے تھے اور ۲۷ دسمبر ۱۹۷۷ء کو ان کا انتقال ہوا تھا۔

---

**مولوی احمد بخش یکدل**

مولوی ابراہیم علی چشتی کے دادا اور مولوی محرم علی چشتی اور نور احمد چشتی صاحب "تحقیقات چشتی" کے والد بزرگوار مولوی احمد بخش یکدل انیسویں صدی کے نصف اول کے نامور شعراء اور اہل علم میں شمار ہوتے تھے۔ ان کی بیاض ڈاکٹر گوہر نوشاہی کے پاس موجود ہے۔ یکدل کی آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے دربار میں رسائی تھی اور بادشاہ نے انہیں فخرالشعراء کا خطاب اور تیرہ پارچہ کا خلعت عطا کیا تھا۔ ان کی قبر گھوڑے شاہ روڈ پر لال مسجد کے شمال میں ایک گلی میں موجود ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد منور زبدۃ العارفین فضیلت پناہ یکدلی آگاہ

فخر الشعراء حضرت قبلہ و کعبہ مولانا مولوی

احمد بخش چشتی یکدل رحمۃ اللہ علیہ

(والد ماجد خاکسار محرم علی چشتی لاہوری)

سنۃ وفات ۱۸۶۷ء

---

**مولوی نور احمد چشتی**

احمد بخش یکدل کی قبر سے ملحق جانب قبلہ ان کے فرزند مولوی نور احمد چشتی محو خواب ابدی ہیں۔ ان کی قبر کا کتبہ چوری ہو گیا ہے۔ ان کا انتقال ۱۸۶۵ء میں ہوا تھا۔ "تحقیقات چشتی" ان کی مشہور تصنیف ہے۔

---

# قبرستان میاں فیملی باغبانپورہ

یہ قبرستان جو چاروں اطراف سے آبادی میں گھرا ہوا ہے ، اس راستے میں آتا ہے جو مادھو لعل حسین کے مزار کی طرف جاتا ہے ۔ یہ قبرستان باغبانپورہ کی مشہور سیاسی فیملی کا ذاتی قبرستان ہے ۔ اس میں بڑے بڑے سیاسی رہنما ، قانون دان اور اہلِ علم محوِ خوابِ ابدی ہیں ۔

**میاں سر عبدالرشید**

باغبانپورہ لاہور میں میاں فیملی کا ایک مخصوص قبرستان ہے جس میں کئی نامور ہستیاں محو خواب ابدی ہیں ۔ ان میں سے ایک بزرگ میاں سر عبدالرشید بھی ہیں ، جو پاکستان کے پہلے چیف جسٹس تھے - انہوں نے ہی قائداعظم کو پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کا حلف دلوایا تھا ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میاں سر عبدالرشید

اول چیف جسٹس آف پاکستان

ولد میاں نظام الدین

تاریخ پیدائش ۲۹ جون ۱۸۸۸ء

تاریخ وفات ۶ نومبر ۱۹۸۱ء

---

**میاں افتخار الدین**

میاں سر عبدالرشید کے مرقد سے قریب پنجاب کانگرس کے صدر، باغبانپورہ کے رئیس اعظم اور مشہور اشتراکی راہنما میاں افتخار الدین کی آخری آرام گاہ ہے ۔ مرحوم آزادی سے سال سوا سال قبل کانگرس سے مستعفی ہوکر مسلم لیگ میں شامل ہوگئے تھے ۔ قیام پاکستان کے بعد جب نواب افتخار حسین خان ممدوٹ نے پنجاب میں پہلی مسلم لیگی کابینہ تشکیل دی تو میاں افتخار الدین بھی منصب وزارت پر فائز ہوئے ۔ مرحوم نے لاہور سے پاکستان ٹائمز ، امروز اور لیل و نہار جیسے اخبار و جرائد جاری کیے ۔ میاں صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مجاہد جنگ آزادی

**میاں محمد افتخار الدین**

ولد میاں جمال الدین

تاریخ پیدائش ۸ اپریل ۱۹۰۷ء

تاریخ وفات ۶ جون ۱۹۶۲ء

لوح کے علاوہ تعویذ پر بھی یہی عبارت کندہ ہے۔ تعویذ کے دائیں اور بائیں اسمائے الٰہی منقوش ہیں۔

---

**میاں سہیل افتخار**

میاں افتخار الدین کی قبر سے قریب ہی ان کے فرزند میاں سہیل افتخار کی قبر ہے۔ ان کا انتقال عین عالم جوانی میں ہوا تھا۔ ان کی یادگار کے طور پر "سہیل افتخار ریسرچ انسٹیٹیوٹ" کے نام سے ایک ادارہ پروفیسر سجاد باقر رضوی کی نگرانی میں کام کر رہا ہے[1]۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا قیوم

مرقد

**میاں سہیل افتخار**

ولد میاں افتخار الدین مرحوم

پیدائش ۲۰ مئی ۱۹۴۰ء

وفات ۴ مئی ۱۹۷۱ء

چون شمع دربن بزم گدازم کردند
و ز سوختگی محرم رازم کردند

---

۱ - ادارہ اپنی زندگی کے آخری سانس لے رہا ہے۔ (افسوس کہ سجاد باقر رضوی بھی ۱۳ اگست ۱۹۹۲ء کو انتقال کر گئے)۔

**میاں عارف افتخار**

میاں عارف افتخار ، میاں افتخار الدین کے بڑے صاحبزادے تھے ۔ انہوں نے بھی اپنے چھوٹے بھائی سہیل افتخار کی طرح زیادہ عمر نہیں پائی ۔ جنرل محمد ایوب خان کے دور صدارت میں عارف مرحوم قومی اسمبلی کے رکن رہ چکے ہیں لیکن انہوں نے سیاست میں زیادہ نام نہیں پایا۔ ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے ، اس پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میاں عارف افتخار

ولد میاں محمد افتخار الدین

تاریخ پیدائش ۲ نومبر ۱۹۳۴ء

بمطابق ۲۳ رجب ۱۳۵۳ھ

تاریخ وفات ۱۹ جون ۱۹۸۸ء

بمطابق ۵ ذیقعد ۱۴۰۸ھ

---

**سر محمد شفیع**

ان قبروں میں میاں سر محمد شفیع کی قبر سب سے نمایاں ہے ۔ مرحوم اس وفد میں بھی شامل تھے جو ۱۹۰۶ء میں شملہ میں وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے مسلمانوں کے مطالبات منوانے کے لیے ملا تھا ۔ وہ مسلم لیگ کے ایک دھڑے کے ، جو ان کے نام کی مناسبت سے شفیع مسلم لیگ کہلاتا تھا ، سربراہ بن گئے تھے ۔ میاں صاحب کی قبر کا کتبہ ٹوٹ گیا ہے ، البتہ ان کی قبر کے تعویذ پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ببین روئی فلک دل زار این چہ باران ابر نور است
کہ از زمین تا بہ ماہ و خورشید سر بسر جلوہ ہای طور است

شفیع قوم محمدی از زمین بہ عرش برین بیاید
زمین بنالد فلک بخندد یگانہ باغبان پور است

۱۳۵۰ ہجری المقدس

تعویذ کے دائیں جانب یہ اشعار درج ہیں :

تھا ہمیشہ امن و صلح و آشتی تیرا چلن
تیری کوشش تھی کہ مٹجائے سب جنگ و جدل
اب تجھے کھو کر بہت پچھتائے گی خاکِ وطن
اب بڑی مشکل سے پائیگی تیرا نعم البدل

ایضاً :

زندگی تیری نمونہ تھی زمانے کے لیے
جبتک زندہ رہا ، زندہ رہا عزت کے ساتھ
اور جب راہی ہوا جنت بسانے کے لیے
ہم سفر ہے روح تیری سرمدی راحت کے ساتھ

تعویذ کے بائیں جانب یہ اشعار مرقوم ہیں :

کار زار زیست (زمین) اک قلعہ تھا تیرا وجود
موت نے یہ قلعۂ مضبوط بھی سر کر لیا
خیر و خوبی علم و فن عقل و خرد الطاف و جود
یہ خزانہ خاک نے دامن میں کیونکر بھر لیا

ایضاً :

اے یتیموں کے (دل) بیواؤں کے درد آشنا
ننھے بچے اور مائیں یاد کرتی ہیں تجھے
زندگی بھر جنکی غربت کا تجھے احساس تھا
ان غریبونکی دعائیں یاد کرتی ہیں تجھے

تعویذ کے پائنتی یہ عبارت منقوش ہے :

دل کسی کا بھی نہیں تو نے دکھایا عمر بھر
اس لیے مرنے سے تیرے دکھ گیا ہر ایک دل
لے کے تیرا نام کہتا ہے ہر فرد بشر
نیک سیرت نیک طینت نیک خصلت نیک دل[1]

---

۱ - میاں صاحب کا انتقال ۷ جنوری ۱۹۳۲ء کو ہوا تھا -

**پروفیسر میاں محمد شریف**

اسی احاطۂ قبور میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے صدر شعبۂ فلسفہ، پرو وائس چانسلر اور ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ لاہور کے ڈائریکٹر میاں محمد شریف کی بھی قبر ہے - انھوں نے فلسفے کے موضوع پر ایک بلند پایہ کتاب بعنوان A History of Muslim Philosophy تحریر کی ہے - ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**پروفیسر میاں محمد شریف**

ولد حکیم میاں فضل دین

تاریخ پیدائش ۳۰ مارچ ۱۸۹۰ء

تاریخ وفات ۱۱ دسمبر ۱۹۶۵ء

تعویذ پر ایک کھلی کتاب بنی ہوئی ہے جس پر آیت الکرسی اور مذکورہ بالا عبارت مرقوم ہے -

---

**میاں محمد شاہنواز**

میاں محمد شریف کی قبر سے قریب ہی میاں شاہنواز کی ابدی آرام گاہ ہے - شاہنواز سے زیادہ ان کی رفیقۂ حیات بیگم جہاں آراء شاہنواز نے شہرت پائی ہے - میاں شاہنواز کا عقد بیگم جہاں آراء کی خالہ سے ہوا تھا لیکن وہ جلد ہی انتقال کر گئیں - اس کے بعد ان کا عقد ثانی جہاں آراء سے ہوا - میاں صاحب قانون کے پیشے سے وابستہ تھے - بیگم جہاں آراء نے ان کا ذکر اپنی تصنیف Father And Daughter میں تفصیل کے ساتھ کیا ہے - میاں شاہنواز کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت رقم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

**میاں محمد شاہنواز**

ولد میاں ظہور الدین

تاریخ پیدائش اکتوبر ۱۸۷۴ء

تاریخ وفات ۱۱ اگست ۱۹۳۸ء

قبر کے تعویذ پر یہ عبارت درج ہے :

یا حی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قیوم

میاں محمد شاہ اواز فرشتہ منش

تاریخ وفات اگست ۱۹۳۸ء

جس فضا میں پر فشاں ہے اس کی روح جاوداں
کوئی انساں اس کی پنہائی کو پا سکتا نہیں

نام اس کا زندہ و پائندہ و تابندہ ہے
لوح ہستی سے اسے کوئی مٹا سکتا نہیں

خواب راحت سے جگاتے کیوں ہو سونے دو اسے
قطرہ تھا دریا سے ہم آغوش ہونے دو اسے

(حفیظ ہوشیار پوری)

---

خواجہ منظور حسین

اسی قبرستان میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ انگریزی کے صدر، گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل، ڈاکٹر اسلوب احمد انصاری کے استاد محترم اور میاں محمد شریف سابق پرو وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی کے داماد خواجہ منظور حسین کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ڈاکٹر اسلوب احمد صاحب نے "نذر منظور" کے فلیپ پر ان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے -

"خواجہ منظور حسین مرحوم ۲۱ مئی ۱۹۰۳ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے انگریزی زبان و ادب میں ایم اے کی سند حاصل کی - بعد ازاں ۱۹۲۹ء میں یونیورسٹی آف آکسفورڈ سے بی اے آنرز کیا - ۳۰ - ۱۹۲۹ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی کے استاد رہے - ۱۹۳۱ء سے ۱۹۴۸ء تک علی گڑھ میں شعبۂ انگریزی میں پہلے ریڈر اور پھر پروفیسر رہے - پاکستان منتقل ہونے پر گورنمنٹ کالج لاہور میں شعبہ ہائے انگریزی و اردو کے سربراہ اور پھر کچھ عرصے کالج کے

پرنسپل رہے۔ ۱۹۵۹ء سے ۱۹٦۹ء تک دس سال پاکستان انٹر یونیورسٹی بورڈ کے سیکریٹری رہے۔ تصانیف و تالیفات: اقبال اور بعض دوسرے شاعر، تحریک جد و جہد بہ طور موضوع سخن، غزل کا خارجی روپ بہروپ، آسیا اور دوسری کہانیاں"۔

خواجہ منظور حسین ۲۰ اگست ۱۹۸٦ء کو فوت ہوئے اور اپنے سسرال کے قبرستان میں دفنائے گئے۔ افسوس کہ ان کی قبر پر کسی نے کتبہ نہیں لگایا۔

---

میاں شاہ دین ہمایوں

اسی احاطۂ قبور میں پنجاب ہائیکورٹ کے جج میاں شاہ دین بھی محوِ خواب ابدی ہیں۔ مرحوم اس وفد میں شامل تھے جو ۱۹۰٦ء میں لارڈ منٹو وائسرائے ہند سے شملہ میں ملا تھا۔ شاہراہ قائداعظم پر شاہ دین بلڈنگ انھی کے نام سے منسوب ہے۔ ان کے فرزند ارجمند میاں بشیر احمد نے ان کی یاد میں لاہور سے ماہنامہ "ہمایوں" جاری کیا تھا جس کا ہمارے علمی و ادبی جرائد میں بڑا اونچا مقام رہا ہے۔ میاں بشیر احمد نے Life of Justice Shah Din کے عنوان سے اپنے والد بزرگوار کی سوانح حیات لکھی ہے۔ جسٹس شاہ دین کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

هو الغفور

میاں محمد شاہ دین صاحب (ہمایوں)

ولد مولوی نظام الدین صاحب

تاریخ پیدائش ۲ اپریل ۱۸٦۸ء

تاریخ وفات ۲ جولائی ۱۹۱۸ء

ہمایوں تیرے مدفن پر بنائیں مقبرہ کیوں ہم
یہاں حسنِ عمل ہے سب سے بہتر یادگاروں میں

ان کے تعویذِ قبر پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هو العزیز

در گلستانِ دہر ہمایوں نکتہ سنج
آمد مثال شبنم و چوں بوئے گل رمید

می جست عندلیب خوش آہنگ سالِ فوت
"علامہ فصیح" ز ہر چار سو شنید
۱۳۳۶=۴×۳۳۴

---

**میاں بشیر احمد**

شاہ دین ہمایوں کی قبر سے جانبِ جنوب ان کے نامور فرزند میاں بشیر احمد کی ابدی آرام گاہ ہے۔ انہوں نے ادبی حلقوں میں بحیثیت مدیرِ "ہمایوں" بڑی شہرت پائی۔ ان کے گھر میں جو "المنظر" کے نام سے مشہور تھا، قائداعظم بھی قیام فرما چکے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد مرحوم ترکی میں پاکستان کے سفیر بھی رہ چکے ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

ہو الرحمٰن

میاں بشیر احمد

ولد میاں محمد شاہ دین

تاریخ پیدائش ۲۹ مارچ ۱۸۹۳ء

تاریخ وفات ۳ مارچ ۱۹۷۱ء

محبت کو میرے دل نے خدا کی جلوہ گہ پایا
محبت کے سوا ہر شے کو میں نے ماسوا پایا

---

**بیگم گیتی آراء**

میاں محمد شفیع کی دختر اور میاں بشیر احمد کی رفیقہ حیات گیتی آراء نے تحریکِ آزادی میں اپنی بہن جہاں آراء شاہنواز کے شانہ بشانہ کام کیا ہے۔ ان کی قبر اپنے میاں کی قبر سے قریب ہی ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

مرقد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الرحمٰن

**گیتی آراء بشیر احمد**

دختر میاں محمد شفیع

زوجہ میاں بشیر احمد

تاریخ پیدائش ۱۱ آگست ۱۸۹۹ء

تاریخ وفات ۲۸ جنوری ۱۹۷۸ء

انا للہ وانا الیہ راجعون

گیتی آراء پیکرِ اخلاق و عزم و تمکنت
آبروئے خاندان و فخرِ قوم و مملکت

باعثِ توقیرِ نسواں حریت کی پاسبان
غم گسار و حق شناس و نکتہ دان مشورت

بس کہ تھی اہل حرم کی خیر خواہ و درد مند
کیوں نہ ہو سن وفات اس کا "حریم مغفرت"
۱۹۷۸ء

---

**میاں محمد رفیع**

میاں محمد رفیع ، میاں محمد شفیع کے فرزند تھے لیکن ناموری ان کے حصے میں نہیں آئی - ان کی قبر کا کتبہ صرف اس اعتبار سے اہم ہے کہ ان کی تاریخ وفات حفیظ ہوشیارپوری نے کہی تھی ، جو تاریخ گوئی میں اپنی نظیر آپ تھے - کتبے پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو العزیز

میاں محمد رفیع ولد میاں محمد شفیع

تاریخ پیدائش ۷ اپریل ۱۸۸۹ء

تاریخ وفات ۱۷ فروری ۱۹۴۹ء

میاں محمد رفیع جنت نشان

۱۳٦۸ھ

قبر کے تعویذ پر یہ عبارت درج ہے :

۷۸٦

محمد رفیع وفت ز دنیائے بے ثبات
مقرب شدہ خدائے بصیر و سمیع را
بگفتم دعا بود "مدد حق" شریک حال
محمد شفیع باد محمد رفیع را
۱۳٦۸ھ

نہاں ہے صورت رفیع چشمِ اقربا سے اب
وہ مرد سرفراز آج پائمال مرگ ہے
یہی نشان آخری جہاں میں ہے اسی لیے
حفیظ "آہ تربت رفیع" سال مرگ ہے
۱۳٦۸

(حفیظ ہوشیار پوری)

---

**اصغری خانم**

میاں محمد رفیع کی اہلیہ محترمہ اصغری خانم نے بھی خاموشی کی زندگی گذاری ۔ ان کی قبر کا کتبہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ ان کی تاریخ وفات حفیظ ہوشیارپوری کی کہی ہوئی ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اصغری خانم

دختر میاں محمد شاہ دین

زوجہ میاں محمد رفیع

تاریخ پیدائش یکم جولائی ۱۸۹۶ء

تاریخ وفات ۲۶ فروری ۱۹۵۹ء

قطعہ تاریخ وفات

جان پاک اصغری اللہ کو پیاری ہوئی
رہ گئی شمع مزار اک یادگار اصغری

لوح مرقد پر یہ تاریخیں ہیں نقش جاوداں
جان پاک اصغری ، شمع مزار اصغری
۱۳۷۸ھ ۱۹۵۹ء

حفیظ ہوشیار پوری

---

بیگم جہاں آراء شاہنواز

اسی احاطہ قبور میں جانب قبلہ بیگم جہاں آراء شاہنواز کی ابدی آرام گاہ ہے - مرحومہ سر محمد شفیع کی بڑی بیٹی تھیں - انہوں نے اپنی مشہور تصنیف Father And Daughter میں اپنی تاریخ ولادت ۷ اپریل ۱۸۹۶ء تحریر کی ہے - اس زمانے میں لڑکیوں کو تعلیم دلانے کا رواج نہ تھا - اس رواج کے برعکس سر محمد شفیع نے اپنی بیٹی کو اعلیٰ تعلیم دلائی - ۱۹۱۱ء میں ان کا عقد بیرسٹر شاہنواز سے ہوا - پہلی گول میز کانفرنس کے موقع پر جہاں آراء اپنے والد کی سیکریٹری بن کر لندن گئیں اور وہاں انہیں برعظیم پاک و ہند کے سیاسی رہنماؤں کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا - ۱۹۳۴ء میں موصوفہ ہندوستانی وفد کی جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رکن مقرر ہوئیں اور ۱۹۳۵ء میں انہوں نے جنیوا میں بین الاقوامی لیبر کانفرنس میں ہندوستان کی نمایندگی کی - ۱۹۳۷ء میں مرحومہ مجلس وضع قانون پنجاب کی رکن منتخب ہوئیں - انہوں نے نیویارک اور کنیڈا میں منعقد ہونے والی کانفرنسوں میں ہندوستان کی نمایندگی کی -

بیگم شاہنواز تحریک پاکستان میں عورتوں کے ہراول دستے کی رہنما تھیں - حکومت پاکستان نے ان کی تحریک پاکستان میں خدمات کے اعتراف میں ان

کا یادگاری ڈاک ٹکٹ جاری کیا ہے - ان کی تصنیف مذکورہ بالا سے ان کے والد بزرگوار اور خود ان کی اپنی سیاسی زندگی کے بارے میں بڑی معلومات ملتی ہیں۔ افسوس کہ اتنی بڑی خاتون کے مزار پر ان کے لواحقین نے کتبہ نصب نہیں کیا - ان کا انتقال ۲۷ نومبر ۱۹۷۹ء کو ہوا ۔

---

اس قبرستان کے شمالی حصے میں میاں فیملی کے سربراہ مہر مہنگا کی ابدی آرام گاہ ہے۔ اس کے سرہانے قدیم وضع کا ایک چراغدان بنا ہوا ہے - مہر مہنگا کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

۵۸۶

میاں محمد یوسف

المشہور

مہر مہنگا

مورث اعلیٰ میاں خاندان

ناظم شالا مار باغ ۱۰۵۲ھ (۱۶۴۲ء)

عہد شاہجہان

تاریخ وفات ۱۶۶۹ء

---

## قبرستانِ بی بیاں پاکدامناں

یہ لاہور کا قدیم ترین قبرستان ہے جو قیامِ سلطنتِ دہلی (۱۲۰۶ء) کے فوراً بعد وجود میں آ گیا تھا ۔ سب سے پہلے یہاں حضرت سید احمد توختہ ترمذیؒ کی صاحبزادیوں بی بی تاج ، بی بی حاج، بی بی گوہر ، بی بی شہباز اور بی بی حور کے مزارات بنے ۔ مغلوں کے دورِ حکومت سے پہلے یہ لاہور کا سب سے بڑا قبرستان تھا ۔ جب مغلیہ عہد میں حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے مزار سے ملحقہ علاقے میں قبرستان بنا تو اس قبرستان کی اہمیت گھٹ گئی اور لوگوں نے تجاوزات شروع کر دیے ۔ اب اتنے زیادہ تجاوزات ہو چکے ہیں کہ یہ قبرستان متعدد حصوں میں بٹ کر رہ گیا ہے ۔

بی بی رقیہ

قبرستان بی بیاں پاکدامناں لاہور کا قدیم ترین قبرستان ہے - عبدالباقی بن جان محمد نے حضرت داؤد کرمانی شیر گڑھی (م ۱۵۷۵ء) کے سوانح حیات اور ملفوظات — مقاماتِ داؤدی — کے عنوان سے مرتب کیے تھے - اس کتاب میں یہ مرقوم ہے کہ حضرت داؤد کرمانی قبرستانِ بی بی حاج تاج میں قیام فرمایا کرتے تھے - اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مغلوں کے زمانے میں یہ قبرستان اسی نام سے مشہور تھا - بی بی حاج اور بی بی تاج جن کے نام سے یہ قبرستان موسوم تھا ، حضرت سید احمد توختہ ترمذی (م ۱۲۰۶ء) کی بیٹیاں تھیں سلطان التارکین حمید الدین حاکم مد فون مئو مبارک نزد رحیم یار خان، بی بی حاج کے فرزند ارجمند تھے - پیر غلام دستگیر نامی نے تاریخِ جلیلہ میں حضرت سید احمد توختہ ترمذی کی صاحبزادیوں کے نام بی بی حاج ، بی بی تاج ، بی بی شہباز ، بی بی گوہر اور بی بی حور قلمبند کیے ہیں - پیر غلام دستگیر نامی نے ان بی بیوں کے حالات پر ایک مستقل رسالہ بھی شائع کیا ہے - ابھی حال ہی میں حفیظ اللہ خان منظر نے بھی اس موضوع پر ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس میں اس بات کی سختی کے ساتھ تردید کی گئی ہے کہ یہ خواتین حضرت علیؓ یا حضرت عقیلؓ کی بیٹیاں تھیں جو سانحۂ کربلا کے بعد راتوں رات لاہور چلی آئیں اور جب سحر نمودار ہوئی تو انہوں نے خدا سے دعا مانگی اور وہ زمین میں سما گئیں -

درگاہ کے اندر ان بی بیوں کے مزارات ہیں جن پر صرف ان کے نام لکھے ہوئے ہیں - حال ہی میں ان مزارات کے سرہانے ایک گنبد تعمیر کیا گیا ہے جس کے بارے میں یہ بتایا جاتا ہے کہ اس گنبد تلے حضرت علیؓ کی بیٹی بی بی رقیہ کی قبر ہے - اس قبر کے سرہانے نصب کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار مبارک

بی بی رقیہ

المعروف بی بی پاک دامن رحمۃ اللہ علیہا

تیرا دربار دربار مصطفائی ہے
میری بگڑی بنا سیدہ کہ لاکھوں کی بنائی ہے

حفیظ اللہ خان منظر نے اپنی تصنیف دلپذیر حضرت بی بیاں پاکدامن میں حضرت رقیہ بنت حضرت علیؓ کے روضہ مبارک کی تصویر شائع کر دی ہے جو مصر میں موجود اور مرجع خلائق ہے۔

پیر غلام دستگیر نامی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ یا حضرت عقیلؓ کی بیٹیوں میں حاج، تاج، گوہر، شہباز یا حور نام کی خواتین کے اسماء نہیں ملتے، گوہر اور شہباز تو خالص ایرانی نام ہیں۔

ان بی بیوں کی رہائش گاہ اکبری دروازے کے اندر حضرت سید احمد توختہ ترمذی کے مزار سے متصل تھی اور یہ محلہ ہنوز محلہ چاہ بی بیاں کے نام سے موسوم ہے۔

---

## ڈاکٹر سید رمضان علی

ڈاکٹر سید رمضان علی امراض چشم کے ماہر تھے۔ وہ باغبانپورہ سے قریب موضع لکھو ڈیر کے رہنے والے تھے۔ وہ ایک غریب خاندان کے فرد تھے لیکن انھوں نے اپنی محنت اور قابلیت سے لاکھوں روپے کمائے۔ آزادی وطن سے قبل مرحوم کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں شعبہ امراض چشم میں اسسٹنٹ پروفیسر تھے۔ آزادی کے بعد انھوں نے ٹمپل روڈ پر علی ہسپتال کے نام سے آنکھوں کے علاج کے لیے ایک ادارہ قائم کر لیا۔ ان کی وفات کے بعد یہ ادارہ ان کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ ان کی قبر بی بی پاکدامنان میں درگاہ کے صدر دروازے سے ملحق جانب قبلہ ہے اور اس کے تعویذ پر یہ عبارت مرقوم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
**ڈاکٹر رمضان علی سید**
ولد سید روشن علی شاہ
پیدائش ۱۳ نومبر ۱۹۰۱ء
تاریخ وفات ۱۱ مارچ ۱۹۸۸ء
بمطابق ۲۱ رجب ۱۴۰۸ھ بروز جمعۃ المبارک

---

## اُم نواب شیخ امام الدین

ڈاکٹر سید رمضان علی کی قبر سے جانبِ مشرق دو میٹر کے فاصلے پر سکھوں کے عہد میں کشمیر کے گورنر شیخ امام الدین کی والدہ ماجدہ کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحومہ ایرانی النسل تھیں اور شیعہ مذہب کی پیرو تھیں۔ ان کے احفاد میں سے شیخ امام الدین، نواب غلام محبوب سبحانی اور جی معین الدین نے بڑا نام پیدا کیا ہے۔ مرحومہ کی قبر کا کتبہ امامِ فن امام ویردی کا تحریر کردہ ہے اور اسے اب عجائب گھر میں محفوظ کر لینا چاہیے۔ کتبے کی عبارت یوں ہے:

اُم نواب شیخ امام الدین
پردہ انداخت بر رخ نیکو
گفت تاریخ ہاتف غیبے
کو تعالیٰ بہشت داد بدو

غرہ شہر محرم الحرام سنہ ہجریہ ۱۲۶۶

مولوی نور احمد چشتی اپنی مشہور تصنیف "تحقیقاتِ چشتی" میں لکھتے ہیں کہ ان کی قبر سے قریب نواب امام الدین نے کوٹھڑیاں اور سہ درہ تعمیر کرایا تھا۔ (ان دنوں ان کوٹھڑیوں میں محکمہ اوقاف کے منیجر کا دفتر ہے)۔ اس سہ درے کے اندر نواب امام الدین نے یہ اشعار لکھوائے تھے (جو اب وہاں نظر نہیں آتے)۔

نواب امام الدین بہادر
شد والدہ اش بخلد و خوش خفت
اے وائے کہ رفت مریم دہر
فیذانہ وقت روئے بنہفت
تاریخ وفات ہاتف غیب
زہرا و رسول شافعش گفت

کتبہ حقیر امام ویردی

---

**والدہ جاوید اقبال**

قبرستان بی بیاں پاکدامناں میں ایک ٹیلہ چاروں طرف سے مکانوں میں گھر کر رہ گیا ہے ۔ اس ٹیلے کے شمال مشرق گوشے میں علامہ اقبال کی اہلیہ اور جاوید اقبال کی والدہ کی قبر ہے ۔ پہلے اس قبر کے گرد سیمنٹ کی جالیاں تھیں جو اب ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں ۔ اس قبر کے سرہانے لوح نصب نہیں ہے ، تعویذ پر یہ عبارت مرقوم ہے :

۷۸۶

ھو الباقی

سردار بیگم

اہلیہ علامہ محمد اقبال

تاریخ وفات ۲۳ مئی ۱۹۳۵ء

راہی سوئے فردوس ہوئی مادر جاوید
لالے کا خیاباں ہے میرا سینۂ پُر داغ
ہے موت سے مومن کی نگہ روشن و بیدار
اقبال نے تاریخ کہی "سرمۂ ما زاغ"

۱۳۵۴ھ

(اقبال)

---

**نواب سجاد علی خاں**

قبرستان بی بیاں پاک دامناں میں جنازگاہ سے باہر نوابزادہ لیاقت علی خان کے برادرِ بزرگ نواب سجاد علی خان کی قبر ہے ۔ ان کا ذکر اور تصویر "تذکرہ رؤسائے پنجاب" میں موجود ہے ۔ ان کی شکل و صورت حیرت انگیز حد تک نوابزادہ لیاقت علی خان سے ملتی ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ                                   یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

**نواب محمد سجاد علی خان**

رکن الدولہ شمشیر جنگ آف کرنال

برادرِ بزرگ نواب زادہ لیاقت علی خان وزیراعظم پاکستان

تاریخ پیدائش ۱۸۹۲ء بمقام کرنال

تاریخِ وفات ۲۶ مئی ۱۹۶۹ء بمطابق ۹ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**شیخ محمد اشرف**

کسی زمانے میں قبرستان بی بیاں پاکدامناں بہت وسیع تھا۔ اب لوگوں نے قبریں صاف کرکے مکانات تعمیر کر لیے ہیں اور قبرستان کئی حصوں میں تقسیم ہوگیا ہے۔ ایک مکان کے باہر "احاطہ قبرستان شیخ غلام محمد شیخ غلام علی قوم ککے زئی" کی تختی لگی ہوئی ہے۔ اس مکان کے عقبی صحن میں لاہور کے معروف پبلشر شیخ محمد اشرف کی قبر ہے۔ مرحوم مسلکاً اہلحدیث تھے اس لیے ان کی قبر کچی ہے اور اس کے سرہانے لوہے کی ایک پلیٹ پر یہ عبارت مرقوم ہے:

۷۸۶

**شیخ محمد اشرف مرحوم ولد غلام محمد**

تاریخ پیدایش ۱۹۰۳ء

تاریخ وفات بروز جمعہ ۹ مئی ۱۹۸۰ء ۹ بجے شب

---

**حکیم فضل حکیم فیضی**

قبرستان بی بیاں پاکدامناں کے گوشہ شمال مغربی میں لاہور کے نامور طبیب حکیم فضل حکیم فیضی کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم سرہند شریف کے ایک نواحی گاؤں کے رہنے والے تھے اور آزادی سے قبل انبالہ میں مطلب کیا کرتے تھے۔ آزادی کے بعد انہوں نے میؤ ہسپتال سے قریب ریلوے روڈ پر

مطب شروع کیا ۔ مرحوم بڑے کامیاب معالج تھے اور علماء و مشائخ کا علاج بلا معاوضہ کیا کرتے تھے ۔ لاہور کے مشہور ڈاکٹر اقبال سرہندی حکیم فضل ِ حکیم فیضی کے فرزند ِ ارجمند ہیں ۔

حکیم صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا ذوالجلال والا کرام     یا شفیع المذنبین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

وہ فیض عام جو دنیا میں چھوڑ آیا ہوں

خدا کے لطف سے وہ فیض اب بھی جاری ہے

آرام گاہ دوامی درویش صفت

فیضان الملک

**عالیجناب حکیم فضل حکیم فیضی**

تاریخ وصال ۲۱ مئی ۱۹۸۸ء بمقام لاہور

---

## قبرستان شادمان کالونی

شادمان کالونی میں G.O.R. III سے ملحق جو قبرستان ہے ، وہ شیر شاہ ولی کا قبرستان کہلاتا ہے، لیکن عرف عام میں اسے شادمان کالونی کا قبرستان کہتے ہیں ۔ اب اسی کالونی میں آخری گول چکر سے قریب ایک گلی میں نیا قبرستان وجود میں آیا ہے ، جسے مرکزی قبرستان شادمان کالونی کا نام دیا گیا ہے ۔ اس نئے قبرستان میں گنتی کی چند قبریں ہیں ۔

**ڈاکٹر تصدق حسین خالد**

قبرستان شیر شاہ ولی کے شمال مغربی گوشے میں جدید شاعری کے تین بانیوں میں سے ایک ڈاکٹر تصدق حسین خالد کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کی قبر سے قریب ہی بیگم سلمٰی تصدق نے ایک کالج، ڈسپنسری اور مسجد تعمیر کرائی ہے۔ ان کی قبر ایک احاطے کے اندر ہے۔ دروازے پر ایک پتھر نصب ہے جس پر یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابدی آرامگاہ

**الحاج ڈاکٹر تصدق حسین خالد**

شاعر الہام و عبودیت

ماہر قانون و جدید شعر و سخن کا طائر پیش رس

تاریخ وفات ۱۳ مارچ ۱۹۷۱ء

مرحوم کی قبر کے تعویذ پر یہ عبارت کندہ ہے:

آخری آرامگاہ

**الحاج ڈاکٹر میاں تصدق حسین خالد**

ایم اے، پی ایچ ڈی، بار ایٹ لاء

وطن مالوف بٹالہ

ولادت ۲ فروری ۱۹۰۱ء پشاور

وفات ۱۳ مارچ ۱۹۷۱ء لاہور

شب بخیر

تشنہ کامان سرود

ایک میٹھی نیند، میٹھے خواب

تم سب کے نصیب

ختم ہوتی ہے نوائے چنگ و نے

جو مجھے تھوڑا بہت کہنا تھا میں نے کہہ دیا

شعلۂ خس دیدہ بھڑکا اور بھڑک کر رہ گیا

ہاں مگر

وہ امر جوئی ، محبت کی لپک

بجھ نہیں سکتی ہوائے دہر سے ،

شب بخیر خالد

تعویذ کے دائیں جانب یہ عبارت مرقوم ہے :

بارگاہِ قدس میں آیا ہوں بے آشامِ ذوق خالد

بائیں جانب یہ عبارت درج ہے :

راز ہی راز ہے حیرت کدۂ بزمِ نمود
یہ تماشا گہ عالم کیا ہے ؟ خالد

قدموں کی جانب یہ عبارت مرقوم ہے :

زندگی سوئی ہے آرام کی نیند خالد

---

**میاں ارشد حسین**

ڈاکٹر تصدق حسین خالد کی قبر سے جانبِ جنوب چالیس میٹر کے فاصلے پر ایک چار دیواری کے اندر پاکستان کے وزیر خارجہ اور سیکریٹری امورِ خارجہ میاں ارشد حسین کی قبر ہے ۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

میاں ارشد حسین

ولد میاں افضل حسین

ولادت ۹ جنوری ۱۹۱۰ء

وفات ۸ اکتوبر ۱۹۸۷ء

مرقد پہ تیری رحمتِ حق کا نزول ہو
حامی تیرا خدا اور خدا کا رسول ہو

انا للہ وانا الیہ راجعون

---

**میاں افضل حسین**

میاں ارشد حسین کی قبر کے ساتھ ہی ان کے والد بزرگوار میاں افضل حسین کی ابدی آرام گاہ ہے - میاں صاحب ، سر فضل حسین وزیر اعلٰی پنجاب کے برادر اصغر تھے - مرحوم ۱۸۸۹ء میں بٹالہ میں پیدا ہوئے - انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے گریجوایشن کی اور اعلٰی تعلیم کے حصول کی خاطر کیمبرج یونیورسٹی میں داخل ہوگئے - انہوں نے وہاں حشرات الارض پر تحقیق کی - انگلستان سے واپسی پر ان کا تقرر زرعی کالج لائل پور (حالیہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد) میں بحیثیت پرنسپل ہوا - ۱۹۳۸ء میں موصوف پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر بنے اور ۱۹۴۴ء تک اس عہدے پر فائز رہے - قیام پاکستان کے بعد میاں صاحب دوبارہ ۱۹۵۴ء میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے اور چار سال تک اس عہدے پر فائز رہے - ان کے دور میں یونیورسٹی میں کئی نئے شعبوں کا قیام عمل میں آیا - موصوف پاکستان شوگر کمیشن کے چیئرمین ، وائس چیئرمین زرعی سائنسی تحقیقی کمیشن اور پاکستان فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین رہ چکے ہیں - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

**میاں محمد افضل حسین**

خلف الرشید

میاں حسین بخش ساکن بٹالہ

۱۸۸۹ء تا ۱۹۷۰ء

تاریخ وفات یکم نومبر ۱۹۷۰ء

مطابق یکم رمضان ۱۳۹۰ھ

---

### ڈاکٹر مولوی محمد شفیع

شادمان کالونی لاہور میں سرکاری ملازموں کی رہائشی کالونی (G.O.R. III) سے ملحق ایک قبرستان ہے جو ایک بزرگ شیر شاہ ولی کے نام سے منسوب ہے - اس قبرستان کے پاس سے رات دن ہزاروں انسان گزر جاتے ہیں لیکن ان میں سے شاید ہی کسی کو معلوم ہو گا کہ وہاں ایسی ایسی ہستیاں محو خوابِ ابدی ہیں جن کی زندگیاں بڑی ہنگامہ خیز گذری ہیں -

قبرستان کی شمالی دیوار کے ساتھ ایک چھتری کے نیچے السنہ الشرقیہ کے عالمِ بے بدل مولوی محمد شفیع پرنسپل یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور اور اردو دائرۂ معارف اسلامیہ کے مدیر اعلیٰ آرام فرما ہیں - ان کی قبر کا کتبہ کوئی سنگ فروش اکھاڑ کر لے گیا ہے - اس پر یہ عبارت درج تھی :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیہ مرضیہ

**پروفیسر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم و مغفور**

آخری آرامگاہ

دہر و دوران کم آورد فرزند　　چو محمد شفیع دانش مند
آن بہ فضل و بہ معرفت مشہور　　و آن مبرا از نخوت و غرور
خاکِ لاہور ازو فزودہ شرف　　پدر فضل را بہینہ خلف
ادب از خامہ اش بجلوہ گری　　فرد و مغلق بتازی و بدری

(از آقا بدیع الزمان فروز انفر دانشمندِ شہیرِ ایران)

تاریخ ولادت ۱۶ اگست ۱۸۸۳ء مطابق ۲ شوال ۱۳۰۰ھ

تاریخ وفات ۱۴ مارچ ۱۹۶۳ء مطابق ۱۸ شوال ۱۳۸۲ھ

---

### سلیم واحد سلیم

مولوی محمد شفیع کی قبر سے تیس میٹر جانب جنوب مشہور شاعر سلیم واحد سلیم کی ابدی آرام گاہ ہے - مرحوم بڑے اونچے پایہ کے شاعر تھے -

ان کی شاعری پر عزیزہ تابندہ بتول بنت سید ولایت حسین حیدری ایڈووکیٹ نے بڑا عمدہ مقالہ لکھا ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک گوشہ نشین شاعر ادیب

ڈاکٹر خلیفہ سالم واحد سلیم

ولد خلیفہ عبدالواحد

تاریخ پیدائش اپریل ۱۹۲۱ء

تاریخ وفات ۱۹ فروری ۱۹۸۱ء

ابد کی لوح پہ لکھا گیا ہے نام تیرا
دلوں سے محو نہ ہوگا کبھی مقام تیرا

(کلام سلیم واحد سلیم)

---

**مولانا محمد ادریس کاندھلوی**

بابا شیر شاہ ولی کے گنبد سے جانب شمال مغرب بیس میٹر کے فاصلے پر نامور عالم دین ، جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث ، دارالعلوم دیو بند کے استاد ، سیرت المصطفیٰ ، خلافت راشدہ ، الفتح السماوی بتوضیح تفسیر البیضاوی، اعجاز القرآن، دلائل القرآن علی مذہب النعمان اور الدین القیم جیسی بلند پایہ کتابوں کے مصنف مولانا محمد ادریس کاندھلوی کا مزار پُر انوار ہے۔ ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد قال اللہ جل حکمہ و سلام علیکم (ابداً) یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا (۱۹۷۴ء)

مرقد مبارک

استاد العلماء حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

تاریخ وصال یکشنبہ ۸ رجب ۱۳۹۴ھ

مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۷۴ء

واے عارف بود ہنگام سحر خراب
رفت آن مہتاب دین قبل از غروبِ آفتاب

٦٨٠ - ٥١ - ٣٣٨ - ٦٣ - ١٣٢ - ١١٥ - ٣٨٣
١٩٧٤ء

---

**مولانا محمد مالک کاندھلوی**

مولانا محمد ادریس کاندھلوی علیہ الرحمہ کے مزار پُرانوار کے ساتھ ان کے فرزندِ ارجمند اور معروف عالم دین مولانا محمد مالک کاندھلوی کی ابدی آرام گاہ ہے - موصوف اپنے والد محترم کی زندگی میں ٹنڈو الہ یار (سندھ) میں مولانا احتشام الحق تھانوی کے قائم کردہ مدرسے میں تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے- والد محترم کی وفات کے بعد جامعہ اشرفیہ کے منتظمین نے انہیں ٹنڈوالہ یار سے بلا کر ان کے والد بزرگوار کی جگہ انہیں شیخ الحدیث مقرر کیا - مولانا ایک زبردست عالم اور خطیب تھے - موصوف مسجد عکس جمیل سمن آباد لاہور میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا کرتے تھے -

جنرل ضیاء الحق کے دور اقتدار میں مولانا محمد مالک کاندھلوی ان کے معتمد ساتھیوں میں شامل تھے - جب جنرل صاحب نے قومی اسمبلی کی بجائے مجلس شوریٰ قائم کی تو انہیں اس کا رکن مقرر کیا -

مولانا محمد مالک کا انتقال ٦٣ سال کی عمر میں ١٢ اکتوبر ١٩٨٨ء کو دل کا دورہ پڑنے سے ہوا - وہ مصنف بھی تھے اور مفسر بھی - اگر ان کی عمر وفا کرتی تو موصوف بڑا کام کر جاتے -

ہنوز ان کی قبر پر کتبہ نصب نہیں کیا گیا -

---

**عنایت اللہ**

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے مزار مبارک سے تین میٹر جانب مشرق روزنامہ مشرق لاہور کے بانی عنایت اللہ کی ابدی آرام گاہ ہے - یہ بھی حسنِ اتفاق ہے کہ ان کی نمازہ جنازہ مولانا مرحوم نے ہی پڑھائی تھی - پاکستان کی تاریخ صحافت عنایت اللہ کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی - ان کی قبر کے سرہانے جو لوح نصب ہے . اس پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واتینہ فی الدنیا حسنتہ وانہ فی الآخرۃ لمن الصٰلحین

محسن صحافت

عنایت اللہ

بانیٔ مشرق

پیدائش ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء

وفات ۱۵ جولائی ۱۹۷۲ء

---

**مرزا سلطان بیگ (نظام دین)**

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے مزار پُر انوار سے چالیس میٹر جانب قبلہ مائل بہ جنوب ریڈیو پاکستان لاہور کے مشہور اور مقبول کردار نظام دین کی ابدی آرام گاہ ہے - ان کا اصلی نام مرزا سلطان بیگ تھا اور وہ پٹی کے نواحی گاؤں موضع کے رہنے والے تھے - ملک عبداللطیف مسافر (م ۱۹۸۹ء) اور مرحوم نظام دین کی جوڑی بڑی مشہور تھی - ان کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ　　　لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ　　　یا محمد

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد

مرزا سلطان بیگ

تمغۂ خدمت ، تمغۂ امتیاز

المعروف چوہدری نظام دین ریڈیو پاکستان لاہور

ولد مرزا فرمان بیگ

بعمر ۷۴ سال

تاریخ وفات ۳ جولائی ۱۹۹۱ء

---

**پروفیسر سی اے قادر**

قبرستانِ شادمان کالونی ، جسے مرکزی قبرستان کا نام دیا گیا ہے، چاروں طرف سے بنگلوں میں گھرا ہوا ہے ۔ اس قبرستان میں پہلی روش کے خاتمے پر بائیں ہاتھ پروفیسر چوہدری عبدالقادر کی قبر ہے ۔ ان کا مکمل تعارف ان کے لوح مزار پر درج ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پروفیسر سی اے قادر

ایم اے ، ڈی لٹ

ولد چوہدری محبوب عالم

تاریخ پیدائش ۵ نومبر ۱۹۰۹ء بروز جمعہ

تاریخ وفات ۲ دسمبر ۱۹۸۵ء بروز بدھ

اقبال پروفیسر آف فلاسفی و صدر شعبۂ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی ،
صدر آل پاکستان فلاسفیکل کانگرس
صدر انٹرنیشنل اسلامک فلاسفیکل ایسوسی ایشن پاکستان
صدر پاکستان انٹر ریلجس ڈائلاگ

مصنف ۲۸ کتب — ۷۵ مضامین

اقدارِ پائیدار کا گوہر وہ کیا ہوا
انسان دوستی کا سمندر چلا گیا

وہ سرزمینِ منطق و حکمت میں لالہ کار
راہوں میں فلسفے کو سجا کر چلا گیا

اسلامی فلسفہ کا مقدر تھی اس کی ذات
افسوس اپنی بزم سے قادر چلا گیا

---

**پروفیسر نفیسہ اطہر**

پروفیسر سی اے قادر کی ابدی آرام گاہ سے پچاس میٹر جانب مشرق مائل بہ جنوب مشہور ماہرۂ تعلیم پروفیسر مسز نفیسہ اطہر کی خواب گاہ ہے ۔

مرحومہ علی گڑھ کی رہنے والی تھیں اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی فارغ التحصیل تھیں - انھوں نے فارسی زبان و ادب میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی تھی ۔ انھیں پروفیسر ہادی حسن اور پروفیسر ضیاء احمد سے شرف تلمذ تھا ۔ پاکستان آنے کے بعد مرحومہ نے محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کر لی اور لاہور کالج برائے خواتین میں طویل مدت تک پڑھاتی رہیں - اسی کالج سے بحیثیت صدر شعبۂ فارسی ریٹائر ہوئیں ۔ ان کے راقم کے اہل خانہ کے ساتھ ذاتی مراسم تھے ۔ وہ بڑی ملنسار ، متواضع اور مشفق خاتون تھیں - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نفیسہ اطہر

زوجہ اطہر حسن

تاریخ وفات ۲۳ فروری ۱۹۹۲ء

۱۸ شعبان ۱۴۱۲ھ بروز اتوار

دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا

---

# درگاہ حضرت سید علی ہجویریؒ

حضرت اسمٰعیل مغربی محدث و مفسر کے مزار مبارک کے بعد درگاہ حضرت سید علی ہجویریؒ لاہور کا دوسرا قدیم ترین قبرستان ہے۔ یہاں حضرت علی ہجویریؒ کے علاوہ بہت سے مشاہیر کی قبریں تھیں۔ درگاہ کی تعمیر جدید کے وقت ان میں سے بہت سی قبریں صاف کر دی گئیں۔ اب صرف چند قبریں باقی رہ گئی ہیں۔

## حضرت سید علی ہجویریؒ

اس وقت پاکستان میں سب سے بڑی درگاہ حضرت سید علی ہجویری علیہ الرحمہ کی ہے - آپ کے ننھیال اور ددھیال کا تعلق غزنی کے دو محلوں جلاب اور ہجویر سے تھا - اس لیے موصوف اپنے نام کے ساتھ جلابی اور ہجویری لکھا کرتے تھے - آپ کی لاہور میں آمد کا سال متعین نہیں ہے - بعض تذکرہ نویس "فوائد الفواد" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جب آپ لاہور میں داخل ہوئے اس وقت حضرت حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ شہر سے باہر لا رہے تھے - تاریخی اعتبار سے سنین میں بڑا تفاوت ہے - حضرت حسین زنجانی کا سال وفات ۶۰۳ھ - ۱۲۰۷ء ہے اور حضرت علی ہجویری کو اس وقت انتقال کیے ایک صدی سے زیادہ عرصہ گذر چکا تھا -

کشف المحجوب کی داخلی شہادت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے مرشد حضرت ابوالفضل محمد بن الحسن ختلیؒ کا انتقال شام میں بانیا ندی کے کنارے موضع بیت الجن میں ہوا تو اس وقت ان کا سر اپنے مرید کی گود میں تھا - حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے ترجمہ کشف المحجوب کے دیباچے میں حضرت ختلی کا سال وفات ۴۶۰ھ / ۱۰۶۸ء تحریر فرمایا ہے - اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت تک حضرت ہجویری لاہور تشریف نہیں لائے تھے - کشف المحجوب کے ہی ایک اندراج سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت لاہور آ کر خوش نہیں تھے - آپ فرماتے ہیں "میری کتابیں حضرت غزنین میں رہ گئی ہیں اور میں یہاں آ کر ناجنسوں کی صحبت میں پھنس گیا ہوں" - اس سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ اگر آپ لاہور میں مستقل قیام فرمانے کا ارادہ کرکے غزنی سے چلتے تو اپنی کتابیں ساتھ لے لیتے - ان کی اس تحریر سے ان کے بعض تذکرہ نگاروں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حضرت ہجویری اپنی خوشی سے لاہور تشریف نہیں لائے - ان کے غزنی میں قیام کے زمانے میں وحشی غزوں نے غزنی کا رخ کیا تو غزنی کے باشندے جانیں بچا کر وہاں سے بھاگے - حضرت ہجویری نے بھی اسی زمانے میں ترک وطن کیا اور اس عجلت میں غزنی سے نکلے کہ اپنی کتابیں بھی نہ اٹھا سکے - لاہور میں حضرت کا قیام کتنا رہا - اس کے بارے میں بھی اختلاف ہے - بعض تذکرہ نگاروں نے، جن میں شہزادہ دارا شکوہ اور مولانا جامی بھی شامل ہیں، ان کا سال وفات ۴۶۵ھ / ۱۰۷۳ء لکھا ہے - ۴۶۰ھ میں آپ ملک شام میں تھے - وہاں سے غزنی آئے اور وہاں

چندے قیام کے بعد لاہور تشریف لائے۔ اس حساب سے ان کا قیام لاہور کا زمانہ تین یا ساڑھے تین سال بنتا ہے۔

کشف المحجوب کے مندرجات سے ہی بعض حضرات نے، جن میں آقائے حبیبی قندھاری جیسے فاضل بھی شامل ہیں، آپ کا سال وفات ۴۸۰ھ/۱۰۸۷ء یا اس کے بھی بعد متعین کیا ہے۔ کچھ لوگ تو آپ کو ۵۰۰ھ/۱۱۰۷ء میں بقید حیات لکھتے ہیں۔ ان تضادات کے باوجود آقائے حبیبی قندھاری کی رائے مستند معلوم ہوتی ہے۔ (مجھے اس پر اصرار نہیں ہے)۔

آپ کی تصنیف دلپذیر کشف المحجوب فارسی زبان میں تصوف کے موضوع پر لکھی جانے والی اولین کتاب ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ دنیا کی بیشتر زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اتنا زمانہ گذر جانے کے باوجود یہ کتاب آج تک بڑے ذوق و شوق کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ حضرت کے روضۂ مبارک کے اندر ان کے دو مصاحبوں شیخ احمد حمادی سرخسی اور شیخ ابو سعید ہجویری کی قبروں کے بھی نشانات ہیں۔ مؤخرالذکر بزرگ کی فرمائش اور اصرار پر ہی حضرت علی ہجویریؒ نے کشف المحجوب تحریر فرمائی تھی۔ حضرت کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیهم ولاهم یحزنون

مرکز تجلیات

قدوة السالکین زبدة العارفین

حجة الکاملین سند الواصلین

مظهر العلوم خفی و جلی مشهور

مخدوم علی الهجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری

قدس اللہ روحه ولا زالت تجلیاته و برکاته دائماً ابداً

گنج بخش فیض عالم مظهر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راهنما

(سال وصال ۴۶۵ھ)

---

## مولوی فیروز الدین

حضرت سید علی ہجویریؒ کے مزار مبارک کے گردا گرد جو برآمدہ تعمیر ہوا ہے ، اس میں قبلہ رخ مولوی فیروز الدین کی ابدی آرام گاہ ہے - ان کے نام کی مناسبت سے شیرانوالہ دروازہ سے باہر ایک آبادی فیروز گنج کہلاتی ہے - مولوی صاحب ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے - انہوں نے اپنی محنتِ شاقہ سے ایک چھاپہ خانہ قائم کیا اور صدہا کتابیں اور قرآن حکیم شائع کیے - کتابوں کا مشہور ادارہ فیروز سنز انہیں کی یادگار ہے - مرحوم نے ایسٹرن ٹائمز کے نام سے ایک انگریزی روزنامہ بھی جاری کیا تھا - انہوں نے فیروز اللغات بھی چھاپی اور ایک ٹرسٹ قائم کیا - اسی ٹرسٹ کے تحت ایک ہسپتال قائم کیا گیا - مولوی صاحب نے اپنی سوانح حیات "جہادِ زندگی" کے عنوان سے رقم کی ہے - ان کے تعویذ مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

مرقد منور

الحاج حضرت مولوی فیروز الدینؒ

بانی فیروز پرنٹنگ ورکس و فیروز سنز ٹرسٹ

مفسر و مترجم قرآن مجید

تاریخ وصال ۲ اپریل ۱۹۴۹ء

مطابق ۲ جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ

بعمر ۸۶ سال

---

## مولانا ابوالحسنات

درگاہ حضرت سید علی ہجویریؒ کے اس حصے میں جو صرف عورتوں کے لیے مختص ہے ، مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری ، صدر جمعیت العلماء پاکستان محوِ خوابِ ابدی ہیں - موصوف اپنے والد ماجد مولانا دیدار علی شاہ الوری کے ہمراہ لاہور آئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے - موصوف کو اپنے والد ماجد کے علاوہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور مولانا احمد رضا خان بریلوی سے بھی شرفِ تلمذ تھا - مرحوم مسجد وزیر خان کے خطیب اور ایک کامیاب طبیب تھے - ان کی تصانیف میں سے تفسیر الحسنات، صبح نور، الناصح ، اوراقِ غم اور کشف المحجوب کا اردو ترجمہ قابل ذکر ہیں - مولانا

ابو الحسنات شاعر بھی تھے اور حافظ تخلص کرتے تھے ۔ ان کی قبر کے تعویذ پر یہ عبارت درج ہے :

۷۸۶
امام اہلسنت

الحاج حافظ قاری حکیم مفسر قرآن غازیٔ کشمیر

علامہ ابوالحسنات نور اللہ مرقدہ، قادری چشتی اشرفی

خطیب مسجد وزیر خان و امیر مرکزی انجمن الاحناف

و صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان

تاریخ وصال

۲ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء

بروز جمعۃ المبارک

شاکرؒ و صابر مفسر عالم دین متین

بےنظیر و بے مثیل و لاجواب و لا کلام

فکر تھی تاریخ کی آئی ندا احمد لکھو

واصل حق ہو گئے وہ ہادی ذی احترام

۱۳۸۰ھ

مشہور زمان مفسر قرآن جلیل المرتبت سید ابو الحسنات

۸۰ ھجری ۱۳

مزار کے ایک جانب یہ تحریر کندہ ہے :

مرقد پُر انوار

مفسر قرآن امام اہلسنت حضرت علامہ ابوالحسنات

سید محمد احمد قادری اشرفی

امیر حزب احناف و صدر و بانی مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان

تاریخ وصال : ۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء

مطابق ۲ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ

بروز جمعتہ المبارک

**نواب شیخ امام الدین**

نواب شیخ امام الدین سکھوں کے عہد میں کشمیر کے گورنر تھے اور ان کا شمار لاہور کے رؤسا میں ہوتا تھا ۔ ان کی والدہ کی قبر درگاہ بی بیاں پاکدامناں کے صدر دروازے سے قریب ہے لیکن خود انھوں نے درگاہ حضرت سید علی ہجویریؒ میں دفن ہونا پسند کیا ۔ قیام پاکستان کے تیرہ چودہ سال بعد تک ان کی قبر موجود تھی ۔ محمد دین کلیم مدینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں "اب ان قبور کی جگہ نئی عمارات نے لے لی ہے" ۔ خدا بھلا کرے مولوی نور احمد چشتی کا ، جب انھوں نے ۱۸۶۴ء میں "تحقیقاتِ چشتی" مرتب کی تو نواب شیخ امام الدین کے لوح مزار کی عبارت اس میں شامل کر دی ۔ لالہ کنہیا لعل نے ۱۸۸۴ء میں "تاریخ لاہور" شائع کی تو انھوں نے بھی اس عبارت کو محفوظ کر لیا ۔ نواب صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت درج تھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا رحیم یا رحیم یا غفور

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ' لا شریک لہ'

و اشہد ان محمداً عبدہ' و رسولہ

چونکہ نواب شیخ امام الدین
شد ز دنیا و رو بخلد نہاد

گفت ہاتف بسال تاریخش
احمد مجتبیٰ شفیعش باد

بتاریخ' دوم شعبان ۱۲۷۵ھ

چون مخاکم بگذری دامن کشاں
از سر اخلاص الحمدی بخوان

یہ عبارات امام ویردی کے قلم کا شاہکار تھیں جو ہماری لاپروائی اور فن کی ناقدری کی وجہ سے ضائع ہو گئیں ۔

---

۱ - ۷ مارچ ۱۹۵۹ء

نواب غلام محبوب سبحانی

نواب شیخ امام الدین کے مرقد سے قریب ہی ان کے فرزند ارجمند نواب غلام محبوب سبحانی (پیدائش ۱۸۵۳ء) کی قبر تھی جو توسیع درگاہ کی نذر ہوگئی۔ مرحوم رئیسزادے اور جاگیردار تھے۔ انھوں نے اپنے والد بزرگوار کے شروع کردہ کام کو آگے بڑھایا۔ وہ ایک صاحب دل انسان تھے اور انھیں حضرت میاں علی محمد خان (م ۱۹۰۷ء) کے مرشد اور نانا حضرت میاں محمد شاہ خان (م ۱۹۰۴ء) سے چشتی نظامی سلسلے میں شرف بیعت حاصل تھا۔ ڈاکٹر ظہور الدین احمد کے بقول وہ ایک مستند شاعر تھے اور ان کے ہاں ہر ماہ مشاعرہ منعقد ہوا کرتا تھا۔ ان کا مجموعۂ کلام "دیوان محبوب" کے عنوان سے ۱۳۱۶ھ میں مطبع رفاہ عام سے شائع ہوا تھا۔ اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس پر مولانا اصغر علی روحی نے تقریظ لکھی تھی۔

نواب غلام محبوب سبحانی سوتر منڈی میں اپنے والد مرحوم کی تعمیر کردہ حمام والی مسجد سے متصل حویلی میں رہتے تھے۔ لالہ کنہیا لعل نے "تاریخ لاہور" میں ان کے اخلاق و اوصاف کی بڑی تعریف کی ہے۔ نواب صاحب کے دو بیٹے تھے جو نو عمری میں ہی فوت ہوگئے تھے۔ اس لیے ان کی وفات کے بعد ان کی جائداد ان کے چچا زاد بھائی شیخ نصیر الدین کو ملی۔ شیخ امام الدین اور شیخ غلام محبوب سبحانی کا قیمتی کتب خانہ وراثتاً شیخ نصیر الدین کے پوتے اور مشہور I. C. S. آفیسر غلام معین الدین (جی معین الدین ۱۹۹۰ء) تک پہنچا۔

نواب غلام محبوب سبحانی ۱۹۰۳ء میں قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کے جشن تاجپوشی کی تقریبات میں شرکت کی غرض سے دہلی گئے ہوئے تھے کہ وہیں ۹ جنوری کو انھوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ ان کا جسد خاکی لاہور لا کر ان کے والد کی قبر سے قریب سپرد خاک کیا گیا۔ اب ان کی قبر کا نشان بھی باقی نہیں رہا۔

---

فاروق احمد لیونارڈ

حضرت سید علی ہجویریؒ کی درگاہ کے احاطے میں، نیشنل بنک آف پاکستان کی شاخ اور لائبریری کے درمیانی کمرے میں دو قبریں ہیں۔ ان میں سے جو قبر قبلہ رخ ہے وہ فاروق احمد لیو نارڈ کی ہے اور جو شرق رویہ ہے

وہ آئی یو خان کی ہے ۔ فاروق احمد اور حضرت شہید اللہ فریدی انگلستان کے ایک کھاتے پیتے عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئے ۔ ۱۹۳۶ء میں دونوں بھائیوں نے اسلام قبول کر لیا اور شاہ وارث حسنؒ کے خلیفے حضرت ذوق شاہ ، صاحب "سر دلبران" کے مرید ہو گئے ۔ شہید اللہ کو حضرت ذوق شاہ نے خلافت سے بھی نوازا ۔ انہوں نے اپنے مرشد کے ملفوظات "تربیت العشاق" کے عنوان سے جمع کیے ہیں ۔ ان میں فاروق احمد لیونارڈؒ کا ذکر کئی جگہ آیا ہے ۔ فاروق صاحب کو حضرت علی ہجویری کے ساتھ بڑی عقیدت تھی اور وہ کشف المحجوب بڑے ذوق و شوق کے ساتھ پڑھا کرتے تھے ۔ اسی عقیدت کی بنا پر انہیں صاحب کشف المحجوب کی درگاہ میں ابدی آرام گہ ملی ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء
ولکن لا تشعرون ۔

مرقد

فاروق احمد لیونارڈ انگلستان

تاریخ ولادت ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ

مطابق ۲۸ فروری ۱۹۱۳ء بروز جمعۃ المبارک

مشرف باسلام جمادی الآخر ۱۳۵۶ھ

مطابق ستمبر ۱۹۳۶ء

تاریخ وفات ۲۹ صفر ۱۳۶۴ھ

مطابق ۱۳ فروری ۱۹۴۵ء بروز دو شنبہ

انا للہ و انا الیہ راجعون

## قبرستان پیر مکی"

سرکلر روڈ پر گورا قبرستان سے قریب ایک قدیم قبرستان ہے جو قیامِ سلطنتِ دہلی کے ساتھ ہی وجود میں آ گیا تھا ۔ یہاں پیر عزیز الدین مکی (م ۱۲۱۵ء) کے علاوہ عالمی شہرت رکھنے والے بہت سے پہلوان محوِ خوابِ ابدی ہیں ۔

## حضرت پیر عزیز الدین مکی

سرکار روڈ اور موہنی روڈ کے درمیان ، گورا قبرستان سے قریب ایک گلی میں لاہور کے ایک قدیم بزرگ حضرت شیخ عزیزالدین مکی کا مزار پُر انوار ہے - شیخ محمد اکرام اپنی مشہور تصنیف "آب کوثر" میں لکھتے ہیں کہ ان کا آبائی وطن بغداد تھا لیکن انہوں نے بارہ سال تک مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اس لیے وہ پیر مکی کے نام سے مشہور ہوگئے - حضرت ۵۷۳ھ/ ۱۱۷۵ء میں لاہور تشریف لائے - عوام الناس نے انہیں حضرت سید علی ہجویری کا استاد مشہور کر دیا ، حالانکہ اس وقت حضرت ہجویری کو انتقال کیے ایک صدی سے زائد عرصہ گذر چکا تھا -

جن دنوں پیر مکی لاہور تشریف لائے یہاں سلطان خسرو ملک غزنوی کی حکومت تھی - ادھر غزنی کا حکمران سلطان شہاب الدین محمد غوری پنجاب پر قبضہ جمانے کی فکر میں تھا - حضرت پیر مکی کی لاہور میں موجودگی کے دوران سلطان غوری نے لاہور کا محاصرہ کیا تو خسرو ملک نے حضرت سے دعا کی درخواست کی - آپ نے فرمایا ابھی چند سال تمہیں امان ہے بالآخر یہاں غوری کی حکومت قائم ہو جائے گی - آپ کی دعا سے غوری لاہور کا محاصرہ اٹھا کر واپس لوٹ گیا - حضرت مکی نے لاہور میں اُنیس برس قیام فرمانے کے بعد سلطان شمس الدین التمش کے دور حکومت میں ۱۲۱۵ء میں انتقال کیا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حضرت پیر مکی

عزیز الدین چراغِ اولیاء

جلوہ نورِ خدا سرچشمہ صدق و صفاء

پیر مکی آن عزیز الدین چراغ اولیاء

---

## گاماں پہلوان رستم زماں

حضرت پیر مکی (م ۱۲۱۵ء) کے مزار مبارک سے ملحق ایک چھوٹا سا قبرستان ہے جس میں لاہور کے نامی گرامی پہلوان مدفون ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں قبر گاماں پہلوان کی ہے۔ انہوں نے دیو ہیکل زبسکو پہلوان کو چت کرکے "رستم زماں" کا خطاب حاصل کیا تھا۔ آزادی سے قبل ان کا بیشتر وقت مختلف ریاستوں میں گذرا جہاں کے راجے ان کی سرپرستی کرتے رہے۔ آزادی کے بعد مرحوم لاہور چلے آئے تھے۔ مرحوم کی نرینہ اولاد کمسنی میں ہی فوت ہو گئی تھی اس لیے انہوں نے اپنے بھتیجوں کی تربیت پر اپنی تمام توجہ مبذول کر دی تھی۔ مشہور شاعر عظامی تلمیذ گرامی نے ان کے بارے میں ایک مثنوی لکھی ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرام گاہ

گاماں پہلوان رستم زماں

اٹھ گیا آج وہ شہزور غیور | تھا زمانے میں جو رستم مشہور
جس کے اک پنجۂ فولاد کی ضرب | توڑ دیتی تھی شجاعوں کا غرور
وطن پاک کا فن کار عظیم | اسکے فن کا ہے جہاں میں مذکور
وہ نہیں زندہ مگر زندہ ہے | اس کی تعلیم ہنر، اس کا شعور

ہے یہ گہوارہ خاکی محشر
دائمی عزلت گاما مغفور

وفات ۲۳ مئی ۱۹۶۰ء

---

## امام بخش پہلوان رستم ہند

گاماں پہلوان کے پہلو میں ان کے برادر اصغر امام بخش رستم ہند کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ایک زمانے میں پورے جنوبی ایشیا میں ان کا کوئی

مد مقابل نہ تھا۔ ان کے فرزندوں میں سے منظور حسین بھولو پہلوان رستم زمان، محمد معظم گوگا پہلوان ، محمد اسلم اچھا پہلوان اور پوتے محمد زبیر جھارا پہلوان نے فن کشتی میں بڑا نام پیدا کیا ۔ امام بخش کا سال ولادت ۱۸۸۴ء ہے ۔ ان کا انتقال ۹۳ برس کی عمر میں ہوا ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم۔۔۔۔وھو العلی العظیم

مرقدِ منور

**حاجی امام بخش پہلوان رستم ہند**

پسرِ میاں عبدالعزیز پہلوان

برادرِ گاما پہلوان رستمِ زمان

تاریخ وفات

۱۳۹۷ھ مطابق ۲ اکتوبر ۱۹۷۷ء بروز اتوار

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

### بھولو پہلوان رستم زماں

حضرت پیر مکی کے مزار مبارک سے اندازاً پچاس میٹر جانبِ مغرب ایک گلی میں بھولو پہلوان کا اکھاڑہ ہے ۔ اب اس میں چند قبریں بن گئی ہیں، جن میں سب سے نمایاں قبر بھولو پہلوان کی ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقدِ منور

حاجی منظور حسین

**عرف بھولو پہلوان رستم زماں**

ولد امام بخش پہلوان رستمِ ہند

تاریخ پیدائش ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء بروز سوموار

تاریخ وفات ٦ مارچ ۱۹۸۵ء

بمطابق ۱۳ جمادی الآخر ۱۴۰۵ھ بروز بدھ

خدا کی تجھ پہ رحمت ہو محمد کی شفاعت ہو

دعا میری سدا یہ ہے تجھے جنت کی راحت ہو

---

**محمد معظم گوگا پہلوان**

رستم زماں بھولو پہلوان کے پہلو میں ان کے برادر اصغر محمد معظم عرف گوگا پہلوان کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم نے اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح پہلوانی کے فن میں نام پیدا نہیں کیا۔ جاپان کے مشہور پہلوان انوکی نے ایک کشتی میں آسے مات دی اور یہ نظارہ ٹیلی وژن پر ایک عالم نے دیکھا۔ ۲۵ فروری ۱۹۸۱ء کو ڈیرہ غازی خان میں ایک نمائشی فری اسٹائل کشتی میں اس کا مقابلہ اپنے ہی برادر زادے ناصر بھولو کے ساتھ ہوا۔ ناصر نے اسے ایسی فلائنگ کک لگائی کہ گوگا وہیں ڈھیر ہوگیا۔ اس کی میت لاہور لا کر اپنے اکھاڑے میں دفنائی گئی۔ گوگا پہلوان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**محمد معظم عرف گوگا پہلوان**

رستم کونہا پور فخر پاکستان

پسر امام بخش پہلوان رستم ہند

تاریخ پیدائش ۱۹۳۷ء امرتسر

تاریخ وفات ۲۵ فروری ۱۹۸۱ء بروز بدھ

بمقام ڈیرہ غازی خان

گل ہوا عہد جوانی میں چراغ زندگی
ہائے کیسا نیند کا جھونکا سر شام آ گیا

---

### اچھا پہلوان

بھولو پہلوان کے قدموں میں ان کے بھائی محمد اسلم عرف اچھا پہلوان کی ابدی آرام گاہ ہے - وہ بھی ایک بہت اچھے پہلوان تھے - ان کے فرزند زبیر عرف جھارا نے کچھ عرصے تک اپنے خاندان کا نام زندہ رکھا اور جاپان کے نامور پہلوان انوکی کو شکست دے کر وہ بین الاقوامی سطح پر متعارف ہوا - افسوس کہ یہ نوجوان بھی ۱۰ ستمبر ۱۹۹۱ء کو راہی ملک بقا ہوا اور اپنے ساتھ اپنی عظیم خاندانی روایات کو بھی قبر میں لے گیا - اچھا پہلوان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پسر امام بخش پہلوان والد جھارا پہلوان

اچھا پہلوان شیر پنجاب

پیدائش　۱۹۲۷ء

تاریخ وفات ۷ جنوری ۱۹۸۹ء

---

### اکی پہلوان

بھولو پہلوان کے دائیں جانب ان کے بھائی اکرم عرف اکی پہلوان محو خواب ابدی ہیں - ان کا شمار بھی اپنے وقت کے نامور پہلوانوں میں ہوتا ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یا علی مدد

اکرم پہلوان عرف اکی پہلوان شیر ببر

ولد امام بخش پہلوان رستم ہند

تاریخ وفات ۱۴ شب برات ۱۴۰۷ھ

۱۳ اپریل ۱۹۸۷ء بروز پیر

کھنچ کے یہ روح میرے جسم سے آخر نکلی
مدتیں گذر گئیں کب تک رہے مہمان کوئی

---

## جھارا پہلوان

اکی پہلوان کی قبر سے جانب مشرق چھ میٹر کے فاصلے پر ایک بلند چبوترے پر محمد زبیر عرف جھارا پہلوان کی قبر ہے۔ وہ محمد اسلم عرف اچھا پہلوان کا فرزند اور امام بخش رستم ہند کا پوتا تھا۔ اس نے جاپان کے بین الاقوامی شہرت کے پہلوان انوکی کو شکست دے کر بڑا نام پیدا کیا۔ بدقسمتی سے اسے جوانی میں گھٹیا قسم کے نشے کی لت پڑ گئی جو جان لیوا ثابت ہوئی۔ جھارا کا انتقال مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۱ء کو ہوا۔ روزنامہ ڈان کراچی نے وفات کے وقت اس کی عمر ۲۸ سال اور روزنامہ جنگ لاہور نے ۳۱ سال لکھی تھی۔ اس کی قبر پر جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت کندہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرام گاہ

**محمد زبیر عرف جھارا پہلوان**

فخر پاکستان شیر ببر

فرزند محمد اسلم عرف اچھا پہلوان شیر پاکستان

تاریخ پیدائش ۱۹۶۰ء

تاریخ وفات ۱۰ ستمبر ۱۹۹۱ء

گل ہوا عہد جوانی میں چراغ زندگی
ہائے کیسا نیند کا جھونکا سر شام آ گیا

---

## کربلائے گامے شاہ

بھاٹی دروازے سے باہر سنٹرل ماڈل سکول کے عقب میں لاہور کا ایک قدیم امام باڑہ ہے جو "کربلائے گامے شاہ" کے نام سے موسوم ہے۔ مولوی نور احمد چشتی (م ۱۸۶۷ء) مؤلف "تحقیقات چشتی" نے گامے شاہ کو دیکھا تھا۔ اس کربلا کے احاطے میں بہت سے شیعہ اکابرین کے مزارات ہیں۔ اردو زبان کے عظیم انشاء پرداز شمس العلماء محمد حسین آزاد بھی یہیں آرام فرما رہے ہیں۔

علامہ علی الحائری

کربلائے گامے شاہ میں داخل ہوتے ہی دائیں ہاتھ ایک کمرے کے اندر چھ قبریں ہیں جن میں سب سے اہم قبر علامہ علی الحائری کی ہے۔ موصوف شیعہ فرقے کے ایک ناموَر مناظر، عالم، مفسر اور مدرس تھے۔ انہوں نے وسن پورہ لاہور میں ایک جامع مسجد اور مدرسے کی بنیاد رکھی تھی جو تا حال آباد ہیں۔ ان کی قبر کے تعویذ پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل من علیھا فان

مرقدِ منور حجۃ الاسلام صدر المفسرین شمس العلماء علامہ سید علی الحائرے الرضوی القمی مجتہد العصر مفسر تفسیر لوامع التنزیل کہ از علماء اعلام اثناء عشریہ ہند و زیب دہ مسند انتائے ممالک پنجاب و سرحد و سندھ بود۔ بیش از ہفتاد کتب در فقہ و حدیث و در تبلیغ و تاسیس مذہب امامیہ تصنیف فرمود۔ در ۱۳۶۰ھ روز وفات جدہ اش حضرت سیدہ عالم بسن شصت و شش سال داعی اجل را لبیک گفت و بحضورِ جدش حضرت امیر المومنین علیہ السلام بار یافت۔

قطعہ تاریخ

از خان بہادر سید احمد علی خان صاحب رئیس پٹنہ

بناہنجاری گردوں سوئے ملکِ عدم رفتہ
مسمّٰی حیدر صفدر محبِ احمد امجد
مبصر۔ المعی۔ کامل۔ مفسر۔ لوذعی فاضل
کہ تفسیرِ کلام کبریا کردہ بجد و کد
مبلغ۔ مخزنِ دانش۔ محدث۔ معدنِ خبرت
کہ تشریح حدیث مصطفٰی کردہ بہ شد و مد
ز تحریرش ہویدا شد بعالم فرق کفر و دین
ز تقریرش نمایاں شد بہ گیتی راہِ نیک و بد

بتاریخ وفات سیدہ[1] روزے کہ بُد شنبہ
رسیدہ روحِ آں مرحوم نزدِ حضرتِ احمد
چو شد "امس رقم" حاصل ہم آواز ملک گشتہ
بگو "در خلد علامہ علی حائرے آمد"

۵۸۱

۱۳۶۰ھ
۵۸۱ + ۱۳۶۰ = ۱۹۴۱ء

## سید ابو القاسم رضوی

سید علی الحائری کے پہلو میں جانبِ مشرق ان کے والد محترم ، نامور شیعی عالم ، مفتی ، مصنف اور مفسر سید ابو القاسم رضوی آرام فرما ہیں - موصوف کشمیری الاصل تھے اور انہیں منقولات و معقولات پر کامل دسترس تھی - انہوں نے کئی اسلامی ملکوں کی سیاحت کی تھی - تحصیل علم کے لیے بھی انہوں نے طویل سفر کیے تھے - انہوں نے لاہور میں شیعی طلباء کے لیے مدرسہ امامیہ جاری کیا تھا - انہوں نے قرآن حکیم کی تفسیر تیس جلدوں میں لکھنے کا ارادہ کیا تھا - لیکن ابھی بارہ جلدیں ہی مکمل ہوئی تھیں کہ انھیں پیام اجل آ گیا - ان کی قبر کے تعویذ پر یہ عبارت درج ہے -

باسمہ سبحانہ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل

مرزا مجتہد العصر مولینا حاجی سید ابو القاسم الرضوی القمی اثنا عشریہ کہ بقدر دانی سرکار نواب صاحبان قزلباشیہ در لاہور پنجاہ سال قاضی القضاۃ مملکت پنجاب بودند - مصنف ہشتاد کتب دینیہ در علوم مختلفہ انداز انجملہ دوازدہ جلد لوامع التنزیل کہ تفسیر دوازدہ پارۂ قرآن است بتکمیل رسانیدہ - ۱۳ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ انتقال فرمودند[2] -

---

۱ - حضرت فاطمہؓ کا انتقال ۳ جمادی الآخر کو ہوا تھا اور اسی تاریخ کو علامہ حائری نے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ فرمایا تھا -

۲ - مطابق ۱۹۰۶ء

انا للہ و انا الیہ راجعون

ای دریغا کہ رفت ازیں عالم — عالم و فاضل و جلیل و نبیل
اشرف الحاج میر ابو القاسم — کہ نبودش بروزگار عدیل
لیلۃ البدر از محرم بود — کرد نجم العلاء چو قصد رحیل
شمس ملت بہ برج خاکی یافت — شب شنبہ باد حق تحویل
سال فوتش رقم نمود کلیم — عازم خلد شد فقیہ جلیل

۱۳۲۳ھ

---

شمس العلماء محمد حسین آزاد

کربلائے گامے شاہ کے احاطے میں اردو زبان کے عظیم انشا پرداز، سخندان فارس، آب حیات اور دربار اکبری کے مصنف مولوی محمد حسین آزاد کی قبر ہے۔ ان کے فرزند آغا محمد ابراہیم نے قبر پر ایک قبہ تعمیر کروا دیا تھا۔ قبے کی پیشانی پر "مقبرۂ آزاد" مرقوم ہے۔

آزاد کی قبر کے سرہانے لوح نصب نہیں کی گئی البتہ تعویذ پر یہ عبارت کندہ ہے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

علی ولی اللہ وصی رسول اللہ

مرقد شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد دہلوی

کہ بتاریخ ہژدم ذی الحجہ ۱۲۴۵ھ تولد شد و بشب نہم محرم الحرام ۱۳۲۸ھ ازین دار فانی رحلت فرمود۔ قطعہ تاریخ وفات و بنائے مزار جناب شمس العلماء مولانا مولوی محمد حسین صاحب آزاد دہلوی نور اللہ مرقدہ۔

جناب قبلہ محمد حسین آزاد آہ
کہ بود عالم استاد نثر و نظم نگار
بہ بے نظیر تصانیف نامی دوران
بعلم و فضل چو پدرش شہیر شہر و دیار

بہ شعر شعرہے شعارش فدا ہمہ شعراء
بہ نثرہ اِنثرہ نثارش نثار ہر نثار

یگانہ موجد نو طرز اردو لٹریچر
کہ گذشت خاتمہ آن ز رحلتش یکبار

وفات در شب تا سوعہ محرم یافت
شد از غروب چنان ماہ دہر تیرہ وتار

رشید پورش آغا محمد ابراہیم
بساخت در لاہور ایں مزار پرانوار

پئے وفات و بنائے مزار اقدس او
بخواستم تاریخ اے متین دل افکار

بغیر تعمیہ و تخرجہ سروش رگفت
وفات/ استاد آزاد و ہم بنائے مزار
۱۳۲۸ھ

از ہیچمدان اندوہگین خلیفہ سید محمد محسن متین

---

علامہ حافظ کفایت حسین

مقبرۂ آزاد سے جانب قبلہ دو میٹر کے فاصلے پر مشہور شیعی عالم حافظ کفایت حسین کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ موصوف شکار پور ضلع بلند شہر کی انصاری برادری کے فرد تھے ۔ انہوں نے کفایۃ الواعظین کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی جو ڈاکٹر افضال حسین کی کاوش سے شائع ہو چکی ہے ۔ اسی طرح "چودہ مسئلے" بھی ان کی ایک علمی یادگار ہے ۔ ہفت روزہ "رضاکار" لاہور میں ان کے مضامین چھپتے رہے ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :



ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مرقد

سید ملت والدین ثالث النیرین

**حضرت علامہ حافظ کفایت حسین رحمۃ اللہ علیہ**

ولادت ۱۳۱۵ھ

وفات ۵ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ شب جمعہ [۱]

---

**سید اظہر حسن زیدی**

علامہ کفایت حسین کے مرقد سے جانبِ قبلہ نصف میٹر کے فاصلے پر مشہور ذاکر، مجلس خوان اور عالمِ دین سید اظہر حسن زیدی کی ابدی آرام گاہ ہے۔ موصوف ۱۲ دسمبر ۱۹۱۳ء کو بجنور میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا نسبی تعلق سادات بارہہ سے ہے۔ ان کی تقاریر کا مجموعہ "خطیبِ آل محمد" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ سید حسین عارف نقوی نے "تذکرہ علماء امامیہ" میں ان کے حالات زندگی قلمبند کیے ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلافصل

انا للہ و انا الیہ راجعون

مزار اقدس

خطیب آلِ محمد مولانا سید اظہر حسن زیدی نور اللہ مرقدہ

ولد ابنِ حسن زیدی

تاریخ وفات: ۱۰ دسمبر ۱۹۸۶ء

مطابق ۷ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ چہار شنبہ

---

۱۔ مطابق ۴ اپریل ۱۹۶۸ء

## قطعہ تاریخ وفات

یہ شیرین سخن رونقِ انجمن
یہ معجز بیان ذاکرِ پنجتن

سربزم جنت ہیں منبر نشین
خطیب علی زیدی اظہر حسن

۶۲۱ ۱۱ ۳۱ ۱۱۰۶۱۱

---

۱۹۸۶ء

اے چراغ مشہد زید شہید ذی حشم
معدن حسن ادا ہے تیرا انداز خطاب

اے شہنشاہ خطابت نازش خیرالامم
کشور تفہیم میں تو آپ ہے اپنا جواب

عظمت آل محمد کے گھرانے کی قسم
اپنے ہمعصروں میں ہستی ہے تیری مثلِ گلاب

تیرے محراب تکلم میں جبین دل ہے خم
منتہائے زندگی ہے تیرا مدح بو تراب

گوہر یکتا ہے اپنے فن میں لاثانی ہے تو
عظمت آل محمد کا پتا انسان

سادگی میں پر اثر تقریر کا بانی ہے تو
تیری تقریروں میں ملتا ہے خدا انسان کو

دل یہ کہتا ہے کہ دامان خرد بھتا رہوں
بحر الفاظ و معانی میں روانی ہے تری

تو بیاں کرتا رہے میں عمر بھر سنتا رہوں
توشہ اہل زبان معجز بیانی ہے تری

گفتگو سن سن کے تیری اپنا سر دھنتا رہوں
مرغ دست آموز عمر جاودانی ہے تیری

تیرے منہ سے پھول جو گرتے ہیں چنتا رہوں
ثبت مستقبل کے چہرے پر کہانی ہے تری

نور ایماں سے درخشندہ ہے پیشانی تری
اے خطیب منبر آل محمد زندہ باد

سرمۂ چشم خرد ہے گوہر افشانی تری
زندہ و پائندہ و تابندہ و درخشندہ باد

وقت جب دہرائے گا طرز خطیبانہ ترا
آب کوثر سے لکھا جائے گا افسانہ ترا

(ایضاً)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطعہ سن وفات

**برحلت خطیب آلِ محمد سید اظہر حسن زیدی اعلیٰ اللہ مقامہ،**

سراپا حسن خطابت حریم علم و ادب
بہ فکر بحر حقائق بہ نطق موج بیا

ادائے لفظ و مطالب میں منفرد یکتا
بہ فیض باب مدینہ کمال اوج بیان

ریاض خلد کا راہی مکین خلد ہوا
خطیب آل محمد متاع فوج بیان (اوج ؟)
۶۳۱ ۳۱ ۹۲ ۵۱۱ ۸۹ ۶۳

---

۱۴۰۷ھ

نتیجۂ فکر حافظ غلام محمد عابد

---

**مفتی جعفر حسین**

سید اظہر حسن زیدی کی قبر سے بیس میٹر جانب جنوب ایک بلند چبوترے پر مشہور شیعی عالم مفتی جعفر حسین آسودۂ خاک ہیں۔ ان کے اساتذہ کرام

میں گوجرانوالہ کے ایک معروف حنفی عالم مولانا عبدالواحد خطیب مرکزی مسجد شیرانوالہ باغ کا نام سرفہرست ہے - مفتی صاحب ایک قاتلانہ حملے میں فوت ہوئے تھے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ' بلا فصل

ابدی آرامگاہ

قائد ملت حضرت علامہ مفتی جعفر حسین مجتہد اعلیٰ اللہ مقامہ'

تاریخ وفات پیر ۲۹ اگست ۱۹۸۳ء

بمطابق ۱۹ ذیقعد ۱۴۰۳ ہجری

شیرازۂ خیال پریشان ہے تیرے بعد
سنسان بزم حکمت و عرفاں ہے تیرے بعد

اے مخزن علوم و حکیم نابغۂ دہر
رتبہ شناس فکر میں غلطاں ہے تیرے بعد

جان چراغ تیری نگارش پہ دل نثار
کیا یادگار شمع فروزاں ہے تیرے بعد

سالار کاروان وفا قائد امین
ملت تمام چاک گریباں ہے تیرے بعد

تو نے بساط زیست لپیٹی کچھ اس طرح
ہر صبح اپنی شام غریباں ہے تیرے بعد

قحط الرجال میں تھی تیری ذات انجمن
اب علم تاب دوست کا فقداں ہے تیرے بعد

۱۹۸۳ء

فیض اہلبیت و شہ مشرقین ہے
مہمان بلاد خلد میں جعفر حسین ہے

۱۴۰۳ھ

**نواب مظفر علی قزلباش**

کربلائے گامے شاہ میں ایک مخصوص کمرے کے اندر مظفر علی خان قزلباش آسودۂ خاک ہیں ۔ وہ پنجاب اور وفاق حکومت میں وزیر رہ چکے ہیں ۔ ان کا شمار لاہور کے عمائدین میں ہوتا ہے ۔ ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلافصل

— آرام گاہ —

نواب سر مظفر علی خان قزلباش ہلال پاکستان جنت مکان

ابن نواب سر حاجی فتح علی خان قزلباش مرحوم و مغفور

نواب آف لاہور

قطعہ تاریخ

وہ عزادار سید الشہدا ۔۔۔ جس کا ہر تذکرہ عبادت ہے
مر کیا حب اہلبیت میں وہ ۔۔۔ موت بھی اس کی اک شہادت ہے
تھا قزلباش خاندان سے وہ ۔۔۔ اس کی ماتی ہوئی وجاہت ہے
آج پنجاب میں عزائے حسین ۔۔۔ ان کے اخلاص کی بدولت ہے
ان کو معلوم تھا یہ فیض نظر ۔۔۔ قوم و ملت رہین منت ہے
اس کے دل میں تھا عالموں کا وقار ۔۔۔ اس لیے آج اس کی وقعت ہے
قوم آنے نہ پائی نرغے میں ۔۔۔ ان کی احسان مند ملت ہے
روز عاشور ذوالجناح کے ساتھ ۔۔۔ غم زدہ رہنا ان کی عظمت ہے
اے بصد غور دیکھنے والے ۔۔۔ یہ مظفر علی کی تربت ہے
سال رحلت کی جستجو تھی وحید ۔۔۔ "عبد مغفور" سال رحلت ہے

۱۴۰۲ھ

(وحید الحسن ہاشمی ایم اے)

تاریخ ولادت یکم ذوالحجہ ۱۳۲۶ھ - ۲۵ دسمبر ۱۹۰۸ء

تاریخ وفات چہار شنبہ ۳ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ - ۲۲ ستمبر ۱۹۸۲ء

## قبرستانِ اچھرہ

اچھرہ لاہور کی ایک قدیم آبادی ہے۔ ایک روایت کے مطابق لاہور اور اچھرہ کی بنیاد ایک ہی وقت میں رکھی گئی تھی۔ اچھرے کا قبرستان تین حصوں میں منقسم ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کا ایک حصہ فیروز پور روڈ پر ہے اور دوسرا حصہ سلیقہ سلائی مشین کی فیکٹری کے عقب میں۔ ان دونوں حصوں کو ایک دیوار جدا کر رہی ہے۔ تیسرا حصہ دوسرے حصے کے بالمقابل سڑک کے پار ہے۔

**مولانا فتح محمد مجددی**

قبرستان اچھرہ میں احاطہ ذیلداران میں مولانا فتح محمد مرحوم و مغفور کا مزار ہے۔ مرحوم عالم باعمل اور عارف باللہ تھے۔ انھوں نے "کتاب صلوۃ القرآن بمطابعت حبیب الرحمٰن" کے عنوان سے ایک بلند پایہ تصنیف اپنی یادگار چھوڑی ہے۔ ان کی قبر کا کتبہ عربی زبان و ادب کے نامور استاد اور اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسر مولانا اصغر علی روحی مرحوم کا تحریر کردہ ہے۔ کتبے کی عبارت یوں ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارتحال

حضرت قبلہ بانیٔ دارالعلوم جامعہ فتحیہ اچھرہ جناب قبلہ

مولانا حافظ میاں فتح محمد صاحب

نقشبندی مجددی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ

امامِ حافظاں فتح محمد | کہ در عشقِ پیمبر بود یکتا
احب الصالحین و کان منھم | نفاق القوم صدقا جمعیاً
و لم یات الھوا ما دام حیاً | لیوم یجعل الولدان شیباً
صدائے ارجعی در گوش افتاد | بصد قرب حق شد مسند آراء

بسال عزم خلدش گفت روحی
بجنت رفت و با حق باد مولا
۱۳۳۵ ہجری المقدس

---

**میاں برکت علی**

مولانا فتح محمد کی قبر سے دو میٹر جانب مغرب لاہور کے ایک متدین بزرگ اور دینی مدارس کے سرپرست میاں برکت علی کی قبر ہے۔ ان کی ذات گرامی تو اتنی اہم نہیں لیکن ان کی قبر کا کتبہ مولانا اصغر علی روحی جیسے فاضل بے بدل کا لکھا ہوا ہے، اس لیے اسے بطور یادگار محفوظ کرنا ضروری ہے:

۴۸۶

قطعہ تاریخ

**حاجی میاں برکت علی صاحب مرحوم و مغفور**

(از جناب مولانا مولوی اصغر علی صاحب روحی دامت فیوضہ)

جوانِ مردی گذشت از دار فانی تو گوئی جود با آو در لحد خفت
جوانِ پاک صورت پاک سیرت کہ جانش بود با درد احد جفت
بباغ درس گاہے ز آبیاریش چہ گلہا کز سر ہر شاخ بشگفت
بعزم حج بیت اللہ کمر بست طواف و سعی او گرد از دلش رفت
ملال افزا شدش چون صحبت خلق سبک از محفل شان چہرہ بنہفت
سحر رضوان بسال رحلت او حد خلد برین منزل کہش! گفت
۱۳۶۰ھ

---

دہقانی دکنی

اسی قبرستان کے وسط میں دکنی زبان کے مشہور شاعر نذیر احمد دہقانی کی قبر ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ یا محمد

۴۸۶

---

۹۲

پوچھا کسی نے سیرت محبوب کبریا
آہستہ آگے کھول کے قرآن رکھدیا
(دہقانی)

آخری آرامگاہ

دکنی زبان کے مشہور شاعر

**حضرت نذیر احمد دہقانی چشتی القادری گودڑ شاہی**

تاریخ پیدائش ۱۹۰۹ء حیدر آباد دکن

تاریخ وفات ۱۵ جنوری ۱۹۸۳ء

مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ لاہور

شاعر ہوں میں دنیا کی حکومت مت دے
حق دے ، ہے تیرے ہاتھ میں قدرت ، مت دے
دہقانی ہے بندہ تیرا یا رب نہ ڈرا
اُمت میں محمد کی ہوں جنت مت دے
(دہقانی)

---

مولانا گلزار احمد مظاہری

قبرستان اچھرہ میں مسجد کے عقب میں بیس میٹر جانب قبلہ جماعت اسلامی کے معروف رہنما اور مشہور سیاستدان اور سابق طالب علم رہنما فرید احمد پراچہ کے والد ماجد مولانا گلزار احمد مظاہری کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے فارغ التحصیل تھے۔ جماعت اسلامی نے علماء اکیڈیمی قائم کی تھی جہاں درس نظامی سے فراغت پانے والوں کو جماعت اسلامی کے مقاصد اور طریق کار سے آگاہ کیا جاتا تھا ۔ مولانا گلزار احمد اس کام کے نگران تھے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے ۔

موت العالم موت العالم

آخری آرامگاہ

خطیب اسلام حضرت مولانا گلزار احمد مظاہری

تاریخ وفات ۱۰ ستمبر ۱۹۸۶ء

---

مولانا حافظ مہر محمد

قبرستان کی مسجد سے جانب شمال ایک احاطے میں لاہور کے ایک نامور عالم دین ، جامعہ فتحیہ اچھرہ کے روح رواں اور شیخ الحدیث مولانا مہر محمد کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ موصوف ۱۳۱۴ھ/ - ۱۸۹۶ء میں چوکھنڈی ضلع اٹک میں پیدا ہوئے ۔ ان کے اساتذہ میں سے مولانا سلطان محمود اور مولانا غلام محمد گھوٹوی قابل ذکر ہیں ۔ خود ان کے تلامذہ میں سے مولانا عطا محمد بندیالوی ، مولانا غلام رسول (فیصل آباد)، مولانا محمد مہر الدین، مولانا عبدالحق (لاہور) ، مولانا عنایت اللہ چشتی (کالا باغ) اور مولانا غلام مہر علی مؤلف الیواقیت

المهریہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ حضرت مولانا کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

٧٨٦

موت العالم موت العالم

مزار مبارک

**فاضل اجل حضرت مولانا حافظ مہر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ**

آپ نے جامعہ عربیہ فتحیہ میں ربع صدی

درس قرآن و حدیث دیا

تاریخ وفات

٢ ربیع الثانی ١٣٧٤ھ

مطابق ٢٩ نومبر ١٩٥٤ء

**بروز پیر**

---

**مفتی محمد یار خلیق فاروقی**

قبرستان اچھرہ میں جنازگاہ کے عقب میں لاہور کے نامور عالم دین مفتی محمد یار خلیق کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ موصوف موضع جوڑہ کلاں (سرگودھا) میں ١٢٤٤ھ/١٨٢٨ء کو پیدا ہوئے ۔ انہوں نے بیربل شریف میں دینی تعلیم مکمل کی اور لاہور آ کر سنہری مسجد کے خطیب مقرر ہوئے ۔ انہوں نے ٤٨ سال وہاں خطابت کے فرائض انجام دیے ۔ مرحوم مسلکاً حنفی اور مشرباً نقشبندی تھے ۔ مرحوم اردو ، فارسی اور عربی میں شعر کہتے تھے اور تاریخ خوب نکالتے تھے[1] ۔ انہوں نے سر الشہادتین ، مجموعہ خطب خلیق اور نافع الصلوٰۃ کے عنوانات سے کتابیں لکھیں ۔ خلیق صاحب نے قرآن حکیم کی تفسیر کے چند اجزاء بھی لکھے تھے اور معروف منکر حدیث مولوی عبداللہ چکڑالوی کے نظریات کا رد بھی لکھا تھا ۔ لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

---

١ ۔ بھارت میں اردو کے نامور ادیب اور محقق مالک رام نے اپنی مشہور تصنیف ۔ تذکرہ ماہ و سال ۔ میں محمد یار خلیق کا ذکر کر کے انہیں بھارت میں متعارف کرایا ہے ۔

مزار مبارک

**فاضل اجل حضرت مولانا مفتی محمد یار صاحب خلیق فاروقی**

رحمۃ اللہ علیہ خطیب مسجد طلائی لاہور

کہ یوم پنجشنبہ بتاریخ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۷ء بعمر ۱۱۲ سال

واصل بحق شدند

---

**حضرت شاہ جمالؒ**

قیام پاکستان کے بعد موضع اچھرہ سے جانب مشرق ایک نئی آبادی وجود میں آئی ہے جو شاہ جمال کالونی کے نام سے موسوم ہے۔ اس آبادی کے وسط میں حضرت شاہ جمال قادری سہروردیؒ کا مزار مبارک ہے۔ ان کا شجرۂ طریقت آٹھ واسطوں سے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ سے جا ملتا ہے۔ حضرت شاہ جمال اور حضرت شاہ کمال کو تذکرہ نویسوں نے حقیقی بھائی بتایا ہے۔ شاہ جمال نے سو سال سے زائد عمر پائی ہے۔ ان کا وصال شاہجہان کے عہد میں ہوا تھا۔ لاہور کے مشہور بزرگ شیخ حسن کنجدگر المعروف بہ بابا حسوتیلی ان کے مرید تھے اور انہی کے حکم سے انہوں نے چوک جھنڈا اندرون موری دروازہ میں اناج فروخت کرنا شروع کیا تھا۔ حضرت شاہ جمال کے تذکرہ نگاروں نے ان کی بہت سی کرامات بیان کی ہیں۔ ان کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ مزار کے سرہانے جو لوح نصب ہے اس پر سن وفات ۱۰۵۰ھ منقوش ہے۔ نور احمد چشتی نے ۱۰۶۱ھ اور مفتی غلام سرور نے ۱۰۴۹ھ بتایا ہے۔ ان کے مزار کے سرہانے چاندی کی ایک پلیٹ نصب کی گئی ہے جس پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ      بسم اللہ الرحمٰن الرحیم      یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرکز تجلیات

حضرت سید بابا شاہ جمال قادری[۱] رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وصال ۴ ربیع الثانی ۱۰۵۰ھ

---

۱ - یہاں سہروردی ہونا چاہیے تھا۔

### منشی شیخ طاہر الدین

جن دنوں علامہ محمد اقبال وکالت کیا کرتے تھے ان دنوں شیخ طاہر الدین ان کے منشی تھے ۔ علامہ مرحوم کے قرب نے انھیں تاریخی شخصیت بنا دیا ہے ۔ علامہ صاحب کو ان پر اتنا اعتماد تھا کہ انھوں نے شیخ صاحب کو اپنے بچوں کا سرپرست بنایا تھا ۔ علامہ صاحب کی وصیت میں اس کا ذکر موجود ہے ۔ شیخ صاحب نے "دلروز" کے نام سے ایک دوا ایجاد کی تھی جو زہریلے جانوروں کے کاٹے کا مؤثر علاج تھا ۔ ان کی قبر حضرت شاہ جمال رحمہ اللہ کے احاطۂ مزار کے اندر عورتوں کے زیارت کے لیے مخصوص حصے میں ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد حکیم شیخ طاہر الدین نقشبندی موجد دلروز

۳۰ اپریل ۱۹۷۵ء بمطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

---

### جسٹس حمود الرحمٰن

حضرت شاہ جمال سہروردیؒ آخری لودھی دور اور ابتدائی مغلیہ دور میں لاہور کے ایک نامی گرامی بزرگ ہو گذرے ہیں ۔ ان کے نام پر شاہ جمال کالونی بھی آباد ہے ۔ ان کے مزار مبارک سے جانب جنوب ایک بلند ٹیلے پر گنتی کی چند قبریں ہیں ، ان میں سب سے پہلی قبر پاکستان کے سابق چیف جسٹس حمود الرحمٰن کی ہے ۔ انھوں نے سقوط ڈھاکہ کے بارے میں سرکاری سطح پر ایک انکوائری رپورٹ تیار کی تھی ، جو ہنوز زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

جسٹس حمود الرحمٰن

سابق چیف جسٹس آف پاکستان

ولد خان بہادر ڈاکٹر داؤد الرحمان

تاریخ وفات

۲۰ دسمبر ۱۹۸۱ء بمطابق ۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**ڈاکٹر سید محمد حسین**

شاہ جمال کالونی میں ڈاکٹر سید محمد حسین بانی ساحلی سینی ٹوریم مری ہلز کا ایک چھوٹا سا ذاتی قبرستان ہے جس میں ان کی اور ان کے اعزا و اقارب کی قبریں ہیں ۔ ان میں سب سے نمایاں قبر ڈاکٹر صاحب ہی کی ہے اور اس پر گنبد بنا ہوا ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرقد مبارک

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جو بتاریخ ۵ ربیع الاول[1] مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۳۹ء اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے ۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

عاشق صدق و صفا و دشمن کذب و دغا
چشمۂ فیض و عطا و حامیٔ دین خدا

برصلوٰۃ و صوم ماندہ ہمچو کوہ آستوار
در فضائے زہد و تقویٰ زیست ہر لیل و نہار

بہر سود خلق کردہ مال و زر دائم نثار
پیش خلقے سرخرو و سودمند از کردگار

صاف باطن صاف گو در ہر مکان و ہر زمین
سینۂ آئینہ رنگش صاف بود از بغض و کین

---

۱ ۔ سن ندارد ۔ یہاں ۱۳۵۸ھ ہونا چاہیے تھا ۔

بانی دارالشفاء و معبدِ ربِ مجید
حسبِ حکم مرسل حق خانہ در جنت خرید

---

**سید شبیر حسین شاہ**

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ کے قدموں میں مشہور مغنیہ ملکہ پکھراج کے شوہرِ نامدار اور طاہرہ سید کے والدِ بزرگوار سید شبیر حسین شاہ کی آخری آرام گاہ ہے۔ مرحوم کو موسیقی کے ساتھ بڑا لگاؤ تھا۔ ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا محمد

سید شبیر حسین شاہ

تاریخ پیدائش ۱۵ جون ۱۹۰۵ء

تاریخ وفات ۱۵ جون ۱۹۶۸ء

غمِ شبیر

سید تیری رحلت سے مثالِ غمِ شبیر
اولاد ہے فریاد کناں دوست بھی دلگیر

دامن محبت اچانک یہ جدائی
مونہہ پھیر لیا اور نہ بتائی کوئی تفسیر

تو خلا میں غم ہے تیرا آباد دلوں میں
شبیر کا صدقہ ہے تیری یاد دلوں میں

---

**سید الطاف حسین**

قبرستان کی مغربی دیوار کے قریب سید شبیر حسین شاہ کی قبر سے دس میٹر جانب مغرب سید الطاف حسین کی ابدی آرام گاہ ہے۔ صاحب قبر اس کتاب میں شامل کرنے کے لائق نہیں ہیں، لیکن ان کے لوح مزار پر غلام رسول مہر کا مرثیہ کندہ ہے جس نے اس کی اہمیت بڑھا دی ہے۔ کتبے کی عبارت یوں ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مزار اقدس

قبلہ سید الطاف حسین مرحوم

تاریخ وفات ۱۶ نومبر ۱۹۵۳ء

اس قبر میں وہ سید خوش خو ہے محوِ خواب
جس کے فراق میں ہیں عزیزوں کے دل کباب

الطاف تیرے غم نے کیا ہم کو نیم جان
ہر دل ہے لخت لخت تو ہر آنکھ خوں فشاں

ہے خالد و اسد ہمہ تن گریہ و بکا
دنیا میں سایہ باپ کا تھا سایہء خدا

کیسے بشیر کے بھلا جان آئے جان میں
بھائی کو بھائی پھر نہ ملے گا جہان میں

اے کردگار تو ہی غفور و رحیم ہے
ذوالعفو و ذوالعطأ ہے عزیز و کریم ہے

بندے کو اپنے بخش دے کہ بخشش ہے تیرے ہاتھ
محشر میں ہو نصیب رسولِ امیں کا ساتھ

(غلام رسول مہر)

---

**افضل حسین**

سید الطاف حسین کی ابدی آرام گاہ سے جانبِ مشرق بمشکل ایک میٹر کے فاصلے پر افضل حسین کی قبر ہے۔ صاحب قبر ایئر فورس میں ملازم تھے اور ایک تربیتی پرواز کے دوران حادثے کا شکار ہوگئے۔ وہ خود تو اتنے معروف نہیں کہ ان کا ذکر اس کتاب میں کیا جاتا لیکن ان کی قبر کا کتبہ علامہ تاجور نجیب آبادی مرحوم کا نتیجہء فکر ہے اور ان کا کلام کمیاب ہے۔ یہاں کتبے کی عبارت درج کی جاتی ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

انا للہ و انا الیہ راجعون

ہے محوِ خواب قبر میں وہ نوجوان شہید
تھی جس کی دید اُس کے عزیزوں کو جشنِ عید

طیارہ رانِ لشکرِ اسلام دفن ہے
اس قبر میں شہید خوش انجام دفن ہے

کرنل بشیر حسین کا فرزند خوش خصال
افضل حسین کرم اللہ ذوالجلال

انور بشیر کا تھا یہ مرحوم نونہال
ہمت میں سربلند شجاعت میں بے مثال

ہر رہ گذار شمس و قمر سے گذر گیا
پرواز میں حدود نظر سے گذر گیا

اک حشر سا بپا تھا جو پہنچا یہ گل عذار
دوشِ مجاہدین "ایئر فورس" پر سوار

یہ نوجوان تھا خلق و مروت میں لاجواب
یہ نوجوان تھا حسن و جوانی کا آفتاب

نیکی کے مشغلے اسے دل سے پسند تھے
حد نظر تک اس کے ارادے بلند تھے

اسلام کا شہید یہ ملت کا جانثار
تھا اپنی حد سے بڑھ کے غریبوں کا غم گسار

اس نوجوان کو جنت فردوس ہو عطا
صبرِ جمیل کی ہمیں توفیق دے خدا

تاجور

تاریخ شہادت

۲۰ اکتوبر ۱۹۵۰ء بمقام رسالپور دو بجے دن

# متفرق قبور

اس باب میں ان قبور کا ذکر آیا ہے جو مسجدوں ، امام باڑوں ، گلی کوچوں یا گھروں میں ہیں - یہ قبور چونکہ پورے شہر میں پھیلی ہوئی ہیں ، اس لیے انھیں ترتیب کے ساتھ نقل کرنا مشکل ہے ، تاہم راقم نے یہ کوشش کی ہے کہ ایک علاقے میں واقع قبریں ساتھ ساتھ جمع کر دی جائیں -

**ڈاکٹر خواجہ سخاء اللہ**

قبرستان مسلم ٹاؤن کے شمال مغربی کونے میں آخری قبر ڈاکٹر سخاء اللہ کی ہے ۔ مرحوم اسلامیہ کالج پشاور میں عربی زبان و ادب کے استاد اور صدر شعبہ تھے ۔ انہوں نے مشہور شاعر رشید وطواط پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی تھی ۔ مرحوم امرتسر کے مشہور منکر حدیث احمد دین کے فرزند تھے[1] جنھوں نے عبداللہ چکڑالوی سے بھی پہلے حدیث کی سند تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا ۔ ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**ڈاکٹر خواجہ سخا اللہ مرحوم**

ایم اے ، پی ایچ ڈی

تاریخ پیدائش ۹ جنوری ۱۹۰۹ء

تاریخ وفات ۳۰ مارچ ۱۹۷۹ء بروز جمعہ

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**غلام رسول مہر**

قبرستان کے وسط میں شمالی دیوار کے قریب مشہور صحافی ، ادیب ، مؤرخ اور محقق مولانا غلام رسول مہر محو خواب ابدی ہیں ۔ انہوں نے روزنامہ انقلاب لاہور کے مدیر کی حیثیت سے بڑا نام پیدا کیا ۔ انھیں سید احمد بریلوی کے ساتھ دلی لگاؤ تھا بدیں وجہ انہوں نے "تحریک مجاہدین" کے عنوان سے ان کے کارناموں پر قلم اٹھایا ہے ۔ ان کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

---

۱ ۔ ڈاکٹر سخاء اللہ خود بھی منکر حدیث تھے لیکن ان کی وفات پر روزنامہ نوائے وقت میں رسم قل کا اعلان چھپا تھا ۔ اس کا جواز خدا جانے ان کے لواحقین کو کہاں سے مل گیا ۔

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی

غلام رسول مہر

وفات ۱۶ نومبر ۱۹۷۱ء

بھروسا تو ہے اے جانِ کریمی
نہ ٹوٹے تیرا پیمانِ کریمی

جہاں میں دو سمندر بے کراں ہیں
میرے عصیاں تیری شانِ کریمی
(مہر)

---

**عبدالمجید سالک**

غلام رسول مہر کی قبر سے بیس میٹر جانب مشرق ان کے زندگی بھر کے رفیق اور روزنامہ انقلاب لاہور کے مدیر شہیر عبدالمجید سالک کی ابدی آرام گہ ہے ۔ انہوں نے "افکار و حوادث" کے عنوان سے کالم لکھ کر بڑی شہرت پائی ۔ وہ ایک اچھے مترجم اور مصنف تھے ۔ ان کی تصانیف میں سے سرگذشت اور یارانِ کہن قابل ذکر ہیں ۔ ان کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی

عبدالمجید سالک

ولادت : ۱۳ دسمبر ۱۸۹۴ء

وفات : ۲۷ ستمبر ۱۹۵۹ء

چراغِ زندگی ہو گا فروزاں ہم نہیں ہوں گے
چمن میں آئے گی فصلِ بہاراں ہم نہیں ہوں گے

ہمارے ڈوبنے کے بعد ابھریں گے نئے تارے
جبینِ دہر پہ چھٹکے گی افشاں ہم نہیں ہوں گے

جوانو! اب تمہارے ہاتھ میں تقدیر عالم ہے
تمہیں ہو گے فروغِ بزمِ امکاں ہم نہیں ہوں گے

اگر ماضی منور تھا کبھی تو ہم نہ تھے حاضر
جو مستقبل کبھی ہو گا درخشاں ہم نہیں ہوں گے

ہمارے بعد ہی خون شہیداں رنگ لائے گا
یہی سرخی بنے گی زیب عنواں ہم نہیں ہوں گے (سالک)

---

**ڈاکٹر سید صفدر حسین زیدی**

نیشنل ٹاؤن کے قبرستان میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے صفدر حسین زیدی کی قبر پر نظر پڑتی ہے۔ وہ مرثیہ گو شاعر اور مؤرخ تھے۔ ان کی تصانیف میں سے رقص خیال، رقص طاؤس، رقص کوا کب، زندگی اور ادب، لکھنؤ کی تہذیبی میراث اور سیدان بادشاہ گر (یہ فیض بخش کا کوروی کی تصنیف تھی جو زیدی صاحب نے مدون کی تھی) خاص طور پر مشہور ہیں۔ مرحوم اپنی ریٹائرمنٹ سے قبل پنجاب کے D. P. I. کے منصب پر فائز تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ طویل عبارت مرقوم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ یا محمد

لوح مزار

**فخر سادات بارہہ جناب ڈاکٹر سید صفدر حسین زیدی**

ابن سید ابرار حسین زیدی

سابق ساکن تسہ تحصیل جانسٹھ ضلع مظفر نگر (یوپی)

تاریخ وفات شب بست و ہفتم ماہ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

مطابق شب شانزدہم ماہ جنوری ۱۹۸۰ء

روز تدفین چہار شنبہ وقت شام

مادہ تاریخ: فردوس آشیانی سید صفدر حسین ایم اے پی ایچ ڈی

۱۴۰۰ھ

از نسیم امروہوی

تاریخ وفات

از شاعر حسینیت جناب قیصر بارہوی

کیا بتاؤں کیوں ہیں آنکھوں میں اندھیروں کے سحاب
اے زمانے چھپ گیا میرے وطن کا آفتاب

باہرہ کی مستند تاریخ تھی جس کی زبان
آج فرشِ خاک پر ہے وہ مؤرخ محوِ خواب

سیکڑوں گم گشتہ شاعر جس نے ظاہر کر دیے
آج اس فخرِ ادب نے ڈال لی رخ پر نقاب

مجلس ہستی میں جس کو مرثیے سے عشق تھا
آج اس کی روح جنت میں ہے مانندِ گلاب

صاحبِ طبل و علم اسلاف کا چشم و چراغ
دشت حاضر میں رہا سیفِ قلم سے کامیاب

ایک انسان تھا مگر زندگی کا شہر تھا
انجمن کی داستاں تھی اس کے چہرے کی کتاب

چشم بینا میں ہے وہ عہد آفریں "نقش قدم"
بزم آئندہ میں جو کہلائے گا زریں نصاب

جس کی رگ رگ میں تھی خوشبوئے گلستانِ انیس
جو دبیر بزم اردو کا مدیرِ لا جواب

صورتِ اجداد عالم کو منور کر گیا
کیوں نہ کہیے "آفتاب آمد دلیل آفتاب"

وقتِ آخر جس کا سرمایہ ہوں قرآن و علی
دور ہے اس کی نظر سے خوفِ میزان و حساب

کیا مبارک تھے حواس خمسہ صفدر حسین
مرثیے بھی پانچ لکھے ہیں بہ فکر آب و تاب

اس سے اچھی موت کا تصور ہی نہیں
مجلس شبیرؑ میں حاصل ہو کوثر کی شراب

(شاعر آداب حق مقبول دربار حسینؑ)
۱۴۰۰ھ
اس کو کہتے ہیں سن ہجری کا حسن انتخاب

عیسوی سن فکر قیصر کی بضاعت بن گیا
(مرثیہ منبر پہ صفدر کی حکایت بن گیا)

۱۹۸۰ء

---

**عبدالرحیم عاجز**

صفدر حسین زیدی کی قبر سے پندرہ میٹر جانب جنوب مشرق خواجہ عبدالرحیم عاجز امرتسری کی آخری آرام گاہ ہے۔ ان کا شمار امرتسر کے اکابرین میں ہوتا ہے۔ عاجز صاحب ۱۸۹۶ء میں کٹڑہ مہاں سنگھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے تحریک خلافت اور پھر مجلس احرار میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وہ شاعر احرار کے نام سے جانے پہچانے جاتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد موصوف مجبوراً لاہور چلے آئے۔ یہاں انہوں نے اکبری دروازے سے قریب "وڑیوں" کی دکان کھول لی۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اس کاروبار میں خسارہ ہونے لگا تو انہوں نے تیل کا کاروبار شروع کر دیا لیکن یہ دھندہ بھی زیادہ دیر نہ چل سکا۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ وہ تقسیم ملک کا صدمہ برداشت نہ کر سکے۔ ان کی قبر کے کتبے کی حالت بڑی خستہ ہے اور وہ بمشکل پڑھا جاتا ہے۔ پوری عبارت میں نے یوں پڑھی ہے:

۷۸۶

**خواجہ عبدالرحیم عاجز امرتسری**
وفات
یکم مئی ۱۹۵۳ء بروز جمعہ

گھٹائیں ابر رحمت کی تیری تربت پہ چھا جائیں
سدا حوریں فرشتے آ کے تجھ پر پھول برسائیں

میسر تجھ کو تربت میں سدا جنت کی راحت ہو
اٹھو آرام سے سوتے ہوئے روز قیامت کو

---

**مولا بخش کشتہ**

قبرستان مسافر خانہ گڑھی شاہو لاہور کی مسجد کے محراب سے آٹھ میٹر جانب قبلہ پنجابی زبان کے مشہور شاعر مولا بخش کشتہ کی ابدی آرام گاہ ہے۔

کشتہ امرتسر کے رہنے والے تھے۔ ایک بار راقم امرتسر گیا تو گورو نانک دیو یونیورسٹی امرتسر کے رجسٹرار پروفیسر کرنیل سنگھ تھند نے مجھے وہ دکان دکھائی جہاں آزادیٔ وطن سے قبل کشتہ کتابیں فروخت کیا کرتے تھے۔ کشتہ نے پنجابی زبان کے شاعروں کا ایک تذکرہ بعنوان ۔ پنجابی شاعراں دا تذکرہ ۔ تحریر کیا ہے جو بڑا مستند مانا جاتا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ ماہنامہ "پنجدریا" بھی ان کی یادگار ہے۔ شعبۂ پنجابی یونیورسٹی اورینٹل کالج کے ایک طالب علم اعجاز احمد بیگ نے ۱۹۷۲ء میں ان کے احوال و آثار پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں موجود ہے۔ ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت منقوش ہے :

حسبنا اللہ نعم الوکیل

حامداً و مصلیاً

اشھدان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ

مزار

میاں مولا بخش کشتہ امرتسری

اللھم اغفرلہ و ارحمہٗ

پیدائش ۱۸۷۶ء وفات ۱۹۵۵ء

وفات ۲۷ شوال المکرم ۱۳۷۴ھ

مطابق ۱۹ جون ۱۹۵۵ء بروز اتوار

---

**چوہدری محمد افضل خان**

مولا بخش کشتہ کی قبر سے چھ میٹر جانبِ جنوب مغرب ان کے فرزند ارجمند چوہدری محمد افضل پرنسپل اینگلو پنجابی کالج نزد ریگل سینما لاہور اور مدیر ماہنامہ "پنجدریا" کی ابدی آرام گاہ ہے۔ انہوں نے پنجابی زبان و ادب کی ترویج و اشاعت کے لیے بڑے نامساعد حالات میں کام کیا ہے۔ شعبۂ پنجابی، یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کی ایک طالبہ طاہرہ خاتون نے ۱۹۸۷ء میں ان کے احوال و آثار پر ایک بڑا وقیع مقالہ لکھا تھا جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

چوہدری محمد افضل خاں

ولد میاں مولا بخش کشتہ امرتسری

پرنسپل اینگلو پنجابی کالج ، ایڈیٹر ماہنامہ پنجدریا

پیدائش ۱۵ دسمبر ۱۹۰۳ء

وفات ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء

خدا کی تجھ پہ رحمت ہو محمد کی شفاعت ہو

دعا ہماری سدا یہ ہے تجھے جنت کی راحت ہو

دعا گو پسران

---

پروفیسر خواجہ محمد اسلم

قبرستان کوٹھی داران گڑھی شاہو لاہور میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے خواجہ محمد اسلم پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کی قبر پر نظر پڑتی ہے - مرحوم اقتصادیات کے استاد اور اندرون شہر کے رہنے والے تھے - راقم کو آن سے شرف تلمذ ہے -

خواجہ صاحب کی مشفق خواجہ، کرنل خواجہ عبدالرشید، خواجہ عبدالوحید اور خواجہ عبدالمجید سے قرابتداری تھی - مشہور ماہر موسیقی خواجہ خورشید انور کی ہمشیرہ خواجہ محمد اسلم کے عقد میں تھیں - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرامگاہ

خواجہ محمد اسلم مرحوم و مغفور

تاریخ ولادت یکم اپریل ۱۹۱۱ء

تاریخ وفات ۲۰ اپریل ۱۹۸۳ء

**خواجہ نور الٰہی**

خواجہ محمد اسلم کی ابدی آرامگاہ سے پچیس میٹر جانبِ قبلہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور کے چیف لائبریرین اور مشہور ادیب صلاح الدین محمود کے سسر خواجہ نور الٰہی محوِ خواب ابدی ہیں۔ ان کی رہائش سمن آباد میں تھی اور راقم الحروف نے ان کا عالم پیری دیکھا ہے۔ وہ نماز با جماعت کے سختی کے ساتھ پابند اور شب بیدار بزرگ تھے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

"و ما تدری نفس ماذا تکسب غداً وما تدری نفس

بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر

مرقد مبارک

خواجہ نور الٰہی

ولد خواجہ کرم الٰہی

پیدائش مارچ ۱۹۰۵ء

وفات[1] جنوری ۱۹۷۳ء

---

**حاجی میر شمس الدین**

حاجی میر شمس الدین لاہور کی کشمیری برادری کے سرخیل اور مسلمانوں کے دلی خیر خواہ اور ہمدرد تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی قوم کی فلاح و بہبود کے لیے وقف کر دی تھی۔ ۲۴ ستمبر ۱۸۸۴ء کو قوم کے بہی خواہوں نے مسجد بکن خاں میں جمع ہو کر انجمن حمایت اسلام کی بنیاد رکھی تو حاجی میر شمس الدین اس اجتماع کے روح رواں تھے۔ مرحوم چالیس برس تک انجمن حمایتِ اسلام کے صدر رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی ملی اور سماجی

---

۱۔ کتبے پر تاریخ وفات درج نہیں، ان کا انتقال ۲۰ جنوری ۱۹۷۳ء کو ہوا تھا۔

خدمات کے اعتراف کے طور پر انھیں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کے لان میں دفن کیا گیا ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تاریخ وفات

حاجی میر شمس الدین صاحب مرحوم و مغفور

عمر ۸۰ سال

۲۹ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۴ فروری ۱۹۳۴ء

---

**خلیفہ شجاع الدین**

خلیفہ شجاع الدین اندرون شہر کے رہنے والے تھے ۔ کئی بار علامہ اقبال اور ان کا نام لاہور ہائی کورٹ کے جج کی حیثیت سے زیر غور آیا لیکن ہر بار پنجاب کے متعصب چیف جج سرشادی لال نے ان کے تقرر کی مخالفت کی ۔ خلیفہ صاحب پنجاب یونیورسٹی کی سیٹ سے پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور ان کا تقرر بطور سپیکر ہوا ۔ ان کی قبر اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں میر شمس الدین مرحوم کی قبر کے ساتھ ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

الحاج حافظ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین مرحوم

صدر انجمن حمایت اسلام

سپیکر پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی

۲۰ صفر المظفر ۱۳۷۵ھ

مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء

---

**شاہ ابو المعالیؒ**

حضرت شاہ ابو المعالی خیر الدینؒ کا شمار لاہور کے نامور اولیاء اللہ میں ہوتا ہے ۔ لاہور کی ایک سڑک بھی ان کے نام نامی سے منسوب ہے ۔ موصوف تحفۂ قادریہ ، گلدستۂ باغِ ارم اور زعفرانِ زار جیسی کتابوں کے مصنف اور صاحبِ دیوان شاعر تھے ۔ ان کا مجموعۂ کلام "دیوانِ غربتی" کے عنوان سے موسوم ہے ۔ جہانگیری عہد کے ملک الشعراء طالب آملی آپ کے مرید تھے ۔ طالب نے انھیں اپنے ایک شعر میں "یکے قطب است از اقطاب لاہور" کہہ کر مخاطب کیا ہے ۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی آپ کے معتقدین میں شامل تھے ۔ ان کا تعارف مزار مبارک کے سرہانے نصب کتبے پر ان الفاظ میں کرایا گیا ہے :

بسم اللہ الرحمان الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار شریف

حضرت شاہ ابو المعالی قادری الکرمانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لقب اسد الدین و شاہ خیر الدین ۔ آپ سید السادات سید موسیٰ بن امام محمد تقی الجواد علیہ السلام کی اولاد سے ہیں ۔ آپ کی ولادت ۱۰ ذی الحجہ ۹۶۰ھ کو ہوئی ۔ ۲۲ سال کی عمر میں اپنے مرشد شیخ المشائخ بندگی شاہ داؤد قادری کرمانی کی وفات پر شیر گڑھ میں سجادہ نشین ہوئے ۔ ۲۹ سال آفتاب داؤدیہ کی روشنی سے ہزارہا لوگوں کے دلوں کو منور فرمایا ۔ آخر کار اپنے پیر کے روحانی ارشاد کے مطابق ۵۱ سال کی عمر میں لاہور تشریف لائے اور ۲۴ سال ۳ ماہ ۶ روز تک اپنی نورانی شعاعوں سے اہل لاہور کو منور کر کے ۱۶ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ کو وفات پا گئے ۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**علامہ ڈاکٹر محمد اقبال**

مصورِ پاکستان علامہ سر محمد اقبال کی ابدی آرام گاہ بادشاہی مسجد کی سیڑھیوں کے پاس ہے ۔ ان کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔ ان کے

مزار کے اندر چھت اور دیواروں پر جو تحریریں ہیں وہ منشی عبدالمجید پروین رقم کے فرزند ارجمند ابن پروین رقم اقبال کے قلم معجز نگار کا شاہکار ہیں۔
لوح مزار کے اندر کی جانب یہ عبارت درج ہے :

ان من الشعر لحکمۃ

و ان من البیان لسحراً

نہ افغانیم و نہ ترک و تتاریم
چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیز رنگ و بو بر ما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نو بہاریم

لوح مزار کے باہر کی جانب یہ عبارت کندہ ہے :

ہو الغفور الرحیم

شاعر و فیلسوف شرق داکتر محمد اقبال
کہ راہ سعی و عمل و روح اسلام را
ہمگنان روشن ساختہ و ازین رو
مظہرِ قبولِ اعلحضرت محمد نادر شاہ غازی
و ملّتِ افغان واقع شد۔ در
۱۲۹۴ ق تولد و بسنۂ ۱۳۵۷ ق وفات یافت

---

**سر سکندر حیات خان**

بادشاہی مسجد کی سیڑھیوں سے جانب شمال ایک چبوترے پر سر سکندر حیات خان محو خواب ابدی ہیں۔ انہوں نے علی گڑھ اور انگلستان میں تعلیم حاصل کی۔ پہلی عالمی جنگ میں فوجی بھرتی کے ذریعے انگریزوں کی خوشنودی حاصل کی اور پھر سیاست میں دلچسپی لینا شروع کردی۔ مرحوم پنجاب کی مجلس وضع قانون کے رکن اور ریاست بہاولپور کے وزیراعظم رہے۔ جب سر فضل حسین مرکز میں وائسرائے کی کونسل کے رکن مقرر ہوئے تو یونینسٹ پارٹی کی قیادت سرسکندر کے حصے میں آئی۔ مرحوم متحدہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہے اور دوبار پنجاب کے عارضی گورنر مقرر ہوئے۔ انہوں نے اپنے دور وزارت میں مسلمان کاشتکاروں سے مالیہ کے ساتھ ایک پیسہ فی روپیہ

وصول کرکے بادشاہی مسجد کی مرمت کروائی۔ اسی بنا پر انھیں وفات کے بعد مسجد کے قرب میں جگہ ملی - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(آیت الکرسی)

آخری آرامگاہ

سر سکندر حیات خان

ولد سردار محمد حیات خان

تاریخ پیدائش ۵ جون ۱۸۹۴ء[1]

تاریخ وفات ۲۶ دسمبر ۱۹۴۲ء

---

**ابوالاثر حفیظ جالندھری**

اقبال پارک (سابقہ منٹو پارک) میں "جھنگی" سے قریب ایک خوشنما مقبرے میں مشہور شاعر حفیظ جالندھری محو خواب ابدی ہیں - ان کا نام محمد حفیظ تھا - مرحوم ۱۴ جنوری ۱۹۰۰ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے - سکول کی تعلیم معمولی سی تھی لیکن اپنی ہمت اور کوشش سے بہت کچھ حاصل ہوا - جب انھوں نے شعر کہنے شروع کیے تو انھیں غلام قادر گرامی جیسا قادر الکلام استاد مل گیا - حفیظ جوانی میں لاہور چلے آئے - یہاں انھیں محمد دین تاثیر، ایم اسلم، اختر شیرانی، پنڈت ہری چند اختر، عاشق حسین بٹالوی، حکیم احمد شجاع، علامہ اقبال اور حکیم نیر واسطی کا قرب حاصل ہوا - موصوف ماہنامہ ہزار داستان اور مخزن کے مدیر بھی رہے - ان کی غزلوں اور نظموں کے تین مجموعے نغمہ زار، سوز و ساز اور تلخابہ شیریں کے عنوانات سے طبع ہو چکے ہیں - ان کے افسانوں کا ایک مجموعہ ہفت پیکر کے نام سے چھپ چکا ہے - آخری عمر میں انھوں نے چیونٹی نامہ بھی تصنیف کیا تھا - ان کی اصل شہرت شاہنامہ اسلام کی وجہ سے ہے - قیام پاکستان کے موقع پر انھوں نے ترانہ پاکستان تیار کیا -

---

۱ - لاہور سے ایک انسائیکلو پیڈیا شائع ہوا ہے، اس میں ان کی ولادت ۵ جنوری ۱۸۹۲ء بتائی گئی ہے - یہ لوح مزار پر درج تاریخ سے مطابقت نہیں رکھتی -

حفیظ جالندھری کو عارضی طور پر قبرستان ماڈل ٹاؤن میں سپرد خاک کیا گیا تھا ۔ نو سال بعد ان کا جسد خاکی موجود مقبرے میں منتقل کیا گیا ۔ ان کے مقبرے کی پیشانی پر جلی قلم میں ۔ مرقد خالق ترانۂ پاکستان ۔ مرقوم ہے ۔ مقبرے کے دروازے کے اوپر ترانۂ پاکستان منقوش ہے اور دروازے کے قریب دائیں ہاتھ ایک لوح پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مزار خالق شاہنامۂ اسلام و ترانۂ پاکستان

**ابو الاثر حفیظ جالندھری مرحوم**

تاریخ پیدائش ۱۴ جنوری ۱۹۰۰ء

تاریخ وفات ۲۱ دسمبر ۱۹۸۲ء

سنگ بنیاد بدست جناب نواز شریف

وزیر اعلیٰ پنجاب ۱۴ اگست ۱۹۸۸ء

مرحوم کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

عرش کی رفعت لیے بیٹھا ہوں فرش خاک پر
سر مرا آسودہ ہے پائے رسول ؐ پاک پر
خالق شاہنامۂ اسلام و ترانۂ پاکستان

**ابو الاثر حفیظ جالندھری مرحوم**

پیدائش ۱۴ جنوری ۱۹۰۰ء

وفات ۲۱ دسمبر ۱۹۸۲ء

---

**چوہدری محمد حسین**

حفیظ جالندھری کے مقبرے سے پچیس میٹر جانب شمال مائل بہ مشرق ایک چھوٹا سا ٹیلہ ہے جو "جھنگی" کے نام سے موسوم ہے ۔ یہ جھنگی شاہجہان کے عہد میں موجود تھی ۔ داراشکوہ سکینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ حضرت میاں میر ؒ کبھی کبھی یہاں آیا کرتے تھے ۔ اس زمانے میں اقبال پارک کی جگہ

جواہر خان کا باغ ہوا کرتا تھا - اس جھنگی میں تین چار قبریں ہیں - ان میں ایک قبر علامہ اقبال کے جگری دوست اور حاضر باش مصاحب چوہدری محمد حسین کی ہے - مرحوم باجوہ جاٹ تھے اور پریس برانچ کے سپرنٹنڈنٹ - انہوں نے ہی علامہ اقبال کی کتابیں شائع کی تھیں - علامہ مرحوم نے انہیں اپنے بچوں کا گارڈین مقرر کیا تھا - حکومت نے انہیں خان بہادر کا خطاب عطاء کیا تھا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ     بسم اللہ الرحمٰن الرحیم     یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

چوہدری محمد حسین

پھاڑنگہ اونچا سیالکوٹ

پیدائش ۲۸ مارچ ۱۸۹۴ء

تاریخ وفات ۱۶ جولائی ۱۹۵۰ء

---

حکیم سید نیر واسطی

حکیم نیر واسطی کا شمار پاکستان کے نامور اطباء اور ادباء میں ہوتا تھا - انہوں نے پروفیسر ای ، جی ، براؤن کی مشہور تصنیف Arabian Medicine کا اردو ترجمہ "طب العرب" کے نام سے کیا تھا - یہ ترجمہ اپنے حواشی کی بنا پر اصل تصنیف سے زیادہ اہم ہوگیا ہے - ان کی نظموں اور غزلوں کا مجموعہ "شعر و حکمۃ" کے عنوان سے زیور طباعت سے آراستہ ہو چکا ہے - ان کی ایک تصنیف "تاریخ روابط پزشکی ایران و پاکستان" بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے - موصوف قلعہ لاہور کی شمالی دیوار کے ساتھ شیر شاہ ولی کی درگاہ میں محو استراحت ہیں - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ     لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ     یا محمد

مرقد منور

علامہ حکیم سید علی احمد نیر واسطی

نور اللہ مرقدہ الشریف

تاریخ وفات

۲۶ مئی ۱۹۸۲ء بمطابق ۲ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

قطعہ تاریخ

داد داغِ فراق ما را ہائے نیر واسطی ز دھر نہفت
فکر کردم برائے سالِ وفات "ہائے داغ فراق" ہاتف گفت
۱۴۰۲ھ

دیگر

نیر سعد بخت آہ ز ما روئے خود در نقاب گور نہفت
از پئے سالِ رحلتش ہاتف "نیر سعد بخت" آہ گفت
۱۴۰۲ھ

(عرشی امرتسری)

---

**محمد ابراہیم علی چشتی**

بادشاہی مسجد لاہور کے عقب میں احمد شاہ ابدالی کے سفیر صابر شاہ کی درگاہ ہے۔ ان کے مزار کی سیڑھیوں سے قریب مشہور ادیب اور لاہور کی ادبی محفلوں کے روح رواں، احمد بخش یکدل کے پوتے اور مکرم علی چشتی کے فرزند ارجمند ابراہیم علی چشتی کی قبر ہے۔ ان کے چچا نور احمد چشتی نے "تحقیقاتِ چشتی" کے عنوان سے لاہور کے آثار قدیمہ پر ایک مبسوط کتاب تصنیف کی تھی۔ ابراہیم علی چشتی ۶ اگست ۱۹۱۷ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک ممتاز قانون دان، عالم دین اور صحافی تھے۔ انھوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ۱۹۳۶ء میں انٹر کالجیٹ مسلم برادر ہڈ کے نام سے ایک جماعت قائم کی جس کا نصب العین "خلافت پاکستان" تھا۔ انھوں نے پاکستان میں خلافت کے قیام کی تجویز پیش کی تھی۔ ۱۹۴۸ء میں انھوں نے اسی مقصد کی خاطر ہفت روزہ "خلافت" جاری کیا۔ قیام پاکستان کے بعد جب محکمہ اسلامیات قائم ہوا تو مرحوم اس کے ناظم مقرر کیے گئے۔ وہ

عمر بھر مجرد رہے - ان کا یہ کہنا تھا کہ جب تک پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہ ہو، وہ شادی نہیں کریں گے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ابراہیم علی صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۹ جولائی ۱۹۶۸ء کو سفر آخرت اختیار کیا

---

**بھائی لعل محمد امرتسری**

بھائی لعل کا شمار پاکستان کے عظیم موسیقاروں میں ہوتا ہے - ان کا تعلق امرتسر کے مشہور رہابی خاندان سے تھا - انہوں نے بمبئی کے مشہور موسیقار پنڈت بھاسکر راؤ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا تھا - انہوں نے بھارت اور پاکستان میں متعدد میوزک کانفرنسوں میں شرکت کر کے سامعین سے اپنے فن کا لوہا منوایا - قیام پاکستان کے بعد بھائی لعل لاہور چلے آئے اور یہاں انہوں نے چوک سرجن سنگھ میں میوزک سکول کھولا - یہاں بہت سے شوقیہ گانے والوں نے ان سے کسب فیض کیا - آخری عمر میں انہوں نے ریڈیو پاکستان لاہور میں ملازمت اختیار کر لی تھی - ان کی آخری آرام گاہ ویام شالہ، موہنی روڈ پر مسجد شیخین سے قریب ایک چھوٹے سے قبرستان میں ہے - ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

سرکار دو عالم عرب کے ہاشمی کر دو مجھ پر نذر کرم

فخر پاک و ہند آفتاب موسیقی سنگیت ساگر

قبلہ حضرت استاد بھائی لعل محمد صاحب امرتسری

ولد بھائی عطا محمد صاحب

پیدائش ۱۸۸۷ء　　　عمر ۷۵ سال

وفات ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء بروز اتوار

---

### عالمگیر خان

بھائی لعل محمد کی قبر سے متصل جانب مشرق ان کے شاگرد رشید عالمگیر خان کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ ان کا آبائی وطن امرتسر تھا ۔ ان کے والد جہانگیر خاں امرتسر کے مشہور براس بینڈ کے مالک تھے ۔ عالمگیر خان کی ایک خوبی یہ تھی کہ وہ کلارنٹ میں پکے راگ بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ بجاتے تھے ۔ سننے والوں کا کہنا ہے کہ وہ ایسا سماں باندھ دیتے تھے کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ کوئی استاد گویا گا رہا ہے اور تانیں مار رہا ہے ۔ انہیں فلمی دھنیں بجانے میں بھی ملکہ حاصل تھا ۔ افسوس کہ یہ فنکار اکیاون برس کی عمر میں انتقال کر گیا ۔ ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**عالمگیر خان ابن جہانگیر خان**

جناب عادلِ فرحت شمول کا صدقہ
غنی کا باغِ صداقت کے پھول کا صدقہ
حسن حسین علی اور بتول کا صدقہ
ہے ملتجی میری حضرت رسول کا صدقہ

عزیزو ہو ادھر سے گزر خدا کے لیے
اٹھائے جانا ذرا ہاتھ فاتحہ کے لیے

پیدائش امرتسر ۱۹۰۹ء بمطابق ۱۳۲۸ھ
وفات لاہور ۱۹۶۰ء بمطابق ۱۳۷۹ھ
انا للہ و انا الیہ راجعون

---

### سید احمد توختہ ترمذی

اکبری دروازے کے اندر محلہ چلّہ بی بیاں میں لاہور کے ایک قدیم بزرگ حضرت سید احمد توختہ ترمذی علیہ الرحمہ کا مزار مبارک ہے ۔ پہلے ان کا مزار پیر غلام دستگیر نامی کے گھر کے پچھلے صحن میں تھا ۔ نامی صاحب

کی وفات کے بعد ان کے وارثوں کی غفلت سے مکان گر گیا اور وہ زمین فروخت ہوگئی۔ بعض اہل محلہ وہاں امام باڑہ تعمیر کرنا چاہتے تھے لیکن اکثریت اس کے خلاف تھی۔ اس لیے اکثریتی فرقے کے لوگوں نے چندہ جمع کرکے یہ جگہ خرید لی اور میرے ایک شاگرد رشید خواجہ فلاح الدین نائک کو، جو اسی محلے کے رہنے والے ہیں، درگاہ کا متولی بنا دیا۔

برعظیم پاک و ہند کے بیشتر ترمذی سادات حضرت سید احمد توختہ کی اولاد ہیں۔ شیخ العرب و العجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی کا شجرۂ نسب بھی حضرت توختہ ترمذی سے جا ملتا ہے۔

پیر غلام دستگیر نامی نے "تاریخ جلیلہ" میں ان کا ذکر خیر کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ان کے سوانح حیات پر ایک الگ سے بھی کتاب لکھی ہے۔ سید موصوف بی بی حاج، بی بی تاج اور بی بی گوہر کے والد بزرگوار تھے جن کے نام سے لاہور کا ایک قبرستان موسوم ہے۔ بی بی حاج کے فرزند سلطان التارکین حمید الدین حاکم علیہ الرحمہ مئو مبارک نزد رحیم یار خان میں مدفون ہیں اور ان کی اولاد اس نواح میں بڑی آسودہ حال ہے۔

سید احمد توختہ کا انتقال برعظیم پاک و ہند میں قیام سلطنت دہلی کے سال ہوا۔ ان کے مزار مبارک کے سرہانے ہنوز خواجہ فلاح الدین نائک نے کتبہ نصب نہیں کیا البتہ احاطے کے دروازے کی پیشانی پر ایک کتبہ نصب ہے، جو پیر غلام دستگیر نامی (م ۱۹۶۱ء) کے زمانے کا لگا ہوا ہے۔ اس پر یہ عبارت رقم ہے:

یا اللہ		یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دربار عالیہ

مرکز تجلیات

**حضرت سید احمد توختہ ترمذی**

والدِ بزرگوار بی بیاں پاکدامن

۶۰۲ھ

---

**مولانا دیدار علی الوری**

محلہ چنگڑاں ، جسے اب بھی محلہ کہنے لگے ہیں ، اندرون دہلی دروازہ کی مسجد کے شمال مشرق گوشے میں بریلوی مکتب فکر کے مشہور عالم مولانا دیدار علی الوری کی ابدی آرام گاہ ہے - مرحوم مسجد وزیر خان کے خطیب ، مولانا احمد رضا خان بریلوی کے خلیفہ مجاز ، شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کے مرید اور نعت گو شاعر تھے - ان کے فرزندوں میں سے مولانا ابو الحسنات اور مولانا ابو البرکات نے دینی حلقوں میں بڑی شہرت پائی ہے- مولانا مرحوم کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا رسول اللہ     یا رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موت العالم موت العلم

قطعہ تاریخ وفات قیامت آیات حضرت امام اہلسنت
رہبر شریعت ہادی طریقت مانع بدعت مولانا الحاج
سید ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب محدث الوری
امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور
روح اللہ وجہ

افسوس کہ آں عالم دین عارف کامل
بگذاشتہ ایں عالم دار الامل را
آگاہ جہانست کہ او تا دم آخر
کندید بیک ضرب بنا جہلی را
در خواب مرا گفت یکے پیر طریقت
بر لوح مزارش بکن شعر جلی را
حافظ پس سرکوبی اعداء شریعت
دیدار علی یافتہ دیدار علی را
۱۳۵۴

---

۱ - مولانا دیدار علی ۲۲ رجب ۱۳۵۴ھ (۱۹۳۵ء) کو فوت ہوئے تھے -

**مولانا نبی بخش حلوائی**

دہلی دروازے سے باہر کوتوالی کی عمارت سے جانب شمال سرکلر روڈ پر ایک چھوٹی سی مسجد ہے جس کے اندر مشہور شاعر اور مفسر مولانا نبی بخش حلوائی کی آخری آرامگاہ ہے۔ انھوں نے پنجابی زبان میں قرآن حکیم کی منظوم تفسیر لکھی تھی جو پندرہ جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ جل جلالہٗ — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزارِ پُر انوار

عالمِ ربانی و عارفِ حقانی

**حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی**

قادری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

(مؤلف تفسیرِ نبوی)

تاریخ وصال

۱۴ ذیقعد ۱۳۶۳ھ بمطابق یکم نومبر ۱۹۴۴ء

قطعہ تاریخ

ہو گئے واصل بہ حق ہیں ہمدمو! — عالمِ ذی مرتبت وہ دین پناہ

بندۂ حق، صاحبِ فضل و کمال — عظمتِ علم و حکم کے بادشاہ

الفتِ خیر البشر کے فیض سے — خلد میں داخل ہوئے باعز و جاہ

کہہ گیا ملہم فدا سے سالِ وصل — از سرِ الہام "مغفورِ الٰہ"

۱۳۶۳ھ

پیش کش خاکپائے حضرت حلوائی

شرف الدین قصوری

**حضرت محمد غوث قادری**

دہلی دروازے سے اکبری دروازے کی طرف جاتے ہوئے سڑک کے درمیان حضرت شاہ محمد غوث قادری رحمہ اللہ کی درگاہ ہے ۔ ان کے لوح مزار پر ان کا سن وفات ۱۱۷۲ھ کندہ ہے ۔ لالہ کنھیا لعل نے ان کا سال وفات ۱۱۵۲ھ اور نور احمد چشتی نے ۱۱۷۷ھ نقل کیا ہے ۔

صاحب مزار بڑے عالم و فاضل تھے ۔ انہوں نے قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا تھا ۔ اس کے علاوہ اسرارالطریقت ، اسرارالتوحید اور شرح قصیدہ غوثیہ بھی ان کی علمی یادگاریں ہیں ، سعادت یار خان رنگین کے والد بزرگوار طہماس خان کو حضرت کے فرزند ارجمند سید محمد عابد کے ساتھ بڑی عقیدت تھی ۔ پشاور کے مشہور بزرگ سید محمد امیر شاہ قادری کی صاحبزادی آم سلمٰی نے شاہ محمد غوث کے احوال و آثار پر ایک تحقیقی[1] مقالہ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ حاصل کی ہے ۔ حضرت کے مزار مبارک پر جو لوح نصب ہے ، اس پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون

یا اللہ جل جلالہ　　　　　　یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مرکز تجلیات

غوث زمان قطب دوران شہباز لامکان فرد ارض و سما

سلطان العاشقین سرتاج العارفین سراج السالکین حجۃ الکاملین

سند الواصلین امام المحدثین سید المفسرین شاہ ولایت شیخ الاسلام

اعلیحضرت سخی سید شاہ محمد غوث قادری قدس سرہ العزیز

وصال مبارک ۱۱۷۲ھ

اولیاء را ھست قدرت از الہ　　تیر جستہ باز گرداند ز راہ

---

۱ ۔ اس "تحقیقی" مقالے میں دو صد سے زائد اغلاط ہیں جس کے ذمہ دار فاضل نگران ہیں ۔

**سید تجمل حسین شاہ**

حضرت شاہ محمد غوث کے مزار پُر انوار سے پانچ میٹر جانب شمال مغرب سید تجمل حسین شاہ محو خواب ابدی ہیں۔ موصوف حضرت شاہ محمد غوث کی نسل سے تھے اور پشاور کے مشہور روحانی پیشوا تھے۔ تحریک پاکستان کے عظیم قائد اور پنجاب کے پہلے مسلم گورنر سردار عبدالرب نشتر ان کے مرید تھے اور ان کا قطعہ تاریخ سردار صاحب کا ہی کہا ہوا ہے۔ حضرت کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سند الواصلین

**آفتاب اہل محبت حضرت آقا سید تجمل حسین صاحب حسنی حسینی قادری چشتی**

بن

منبع صدق و صفا معدن جود و سخا

قطب زمان زینت الاولیاء حضرت الحاج سید سکندر شاہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ پشاوری

چون تجمل حسین آقایم　　پیکر فقر و مخزن عرفان

جان شیرین بحق سپرد آن روز　　بود شنبہ و بست و یک رمضان

گفت تاریخ رحلتش نشتر　　مشعل معرفت دل ایمان

۱۳۶۶ھ

در کوئے تو عاشقان چنان جان بد ہند
کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز

وصال شریف　　　وصال شریف

۸ اگست ۱۹۴۷ء　　　۲۱ رمضان ۱۳۶۶ھ

**ایاز**

چوک رنگ محل لاہور میں سلطان محمود غزنوی کے معروف غلام ایاز کی قبر ہے۔ آقا و مولا کے مثالی تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے لوگ عموماً محمود و ایاز کی مثال دیتے ہیں۔ ایاز کو لاہور کا بانیٔ ثانی کہا جاتا ہے۔ ایاز کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ　　حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

**حضرت ابو النجم احمد ایاز رحمۃ اللہ علیہ**

سپہ سالار

سلطان محمود غزنوی

وصال ماہ ربیع الاول ۴۴۹ھ

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ　　حضرت علی رضی اللہ عنہ

منجانب عقیدتمند
طارق محمود بٹ

(۵۰۱)

---

**شیخ کرامت اللہ**

نئی آبادی گڑھی شاہو لاہور میں ایک قبرستان ہے جو "قبرستان دو پٹہ" کے نام سے موسوم ہے۔ بعض لوگ اسے قبرستان محلہ فیروز گنج بھی کہتے ہیں۔ اس قبرستان میں دو مؤرخ، محمد دین کلیم اور شیخ کرامت اللہ محو خواب ابدی ہیں۔ شیخ کرامت اللہ کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**
**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**

**شیخ کرامت اللہ**
**مصنف: آئینۂ گجرات**
**ولد شیخ عزیز اللہ**
**عمر ۷۲ سال**

---

**محمد دین کلیم**

شیخ کرامت اللہ کے مزار سے جانب جنوب مشرق بیس میٹر کے فاصلے پر مؤرخ لاہور میاں محمد دین کلیم کی ابدی آرام گاہ ہے۔ موصوف دلیل پور نزد کلانور ضلع گورداسپور میں ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے لاہور کے بزرگوں پر دو درجن سے زائد کتابیں لکھی ہیں ۔ ان میں سے مدینۃ الاولیاء خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کا ذخیرۂ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں منتقل ہو گیا ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعلم
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

آخری آرام گاہ

**مؤرخ لاہور جناب میاں محمد دین کلیم قادری مرحوم و مغفور**

تاریخ وفات ۲۳ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ
بمطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۹ء بروز منگل

قطعہ تاریخ

اٹھ گئے دار فنا سے ہیں محمد دین آہ
آج ان کو مل گئی گویا حیات سرمدی

تھے مؤرخ اور محقق صاحب فکر و نظر
وا ہوئے تھے ان پہ بیشک باب علم و آگہی

پیر پیراں اور امام الانبیاء کے لطف سے
ان کی تربت پر رہے یا رب سدا رحمت تری

اے فدا ان کے سن رحلت پہ مجھ کو دفعتاً
غیب سے آئی ندا "فخر دیار قادری"

۱۴۱۰ھ

نتیجۂ فکر
ابو الطاہر فدا حسین فدا

تعمیر کردہ
فرزندان کلیم قادری

**حاجی سائیں نواب الدین**

شیخ کرامت اللہ مصنف آئینۂ گجرات کے مدفن سے تیس میٹر جانب شمال ایک چار دیواری کے اندر حاجی سائیں نواب الدین کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ راقم نے انھیں بارہا دیکھا ہے ۔ وہ نوشاہی قادری سلسلے میں سائیں فضل شاہ کے مرید تھے اور چار ابرو کا صفایا کرایا کرتے تھے۔ لاہور میں ان کے ہم عصروں میں ان سے بڑا اور کوئی وحدت الوجودی نہ تھا ۔ وہ اکثر یہ مصرع گنگنایا کرتے تھے :

میں ناں میں ناں توں ہی توں

اور جب کبھی ان پر سُکر کا زیادہ غلبہ ہوتا تو بڑے ترنگ میں آ کر یہ کہا کرتے تھے :

رحمٰن رحیم نہ اللہ ہے

او بندہ کلّم کلا ہے

ان کا آبائی وطن منڈ نزد نواں پنڈ کوٹلی باوا فقیر چند ضلع سیالکوٹ تھا لیکن انھوں نے محلہ فیروز گنج گڑھی شاہو لاہور میں سکونت اختیار کر لی تھی ۔ ان کے فرزندوں میں سے مولانا فضل حسین دلاور ، صدر بلڈ ڈونرز ایسوسی ایشن سیاسی اور سماجی حلقوں میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں ۔ اگر کبھی جنگ آزادی کے پانصد صف اول کے مجاہدوں کا تذکرہ لکھا گیا تو ان کے دو فرزندوں حاجی غلام نبی اور حاجی غلام حیدر کا ذکر اس میں ضرور آئے گا ۔ سائیں نواب الدین کے ایک پوتے ڈاکٹر محمد طفیل نے کیمبرج یونیورسٹی سے کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کی ہے اور دوسرے پوتے محمد اسحٰق نے آکسفورڈ سے اسی مضمون میں ڈی فل کی ڈگری لی ہے ۔ یہ دونوں ہونہار جوان حاجی غلام نبی کے فرزند اور حاجی غلام حیدر کے داماد ہیں ۔ سائیں نواب الدین ایک تاریخی شخصیت ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرام گاہ

**حاجی سائیں نواب الدین**

تاریخ وفات

۱۰ فروری ۱۹۵۶ء بروز جمعہ

فصلِ گل تربت پہ تیری پھول برسایا کرے
جھومتی کعبہ سے رحمت کی ہوا آیا کرے

---

**غلام حیدر جانباز**

سائیں نواب الدین کے مدفن سے ایک میٹر جانب جنوب مشرق ڈاکٹر محمد طفیل، ڈائریکٹر پاکستان سیکورٹی پرنٹنگ پریس کراچی کے عمِ مکرم اور خسر حاجی غلام حیدر کا مرقد ہے۔ مرحوم علامہ مشرق کے ۳۱۳ کے جان باز جیش میں شامل اور جنگ آزادی کے سرگرم کارکن تھے۔ ۱۹۴۵ء میں ہندوستان میں متعین برطانوی بحریہ نے بغاوت کر دی تو غلام حیدر اور ان کے برادر بزرگ غلام نبی اس بغاوت میں شامل تھے۔ انھیں جرم بغاوت میں گرفتار کیا گیا۔ اگر قافلۂ آزادی کے ہراول دستے کے پانصد سرفروش کارکنوں کا تذکرہ لکھا جائے تو ان دونوں بھائیوں کا ذکر کیے بغیر وہ تذکرہ نامکمل متصور ہوگا۔ حاجی غلام حیدر کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الحاج غلام حیدر

ولد حاجی نواب دین

تاریخ وفات ۲۶ ستمبر ۱۹۸۳ء بروز پیر

کون کہتا ہے یہاں پھول چڑھاتے جانا
کون کہتا ہے یہاں شمع جلاتے جانا

سر راہ اپنے ناز سے گذرنے والے
میری تربت پہ ذرا ہاتھ اٹھاتے جانا

?

---

**علامہ سید ابو البرکات**

گنج بخش روڈ پر مدرسہ حزب الاحناف کے صحن میں ایک خوشنما گنبد تلے بریلوی مکتب فکر کے مشہور عالم مولانا ابو البرکات سید احمد شاہ محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قصر جنت میں ہوئے مسند نشین
مرشد عالم امام المتقین
۱۳۹۸ھ

یا اللہ جل جلالہ — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مرقد شیخ اہل حق شمع بزم عارفان

سراج اہل تقویٰ سید ابو البرکات نور اللہ مرقدہ

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سند المحدثین

شیخ المشایخ امام اہل سنت و أستاد العلماء

مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا الحاج سید علامہ

ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب

رضوی مشہدی قادری اشرفی فضل رحمانی

قدس سرہ الربانی بانی و امیر مرکزی دارالعلوم

حزب الاحناف پاکستان لاہور

۲۰ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۷۸ء

بروز اتوار بوقت عصر

---

پروفیسر وارث میر

پنجاب یونیورسٹی لاء کالج اور موضع شاہ دی کھوئی کے درمیان ایک چھوٹا سا قبرستان ہے جس میں یونیورسٹی سٹاف کالونی کی میتیں بھی تدفین کے لیے لے جاتے ہیں۔ اس قبرستان میں سب سے نمایاں قبر مشہور صحافی اور کالم نگار وارث میر کی ہے۔ مرحوم پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ ابلاغیات سے وابستہ تھے اور روزنامہ نوائے وقت اور پھر روزنامہ جنگ میں کالم لکھا کرتے تھے۔ ان کے کالم لوگ بڑے ذوق و شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ انھوں نے "کیا عورت آدھی ہے" ؟ کے عنوان سے ایک کتاب بھی لکھی ہے جو ۱۹۸۹ء میں " نگارشات " نے شائع کی ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

محمد وارث میر

| | |
|---|---|
| تاریخ پیدائش | ۲۲ نومبر ۱۹۳۸ء |
| تاریخ وفات | ۹ جولائی ۱۹۸۷ء |

---

ڈاکٹر رفیع محمد چوہدری

وحدت روڈ پر بھیکے وال میں سڑک کے کنارے ایک چھوٹا سا قبرستان ہے جس کے جنوبی حصے پر گوجروں نے قبضہ کر لیا ہے۔ اس قبرستان میں سڑک سے چند قدم کے فاصلے پر ایک مسقف قبر ہے جس میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ فزکس کے پروفیسر ایمریطس ڈاکٹر رفیع محمد چوہدری محو خواب ابدی ہیں۔ مرحوم رہتک کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے ۱۹۳۳ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے فزکس میں پی ایچ ڈی کی۔ وہاں انھیں شہرۂ آفاق سائنسدان Prof. Rutherford کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ ردرفورڈ ہی وہ شخص ہیں جنھوں نے سب سے پہلے ایٹم کو توڑا تھا۔ چوہدری صاحب قیام پاکستان تک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے۔ آزادی کے بعد موصوف

پنجاب یونیورسٹی سے منسلک ہو گئے - ان جیسا محنتی استاد بہت کم دیکھنے میں آیا ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

پروفیسر ڈاکٹر رفیع محمد چوہدری

ولد محمد سلیمان خان

تاریخ پیدائش ۵ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ

بمطابق یکم جولائی ۱۹۰۳ء

تاریخ وفات ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

۴ دسمبر ۱۹۸۸ء بروز اتوار

خدا کی تجھ پہ رحمت ہو محمد کی شفاعت ہو

دعا میری سدا ہے تجھے جنت کی راحت ہو

---

**سید محمد اسمٰعیل محدث و مفسر**

مؤرخین لاہور کی تحقیق کے مطابق حضرت اسمٰعیلؒ محدث و مفسر پہلے عالم دین ہیں جنھوں نے برعظیم پاک و ہند میں درس قرآن و حدیث کا آغاز کیا۔ موصوف سید علی ہجویریؒ صاحب کشف المحجوب سے بھی پہلے لاہور تشریف لائے اور ان کی سعی و تبلیغ سے ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے۔

حضرت اسمٰعیلؒ کا مزار مبارک ہال روڈ پر کیتھڈرل سکول کے دروازے کے ساتھ ایک بلند چبوترے پر واقع ہے اور حال ہی میں ان کے معتقدین نے اس پر ایک گنبد بھی بنوا دیا ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری غزنی

سن وفات ۴۴۸ ہجری

مہتاب = ۴۴۸

تعمیر کردہ                                    محمد اقبال حیات خان

مئی ۱۹۶۴ء بتاریخ محرم ۱۳۸۴ھ

---

حضرت شاہ ابو اسحاق قادری

ٹمپل روڈ (موجودہ حمید نظامی روڈ) پر سکھوں کے مشہور گوردوارے "چھیویں پاتشاہی" کے عقب میں ایک بلند و خوشنما گنبد کے نیچے قادریہ سلسلے کے ایک عظیم بزرگ اور حضرت داؤد بندگی شیر گڑھیؒ کے خلیفہ حضرت شاہ ابو اسحاق محو خواب ابدی ہیں ۔ ان کی ایک تصنیف -- رسالہ ناطقہ -- کا قلمی نسخہ رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہے ۔ راقم الحروف نے پہلی بار اس نسخے کا تعارف ایک رسالے کی صورت میں کرایا ہے ۔ اردو زبان کی ترویج میں علماء اور صوفیاء کے کردار کے بارے میں رسالہ ناطقہ میں بڑی اہم باتیں ملتی ہیں ۔ حضرت کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمان الرحیم

مرکز تجلیات

حامی شریعت ، شہباز طریقت ، ہادی راہ حقیقت
سلطان الاولیاء آفتاب ولایت

حضرت سید شاہ ابو اسحٰق بخاری قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یوم وصال ۵ محرم الحرام ۹۸۵ھ

مطابق ۲۵ مارچ ۱۵۷۷ء

قطعات تاریخ

مرشد و دستگیر بواسحٰق          بود پیران پیر بواسحٰق
چشتی از سال وصالش گفت          شاہ عالی فقیر بواسحٰق
۹۸۵ھ

شیخ ابو اسحاق پیر رہنما          آنکہ آمد رہبر دورِ زماں
شد عیاں سال وصال آنجناب          ز ابو اسحاق تاج عارفاں
(مسکین محمد طفیل عرف بابو برتن فروش)

---

۱ ۔ نور احمد چشتی صاحب "تحقیقات چشتی" ۔

**شاہ عنایت قادری**

فاطمہ جناح روڈ (سابقہ کوئنز روڈ) اور لارنس روڈ کے چوک کے قریب حضرت شاہ عنایت قادری رحمہ اللہ کی درگاہ ہے ۔ ان کے مرید باصفا بابا بلھے شاہ نے انہیں شہرت دوام بخش دی ہے ۔ لاہور کی ارائیں برادری ان کا بیحد احترام کرتی ہے اور ان کے عرس کے موقع پر میوہ منڈی اور سبزی منڈی بند رہتی ہے ۔ حضرت کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ     بسم اللہ الرحمٰن الرحیم     یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

رب اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین

مزار پُر انوار

مشتاق لقاء باری

ابو المعارف حضرت شیخ حافظ محمد عنایت اللہ القادری

شطاری قصوری ثم لاہوری

عرف شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ

الفراق ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۴۷ھ

نمک خوار خادمان

میاں عنایت الٰہی قادری     حافظ محمد لطیف قادری

---

**ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش**

ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش امراض قلب کے ماہر تھے اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ ان کا انتقال دل کا دورہ پڑنے سے ہوا تھا ۔ مرحوم بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے ذاتی معالج تھے ۔ انہوں نے — قائداعظم کے آخری ایام — کے عنوان سے ایک کتاب بھی اپنی یادگار چھوڑی ہے ۔ ان کا مزار ۳۴ لارنس روڈ پر مرکز خاندانی بہبود کے احاطے میں ہے ۔ ان کی قبر کے سرہانے نصب کتبے پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ　　　یا اللہ　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

صلی اللہ علی محمد النبی الامی

ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش محبوب جہاں

رحمت خالق بخواں و داخل خلد و جناں

۱۳۷۹ھ　　　۱۳۷۹ھ

۱۲ ستمبر ۱۹۰۳ء　　　۳ اپریل ۱۹۶۰ء

---

**علامہ عنایت اللہ المشرق**

ذیلدار روڈ اچھرے میں ادارۂ عالیہ ہندیہ کے صحن میں خاکسار تحریک کے بانی علامہ عنایت اللہ خان المشرق کی آخری آرام گاہ ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

مرقدِ انوارِ ربِ ذوالجلال

نقیبِ فطرت زعیمِ مشرق مفکرِ اعظم حضرت علامہ الاجل

الحاج محمد عنایت اللہ خان المشرق رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ پیدائش : ۲۵ اگست ۱۸۸۸ء
تاریخ انتقال : ۲۷ اگست ۱۹۶۳ء

لوگو۔ یاد رکھو جو قوم وقت کی قدر نہیں کرتی وہ صفحۂ ہستی سے مٹا دی جاتی ہے

مری حکمت رہے گی چل کے ہر گوشے میں دنیا کے
مگر رک رک کے سمجھے گا بشر آخر پناہ یہ ہے
آ اور اس عشق میں مٹنے کی خلش پیدا کر
سب کو لے آ سرِ مقتل کہ تقاضا ہے یہی
المشرق

?　　　?

خاکساروں و دیگر معاونین کی مدد سے خاکسار محمد رفیع نے تیار کروایا
منجانب سعیدہ بیگم عنایت اللہ خان المشرق

علامہ صاحب کی قبر کے تعویذ پر یہ عبارت مرقوم ہے :

علامہ المشرق مرحوم کی علمی ڈگریاں
بمعہ ان کی عملی جد و جہد کا ایک عکس
رینگلر و بیچلر سکالر ایم اے کینٹب
بی ایس سی ، بی ای بی اور ایل ایف آر ایس (آرٹس)
ایف اے ایس (پیرس) ایف جی ایس (پیرس)
آئی ای ایس (ریٹائرڈ) رینگلر سکالر کرائسٹ کالج (کیمبرج)
فیلو آف دی جیوگرافیکل سوسائٹی آف پیرس
ممبر انٹرنیشنل کانگرس آف اورینٹلسٹس ، فیلو آف دی رائل
سوسائٹی آف آرٹس و سابق انڈر سیکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا
ڈائریکٹر آف سکولز صوبہ سرحد ، پرنسپل ٹریننگ کالج پشاور
پریذیڈنٹ آل ورلڈ فیتھس کانگرس

صاحبِ تذکرہ ، اشارات ، قولِ فیصل ، مقالات اول دوئم ، دینِ قیم ، مولوی کا غلط مذہب ، حدیث القرآن ، تکملہ اول دوئم، خریطۂ مشرق ، آئینِ مشرق، حریمِ غیب، دہ الباب، ارمغانِ حکیم۔
بانی خاکسار تحریک و انڈو پاکستان اسلام لیگ

اس سے قبل جو کتبہ قبر پر نصب تھا اسے اکھاڑ کر ایک کونے میں رکھ دیا گیا ہے ۔ اس پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مجاہدِ اعظم

علامہ عنایت اللہ خان المشرقی رحمۃ اللہ علیہ

مشرق وہ عنایت اللہ تھا — جس کا پیغام عزم و ہمت ہے
اے ظفر عسکری کہو تاریخ — بندا مغفور ، غرقِ رحمت ہے

۱۳۸۳ھ — ۱۹۶۳ء

(ظفر عسکری)

یہاں
ملتِ اسلامیہ کا وہ فرزند جمیل اور جنگِ آزادی کا قائد
محوِ خواب ہے
جسکی
تمام تر زندگی ترویج و اشاعتِ دین اور فروغِ عظمت و اجلالِ اسلام
میں صرف ہوئی
سپاس گذار
حکیم سید ظفر عسکری لاہور

---

**ڈاکٹر صابر علی خان**

ملتان روڈ پر یتیم خانے کے عقب میں ایک چھوٹا سا قبرستان ہے جہاں سوڈی وال اور الممتاز روڈ سے میتیں تدفین کے لیے آتی ہیں۔ اس قبرستان میں صدر دروازے سے داخل ہوں تو اندازاً تیس میٹر کے فاصلے پر ڈاکٹر صابر علی خان کی ابدی آرام گاہ ہے۔ انہوں نے سعادت یار خان رنگین پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ۱۹۵۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی تھی۔ ان کا مقالہ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی نے ۱۹۵۶ء میں شائع کر دیا تھا۔ اس مقالے میں ناقابل معافی اغلاط موجود ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
**ڈاکٹر پروفیسر صابر علی خان**
کوئین میری کالج لاہور
ولد
یعقوب علی خان
تاریخ وفات ۴ مئی ۱۹۷۹ء
بمطابق ۶ رجب[1] ۱۳۹۹ء بروز جمعہ

---

۱۔ یہاں رجب کی جگہ جمادی الثانی ہونا چاہیے۔

غیب سے آئی ندا روح نے پرواز کی
گئے صابر علی خان جنت الفردوس میں

---

**پیر سید فضل شاہ**

نواں کوٹ کے بالمقابل ملتان روڈ سے ایک گلی نکلتی ہے جو "فضل سٹریٹ" کے نام سے مشہور ہے - اس گلی کے اختتام پر سید فضل شاہ کا مقبرہ ہے - یہ وہی بزرگ ہیں جنھوں نے پنجابی زبان میں سوہنی مہینوال کا قصہ منظوم کیا ہے - ان کی یہ تصنیف پنجابی ادب کے شاہکاروں میں شمار ہوتی ہے - مولوی نور احمد چشتی صاحب تحقیقات چشتی نے ان کے ساتھ اپنی ملاقات کا ذکر کیا ہے - مولا بخش کشتہ نے بھی "پنجابی شاعراں دا تذکرہ" میں فضل شاہ کے حالات قلمبند کیے ہیں - شاہ صاحب کے مزار کے سرہانے دیوار پر یہ عبارت منقوش ہے :

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یا علی　یا فاطمہ　یا حسن　یا حسین

(آیت الکرسی)

روضۂ مبارک

زبدۃ السالکین و سراج العارفین ملک الشعرأ

**حضرت پیر سید فضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ**

ولد سید قطب علی شاہ صاحبؒ ساکن نواں کوٹ

سادات بھا کرہاں ملتان روڈ لاہور

تاریخ وفات آنحضرت ۱۳۰۷ ہجری

سال تاریخش چو جستم یا علی

گفت ہاتف واہ سید فضل شاہ

در عہد ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند[۱]

۱۸۹۰ء

---

۱ - یہاں قیصر ہند کی جگہ قیصرۂ ہند ہونا چاہیے تھا -

**ڈاکٹر سید محمد عبداللہ**

اردو زبان کے عظیم محسن ، اورینٹل کالج لاہور کے پرنسپل اور اردو دائرۂ معارف اسلامیہ کے مدیر اعلیٰ ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں - سید صاحب منگلور (ہزارہ) کے رہنے والے تھے - ان کی تعلیم و تربیت جامعہ ملیہ علی گڑھ ، اسلامیہ کالج لاہور اور اورینٹل کالج لاہور میں ہوئی - ان کی خدمات کا سلسلہ نصف صدی پر پھیلا ہوا ہے -

ان کی تصانیف میں سے ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ ، اردو ادب جنگ عظیم کے بعد ، سرسید احمد خان اور ان کے رفقاء ، میر امن سے عبدالحق تک ، شعرائے اردو کے تذکرے ، ولی سے اقبال تک ، تذکرہ نگاری کا فن اور اردو ادب ۱۸۵۷ء سے ۱۹۵۸ء تک خاص طور پر قابل ذکر ہیں -

ان کی آخری آرام گاہ گلشن راوی میں جی بلاک کے قبرستان کی شمالی دیوار کے ساتھ ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

ڈاکٹر سید عبداللہ

پروفیسر ایمریٹس

تمغۂ ہلال امتیاز ، تمغۂ حسن کارکردگی

دانشور ، معلم ، ادیب ، محقق

۵ اپریل ۱۹۰۶ء تا ۱۴ اگست ۱۹۸۶ء

---

**مولانا محمد حنیف ندوی**

پاک بلاک علامہ اقبال ٹاؤن کے قبرستان کے وسط میں مشرقی دیوار سے بیس میٹر جانب قبلہ مشہور عالم دین ، فلسفی ، مدیر ہفت روزہ الاعتصام گوجرانوالہ اور ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کی آبرو اور ڈپٹی ڈائریکٹر مولانا محمد حنیف ندوی محو خواب ابدی ہیں - ان کی تصانیف میں سے مسئلہ اجتہاد ، افکار غزالی، تعلیمات غزالی ، سرگذشت غزالی ، افکار ابن خلدون ، مکتوب مدنی ، اساسیات اسلام اور امام ابو الحسن الاشعری کی مقالات الاسلامیین اور غزالی کی تہافت الفلاسفہ کے تراجم خاص طور پر قابل ذکر ہیں - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**محمد حنیف ندوی**

تاریخ وفات

۱۲ جولائی ۱۹۸۷ء

---

**صدر الدین لاہوری**

"مولانا" صدر الدین لاہوری احمدیوں کے سربراہ تھے ۔ وہ سیالکوٹ کے رہنے والے اور بڑے عالم و فاضل تھے ۔ ان کا تعلق خواجہ کمال الدین اور "مولانا" محمد علی کے اس گروپ سے تھا جو حکیم نور الدین بھیروی کی وفات کے بعد قادیانی جماعت سے الگ ہو گئے تھے ۔ موصوف ایک مدت تک لندن اور برلن کی مساجد کے امام رہے ۔ برلن میں قیام کے دوران میں ہی وہ مولانا عبیداللہ سندھی؟ سے متعارف ہوئے اور پھر اقبال شیدائی مرحوم کی وساطت سے ان دونوں کے درمیان سلام و پیام کا سلسلہ جاری رہا ۔

"مولانا" محمد علی (م ۱۹۵۱ء - ۱۰ - ۱۳) کی وفات کے بعد صدر الدین ان کی جگہ لاہوری احمدیوں کے سربراہ مقرر ہوئے ۔ انہوں نے تیس سال تک بڑی قابلیت اور خلوص و ایثار کے ساتھ اپنی جماعت کی قیادت کی ۔ ان کی وفات کے بعد انہیں پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کے قریب "دارالسلام" کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا ۔ ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین

حضرت امیر قوم مولنا صدر الدین"

تاریخ پیدائش

یکم جنوری ۱۸۸۱ء بمطابق ۱۲۹۹ھ

تاریخ وفات

۱۵ نومبر ۱۹۸۱ء بمطابق ۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

---

**عیش فیروزپوری**

ڈرائی پورٹ مغل پورہ کے عقب میں ایک قبرستان ہے۔ اس قبرستان کی شمالی دیوار سے قریب مشہور شاعر علامہ عیش فیروز پوری کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم نے شعر کم کہے ہیں لیکن شاعر زیادہ پیدا کیے ہیں۔ ان کے تلامذہ اپنے نام کے آخر میں "عیشی" ضرور لکھتے ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**علامہ محمد صدیق عیش فیروز پوری**

تاریخ وفات

۱۸ فروری ۱۹۸۶ء بروز منگل

---

**محمد شریف خان بنی**

قبرستان پیر روتی کے جنوبی حصے میں مشہور مؤرخ اور ممتاز قانون دان محمد شریف خان بنی کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

۷۸۶

مرقد

**محمد شریف خان بنی**

بی اے، ایل ایل بی، ایچ پی جے ڈی
مصنف تاریخ بنی پٹھان
بنی سٹریٹ، وسن پورہ لاہور

شریف حد سے سوا تھے شریف خان بنی
خلوص و مہر و محبت تھا ان کا پیرہن
کنارہ کش رہے دنیا کی لذتوں سے مدام
تمام عمر رہی دین مصطفٰی سے لگن

خیال رکھتے تھے بیواؤں کا مساکین کا
تھی ان کی ذات اندھیرے میں روشنی کی کرن

وہ سرپرستی علم و ادب میں تھے یکتا
انھیں عزیز تھا حد سے زیادہ مایۂ فن

سوئے بہشت جہاں سے روانگی کا ہوا
ہزار و نوصد و ہفتاد و ہشت عیسوی سن

تاریخ وفات ۲۵ ستمبر ۱۹۷۸ء

---

## مولانا نور الحق

پیر رونقی کے مزار سے جانب شمال مغرب تیس میٹر کے فاصلے پر یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کے ایک نامور استاد اور عربی زبان و ادب کے ماہر مولانا نور الحق کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم ڈاکٹر غلام جیلانی برق کے برادر بزرگ تھے۔ ان کا آبائی وطن بسال ضلع اٹک تھا جہاں وہ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ۱۹۱۰ء میں دیوبند سے فراغت پائی اور ۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۳ء مدرسہ دارالرشاد، گوٹھ پیر جھنڈا (سندھ) میں پڑھاتے رہے۔ انھوں نے کچھ عرصہ مدرسہ رمضانیہ کلکتہ میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیے۔ ۱۹۲۵ء میں ان کا تقرر اورینٹل کالج میں ہوا جہاں سے وہ ۱۹۴۴ء میں سبکدوش ہوئے۔ ان کی تصانیف میں سے عذب المناہل شرح الکامل للمبرد، منشور حکیم اور تفسیر قرآن کے چند اجزاء طبع ہو چکے ہیں۔ انھوں نے شوارق الرحمٰن اور منار السالک کے عنوانات سے دو کتابیں تصنیف کی تھیں لیکن یہ ہنوز زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوئیں۔ ان کی قبر کا کتبہ بمشکل پڑھا جاتا ہے اور یہ چند روز کا مہمان ہے۔ اس پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

مولانا نورالحق

تاجپورہ

المتوفی یکم جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ

مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۵۱ء
انا للہ وانا الیہ راجعون

---

**حضرت حسین زنجانی**

حضرت میراں حسین زنجانی کا مزار پُر انوار لاہور کے معروف علاقے چاہ میراں میں ہے جسے عرف عام میں "میراں دی کھوئی" کہتے ہیں۔ شاہجہان کے درباری مؤرخ محمد صالح نے اپنی مشہور تاریخ "عمل صالح" میں لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت یعقوب زنجانی اور میراں حسین زنجانی ایک ہی قافلے کے ساتھ ایران سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ قیام پاکستان کے کئی سال بعد تک ان کا مزار مبارک ایک چبوترے پر تھا جس پر سائے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ زائرین کو بھی دھوپ میں بڑی تکلیف پہنچتی تھی۔ اب ان کے مزار پر ایک خوبصورت گنبد موجود ہے۔ آپ کا سال وفات ۶۰۰ ہجری بتایا جاتا ہے۔ لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے:

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرکز تجلیات

قدوۃ السالکین حجۃ الکاملین

حضرت سید میراں فخرالدین شاہ حسین زنجانیؒ

المعروف (بہ)

سید میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ

آفتاب فیض عالم ماہتاب اولیاء
مینۂ میراں حسین ام الکتاب اولیاء

سگ درگاہ میراں حاجی محمد امجد

---

### شاہ حسین

شاہ حسین پنجابی زبان کے صوفی شاعر تھے اور ان کی "کافیاں" آج بھی حال وقال کی محفلوں میں بڑے ذوق و شوق کے ساتھ سنی جاتی ہیں ۔ شاہ حسین کا بچپن لاہور میں گذرا اور ٹکسالی دروازے میں وہ مسجد اب تک موجود ہے جس کے حجرے میں ان کا قیام رہتا تھا ۔ ہمارے زمانے میں استاد دامن نے بھی اسی مسجد کے حجرے میں سکونت اختیار کر لی تھی ۔ باغبان پورہ لاہور میں ان کا مزار مرجع خلائق ہے جہاں ماہ مارچ کی آخری جمعرات کو ان کا عرس بڑی دھوم دھام کے ساتھ منایا جاتا ہے ۔ یہ عرس میلہ' چراغاں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ شاہ صاحب کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرجع الخلائق مرکز تجلیات

غوث الاسلام والمسلین قطب الحق والیقین

رئیس الابدال امام الاوتاد

**حضرت شاہ حسین مقصود العین**

قدس سرہ العزیز

تاریخ وصال ۳۰ جمادی الثانی ۱۰۵۸ھ

---

### استاد دامن

شاہ حسین کی درگاہ کے احاطے میں سر راہ دائیں ہاتھ پنجابی زبان کے پر گو شاعر استاد دامن کی آخری آرام گاہ ہے ۔ موصوف کوچہ ڈوگراں نیا بازار چوک متی کے رہنے والے تھے ۔ ان کی زندگی کا بیشتر وقت ٹکسالی دروازے کی اس مسجد کے حجرے میں گذرا جہاں اکبر اعظم کے عہد میں شاہ حسین رہتے تھے ۔ مرنے کے بعد بھی انھوں نے شاہ صاحب کے جوار میں دفن ہونا پسند فرمایا ۔ راقم نے انھیں سیاسی جلسوں میں سیاسی نظمیں سناتے ہوئے دیکھا ہے ۔ ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے چند شعر بھی میرے پاس محفوظ ہیں ۔ محمد ادریس مرحوم نے پاکستان ٹائمز میں ان اشعار پر ایک کالم بھی لکھا تھا ۔

اس میں جنرل ضیاءالحق کے نفاذ شریعت پر طنز کی گئی تھی۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ناں ۔ چراغدین ولد میراں بخش

آہنا ۔ اُستاد دامن

جمن دیہاڑ

سینچر وار ۱۸ ۔ پوہ ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۲۷ھ

مرن دیہاڑ

سوموار ۱۸ ۔ مگھر ۱۹، ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

ماری سرسری نظر جہان اندر تے زندگی ورق اُتھلیا میں
دامن ملیا نہ کوئی رفیق مینوں ماری کفن دی بغل تے چلیا میں

اور باہر کی جانب یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ناں ۔ چراغ دین ولد میراں بخش

آہنا ۔ اُستاد دامن

جمن دیہاڑ

بروز ہفتہ یکم جنوری ۱۹۱۰ء

مرن دیہاڑ

پیروار ۳ دسمبر ۱۹۸۴ء

ایہہ دنیا مثل سراں دی اے ایتھے مسافراں بیٹھ کھلو جاناں
وارو واری اے ساریاں کوچ کرناں آئی واری نہ کسے اٹکو جاناں
میرے وہندیاں وہندیاں کئی ہو گئے میں کئیاں دے وہندیاں ہو جاناں
دامن شال دو شالے لیراں والیاں وی سبھناں خاک دے وچہ سمو جاناں

---

**منور سلطانہ لکھنوی**

قبرستان حضرت میاں وڈا مغل پورہ میں مشہور شاعرہ اور معلمہ منور سلطانہ لکھنوی کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کے تین شعری مجموعے شہر دار، نوحے اور زاد راہ کے عنوانات سے شائع ہو چکے ہیں۔ راقم نے مرحومہ کو مشاعروں میں ترنم کے ساتھ اپنا کلام سناتے ہوئے دیکھا ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یا علی یا فاطمہ یا حسن یا حسین

مرقد معروف شاعرہ

منور سلطانہ لکھنوی

ہیڈ مسٹریس ایم سی گرلز مڈل سکول ریلوے کالونی

مغلپورہ لاہور

زوجہ وزیر محمد خان وارثی

پیدائش لکھنؤ ۳ مارچ ۱۹۳۵ء

وفات لاہور ۴ جون ۱۹۹۰ء

زندہ رہے تو بزم میں نغمہ سرا رہے
آئی قضا کی لہر تو خاموش ہو گئے
دنیا جتن ہزار منور کرے مگر
جو لوگ جا چکے ہیں وہ واپس نہ آئیں گے

منور سلطانہ لکھنوی

جا بیٹھی رہ

---

**مرتضیٰ حسین فاضل**

قبرستان شاہ کمال، گنج مغل پورہ لاہور کے وسط میں مغربی دیوار سے بارہ میٹر کے فاصلے پر مشہور شیعہ عالم علامہ مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی محو خواب ابدی ہیں۔ دینیات کے علاوہ انہوں نے اردو ادب کا بڑا گہرا

مطالعہ کیا تھا ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں شیعیت اور شیعہ اکابرین کے بارے میں انھوں نے ہی مقالے تحریر کیے تھے ۔ ان کی تصانیف میں سے آتش ، کلیات آتش ، احوال و رباعیات خیام ، بیان معانی شرح انتخاب قصائد خاقانی اور حیات حکیم آیت اللہ سید محسن طباطبائی لکھنوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ان کے علاوہ انھوں نے تذکرہ ریاض الفردوس اور عود ہندی کو بڑے سلیقے کے ساتھ مرتب کیا ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محقق عصر حضرت مولانا الحاج

**سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی**

تاریخ پیدائش یکم اگست ۱۹۲۳ء

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ

تاریخ وفات ۲۳ اگست ۱۹۸۷ء

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

جوار مرتضیٰ زین سعی حاصل ادیب و عالم و صدر الافاضل

۱۹۸۷ء

۱۴۰۷ھ

---

**نواب مشتاق احمد گورمانی**

نواب مشتاق احمد گورمانی ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو پیدا ہوئے ۔ ان کا تعلق ضلع مظفر گڑھ کے ایک معروف زمیندار گھرانے سے تھا ۔ انھوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تعلیم پائی اور ۱۹۳۷ء میں پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ۔ موصوف ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۲ء تک پارلیمانی سیکریٹری برائے وزارت تعلیم رہے ۔ ۱۹۴۲ء میں انھیں وزارت محنت حکومت ہند میں ڈائریکٹر ریکروٹمنٹ مقرر کیا گیا ۔ وہ ۱۹۴۷ء تک اس عہدے پر فائز رہے ۔ قیام پاکستان کے بعد مرحوم ریاست بہاولپور کے وزیراعظم بنے ۔ اگلے سال انھیں گشتی سفیر بنا کر امریکہ اور مغربی یورپ بھیجا گیا جہاں انھوں نے مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے مؤقف کی وکالت کی ۔ ۱۹۴۹ء میں موصوف مرکزی کابینہ میں شامل ہوئے ۔ ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۱ء ان کے پاس وزیر امور

کشمیر کا قلمدان رہا - ۱۹۵۱ء میں انھیں وزیر داخلہ کی ذمہ داری سونپی گئی - اسی زمانے میں وزیراعظم پاکستان خان لیاقت علی خان کی شہادت کا المناک واقعہ پیش آیا - ۱۹۵۳ء میں پنجاب یونیورسٹی نے انھیں D.O.L کی اعزازی ڈگری دی - ۱۹۵۴ء میں گورمانی صاحب پنجاب کے گورنر مقرر ہوئے اور جب ون یونٹ کا قیام عمل میں آیا تو وہ مغربی پاکستان کے گورنر بن گئے - ۱۹۵۷ء میں انھوں نے سیاست سے کنارہ کشی کر لی اور جماعت اسلامی سے قریب ہو گئے - "تذکرۂ رؤسائے پنجاب" میں ان کا ذکر خیر اور ایک قابل دید تصویر موجود ہے - ان کی آخری آرام گاہ ان کی رہائش گاہ اوپیم ہاؤس گلبرگ میں ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**نواب مشتاق احمد گورمانی**

ولد میاں محمد زمان گورمانی

تاریخ پیدائش : ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۲۳ھ

بمطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء

تاریخ وفات : ۲۵ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

بمطابق ۲۹ جون ۱۹۸۱ء بروز پیر

---

**خواجہ محمد بخش**

ریلوے اسٹیشن سے قریب آسٹریلین مسجد کے احاطے میں اس مسجد کے بانی خواجہ محمد بخش کی ابدی آرام گاہ ہے - مرحوم اپنی جوانی میں آسٹریلیا چلے گئے اور مدتوں تک وہاں مقیم رہے - اس عرصے میں انھوں نے بڑی دولت کمائی۔ آخری عمر میں خواجہ صاحب لاہور چلے آئے اور یہاں انھوں نے مسجد کی بنیاد رکھی جو آسٹریلین مسجد کے نام سے موسوم ہوگئی - بانی مسجد نے مسجد کے اخراجات چلانے کے لیے مسجد کے عقب میں بہت سی عمارتیں بنوا کر وقف کر دیں - اب یہ مسجد از سر نو تعمیر ہوئی ہے - قدیم مسجد کی دیوار پر وقف املاک کا نقشہ ایک سل پر کندہ کرکے لگایا ہوا تھا - خواجہ محمد بخش کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کل من علیہا فان و یبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والا کرام

چو مرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت
بقا لقائے خداست و ملک ملک خدا

مرقد ھذا

خواجہ محمد بخش آسٹریلین بانی مبانی مسجد ہذا

تاریخ وفات ماہ ذالحجہ[1] ۱۳۴۷ھ

مطابق ۱۳ ماہ مئی ۱۹۲۹ء

نظر خود روئے وحدت کن
کہ لا مطلوب الا اللہ /

?

---

**خواجہ محمد امیر بخش**

خواجہ محمد بخش کے پہلو میں آن کے فرزند ارجمند خواجہ محمد امیر بخش کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار کے کام کو آگے بڑھایا اور تجارت اور بنکنگ کے شعبے میں بڑا نام پایا ۔ وہ اپنے والد کے بعد ۳۶ برس زندہ رہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کل من علیہافان و یبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والا کرام

ترجمہ : جو کچھ ہے سب مٹنے والا ہے صرف اللہ جل جلالہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے ۔

مرقد ھذا

خواجہ محمد امیر بخش مرحوم
ولد خواجہ محمد بخش مرحوم

---

۱ ۔ یہاں ذوالحجہ یا ذی الحجہ ہونا چاہیے ۔

بانی مبانی مسجد ہذا
تاریخ وفات ۲۲ جولائی ۱۹۶۵ء
بمطابق ۲۲ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ
بروز جمعرات

---

**شیخ موسیٰ آہنگر**

میکلوڈ روڈ پر چوک نکلسن روڈ سے قریب ایک گلی میں حضرت عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگیؒ کے خلیفہ اور روحانی جانشین شیخ موسیٰ آہنگرؒ کا روضہ مبارک ہے ۔ یہ اکبر کے عہد کی عمارت ہے ۔ گنبد پر سبزی مائل نیلی ٹائلیں لگی ہوئی ہیں اور امتداد زمانہ کے باوجود ان کا رنگ پھیکا نہیں پڑا ۔

شیخ موسیٰ پیشے کے اعتبار سے لوہار تھے اور موصوف چرخے کے تکلے بنایا کرتے تھے ۔ ایک بار ایک کھترانی ان سے تکلہ لینے آئی ۔ حضرت آسے بغور دیکھنے لگے ۔ اس نے اس طرح گھور کر دیکھنے پر اعتراض کیا تو حضرت نے یہ کہتے ہوئے کہ اگر انھوں نے بری نظر سے آسے دیکھا ہو ، تو ان کی بینائی جاتی رہے ، آگ میں تپتا ہوا تکلہ اپنی آنکھوں میں پھیر لیا ۔ اس عمل سے ان کی آنکھوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ۔

حضرت موسیٰ آہنگر ایک تاریخ‌ساز شخصیت ہیں ۔ سور حکمران اسلام شاہ (م ۱۵۵۲ء) کی وفات کے بعد جب ملک کے سیاسی حالات خراب ہوئے تو انھوں نے اپنے فرزند کو کابل بھیجا اور اس نے ہمایوں سے ملاقات کی اور آسے برعظیم پاک و ہند پر چڑھائی کرنے کا مشورہ دیا ۔ ہمایوں کی ملاقات حضرت موسیٰ آہنگر سے ثابت ہے ۔ موصوف فارسی نہیں جانتے تھے اس لیے ہندوی زبان میں بادشاہ سے ہمکلام ہوئے ۔

عہد اکبر کے مشہور مؤرخ بایزید بیات صاحب "تذکرہ ہمایوں و اکبر" نے ان کے مزار سے قریب حویلی تعمیر کروائی تھی ۔ اس نے حویلی کا "محل وقوع" محلہ شیخ کاکو متصل بمقبرہ پُر فتوح شیخ موسیٰ آہنگر" لکھا ہے ۔ اس زمانے میں حضرت موسیٰ آہنگر کے مزار سے قریب دریائے راوی کی ایک شاخ گذرتی تھی ۔ بایزیدبیات نے اپنی حویلی کے سامنے اس شاخ پر پل تعمیر

کروایا تھا - کسی شاعر نے اس کی تاریخ یوں کہی تھی :

در زمان شہنشہ عادل خسرو تاج بخش اکبر شاہ
آفتابی کہ برفلک ہر شب ماہ از بہر آو زند خرگاہ
خدمت بایزید سلطان ساخت این پل از خود نیاز لطفِ الٰہ
شد زبانی پل رضا چو حفیظ سال تاریخش از حفیظ بخواہ

۹۹۸ھ

تذکرہ قطبیہ میں بھی دریا کی اس شاخ کا ذکر ہے - نولکھا چرچ کی حدود میں ایک شکستہ مقبرہ موجود ہے - یہ دریا کے کنارے تعمیر ہوا تھا - حضرت موسیٰ آہنگرؒ کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

محمد

مزار شریف

حضرت شیخ موسیٰ آہنگر صدیقی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۸۸۱ھ وصال ۹۶۲ھ

---

**حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی**

شیخ موسیٰ آہنگر رحمہ اللہ کے روضہ مبارک کے شمال میں جو آبادی ہے، وہ اب جلیل نگر کہلانے لگی ہے - لودھیوں کے عہد حکومت میں اس علاقے کو "کوٹ کروڑ" کہتے تھے - انگریزی دور میں اس کا نام ٹھٹھی خاکروباں پڑ گیا - لودھی سلاطین کے عہد میں یہ علاقہ "سول لائنز" تھا - یہاں بڑے بڑے امراء کی حویلیاں تھیں - دولت خان لودھی نے یہاں ایک باؤلی تعمیر کرائی تھی جس کے اب آثار بھی باقی نہیں رہے -

اس آبادی میں لودھی دور کے نامور سہروردی بزرگ حضرت عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ ہے - ان کا شجرۂ نسب پانچ واسطوں سے حضرت سلطان التارکین حمید الدین حاکمؒ مدفون مئو مبارک ضلع

رحیم یار خان سے ملتا ہے - موصوف ۱۴۷۵ء میں لاہور تشریف لائے اور ان کی تبلیغ کے نتیجے میں سلہریا قوم مشرف باسلام ہوئی۔ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ کے مشہور بزرگ شاہ ابو الخیر المعروف بہ نولکھ ہزاری ان کے خلیفہ تھے - حضرت عبدالجلیل کے سوانح حیات ان کے برادر اصغر شیخ جمال الدین ابوبکر نے تذکرہ قطبیہ میں اور غلام دستگیر نامی نے تاریخ جلیلہ میں قلمبند کیے ہیں -

حضرت عبدالجلیل کی قبر ایک تہ خانے میں تھی اور سطح زمین سے کئی سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچتے تھے - اب تہ خانے کا دروازہ اینٹوں سے چن دیا گیا ہے اور تہ خانے کی چھت پر مقبرہ بنا دیا گیا ہے - پہلے قبر کا تعویذ کھلے آسمان تلے ہوا کرتا تھا - اب اس پر ایک خوشنما گنبد تعمیر ہو چکا ہے - روضہ مبارک کے صدر دروازے کی پیشانی پر جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا رب العالمین　　　یا رحمۃ للعالمین

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

مرقد مبارک

حضرت سلطان العاشقین قطب العالمین شیخ الاسلام

سیدنا عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگی ہاشمی حاکمی

سہروردی جنیدی شطاری چشتی عظم اللہ تعالٰی

تاریخ وصال یکم رجب ۹۱۰ھ

مطابق ۸ دسمبر ۱۵۰۴ء

تعمیر جدید از اخلاق احمد ہاشمی مرید کے

یکم جنوری ۱۹۹۰ء　　　۳ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ

قبر کے سرہانے کتبہ نصب نہیں ہے - شمالی دیوار پر ان کا شجرۂ نسب لکھ کر لگایا گیا ہے - اس مزار کے نواح میں بہت سی قبریں ہیں جن میں پیر غلام دستگیر نامی کی والدہ ماجدہ کی قبر قابل ذکر ہے - مرحوم کا قطعہ تاریخ نامی نے کہا تھا جو لوح مزار پر کندہ ہے -

---

**حافظ ولی اللہ**

میکلوڈ روڈ سے دو سڑکیں لاہور ہوٹل کے دائیں اور بائیں جانب سے نکلتی ہیں جو ہوٹل کے عقب میں جا کر مل جاتی ہیں۔ ان سڑکوں کے سنگم سے فلیمنگ روڈ کی طرف چلیں تو چند قدم کے فاصلے پر بائیں ہاتھ دکانوں کے درمیان ایک بڑ کا پیڑ نظر آتا ہے۔ دکانداروں نے اس پیڑ تک پہنچنے کے لیے بہت تنگ راستہ چھوڑا ہے۔ اس پیڑ کے نیچے لاہور کے مشہور مناظر حافظ ولی اللہ مرحوم کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کی قبر ایک پختہ چھتری تلے ہے لیکن اس کے سرہانے کوئی کتبہ نصب نہیں ہے۔

حافظ ولی اللہ کا خاندان کشمیر سے ڈوگروں کے ابتدائی دور حکومت میں ترک وطن کر کے لاہور آ گیا تھا یہیں ۱۸۲۵ء میں ولی اللہ پیدا ہوئے۔ بچپن میں چیچک کے مرض سے ان کی بینائی زائل ہو گئی اسی زمانے میں ان کے والد بزرگوار فوت ہو گئے۔ ان کی بھاوجہ نے ان کے ساتھ ناروا سلوک کرنا شروع کیا تو موصوف تنگ آ کر گھر سے بھاگ نکلے۔ اس زمانے میں قلعہ میہاں سنگھ میں مولوی غلام رسول صاحب کے درس کا بڑا شہرہ تھا۔ ولی اللہ ان کی خدمت میں جا پہنچے۔ یہیں انہوں نے قرآن حکیم حفظ کیا اور دینی علوم پڑھے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی ان کے ہم سبق تھے۔ قلعہ میہاں سنگھ سے فراغت کے بعد انہوں نے لاہور میں مولوی نور احمد اور مولوی احمد دین بگوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ حافظ صاحب نے بلا کا حافظہ پایا تھا۔ جو بات ایک بار سن لیتے وہ ان کے دماغ میں نقش کالحجر ہو جاتی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کی صحبت میں رہتے ہوئے انہیں مناظرے کا شوق پیدا ہوا۔

۱۸۴۹ء میں پنجاب پر انگریزوں کے قبضے کے بعد عیسائی پادریوں کی فوج ظفر موج نے پنجاب پر چڑھائی کر دی۔ ان پادریوں نے بھولے بھالے عوام کے ایمان پر ڈاکے ڈالنے شروع کیے۔ پادری فورمین، پادری فنڈرز اور پادری عماد الدین اپنی دریدہ دہنی کے لیے خاص طور پر بد نام تھے۔ ان حالات میں حافظ ولی اللہ نے پنجاب میں وہی کام کیا جو مشرقی یوپی میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے اور مغربی یوپی میں مولانا محمد قاسم نانوتوی نے کیا۔ حافظ ولی اللہ نے ان پادریوں کو مناظروں میں پے در پے شکستیں دیں۔ اگر حافظ ولی اللہ بروقت ان پادریوں کے مقابلے کے لیے میدان میں نہ آتے تو پنجاب کے عوام پادریوں کی جھولی میں جا گرتے۔

حافظ صاحب مسجد وزیر خان میں درس دیا کرتے تھے ۔ پھر ڈپٹی برکت علی خان کے اصرار پر انھوں نے بادشاہی مسجد میں درس دینا شروع کیا ۔ ان کا فتویٰ پورے شہر میں چلتا تھا ۔ وہ عربی زبان میں گھنٹوں بلا تکلف گفتگو کر سکتے تھے ۔ ان کا انتقال بمرض اسہال ۸۴ برس کی عمر میں ۶ مئی ۱۸۷۹ء کو ہوا ۔ ان کے مزار سے قریب ایک محلہ بھی ان کے نام سے منسوب ہے ۔ ان کی وفات پر کسی شاعر نے انھیں ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا :

آں حافظ شیریں زباں واں واعظ خوشتر بیان
شد روز آدینہ رواں زیں دار پُر رنج و عنا

بود از جمادی اولین تاریخ ہست و چارمیں
پنہاں شدہ زیر زمیں آں صاحبِ فہم و ذکا

پئے سالش ورق بگرفت دل گفتش سبق
بنویس جاں دادہ بحق حافظ ولی اللہ ولی

---

**محمد صالح کمبو**

شارع عبدالحمید بن بادیس (سابقہ ایمپرس روڈ) پر ریلوے ہیڈ کوارٹر سے پہلے سینٹ اینڈریوز چرچ کی حدود میں ایک گنبد نظر آتا ہے جو اپنی ساخت کے اعتبار سے شاہجہان کے عہد کے فنِ تعمیر کی غمازی کرتا ہے ۔ اب یہ گنبد چرچ کا حصہ ہے ۔ اس گنبد تلے شاہجہان کے درباری مؤرخ اور شاہجہان نامہ المعروف بہ عمل صالح کے مصنف محمد صالح کمبو اور ان کے برادر زادے عنائت اللہ کمبو صاحبِ بہار دانش آرام فرما تھے ۔ سکھوں نے اپنے عہد حکومت میں اس گنبد کو بطور میگزین استعمال کرنا شروع کیا ۔ تاریخ لاہور کے مصنف لالہ کنہیا لعل لکھتے ہیں کہ سکھوں کے عہد میں یہاں بارود کا ذخیرہ کیا جاتا تھا ۔ انگریزوں کے ابتدائی زمانے میں مسٹر سمور نے یہاں سکونت اختیار کر لی اور جس کمرے میں محمد صالح کمبو کے رشتہ داروں کی قبریں تھیں اسے بطور باورچی خانہ استعمال کرنے لگا ۔ نور احمد چشتی نے بھی اس گنبد میں انگریزوں کو رہائش پذیر دیکھا تھا ۔ جب یہاں چرچ تعمیر ہوا تو پادری صاحب نے اس گنبد میں رہائش اختیار کر لی ۔ قیام پاکستان کے

بعد کئی بار اخبارات میں اس گنبد کی واگذاری کے لیے اپیلیں کی گئیں لیکن وہ صدا بصحرا ثابت ہوئیں ۔

ایک روایت کے مطابق اس گنبد میں رہائش اختیار کرنے سے پہلے انگریزوں نے محمد صالح اور عنایت اللہ کے تابوت وہاں سے نکال کر حضرت علی رنگریز کے احاطۂ مزار میں دفن کروا دیے ۔

محمد صالح کمبو کی تعمیر کردہ مسجد موچیدروازے کے اندر تا حال موجود ہے ۔

---

**علی رنگریز**

محمد صالح کمبو کے مزار سے ذرا آگے ریلوے ہیڈ کوارٹر کی حدود میں حضرت علی رنگریز کا مزار ہے ۔ ریلوے نے یہاں عمارات تعمیر کرتے وقت کچھ جگہ چھوڑ دی تھی جو اب محکمہ اوقاف کی تولیت میں ہے ۔

حضرت علی رنگریز کے مزار پر جو کتبہ لگایا گیا ہے اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ان کا انتقال سلطان بہلول لودھی کے زمانے میں ہوا تھا ۔ یہ تاریخ محلِ نظر ہے ۔

نور احمد چشتی نے ان کی تاریخ وفات نقل نہیں کی ، صرف اتنا لکھا ہے کہ لاہور کے رنگریز ان کا بڑا احترام کرتے ہیں ۔

موجودہ صورت میں حضرت کا مزار ایک بلند چبوترے پر ایک چوکور کمرے کے اندر ہے ۔ درمیان میں ان کی قبر ہے اور ان کے دائیں بائیں حضرت ولی اور حضرت باہو کی قبریں ہیں ۔ اول الذکر ان کے بھائی بتائے جاتے ہیں ۔

قبر کے سرہانے تو کوئی کتبہ نصب نہیں البتہ مزار کے دروازے کی پیشانی پر ایک کتبہ نصب ہے جس پر یہ عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابوبکر صدیقؓ　　　　حضرت عمر فاروقؓ

حضرت عثمان غنیؓ　　　　حضرت علی المرتضیٰؓ

سید علی رنگریز شاہ ولی

برادر ولی باہو رحمۃ اللہ علیہ

بدست بشیر اصغر ہائیکورٹ لاہور

| تاریخ وفات | خادم محمد اسحاق صدیقی |
| --- | --- |
| ۱۳۸۲ء | ۹۰۱ھ |

---

مولانا غلام قادر بھیروی

بیگم شاہی مسجد کے شمال مشرق کونے میں مولانا غلام قادر بھیروی محو خواب ابدی ہیں ۔ انہیں مفتی صدر الدین آزردہ اور حافظ غلام محی الدین بگوی سے تلمذ تھا ۔ خود ان کے تلامذہ میں سے پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری، مولوی نبی بخش حلوائی اور علامہ محمد عالم آسی امرتسری قابل ذکر ہیں ۔ مرحوم نے اورینٹل کالج لاہور اور مدرسہ نعمانیہ لاہور میں ایک مدت تک درس دیا ۔ ان کی تصانیف میں سے اسلام کی گیارہ کتابیں ، نماز حضوری اور شمس الضحیٰ لائق ذکر ہیں ۔ ان کے مزار کے دروازے پر ایک قطعہ آویزاں ہے ، جس پر یہ عبارت مرقوم ہے :

افتخار العلماء شمس الفضلاء عمدۃ المحققین

زبدۃ العارفین سراج السالکین سید الراسخین

حامی سنن ماہی[1] البدعۃ و الفتن حضرت

مولٰینا مولوی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

المعروف بہ مولٰینا غلام قادر قریشی ہاشمی

چشتی قادری نظامی سیالوی بھیروی ثم لاہوری قدس سرہ العزیز

وصال مبارک ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۸ء

---

۱ ۔ یہاں ماحی کو ماہی لکھا ہوا ہے ۔ بقول جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری اخلاف کا مبلغ علم اتنا ہی ہوتا ہے ۔

**بابا چھتری والا**

راوی روڈ پر بڈھے راوی کے پل کے قریب لاہور کے ایک مشہور درویش بابا چھتری والا کی درگاہ ہے۔ موصوف کشمیری الاصل تھے اور کشمیری زبان ہی بولتے تھے۔ ان کا تعلق قادریہ سلسلے سے بتایا جاتا ہے۔ ان کا مزار بڑا با رونق ہے۔ ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار پُر انوار

سرگروہ اولیاء سرتاج الفقراء قطب زمان

حضرت باوا سخی صوفی سلامت علی شاہ صاحب ریشی القادریؒ

المشہور

باوا صاحب چھتری والے

تاریخ وصال

۱۸ نومبر ۱۹۷۶ء بمطابق ۲۵ ذیقعد ۱۳۹۶ھ بروز جمعرات

ہر سو ہو رہی ہیں بارشیں انوار رحمت کی
کوئی مانے نہ مانے بات ہے اپنی عقیدت کی

---

**نور الدین محمد جہانگیر**

دریائے راوی کے پار شاہدرہ میں جہانگیر کا مقبرہ ہے جو مغلوں کے فن تعمیر کا ایک شاہکار ہے۔ جہانگیر نے ۱۶۰۵ء سے ۱۶۲۷ء تک برعظیم پاک و ہند پر حکمرانی کی ہے۔ اس کی تزک کا شمار فارسی ادب کے شہ پاروں میں ہوتا ہے۔ اس کا مزار شاہجہان کے عہد میں تعمیر ہوا تھا۔ ایک روایت کے مطابق یہ نور جہاں کی نگرانی میں مکمل ہوا تھا۔ ان کے مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :

مرقد منور اعلیٰحضرت غفران پناہ

۱۰۳۷ھ

نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ

تعویذ کے اوپر اسماء الحسنیٰ کے علاوہ ھو اللہ الذی لا الہ
الا ھو عالم الغیب و الشہادۃ ھو الرحمٰن الرحیم

بھی کندہ ہے۔

---

**آصف جاہ**

جہانگیر کے مقبرے سے قریب ہی ایک الگ احاطے میں اس کے وزیراعظم ، ملکہ نور جہاں کے بھائی ، ملکہ ممتاز محل کے والد اور شاہجہان کے سسر ابوالحسن آصف جاہ کا مقبرہ ہے۔ آصف جاہ کی کوشش سے ہی شاہجہان تخت نشین ہوا تھا۔ "احوال آصف خانان" کے عنوان سے ایک مخطوطہ ایڈنبرا یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے جسے راقم نے شائع کر دیا ہے۔ اس میں چار ایسے امراء کے حالات درج ہیں جو آصف خان کے لقب سے ملقب ہوئے تھے۔ اس مخطوطے سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ابو الحسن آصف جاہ کے تین بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں۔ ان کی اولاد اتنی پھلی اور پھولی کہ بہادر شاہ اول اور محمد شاہ کا ہر درباری اس خانوادے کا رشتے دار تھا۔

ابو الحسن کا انتقال شاہجہان کے عہد حکومت میں ۱۶۴۱ء میں ہوا۔ اس کے مقبرے کی عمارت ہشت پہلو ہے اور اس کے آٹھ ہی در ہیں۔ گنبد کے پتھر اور عمارت کی بیرونی دیواروں کے پتھر سکھوں نے اتار لیے تھے۔ اب مقبرہ کھنڈر دکھائی دیتا ہے۔ قبر کا تعویذ موجود ہے اس پر اسمائے الٰہی کندہ تھے اور ان میں قیمتی پتھر بھرے ہوئے تھے ، جو سکھوں نے نکال لیے۔ صاحب قبر کا نام کہیں مرقوم نہیں ہے۔ گنبد کے اندر نقش و نگار موجود ہیں۔ اسی طرح دروازوں کے اوپر نقش و نگار موجود ہیں اور امتداد زمانہ کے باوجود ان کا رنگ پھیکا نہیں پڑا۔

---

**ملکہ نور جہاں**

ملکہ نور جہاں کا مقبرہ شاہدرہ میں ریلوے لائن سے قریب ہے۔ سکھوں کے عہد حکومت میں اس عمارت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ وہ مقبرے کی بیرونی دیواروں سے پتھر اکھاڑ کر لے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد محکمہ

آثار قدیمہ نے اس مقبرے کی طرف توجہ دی اور دو اطراف میں نئے پتھر لگا دیے گئے ہیں ۔ بقیہ عمارت جوں کی توں کھڑی ہماری بے حسی کا منہ چڑا رہی ہے ۔

ملکہ نور جہاں کے پہلو میں اس کی اکلوتی بیٹی لاڈلی بیگم محو خواب ابدی ہے ۔ یہ ملکہ کے پہلے خاوند شیر افگن خان کی بیٹی تھی ۔ نور جہان نے اس کا عقد جہانگیر کے بیٹے شہر یار سے کر دیا اور پھر اپنے داماد کی تخت نشینی کے لیے جد و جہد شروع کر دی ۔ اس سیاسی کھیل میں نور جہان کے بھائی آصف خان نے اسے مات دے کر اپنے داماد شاہجہان کو تخت پر بٹھا دیا ۔

حکیم محمد اجمل خان مرحوم نے ۱۹۱۴ء میں یہاں ایک کتبہ نصب کرایا تھا ۔ اس پر یہ عبارت مرقوم ہے :

۷۸۶

تاریخ وفات ملکہ نور جہاں

بس از فراق دہ و ہشت سال شد یکجا
رواں مہر النسا بیگم و ملکہ بہ جناں
بیاد بانوی ہندوستاں سروشم گفت
سنین ہجرت و تاریخ عیسوی تواماں
ہزار و پنجدہ و پنج رفتہ از ہجرت
ہاے پیش جہانگیر رفتہ نور جہاں
حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان

در ۱۹۱۴ء بمطابق ۱۳۳۰ھ این لوح را نصب کردند

---

حضرت اسحٰق گازرونی

مسجد وزیر خان کے صحن میں حضرت سید اسحٰق گازرونی سہروردی کا مزار مبارک ہے ۔ یہ مسجد شاہجہان کے عہد حکومت میں تعمیر ہوئی لیکن مزار سلطان فیروز تغلق کے عہد میں بنا ۔ مغلوں کے دور میں امیر الامراء نادر خان نے یہاں حویلی تعمیر کروائی تو یہ مزار اس حویلی کے صحن میں آ گیا ۔ جب وزیر خان نے یہاں مسجد بنانے کا عزم کیا تو وہ حویلی خرید کر مسجد میں شامل کر لی اور مزار مسجد کے احاطے میں آ گیا ۔

حضرت اسحٰق گازرونی کا سلسلہ طریقت صرف تین واسطوں سے سہروردیہ سلسلے کے بانی حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی سے ملتا ہے - یہ حضرت تغلقوں کے عہد میں لاہور تشریف لائے اور یہاں ایک طویل مدت تک مسند رشد و ہدائت پر متمکن رہے - ان کا وصال فیروز تغلق کے عہد میں ۷۸۶ھ/ ۱۳۸۴ء میں ہوا - سال وفات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے برآمد ہوتا ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون**

مرقد پر انوار

زبدۃ العارفین سید الواصلین قطب دوران

**شہید زمان حضرت شاہ اسحاق گازرونی قادری**

المشہور

حضرت میراں بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وصال

سید اسحاق ولی بادشاہ گشت چو زین دہر بجنت مقیم

سال وفاتش عجب آمدہ ز دل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بدست امین الحسنات سید خلیل احمد قادری

خطیب مسجد وزیر خان لاہور

نصب کردہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

بمطابق ۳ اپریل ۱۹۷۰ء

بروز جمعۃ المبارک

پیش کردہ : العبد شمشاد حسین خلف الرشید سید عبدالوہاب کاظمی مرحوم۔

---

**امام کاہوں**

مسجد وزیر خان کے جنوب میں کسی زمانے میں ایک باغ ہوا کرتا تھا۔ اسی باغ میں وہ کنواں تھا جس کے پانی سے مسجد کا حوض بھرا جاتا تھا۔

اب وہاں باغ کا نام و نشان نہیں ملتا ۔ مسجد وزیر خان کے مشہور و معروف خطیب و امام ، غلام محمد عرف امام گاموں کی ابدی آرام گاہ اسی باغ کی جگہ ہے ۔ ان کا مقبرہ حضرت میاں میر لاہوری کے مقبرے کی طرز پر تعمیر ہوا ہے ۔ ان کا انتقال ۱۲۴۴ھ/۱۸۲۸ء میں ہوا ۔

لالہ کنہیا لعل تاریخ لاہور میں لکھتے ہیں کہ امام گاموں بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے اور سلسلۂ قادریہ میں جناب عبداللہ بلوچ مزنگوی کے مرید تھے ۔ انھوں نے گنج مخفی کے عنوان سے تصوف کے موضوع پر ایک کتاب تصنیف کی تھی ۔ نور احمد چشتی تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ایک اچھے واعظ اور شاعر تھے ۔ وہ پنجابی زبان میں عارفانہ شعر کہا کرتے تھے ۔ محمد دین کلیم نے ان کے فارسی اشعار اپنی تصنیف مدینۃ الاولیاء میں درج کیے ہیں جن سے ان کا عقیدہ واضح ہوتا ہے ۔

راقم مورخہ ۲۷ جون ۱۹۹۲ء کو ان کے مزار پر حاضر ہوا ۔ مقبرے کی عمارت جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ رہی ہے ۔ کوئی اس کا پرسان حال نہیں ہے ۔ قبر کے سرہانے کتبہ نصب نہیں ہے ۔ مقبرے کی شمال مشرق دیوار میں حال ہی میں ایک کتبہ نصب کیا گیا ہے جس پر یہ عبارت کندہ ہے :

یا اللہ　　　　　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مزار مبارک

**حضرت امام گاموں**

منجانب اولاد

خان صاحب مرزا عبدالعزیز

---

**پیر ذکی شہید**

یکی دروازے میں بازار کے آغاز پر ایک گنبد تلے حضرت پیر ذکی شہید کا سر مبارک دفن ہے اور پچاس قدم کے فاصلے پر جانب مشرق مائل بہ شمال ان کا جسد مبارک دفن ہے ۔ مقامی روائت کے مطابق آپ منگولوں کے خلاف لڑ رہے تھے کہ آپ کا سر دشمن کے وار سے شہید ہوگیا اور تن بے سر لڑتا ہوا

پچاس قدم آگے جا کر گر پڑا ۔ ان کے سر مبارک کے مدفن کے سرہانے کوئی کتبہ نصب نہیں لیکن مقبرے کی دیوار پر ایک پتھر نصب ہے جس پر یہ عبارت رقم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

## مزار پیر ذکی صاحب

"بزرگ موصوف کا مزار بدروازہ ذکی (مشہور یکی دروازہ) کے درمیان واقع ہے ۔ اب دروازہ کا نشان تک نہیں ۔ جب تاتاری مغلوں نے لاہور پر حملہ کیا تو پیر ذکی یہیں مقیم تھے ۔ آپ نے بڑی جوانمردی سے ان مقابلہ کیا اور شہید ہوئے ۔ پھر بھی تن بے سر لڑتے رہے ۔ مزار سر عین دروازہ میں اور جسم دروازہ کے اندر ایک طویلہ میں دفن ہے ۔ ماخوذ از حدیقہ[1] اولیا بحوالہ آلواصلین[2] سلطنت مغلیہ کے زوال ۔ گدی نشین بابا نوشاہی قادری" ۔

راقم کے خیال میں پیر ذکی شہید منگولوں کے اسی حملے میں شہید ہوئے ہوں گے جس میں پیر بلخی نے جام شہادت نوش فرمایا تھا ۔ پیر بلخی کا یوم شہادت ۲۷ اپریل ۱۲۴۶ء ہے ۔ پیر ذکی بھی دو چار روز کے فرق سے شہید ہوئے ہوں گے ۔

---

سید مٹھا

جو راستہ چوک نو گزہ پیر ، ہیرا منڈی کو لوہاری منڈی سے ملاتا ہے ، وہ بازار سید مٹھا کے نام سے موسوم ہے ۔ حضرت سید مٹھا کا شمار لاہور کے قدیم بزرگوں میں ہوتا ہے ۔ تیرھویں صدی کے آغاز میں جب چنگیز خان نے خوارزم پر حملہ کیا تو اس کے وحشیانہ مظالم سے بچنے کے لیے بہت سے افراد ترک وطن پر مجبور ہوگئے ۔ ان میں ایک بزرگ سید جلال الدین بھی تھے جو سلطان شمس الدین التمش کے دور حکومت میں لاہور آ بسے ۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند سید ابی غفار معین الدین نے بڑا نام پیدا کیا ۔ وہ اپنی شیریں بیانی اور حلاوت زبان کی وجہ سے عوام میں سید مٹھا کے نام سے

---

۱ ۔ یہاں حدیقہ اولیاء کی جگہ حدیقہ الاولیاء ہونا چاہیے ۔
۲ ۔ آلواصلین کی جگہ مخبر الواصلین ہونا چاہیے ۔

مشہور ہو گئے ۔ پیر غلام دستگیر نامی کی روایت کے مطابق ان کا انتقال ۱۲۶۳/۵۶۶۱ء میں ناصر الدین محمود کے عہد میں ہوا ۔ سید مٹھا کے بارے میں مؤرخین نے بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں ۔ شیخ محمد اکرام نے ان کا نام ابن عقار اور سال وفات ۷۷۱ھ/۱۳۲۹ء تحریر کیا ہے ۔ یہ کتابت کی غلطیاں ہیں ورنہ شیخ محمد اکرام بڑے محتاط مؤرخ تھے ۔ محمد دین کلیم نے ان کا سال وفات تو ۶۶۱ھ صحیح لکھا ہے لیکن وہ انہیں عہد تغلق کا بزرگ بتاتے ہیں ۔ صحیح یہ ہے کہ سید مٹھا ۱۲۶۳ء میں ناصر الدین محمود کے عہد میں فوت ہوئے اور ان کی وفات کے ۶۷ برس بعد غیاث الدین تغلق نے ۱۳۳۰ء میں تغلق خاندان کی بنیاد رکھی ۔ چند سال پہلے ان کی قبر بالکل سادہ تھی ۔ اب حاجی مقصود احمد بٹ نے ان کا روضہ مبارک از سرنو تیار کیا ہے اور دیواروں پر شیشے کا بہت عمدہ کام کروایا ہے ۔ مزار کے سرہانے کتبہ نصب نہیں ہے ۔ دروازے کی پیشانی پر یہ عبارت رقم ہے :

سید ابی غفار حسنی المشہور پیر سید مٹھا

---

## میر معین الملک

میر معین الملک ، جو تاریخ پنجاب میں میر منو کے نام سے مشہور ہے، مغل بادشاہ محمد شاہ (م ۱۷۴۸ء) کے وزیر میر قمر الدین کا لائق و فائق بیٹا تھا ۔ اس نے سرہند کے نواح میں منو پور کے میدان میں ۱۱ مارچ ۱۷۴۸ء کو احمد شاہ ابدالی کو شکست دی ۔ اس کامیابی کے صلے میں آپ پنجاب کا ناظم مقرر کیا گیا ۔ میر معین الملک نے اپنے صوبے کا انتظام حکومت درست کیا اور سکھوں کی روز افزوں قوت ختم کرنے کی طرف خصوصی توجہ دی ۔ اس نے بڑی تعداد میں سکھوں کو قتل کیا ۔ ایک بار عیدالاضحیٰ کے موقع پر گیارہ صد سکھ لاہور لا کر موجودہ لنڈہ بازار کے نواح میں قتل کیے گئے ۔ سکھوں نے اپنے دور حکومت میں اس مقام کا نام شہید گنج رکھ دیا ۔

۳ نومبر ۱۷۵۳ء کو نواب موصوف ملک پور کے نواح میں سکھوں کی سرکوبی کے لیے گیا ہوا تھا کہ اچانک اس کی طبیعت بگڑ گئی اور وہ چند گھنٹوں بعد انتقال کر گیا ۔ طہماس خاں جو اس وقت وہاں موجود تھا ، لکھتا ہے کہ وفات سے قبل ان کے حلق سے خور خور کی آواز نکلتی تھی اور مرنے کے بعد ان کے جسم کا رنگ نیلا پڑ گیا تھا ۔ اس سے اس شبے کو تقویت

ملتی ہے کہ انھیں زہر دے کر ہلاک کیا گیا تھا ۔ زہر خورانی کا الزام ان کے نائب بھکھاری خان پر لگایا جاتا ہے ۔

ان کی میت لاہور لا کر بیگم پورہ میں دفنائی گئی لیکن کچھ عرصے بعد جب شہید گنج کے قریب ان کا مقبرہ تیار ہوگیا تو ان کا تابوت وہاں منتقل کر دیا گیا ۔ طہماس خان، ۱۷۵۷ء میں مغلانی بیگم کے ساتھ موجودہ لنڈہ بازار میں سرائے حکیم میں مقیم تھا ۔ اب سرائے کا سراغ لگانا ممکن نہیں رہا ۔ عین ممکن ہے کہ یہ موجودہ سرائے میاں سلطان کی جگہ ہو ۔ طہماس خاں لکھتا ہے کہ وہ دن میں دو بار نواب معین الملک کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے جایا کرتا تھا ۔ اس کی اس تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نواب موصوف کا مقبرہ سرائے حکیم سے قریب ہی تھا ۔

سکھوں نے اپنے دور اقتدار میں نواب مرحوم کا تابوت قبر سے نکال کر جلا ڈالا ۔ انھوں نے مقبرے کی عمارت پر قبضہ کر کے وہاں بھنگ کی "سبیل" لگا دی ۔ موجودہ صورت میں ان کے مقبرے کی نشاندہی ممکن نہیں ہے۔

---

### شہزادہ محمد قشمشم

انیسویں صدی میں افغانستان میں کئی سیاسی انقلاب آئے اور وہاں کے حکمران سکھوں اور انگریزوں کے ہاں پناہ لینے پر مجبور ہوئے ۔ افغانستان کے ایسے ہی دو حکمران شاہ شجاع اور ایوب شاہ سرہند شریف میں درگاہ حضرت مجدد الف ثانیؒ میں مدفون ہیں ۔ شیرانوالہ دروازہ لاہور کے اندر بنگلہ ایوب شاہ تاحال موجود ہے جہاں مفرور افغان شہزادوں کی اولاد مقیم تھی ۔ شاہ محمد غوث اور حضرت ایشان کی درگاہوں میں کئی افغان شہزادوں اور شہزادیوں کی قبریں موجود ہیں ۔

شہزادہ سلطان سعد نبیرۂ احمد شاہ درانی کا فرزند رسالدار میجر شاہزادہ محمد قشمشم بھی حضرت شاہ محمد غوث کی درگاہ میں مدفون ہے ۔ اس کی قبر کا اب نشان نہیں رہا لیکن لوح مزار اکھاڑ کر ایک کونے میں کھڑا کر دیا گیا ہے ۔ یہ کتبہ وہاں بیکار پڑا ہے ، اسے عجائب گھر میں محفوظ کر لینا چاہیے ۔ شہزادہ قشمشم ۸ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھنؤ میں کسی دشمن کے ہاتھوں قتل ہوا تھا ۔ اس کے لوح مزار پر یہ عبارت رقم ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تاریخ وفات حسرت آیات شاہزادہ محمد قشمشم

قائمقام رسالدار میجر فسٹ بنگال کیولری خلف شاہزادہ سلطان

سعد نبیرۂ خلد آشیاں احمد شاہ درانی والئی افغانستان

طبعزاد شاہزادہ سلطانعلی

المتخلص بہ سلطان

قطعہ

محمد قشمشم جوانِ رشید ز ضرب تفنگِ عدو شد شہید

بہ ہنگام شب ساعت ہشت بود کہ در لکھنؤ ہم چو بسمل طپید

بہ تاریخ ہشتم ز ماہ مئی ز دنیا بہ سوئے جنان آرمید

خبر منتشر شد بہ اطراف دہر کہ شد کشتہ از ظلم وجود عنید

دوران رابرٹ ہمراہ افسران بیامد سر نعش و آہے کشید

بگفتا بصد حیف باشور روشین ز دست کہ این جور بر تو رسید

'... چنان بدکہ در روز کین بر آری دمار از عدو ...'[1]

بکا یک ز ہاتف ندا شد بلند کہ مغفور شد آن جوان سعید

---

۱۳۳۶ھ

درگاہ کے مغربی صحن میں مشہور سماجی کارکن اور مسلمانوں کے بہی خواہ خان بہادر ڈپٹی محمد برکت علی خان کی بھی قبر تھی ، اس جگہ اب "۳۲" کا نشان بنا دیا ہے ۔ ڈپٹی صاحب کا آبائی وطن شاہجہانپور تھا۔ وہ ۱۸۲۰ء میں پیدا ہوئے لیکن ان کی زندگی کا بیشتر حصہ پنجاب میں گذرا ۔ ان کی شاندار خدمات کے عوض میں حکومت نے انھیں بہت سے تعریفی سرٹیفکیٹس عطا کیے

---

۱ - افسوس کہ اکھاڑ پچھاڑ میں کتبے کے چند الفاظ ٹوٹ گئے ہیں ۔

تھے جن کی نقول شائع ہو چکی ہیں ۔ ڈپٹی صاحب کی رہائش موچیدروازہ سے باہر تھی ۔ اس کوٹھی کے ساتھ برکت علی محمڈن ہال ہے ، جہاں مسلمان سماجی اور ادبی جلسے کیا کرتے تھے ۔ قیام پاکستان سے پہلے برکت علی محمڈن ہال مسلمانوں کی تقریبات کا مرکز تھا ۔ ڈپٹی صاحب کا انتقال ۸۷ سال کی عمر میں ۷ اگست ۱۹۰۵ء کو ہوا اور انہیں حضرت شاہ محمد غوث کی درگاہ میں دفنایا گیا ۔

---

میاں فیروزالدین

حضرت شاہ محمد غوث کی درگاہ کے احاطے میں درجنوں قبریں تھیں ۔ ان میں ایسے حضرات کی قبریں بھی تھیں جنھوں نے ہماری سیاسی ، علمی اور سماجی تاریخ میں بڑا اہم کردار ادا کیا تھا ۔ چند سال پہلے جب صحن اور مسجد کی توسیع کی گئی تو قبریں صاف کر کے فرش پر نمبر لگا دیے اور ایک دیوار پر اصحاب قبور کے نام لکھ دیے ۔

۲۳ نمبر قبر میاں فیروز الدین احمد کی ہے ۔ وہ ہماری تحریک آزادی کے نڈر سپاہی اور قومی کارکن تھے ۔ ان کی تمام عمر سیاسی جد و جہد میں گذری اور اس سلسلے میں وہ کئی بار گرفتار ہوئے ۔ ۱۹۲۱ء میں انہیں پنجاب خلافت کمیٹی کا سیکریٹری اور آل انڈیا خلافت ورکنگ کمیٹی کا رکن مقرر کیا گیا ۔ انہوں نے تحریک خلافت میں مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کے شانہ بشانہ کام کیا ۔ انہوں نے مولانا محمد علی رجمنٹ کے نام سے رضا کاروں کی ایک تنظیم قائم کی ۔ جب پنڈت موتی لعل نہرو نے ۱۹۲۸ء میں رسوائے زمانہ نہرو رپورٹ پیش کی تو میاں فیروز الدین اور ان کے ساتھیوں نے چھپن فیصد تحریک کا ڈول ڈالا ۔ ان کا یہ مطالبہ تھا کہ پنجاب میں مسلمانوں کی چھپن فیصد آبادی ہے لٰہذا انہیں اسی مناسبت سے سرکاری ملازمتیں ملنا چاہیں ۔ تحریک مسجد شہید گنج میں بھی انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ایک جلسے میں پنجاب کے گورنر ایمرسن کو اس کی سکھ نواز پالیسی کی بنا پر امر سنگھ کا لقب دیا ۔ میاں صاحب "مجلس اتحاد ملت" کے بانی تھے ۔ وہ مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے ہندوؤں اور انگریزوں کا مقابلہ کرنا چاہتے تھے ۔ ان کا سب سے اہم کام یہ ہے کہ انہوں نے بابائے قوم محمد علی جناح کے لیے قائداعظم

کا لقب وضع کیا ۔ میاں صاحب ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو فوت ہوئے ۔ ان کے نام پر لاہور کی ایک سڑک بھی موسوم ہے ۔

---

اسی احاطے میں ۳ نمبر قبر خانصاحب مولوی محمد الدین کاشمیری بی اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ و فیلو پنجاب یونیورسٹی لاہور کی ہے ۔ اس ماہر تعلیم نے مسلمانوں کی دو نسلوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا تھا ۔ ان کا انتقال ۱۱ جولائی ۱۹۳۰ء کو ہوا ۔ جب ان کی قبر پر لوح نصب تھی تو اس پر یہ اشعار کندہ تھے ۔

| | |
|---|---|
| محمد دین خانصاحب ثنا خواں | قدم بکشاد بر آواز رضوان |
| چو بودہ رکن دارالعلم پنجاب | رسانیدے بہ ملک خویش فیضان |
| محمد دین بئے دین محمد | نمودہ جان و دل ہر وقت قربان |
| حلیم الطبع صالح نیک کردار | بجان و دل ہمی خواہ عزیزان |
| تعجب نیست کز درد جگر مرد | کہ عمرے بود ہمدرد مسلماں |
| خدایا اجر اعمالش عطا کن | بفردوس بریں داریش مہماں |
| رقم زد کلک ہاتف سال رحلت | رضی اللہ عنہ عبد یزداں |

۱۳۴۹ھ

---

اسی احاطۂ قبور میں ۱۹ نمبر قبر لاہور کے ناشر کتب سیٹھ آدم جی عبداللہ بمبئی والے کی ہے ۔ ان کی دکان اب تک نولکھا بازار میں مسجد شہید گنج کے دروازے سے قریب موجود ہے ۔ سیٹھ صاحب جاسوسی ناول ، پنجابی قصے اور سستی کتابیں شائع کیا کرتے تھے ۔ وارث شاہ کی تصنیف ۔ سسی ۔ جس میں احمد شاہ ابدالی اور شاہنواز خان ناظم پنجاب کی جنگ کا حال رقم ہے ، سیٹھ آدم جی نے ہی شائع کی تھی ۔ ان کا مزار بھی توسیع صحن کی نذر ہوگیا ۔

۲۹ نمبر قبر خاقانیٔ سرحد سید جگر کاظمی کی تھی ۔ نسبت اور تخلص سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صوبہ سرحد کے باشندے اور فارسی کے شاعر تھے ۔ خاقانی کی طرف نسبت ہونے سے ان کے بلند پایہ شاعر ہونے کا پتہ ملتا ہے ۔

---

**حضرت پیر عبدالحکیم بخاریؒ**

موچیدروازے کے اندر مختلف پیشوں سے تعلق رکھنےوالے لوگوں کے اپنے اپنے محلے تھے - ان میں سے کوچہ کمانگران ، کوچہ تیر گران اور ڈھال سازوں کا محلہ، جو ڈھل محلہ کہلاتا ہے ، خاص طور پر قابل ذکر ہیں - اسی ڈھل محلے میں عبدالحکیم بخاری عرف ڈھل پیر کا مزار ہے - تاریخ لاہور کے مصنف لالہ کنہیا لعل لکھتے ہیں کہ یہ بزرگ حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی (۹۰۴ھ) کے مرید تھے اور ان پر جذب طاری رہتا تھا اور اسی حال میں بازاروں اور گلیوں میں پھرتے رہتے تھے - ان کی نشست اسی مقام پر رہتی تھی جہاں اب ان کا مزار ہے -

حضرت ڈھل پیر کا مزار مسجد بکن خان کے عقب میں گلی کی نکڑ پر ہے ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(سورۃ الکوثر)

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین

**حضرت پیر عبدالحکیم بخاریؒ**

المعروف بابا پیر ڈھل

---

**فقیر سید عزیز الدین**

بھاٹی دروازے کے اندر فقیر خانے کے دالان میں چند قبریں ہیں جن میں سے فقیر سید عزیز الدین کی قبر نمایاں ہے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مزار فیض آثار آفتاب عالمتاب

**حضرت فقیر سید عزیز الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ**

وزیراعظم مہاراجہ رنجیت سنگھ

شد عزیز الدین جو با عزت بخلد | بہر سال آن عزیز مومنین
پر تو انگن شد دل خورشید علم | از خرد شد جلوہ گر "منظور دین"

۱۲۶۰ھ

تاریخ وفات

۳ دسمبر ۱۸۴۵ء

---

**فقیر امام الدین**

فقیر عزیز الدین کے پہلو میں فقیر امام الدین بخاری کی قبر ہے ۔ مرحوم مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد حکومت میں قلعہ گوبند گڑھ امرتسر کے قلعہ دار تھے اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کو ان پر بڑا اعتماد تھا ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار پُر انوار

حضرت فقیر امام الدین صاحب بخاری

قلعہ دار

قلعہ گوبند گڑھ امرتسر

در عہدِ مہاراجہ رنجیت سنگھ

وفات ۱۸۴۴ء

---

**فقیر مغیث الدین**

فقیر خانے کے صحن میں فقیر مغیث الدین بخاری ایک چھتری کے نیچے محو خوابِ ابدی ہیں ۔ انھوں نے اپنی زندگی میں بڑے نوادرات جمع کیے جنھیں اب ایک عجائب گھر میں محفوظ کر دیا گیا ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ الطیبین الطاہرین

کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

مرقد غلام چہاردہ معصوم

فقیر سید مغیث الدین بخاری

تاریخ پیدائش ۱۳ جون ۱۹۰۳ء

تاریخ وفات ۸ اگست ۱۹۷۸ء

یا رب مرا مپرس بروز جزا کہ من

آوردہ ام شفیع جنابِ شبیر را

یا رب بہ بخش از کرمِ خود فقیر را

---

**سید مراتب علی شاہ**

بھاٹی دروازے کے اندر امام باڑہ سیدہ مبارک بیگم کے برآمدے میں سید امجد علی اور سید واجد علی (پیکیجز لمیٹڈ) کے والد ماجد سید مراتب علی کی آخری آرامگاہ ہے۔ ان کا شمار لاہور کے ممتاز شہریوں میں ہوتا ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے:

کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

سید مراتب علی

النقوی البخاری

تاریخ وفات

۲۳ مئی ۱۹۶۱ء بروز دو شنبہ ۶ ذوالحجہ ۱۳۸۰ھ

رخت سفر چون بست ز دنیا

فلک مراتب ملک صفات

سالِ رحیل از وصفش جستم

صاحبِ ہمت خوش اوقات

۱۹۶۱ء

لوح کے باہر کی جانب یہ عبارت کندہ ہے:

ھو الغفور الرحیم

یا یتھا النفس . . . جنتی

تاریخ وفات سید مراتب علی
غلام آل محمد رحیل جنت ہے
۱۹۶۱

---

**سیدہ مبارک بیگم**

سید مراتب علی کے پہلو میں ان کی رفیقۂ حیات سیدہ مبارک بیگم محو خواب ابدی ہیں ۔ بھاٹی دروازے کے اندر امام باڑہ سیدہ مبارک بیگم انہوں نے ہی تعمیر کروایا تھا ۔ وہ بڑی مخیر خاتون تھیں اور انہوں نے بہت سے عالموں اور حافظوں کے وظائف مقرر کیے ہوئے تھے ۔ ان کے لوح مزار کے اندر کی جانب یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمان الرحیم

کل من علیھا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

شجرہ

سیدہ مبارک بیگم النقوی البخاری

بنت

سیدہ سلطان بیگم

فقیر سید قمر الدین

فقیر سید افتخار الدین

فقیر سید نو بہار الدین

فقیر سید ظہور الدین

فقیر سید نور الدین

فقیر سید غلام محی الدین شاہ حضرت نو شاہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخہای ولادت و وفات

خانہ بہ خانہ در بدر کوچہ بہ کوچہ از الم
از پے دیدن رخت با و صبا فتادہ ایم

لوح مزار کے باہر کی جانب یہ عبارت منقوش ہے :

ھو الغفور الرحیم

منھا خلقنکم و فیھا نعیدکم و منھا نخرجکم تارۃ اخری

مرقد مبارک
سیدہ مبارک بیگم
اہلیہ
سید مراتب علی شاہؒ
تاریخ ولادت
۱۰۰ - ی چو دور شد سالش
۵ - ۱ - ۱۰
شدہ "انی وضعتها انثی"
۱۹۰۳ - ۱۶ = ۱۸۸۸ء
تاریخ وفات
بحق محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و آل محمد
رہیں چین سے نزد خاتونِ جنت
۱۹۶۹ء

---

**شیخ محمد سلطان مرگ نینی**

حضرت شاہ گدا کے مزار سے جانب شمال ایک فرلانگ کے فاصلے پر ریلوے واشنگ لائن کی دیوار سے متصل حضرت شیخ محمد سلطان مرگ نینی قادری کی درگاہ ہے۔ مولوی نور احمد چشتی نے ان کا مزار مغل بادشاہ جہانگیر (م ۱۶۲۷ء) کی تعمیر کردہ عید گاہ کے مغرب میں بتایا ہے۔ اب اس عید گاہ کا نشان تک باقی نہیں رہا۔

مولوی نور احمد چشتی اور دوسرے تذکرہ نگاروں کی یہ رائے ہے کہ شیخ محمد سلطان کی آنکھیں ہرن کی طرح بڑی خوبصورت تھیں اس لیے ان کا لقب مرگ نینی (آہو چشم) پڑ گیا۔ راقم کا خیال ہے کہ ان کی نسبت فرغانہ کے شہر مرغینان کی طرف تھی اور وہ مرغینانی کہلاتے تھے اور عوام الناس نے مرغینانی کو مرگ نینی بنا دیا۔ دہلی میں ایک مزار بھولی بھٹیاری کا مقبرہ کہلاتا ہے۔ حال ہی میں یہ انکشاف ہوا ہے یہ بو علی بختیاری کا مقبرہ ہے جسے عوام نے بھولی بھٹیاری کا مقبرہ مشہور کر دیا ہے۔

شیخ محمد سلطان کا شجرۂ طریقت نو واسطوں سے ساڈھورا کے مشہور قادری بزرگ شاہ قمیص سے ملتا ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ　　　　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد

حضرت شیخ محمد سلطان

مرگ نینی قادری

تاریخ وصال ۹ شوال ۱۱۵۸ھ

مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۷۴۵ء

تمنا درد دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی

نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

تکیہ ریلوے کالونی واشنگ لائن پل نزد گڑھی شاہو لاہور

---

**ابو تراب شاہ گدا**

ریلوے کالونی میں برٹ انسٹیٹوٹ سے ایک فرلانگ جانب مشرق ریلوے ملازمین کی کوٹھیوں میں گھری ہوئی حضرت سید ابو تراب حسنی شیرازی قادری شطاری کی درگاہ ہے ۔ یہ شطاری سلسلے کے پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے لاہور میں قدم رنجہ فرمایا ۔ مولوی نور احمد چشتی کے بقول شاہ گدا ایران سے لاہور تشریف لائے اور یہاں چندے قیام کرنے کے بعد احمد آباد جاکر حضرت محمد غوث گوالیاری (م ۱۵۶۲ء) کے خلیفۂ اعظم شیخ وجیہہ الدین گجراتی (م ۹۹۸ھ/۱۵۸۸ء) کے مرید ہوگئے ۔ مرشد کی زندگی میں شاہ گدا ان کی خدمت میں حاضر باش رہے ۔ مرشد کے وصال کے بعد موصوف لاہور آ گئے ۔ ان پر اکثر جذب کا عالم طاری رہتا اور اس حالت میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے :

خود بُود خدا بُود علی بُود گدا بُود

در حضرت معبود علی بُود گدا بود

حضرت شاہ گدا کا انتقال ۲۱ شوال ۱۰۷۱ھ/۱۲ جون ۱۶۶۱ء کو ۱۱۳ سال کی عمر میں ہوا ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یا اللہ     لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ     یا محمد

دربار پُر انوار

حضرت سید ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ

المعروف بابا شاہ گدا

حسنی قادری ۔ شطاری ۔ شیرازی ۔ سہروردی

تاریخ وصال ۱۴ شوال ۱۰۷۱ھ

شاہ گدا سید ولی متقی
بندۂ حق خاکپائے بو تراب

گفت تاریخ وصال او خرد
شہر ولی سید گدائے بو تراب

گدائے شاہ گدا عبدالمجید سجادہ نشین

---

**مولانا غلام دین اشرفی**

جامعہ صدیقیہ لوکو انجن شیڈ لاہور کے صحن کے جنوب مشرق گوشے میں ایک گنبد تلے لاہور کے نامور عالم اور واعظ شیریں بیاں مولانا غلام دین محو خواب ابدی ہیں ۔ راقم نے ان سے ناظرہ قرآن حکیم پڑھا ہے اور برسوں ان کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کی ہے ۔ مولانا غلام دین چکوڑی ضلع گجرات کے رہنے والے تھے ۔ انہوں نے ساتویں جماعت تک کنجاہ کے سکول میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد موصوف لاہور چلے آئے ۔ یہاں انہوں نے مولانا مہر الدین، مولانا سید ابو البرکات اور ان کے والد بزرگوار مولانا دیدار علی شاہ الوری کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور درس نظامی کی تکمیل کی ۔ ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء میں درس نظامی سے فراغت کے بعد ان کا تقرر بطور خطیب مسجد لال کھوہ اندرون موچی دروازہ میں ہوا۔ چند سال بعد جب مولوی محبوب عالم لوکوشیڈ کی امامت و خطابت سے معزول کیے گئے تو ان کی جگہ مولانا غلام دین کا تقرر ہوا ۔ لوکو شیڈ کی مسجد بہت چھوٹی سی تھی لیکن جب انہوں نے یہاں خطابت شروع کی تو ہزاروں کا مجمع ہونے لگا ۔ پھر ان کی سعی و کوشش سے موجودہ عمارت تیار ہوئی ۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں بڑا کام کیا ہے ۔

مولانا غلام دین جمیعۃ العلماء پاکستان کے فعال کارکن تھے ۔ تحریک ختم نبوت میں انھوں نے قید بھی کاٹی تھی ۔ موصوف سید علی حسین اشرفی کچھوچھوی سے بیعت تھے ۔ انھوں نے فضائل امام اعظم ، فضائل درود شریف اور رفیق الواعظین کے عنوانات سے تین تصانیف اپنی علمی یادگار چھوڑی ہیں ۔ ان کا انتقال اچانک نماز ظہر کے وقت ہوا ۔

شرافت نوشاہی نے " مغفور دین " "اور افتخار العباد" سے تاریخ وفات نکالی ہیں ۔
۱۳۹۰ھ ۱۳۹۰ھ

ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ جل جلالہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یا یتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ
فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی

مزار اقدس

قدوۃ السالکین ، زبدۃ العارفین ، عمدۃ الاصفیاء
فخر العلماء ، خطیبِ پاکستان

علامہ الحاج مولانا غلام الدین صاحب اشرفی قادری رحمۃ اللہ (کذا)
جامع مسجد حنفیہ صدیقیہ لوکو شیڈ لاہور

تاریخ وصال

۱۰ شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۰ء

بروز پیر بوقت نماز ظہر

---

**خواجہ نذیر احمد**

حضرت جان محمد حضوری سہروردیؒ (م ۱۶۵۵ء) کی درگاہ گڑھی شاہو میں علامہ اقبال روڈ پر واقع ہے ۔ اس درگاہ کے احاطے میں ، مسجد سے جانبِ جنوب چند قدم کے فاصلے پر اسلامیہ کالج ریلوے روڈ اور اسلامیہ کالج سول لائنز کے فارسی زبان و ادب کے اُستاد ، کرکٹ کے معروف کھلاڑی ، خاکسار تحریک کے سرگرم کارکن اور حاجی میر شمس الدین بانیٔ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کے نواسے خواجہ نذیر احمد آسودۂ خاک ہیں ۔ خواجہ صاحب محلہ

چلہ بی بیاں اندرون اکبری دروازے میں حضرت سید احمد توختہ ترمذیؒ کے مزار کے بالمقابل رہتے تھے - اگر سچ پوچھیے تو ان کی رہائش چلہ گاہ کے اوپر تھی - ان کے مکان کے نیچے بی بی عائشہ بنت سلطان التمش کی قبر ہے جو سید احمد توختہ کی بہو تھیں - مخادیم منو مبارک و میانوالی قریشیاں ضلع رحیم یار خان کی خاندانی یاد داشتوں میں بی بی عائشہ کا ذکرِ خیر موجود ہے - قیام پاکستان کے وقت خواجہ نذیر احمد جونا گڑھ میں مقیم تھے اور جب بھارتی فوج نے اس مسلم ریاست پر چڑھائی کی تو وہ بمشکل تمام جان بچا کر وہاں سے نکلے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پروفیسر

نذیر احمد خواجہ

اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور

تاریخ وفات

۳ نومبر ۱۹۷۹ء

۱۹۷۶ء؟ ب

---

مفتی محمود عالم ہاشمی

گڑھی شاہو لاہور میں حضرت جان محمد حضوریؒ کے احاطۂ قبور میں لاہور کے ایک نامور بزرگ مفتی محمود عالم ہاشمی محوِ خواب ابدی ہیں - وہ ایک مشہور مصنف اور طبیب تھے - ان کا تعلق مفتی غلام سرور لاہوری صاحبِ خزینۃ الاصفیاء کے خاندان سے تھا - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

۷۸۶

مرقد اقدس

جناب حکیم مفتی محمود عالم ہاشمی القریشی سہروردی لاہوری

مصنف ذکر جمیل (تذکرہ خانوادۂ حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین

زکریا ملتانی) مترجم خزینۃ الاصفیاء

تاریخِ وفات ۲۲ اپریل ۱۹۷۳ء بروز اتوار

---

**مولانا محمد بخش مسلم**

مسلم مسجد چوک انار کلی کے جنوب مغربی گوشے میں ایک تہ خانے کے اندر تحریک پاکستان کے مجاہد مولانا محمد بخش مسلم بی اے محو خواب ابدی ہیں - مرحوم بڑے اچھے خطیب تھے اور قیام پاکستان سے قبل مغربی اور جنوبی ہند سے مدعو کیے جاتے تھے - انھوں نے لاہور اور پنجاب کے مختلف شہروں میں مسلم لیگ کو مقبول بنانے میں بڑا نمایاں کردار ادا کیا تھا - مرحوم مسلم مسجد کے بانی اور خطیب تھے - ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ جل جلالہ      یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار پر انوار

مبلغ اسلام مجاہد تحریک پاکستان بانی مسلم مسجد

عالی مرتبت حضرت مولینا

محمد بخش مسلم بی اے نوراللہ مرقدہ

ولادت ٢٣ جمادی الاولیٰ ١٣٠٥ھ

١٨ فروری ١٨٨٨ء

وصال ١٨ جمادی الاخریٰ ١٤٠٧ھ

١٧ فروری ١٩٨٧ء

قطعہ تاریخ وصال

پیر صد سالہ محمد بخش آہ      دہر فانی سے گئے وہ بے گماں

کامرانی سے ہوئے وہ ہمکنار      مل گئی ان کو حیات جاوداں

قاطع الحاد و کفر و شرک تھے      مسلک سنت کے وہ روح رواں

سر میں تھا سودائے عشق مصطفٰے      درد ملت کی تڑپ دل میں نہاں

صاحب علم و عمل واعظ خطیب      عظمت دین متین کے پاسباں

اہل دل اہل نظر جان شعور      علم و حکمت کا وہ بحر بیکراں

کر رقم ان کا سن رحلت فدا      قلزم دین ' مسلم خلد آشیاں

١٤٠٧ھ

نتیجۂ فکر ابو الطاہر فدا حسین فدا

---

**سلطان قطب الدین ایبک**

برعظیم پاک و ہند میں مسلم حکومت کے بانی سلطان قطب الدین ایبک کے مقبرے کی نئی عمارت حال ہی میں ایبک روڈ ، انارکلی پر تعمیر ہوئی ہے - عمارت کی تعمیر میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ اس کا طرز تعمیر بھی سلطان مرحوم کے زمانے کا ہو - ان کے مزار کے صدر دروازے پر یہ عبارت مرقوم ہے :

مقبرہ

السلطان

قطب الدین ایبک المعزی

علیہ الرحمۃ و الغفران

وفات[1]

۶۰۷ھ بمطابق ۱۲۱۰ء

---

**حضرت صدر دیوان یعقوب زنجانیؒ**

ہسپتال روڈ پر رتن چند کی سرائے کے عقب میں مشہور صوفی بزرگ حضرت یعقوب زنجانی کا مزار اقدس ہے - ان کا شمار لاہور کے قدیم ترین بزرگوں میں ہوتا ہے ۔ عوام الناس نے انھیں حضرت سید علی ہجویریؒ کا پیر بھائی مشہور کر دیا ہے جو تاریخی اعتبار سے درست نہیں ہے -

شاہجہان کے درباری مؤرخ ملا محمد صالح کنبو اپنی مشہور تصنیف عمل صالح المعروف بہ شاہجہان نامہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ (م ۱۲۳۵ء) ، حضرت حسین زنجانی (م ۱۲۰۸ء) اور حضرت یعقوب زنجانی (م ۱۲۰۷ء) ایک ہی قافلے کے ساتھ ہندوستان میں وارد ہوئے تھے ۔ اس وقت حضرت علی ہجویریؒ کے وصال کو کم از کم ایک سو سال

---

۱ - سلطان کا انتقال ۴ نومبر ۱۲۱۰ء کو ہوا تھا ۔

ہو چکے تھے ۔ راقم الحروف نے اس موضوع پر ایک مقالہ تحریر کیا تھا جو "تاریخی مقالات" میں شامل ہے ۔

جہاں اب حضرت یعقوب زنجانی کا مزار ہے وہاں مغلوں کے عہد میں محلہ ٹلہ آباد تھا ۔ حضرت کا مزار اسی محلے کے گذر بخارا میں تھا ۔ انگریزوں کے ابتدائی دور میں اس محلے کے پاس مذبح خانہ بن گیا ، جو بعد میں سانده روڈ پر منتقل ہو گیا ۔ حضرت یعقوب زنجانی کے مزار پر یہ ( گمراہ کن) عبارت مرقوم ہے :

یا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولاهم یحزنون

مرکز تجلیات

حضرت قبلہ شاہ صدر دیوان یعقوب زنجانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ صدر دیوان زنجانی قبلہ حضرت میراں حسین زنجانی کے حقیقی بھائی اور حضرت داتا گنج بخش کے پیر بھائی ہیں ۔ آپ ایک ہی وقت میں برائے تبلیغ اسلام ملک ایران شہر زنجان سے لاہور تشریف فرما ہوئے ۔ تاریخ آمد ۳۸۷ھ ۔

اے لاڈلے شاہ علی اسلام
رہنماؤں کے صدر دیوان ولی
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء
گفتہ او گفتۂ اللہ بود
گر چہ از حلقوم عبداللہ بود
اولیاء را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ
یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

منجانب

میاں شمس الدین محمد امین بھٹی

بشیر احمد صیامی

پتنگا پریس زنجانی آرٹ پریس

## پیر بلخی شہید

مسجد وزیر خان سے سنہری مسجد کی طرف جاتے ہوئے کشمیری بازار میں بائیں ہاتھ دکانوں کے درمیان حضرت پیر بلخی شہید کا مزار مبارک ہے۔ پہلے ان کی قبر بالکل سادہ تھی اور اس پر ہمیشہ ایک میلی سی سبز رنگ کی چادر پڑی رہتی تھی۔ اب ان کے ارادتمندوں نے قبر پر گنبد بنوا دیا ہے۔ اور گنبد کے اندرونی حصے اور دیواروں پر ملتانی شیشے کا کام کروا دیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

حضرت پیر بلخی کا شمار لاہور کے قدیم ترین بزرگوں میں ہوتا ہے۔ سلطان شمس الدین التمش (م ۱۲۳۶ء) کے پوتے اور سلطان رکن الدین فیروز کے فرزند سلطان علاء الدین مسعود کے عہد حکومت میں اپریل ۱۲۴۶ء میں تاتاریوں نے لاہور پر حملہ کیا اور وہ فصیل توڑ کر شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ تاتاریوں کی اس یلغار میں پیر بلخی سمیت بہت سے افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات میں لاہور پر تاتاریوں کی یلغار کا ذکر آیا ہے۔ ان کے ہاتھوں شہریوں پر جو "عذاب" نازل ہوا اس کا سبب سلطان المشائخ نے لاہور کے تاجروں کی ناپ اور تول میں کمی بتایا ہے۔

لاہور کے عجائب گھر میں ایک کتبہ محفوظ ہے جو کسی زمانے میں حضرت پیر بلخی کے مزار پر نصب تھا۔ اس کتبے پر یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هذا مقبرة الصدر الشهيد الشيخ الكبير صلاح الدين ابوالمجاهد... الحسن بن محمد الحسين ابوبكر على الذكرى البلخى رحمهم الله و قدعاش ثمانية تسعين سنة و مات فى الجمعه التاسع من ذى الحجه و هى يوم عرفة من ثلثة و اربعين و ستمايه۔

اس کتبے سے پہلی بار ان کا نام اور ولدیت معلوم ہوئی اور یہ بھی پتہ چلا کہ شہادت کے وقت ان کی عمر اٹھانوے برس تھی۔ موصوف ۹ ذی الحجہ ۶۴۳/۲۷ اپریل ۱۲۴۶ء کو جمعہ کے روز واصل بحق ہوئے تھے۔

اب ان کے مزار پر جو کتبہ نصب ہے اس پر صرف اتنی سی عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا محمد

مرقد منور

حضرت پیر بلخی رحمۃ اللہ علیہ

---

**پروفیسر محمد سرور جامعی**

ٹاؤن شپ کے قبرستان میں صدر دروازے سے چند قدم کے فاصلے پر مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی اور ان کے افکار کے ناشر پروفیسر محمد سرور جامعی کی قبر تھی۔ انھوں نے کئی انگریزوں کتابوں کو اردو کے قالب میں ڈھالا۔ تراجم کے علاوہ انھوں نے "افادات و ملفوظات مولانا عبیداللہ سندھی"، مولانا عبیداللہ سندھی کے سیاسی افکار، خطوط مولانا محمد علی (جوہر) اور ارمغان شاہ ولی اللہ جیسی معرکہ آراء کتابیں لکھیں۔ سرور مرحوم جامعہ ملیہ دہلی میں استاد اور ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کے رکن رہ چکے ہیں۔ انھوں نے اردو روزناموں میں بھی کام کیا ہے۔ ذاتی طور پر موصوف قوم پرست تھے۔ ان کا انتقال دبئی میں مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۸۳ء کو ہوا تھا۔ ان کی میت لاہور لائی گئی اور ڈاکٹر اسرار احمد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ راقم نماز جنازہ اور تدفین میں شامل تھا لیکن اب اس بطل حریت کی قبر کا نشان بھی مٹ گیا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

نہ ہے قبر دارا نہ گور سکندر
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

---

**صابر شاہ**

بادشاہی مسجد کے عقب میں صابر شاہ کا مزار ہے۔ یہ بزرگ احمد شاہ ابدالی کے مرشد اور نیم مجذوب تھے۔ لاہور ان کا آبائی وطن تھا۔ وہ احمد شاہ کے سفیر کی حیثیت سے ناظم لاہور شاہنواز خان کو سمجھانے آئے تھے کہ وہ ابدالی کی مخالفت نہ کرے۔ شاہنواز نے ان کے حلق میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جس کے صدمے سے وہ انتقال کر گئے۔ ان کے قتل کا انتقام لینے کے لیے ابدالی نے جنوری ۱۷۴۸ء میں لاہور پر حملہ کر دیا۔

صابر شاہ کا دادا امتا حلال خور گھوڑوں کا طبیب تھا اور وہ کابل میں یہی کام کرتا تھا ۔ بعض تذکرہ نویسوں نے صابر شاہ کو "پسر ِ نعل بند" لکھا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا والد گھوڑوں کو نعل لگایا کرتا تھا ۔ صابر شاہ کا مزار بادشاہی مسجد کے عقب میں ایک ٹیلے پر ہے ۔ ٹیلے سے نیچے چند سال پہلے تک سیکڑوں قبریں تھیں - اب محکمہ اوقاف نے ان کا نشان تک باقی نہیں چھوڑا اور قبروں کی جگہ بادشاہی مسجد کے امام کے لیے ایک بنگلہ بنوا دیا ہے ۔ صابر شاہ کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار تجلیات

حضرت بابا صابر شاہ ولی شہید

مشہدی حسنی الحسینی

انجمن غلامان ِ رسول

منجانب

سائیں محمد اختر حسین قادری

بابا رشید قادری آصف جاہ محمد علی پرویز اقبال

چوہدری محمد وحید رانا محمد اسلم سید نوازش شاہ

اس پوری عبارت کو آیت الکرسی گھیرے ہوئے ہے ۔

---

## عاشق علی خاں

خانصاحب عاشق علی خان پٹیالہ کے مشہور موسیقار کرنیل فتح علی خان کے فرزند رشید اور جرنیل فتح علی خان کے برادر زادے تھے - وہ ابھی بچے ہی تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور انہوں نے آوارہ گردی شروع کر دی ۔ سردار بائی نے انہیں سہارا دیا اور ان کے ماموں نے انہیں موسیقی کی تعلیم دی ۔ ان کا شمار برعظیم پاک و ہند کے نامور موسیقاروں میں ہوتا ہے ۔

انھوں نے ملک بھر میں صد ہا میوزک کانفرنسوں میں شرکت کرکے اپنے فن کی داد وصول کی ۔ ان کے بہت سے شاگرد تھے جن میں سے فریدہ خانم اور امرتسر کی مختار بیگم قابل ذکر ہیں۔ ان کا مزار چیمبر لین روڈ پر تکیہ میراثیاں کے اندر موجود ہے ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے :

یا اللہ　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا علی

**بابا عاشق علی خان مرحوم**

تاریخ وفات 10 مارچ 1948ء[1] بروز جمعرات

تعمیر کردہ فریدہ خانم

تاریخ تعمیر 24 اپریل 1960ء[2]

---

**محمد اسماعیل شاہ گیلانی**

جین مندر کے بالمقابل ہیلی کالج ہوسٹل سے متصل حضرت سید اسمٰعیل گیلانیؒ کا روضۂ مبارک ہے ۔ ان کا شجرۂ نسب حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی (م ۱۱۶۵ء) سے جا ملتا ہے ۔ سید اسمٰعیل گیلانی مشہور شاعر مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی (م ۱۴۹۲ء) کے شاگرد رشید تھے ۔ خود ان کے شاگردوں میں شاہ ابو اسحٰق قادری اور شاہ ابو المعالی قادری کے مرشد شیخ داؤد بندگی شیر گڑھی (م ۱۵۷۴ء) قابل ذکر ہیں۔ شاہ ابو المعالی شاعر بھی تھے ۔ ان کا دیوان جو دیوان غربتی کے نام سے موسوم ہے ، بڑے کام کی چیز ہے ۔ اسے حضرت جامی کا فیض سمجھنا چاہیے ۔ سید اسمٰعیل گیلانی کے لوح مزار پر ان کی تاریخ وفات ۱۰۹۵ھ مرقوم ہے، جو ۱۶۸۴ء کے مطابق ہے ۔ ان کے تلمیذ الرشید داؤد بندگی شیر گڑھی ۱۵۷۴ء میں فوت ہوئے اور ان کے پوتے شاگرد شاہ ابو المعالی ۱۶۱۵ء میں راہیٔ ملک بقا ہوئے ۔ اس

---

۱ ۔ یہاں فریدہ خانم کو سہو ہوا ہے ۔ خانصاحب کا سالِ وفات ۱۹۵۸ء ہے ۔
۲ ۔ ہندسے رومن خط میں مرقوم ہیں ۔

حساب سے سید اسمٰعیل گیلانی کا سال وفات ۱۶۸۴ء محل نظر ہے ۔ ان کا مزار محکمہ آثار قدیمہ نے قومی یادگار قرار دے دیا ہے ۔ اس کی چھت پر سبز رنگ کی ٹائلیں لگی ہوئی ہیں ، جو بڑی نادر سمجھی جاتی ہیں ۔ لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روضۂ مبارک

حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ گیلانی

تاریخ وصال ۵ صفر المظفر ۱۰۹۵ھ

---

**ڈاکٹر بشیر احمد**

فیروز پور روڈ پر P.C.S.I.R. کے احاطے میں مشہور سائنسدان ڈاکٹر بشیر احمد کی ابدی آرامگاہ ہے ۔ مرحوم پنجاب یونیورسٹی میں شعبۂ کیمسٹری کے سربراہ تھے ۔ بعدازاں وہ ۱۹۵۴ء میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے ۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے کیمسٹری میں ایم ایس سی اور لندن یونیورسٹی سے اسی مضمون میں پی ایچ ڈی کی اسناد حاصل کیں ۔ کیمبرج یونیورسٹی نے انہیں ایل ایل ڈی سے نوازا ۔ وہ P.C .S. I .R کے بانیوں میں سے تھے ۔ مرحوم کسی کانفرنس میں شرکت کے لیے پشاور گئے ہوئے تھے کہ وہیں ان کا انتقال ہوگیا ۔ ان کی میت لاہور لا کر دفنائی گئی ۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**ڈاکٹر بشیر احمد**

خلف الرشید

ڈاکٹر رحمت علی مرحوم و مغفور

تاریخ وصال

۱۴ مارچ ۱۹۵۷ء بمطابق ۱۱ شعبان ۱۳۷۶ھ

بروز جمعرات

انا للہ و انا الیہ راجعون

---

**حافظ محمد یوسف سدیدی**

قبرستان دھوپ سڑی مانده میں امام الخطاطین ہفت قلم حافظ محمد یوسف سدیدی جیسا نامور فنکار محو خواب ابدی ہے۔ ان جیسا فنکار صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے ۔ حافظ صاحب ۱۹۲۷ء میں موضع بھون ضلع چکوال میں پیدا ہوئے ۔ انہوں نے نسخ کی ابتدائی مشق سلطان القلم منشی محمد قاسم لدھیانوی کے فرزند ارجمند منشی محمد شریف کی خدمت میں رہ کر کی اور خط نستعلیق منشی شمس الدین اعجاز رقم سے سیکھا ۔ ۱۹۴۳ء میں حافظ صاحب پشاور چلے گئے اور وہاں انہوں نے استاد ایم ایم شریف سے ڈرائنگ کی تعلیم حاصل کی اور دائرے بنانے سیکھے ۔ ۱۹۴۳ء میں موصوف لاہور چلے آئے اور یہاں انہیں تاج زریں رقم جیسا استاد مل گیا ۔ حافظ صاحب نے ان کی خدمت میں رہ کر خطِ نستعلیق میں کمال حاصل کیا ۔ اسی زمانے میں انہوں نے محمد شجاع اللہ سے نقاشی سیکھی ۔

حافظ صاحب مزارات کے کتبوں اور تاریخی عمارتوں پر مرقوم عبارات کا بغور مطالعہ کیا کرتے تھے ۔ ایک زمانے میں موصوف مسجد وزیر خان کے در و دیوار پر مرقوم کتبات دیکھ کر انہیں بعینہٖ لکھنے کی مشق کیا کرتے تھے ۔

حافظ صاحب نے ۱۹۴۸ھ سے ۱۹۸۲ء تک روزنامہ امروز لاہور کی شہ سرخیاں لکھ کر اہل فن سے دادِ تحسین وصول کی ۔ ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کتبے ، مزار قطب الدین ایبک ، مینار پاکستان ، جامع مسجد منصورہ ، مزار وارث شاہ جنڈیالہ ، جامعہ اشرفیہ ، مسلم مسجد اور حضرت علی ہجویریؒ کے روضۂ مبارک پر نصب ہیں ۔ ان کے علاوہ لاہور کے مختلف قبرستانوں میں ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی الواح موجود ہیں ۔ جو اب عجائب گھروں میں محفوظ کر لینی چاہئیں ۔

۱۹۸۲ء میں حافظ صاحب سعودی عرب چلے گئے جہاں وہ ایک ایڈور ٹائزنگ کمپنی سے منسلک ہوگئے - ۱۹۸۳ء میں موصوف جدہ سے ریاض جا رہے تھے کہ راستے میں ان کی کار کو حادثہ پیش آیا - حافظ صاحب شدید زخمی ہوگئے - ان کی جان تو بچ گئی لیکن وہ کسی کام کے نہ رہے - ان کا حافظہ بھی جواب دے گیا لیکن اس کے باوجود انہیں قرآن حکیم یاد رہا - انھوں نے دو سال کی علالت کے بعد لاہور میں وفات پائی - ان کے مزار کا کتبہ تیار ہو چکا ہے لیکن ابھی نصب نہیں کیا گیا - اس پر یہ عبارت کندہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل من علیھا فان و یبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

صدق اللہ

مرقد منور

امام الخطاطین ہفت قلم حافظ محمد یوسف سدیدی ؒ

تاریخ وفات

۷ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۸۶ء

بروز ہفتہ بعمر ۷۰ سال

قطعہ تاریخ

تھے حسین تر ترے اطوار محمد یوسف
تھا مثالی ترا کردار محمد یوسف

معترف یکساں ترے فن کے عرب اور عجم
خوش خطی کے در شہوار محمد یوسف

تو نے پتھر کی سلوں میں بھی تراشے گوہر
تو غضب کا تھا قلم کار محمد یوسف

دائرے تیرے خم زلف کو شرماتے تھے
اور کشش تھی تری تلوار محمد یوسف

نل بنانے کے لیے تیرے ہر اک نقطے کو
وقف تھے حوروں کے رخسار محمد یوسف

تیرے فن پاروں کی زر پاش قلمکاری کا
کون کر سکتا ہے انکار محمد یوسف

مثل جھومر ہیں مساجد کی جبینوں پہ ہنوز
تیرے اقلام کے شہکار محمد یوسف

تیرے جانے سے زلیخائے عدم کی جانب
سرد ہے مصر کا بازار محمد یوسف

فن خطاطی کا استاد ولی ہفت قلم
چل دیا "مخزن اسرار محمد یوسف"
۱۴۰۷ھ
گفتہ محمود سدید

---

**پروفیسر مولانا علم الدین سالک**

گارڈن ٹاؤن کا ایک بلاک احمد پارک کے نام سے موسوم ہے۔ اس بلاک کے قبرستان میں، جو پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کے نہر کے پل سے بمشکل ایک فرلانگ ہوگا، پروفیسر مولانا علم الدین سالک محو خواب ابدی ہیں۔ ان کی قبر اس قبرستان کے شمال مشرقی گوشے میں ہے۔

سالک مرحوم کا آبائی گاؤں سلامت پورہ نزد باغبانپورہ لاہور تھا لیکن انہوں نے کوچہ نقشبندیاں رام گلی میں سکونت اختیار کر لی تھی اور آخری عمر میں احمد پارک میں آ رہے تھے۔ مرحوم اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں سینئر پروفیسر تھے اور انہوں نے مسلمانوں کی تین نسلوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا ہے۔ جب لاہور چھاؤنی میں کالج قائم ہوا تو موصوف اس کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ان کی تصانیف میں سے شاہجہان اور پابندی شریعت، نگارشات اور ترجمہ ہمایوں نامہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت رقم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی　　لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ　　یا قیوم

الحاج پروفیسر مولانا محمد علم الدین سالکؒ

پیدائش ۱۹۰۱ء

وفات ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ

مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۷۳ء بروز جمعۃ المبارک

انت ولینا فاغفرلنا و ارحمنا و انت خیر الغٰفرین

تو ہی ہمارا کارساز ہے سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے ۔

رب اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین

اے ہمارے رب ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے ۔

---

**خواجہ محمد شفیع دہلوی**

آر اے بازار لاہور چھاؤنی سے جو راستہ نشاط کالونی کی طرف جاتا ہے ، اس راستے پر بائیں ہاتھ ایک قبرستان آتا ہے۔ اس قبرستان میں اردو کے ادیبِ شہیر خواجہ محمد شفیع دہلوی کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ خواجہ صاحب ۱۹۰۹ء میں دہلی میں پیدا ہوئے ۔ ان کے والد بزرگوار نواب خواجہ عبدالمجید دہلوی مٹیا محل میں رہتے تھے ۔ ان کا گھر علم و ادب کا گہوارہ سمجھا جاتا تھا اور دہلی کے علماء ، فضلاء اور شعراء ان کے ہاں علمی محافل منعقد کیا کرتے تھے ۔ اسی ماحول میں خواجہ محمد شفیع نے آنکھیں کھولیں ۔ انھوں نے اینگلو عربک ہائی سکول دہلی اور سینٹ سٹیفن کالج میں تعلیم پائی ۔ علمی ذوق انھیں ورثے میں ملا تھا ۔ خواجہ صاحب دلی کی زبان اور محاورے کے بادشاہ تھے ۔ شعر کی داد دینا ان پر ختم ہوگیا ۔ خواجہ صاحب نے کچھ عرصہ کنیڈا کی میکگل

یونیورسٹی میں تدریس کے فرائض بھی انجام دیے ہیں ۔ ان کی تصانیف میں سے آتش خاموش ، ابلیس ، دلی کی آوازیں ، دلی کا سنبھالا ، شرح دیوان میر درد، عشق جہانگیر ، گاما اور ناکام قابل ذکر ہیں ۔ خواجہ صاحب قیام پاکستان کے بعد لاہور تشریف لے آئے ۔ یہاں آنے کے بعد بھی ان کے دولت کدے پر ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ مشاعرہ ہوا کرتا تھا جس میں بلند پایہ شعراء اپنا کلام سناتے اور اس کی داد پاتے ۔

خواجہ محمد شفیع کا انتقال ۲۷ فروری ۱۹۹۲ء کو ہوا ۔ ابھی ان کی قبر پر کتبہ نہیں لگا ۔

---

عبدالحمید عدم

مشہور غزل گو شاعر سید عبدالحمید عدم شیخ غلام علی اینڈ سنز کے شائع کردہ انسائیکلو پیڈیا کے مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۱۰ء کو گوجرانوالہ کے ایک مردم خیز قصبے تلونڈی موسٰی خان میں پیدا ہوئے ۔ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کے مجلے مہک کے گوجرانوالہ ڈویژن کے خصوصی شمارے میں ان کا سال پیدائش ۱۹۰۹ء لکھا ہے ۔ انھوں نے گوجرانوالہ اور لاہور میں تعلیم حاصل کی اور ۱۹۲۸ء میں اکاؤنٹس کا امتحان پاس کر کے ملٹری اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ میں ملازمت اختیار کرلی ۔ ۱۹۴۱ء میں انھوں نے اپنے محکمے کا ایک امتحان پاس کیا اور .S.A.S بن گئے ۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں مرحوم ڈپٹی اسسٹنٹ کنٹرولر کے منصب پر فائز ہوئے ۔ ۱۹۶۲ء میں وہ ملازمت سے ریٹائر ہوگئے ۔

سید عبدالحمید عدم بنیادی طور پر غزل گو شاعر تھے ۔ ان کے نقادوں کا کہنا ہے کہ احساس جمال ان کی شخصیت میں رچ بس گیا تھا جس کا اظہار ان کے کلام سے ہوتا ہے ۔ ان کے کلام میں روانی کے ساتھ موسیقیت بھی پائی جاتی ہے ۔ اس کے علاوہ ان کے ہاں جذبے کی شدت بھی ملتی ہے ۔ ریاض خیر آبادی کے بعد انھوں نے سب سے زیادہ خمریات کے موضوع کو اپنایا ہے ۔ وہ ناؤ نوش کے رسیا شاعر تھے اسی لیے ان کے کلام میں رندی ، سرمستی اور خوشی کے مضامین زیادہ ملتے ہیں ۔ ان کی تصانیف میں سے خرابات ، گردش ایام ، نقش دوام ، شہر خوباں ، قصر شیریں ، شیریں فرہاد ، قوال و قرار ، پیچ و خم، زیرلب اور آب زر قابل ذکر ہیں ۔

عدم کا انتقال ۱۰ مارچ ۱۹۸۱ء کو ہوا - قبرستان ڈرائی پورٹ کے صدر دروازے سے اندر داخل ہوں تو بائیں ہاتھ ایک وسیع دالان آتا ہے - اس دالان کی مغربی دیوار کے ساتھ ایک چار دیواری کے اندر تین کچی قبریں ہیں - بقول گورکن ان میں سے ایک قبر عدم کی، دوسری ان کی رفیقۂ حیات کی اور تیسری ان کی بیٹی کی ہے - ابھی تک کسی نے قبروں پر کتبے نصب نہیں کیے-

---

## علی مردان خان

علی مردان خان امیر الامرأ بقول شاہنواز خان صاحبِ مآثر الامرأ نسلاً کرد تھا - اس کے والد گنج علی خان نے صفوی حکمرانوں کی شائستہ خدمات انجام دی تھیں - علی مردان خان قندھار کا گورنر تھا - شاہ عباس کے انتقال کے بعد جب شاہ صفی تخت نشین ہوا تو اس کے مصاحبوں نے اسے بہت سے امرأ سے بدظن کر دیا - اس نے کئی امرأ معزول کر دیے - وہ علی مردان خان کو بھی تکلیف پہنچانا چاہتا تھا - جب اسے اس کا علم ہوا تو اس نے شاہجہان کی اطاعت قبول کر کے قندھار مغلوں کے حوالے کر دیا - وہ شاہجہان کے بارہویں سال جلوس (۱۶۳۹ء) میں لاہور آکر بادشاہ کی خدمت میں باریاب ہوا - اسے ہفت ہزاری منصب اور کشمیر کی صوبیداری عطا ہوئی - جلد بعد اسے پنجاب کا گورنر بھی بنا دیا گیا - اس نے بدخشاں کے معرکوں میں نمایاں خدمات انجام دیں - وہ بڑا اچھا انجینئر تھا - لاہور کی نہر اسی نے تیار کروائی تھی جس کی وجہ سے شہر کے چاروں جانب سبزہ دکھائی دینے لگا - ۱۶۵۷ء میں وہ دہلی سے کشمیر جاتے ہوئے ستلج کے کنارے ماچھی واڑہ کے گھاٹ پر فوت ہوگیا - اس کی میت لاہور لا کر اس کی والدہ کے مقبرے میں سپرد خاک کی گئی -

علی مردان خان کا مقبرہ ریلوے جنرل سٹور اور ریلوے لوکو شاپ کے درمیان واقع ہے - وہاں تک پہنچنے کے لیے ویٹ مین روڈ سے ایک سرنگ نما راستہ جاتا ہے - یہی راستہ حضرت حامد قاری کے مزار کو بھی جاتا ہے - اصل قبریں تہ خانے میں ہیں - مقبرے کی عمارت ہشت پہلو ہے - مقبرے پر دوہرا گنبد ہے - اوپر جانے کے لیے زینہ موجود ہے - آٹھوں کونوں پر آٹھ برجیاں تھیں - اب صرف تین باقی رہ گئی ہیں - لاہور میں اتنا بڑا اور شاندار گنبد اور کہیں نہیں ہے - سکھوں نے اپنے دور حکومت میں اس مقبرے کو

ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ۔ انھوں نے گنبد اور بیرونی دیواروں کے پتھر اکھاڑ لیے ۔

مقبرے کی ڈیوڑھی بڑی شاندار ہے ۔ اس پر چینی کاری کا کام قابل دید ہے ۔ یہ ڈیوڑھی گلابی باغ کی ڈیوڑھی سے ملتی جلتی ہے ۔ اب چینی کا کام خراب ہونے لگا ہے اور ٹائلیں گرنا شروع ہوگئی ہیں ۔

مقبرے کے اندر تعویذ نہیں ہیں ۔ وہ بھی سکھ اٹھا کر لے گئے ۔ کتبہ بھی سکھا شاہی اور برچھا گردی میں ضائع ہوگیا ۔ مقبرے کے باہر بھی محکمہ آثار قدیمہ نے کوئی تختی نصب نہیں کی ۔

---

**حاجی محمد سعید نقشبندی**

پنک سکوائر میں گورا قبرستان کے قریب ایک مسجد ہے ۔ اس مسجد کے جانب جنوب ایک چھوٹے سے احاطے میں حضرت محمد سعید لاہوری نقشبندی مجددی رح کی ابدی آرام گاہ ہے ۔ جب احمد شاہ ابدالی نے لاہور پر حملہ کیا تو آپ کے احترام کی وجہ سے ان کے محلے پر پہرہ بٹھا دیا کہ وہاں لوٹ مار نہ ہونے پائے ۔ حضرت کا شجرۂ طریقت یوں ہے : حاجی محمد سعید مرید حضرت سعد اللہ وزیر آبادی مرید حضرت آدم بنوڑی خلیفۂ اعظم حضرت مجدد الف ثانی رح ۔ حضرت کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

۷۸۶

مزار

حضرت خواجہ حاجی محمد سعید لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۸۱ھ

محمد سعید آن سعید زماں ۔۔۔ کہ بیرون ست وصفش ز گفت و شنید

تاریخ ترحیل آن شیخ دین ۔۔۔ ندا شد ز دل شیخ واصل سعید

---

## عبداللہ شاہ بلوچ

کوٹ عبداللہ شاہ مزنگ میں ایک دیدہ زیب مسجد سے متصل ایک گنبد تلے مشہور شیخِ طریقت پیر عبداللہ شاہ بلوچ محوِ خوابِ ابدی ہیں۔ ان کا سلسلۂ طریقت چار واسطوں سے حضرت میاں میر قادریؒ سے جا ملتا ہے۔ انہوں نے سکھ حاکموں کا دورِ حکومت دیکھا تھا۔ موصوف پنجابی میں شعر کہتے تھے اور اس دور کے مشہور عالم اور شاعر امام گاموں، خطیبِ مسجد وزیر خان لاہور ان کے مریدِ خاص تھے۔ سردار خان بلوچ نمبردار مزنگ نے ان کا مقبرہ ۱۸۵۸ء میں تعمیر کروایا تھا۔ مقبرے سے جانبِ شمال مسجد تعمیر ہو رہی تھی کہ سردار خان فوت ہو گیا اور کام ادھورہ رہ گیا۔ یہ مسجد فنِ تعمیر کے اعتبار سے قابل دید ہے۔ حضرت پیر عبداللہ شاہ کا انتقال ۱۲۱۲ھ/۱۷۹۷ء میں ہوا اور ان کے ایک مرید شیخ فیض بخش نے ان کی وفات پر یہ قطعۂ تاریخ کہا:

چوں عبداللہ شاہ مرد غیب ۔۔۔ شد ز دلہا سوئے دوست قریب

جستم از دل چو سالِ تاریخش ۔۔۔ گفت ہاتف بگوش "ہوش غریب"

۱۲۱۲ھ

ان کے مزار کے سرہانے کتبہ نصب نہیں ہے لیکن مقبرے کے دروازے کی پیشانی پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ ۔۔۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔۔۔ یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شیخ عبداللہ شاہ بلوچ قادری لاہوری

شیخ شرف الدین پانی پتی کے

مرید اور خلیفہ

# ضروری تصحیح

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۳۱ | ۶ | نذیر احمد خاور | نذیر حسین خاور |
| ۱۹۳ | ۸ | فضل الٰہی | افضل الذکر |
| ۲۰۳ | ۸ | عبدالبصیر بال | عبدالبصیر پال |
| ۲۳۶ | ۷ | اصغر حسین خان نشاط لودھیانوی | اصغر حسین خان نظیر لودھیانوی |
| ۲۹۵ | ۲۶ | خورید مرزا | خورشید مرزا |
| ۳۵۰ | ۵ | علام حیدر جانباز | غلام حیدر جانباز |

# اشاریہ

ب

ص



ض



ط



ظ



ع

غ

## خفتگانِ کراچی

از

پروفیسر محمد اسلم

پروفیسر محمد اسلم سے پہلے اس نوعیت کا کام کسی نے اتنے بڑے پیمانے پر انجام نہیں دیا - یہ اداروں کے کرنے کا کام ہے - کسی فرد سے توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ تن تنہا اس ہفت خوان کو طے کرے - لیکن پروفیسر صاحب نے ثابت کر دیا کہ تحقیق کا یہ بیستون انہیں کی کوہکنی کا منتظر تھا -

زیر نظر کتاب میں پروفیسر صاحب کے کام کا وہ حصہ ہے جو کراچی سے متعلق ہے - اس میں کراچی کے قبرستانوں میں مدفون عالموں ، دانشوروں ، ادیبوں ، شاعروں ، صحافیوں، سیاستدانوں اور زندگی کے دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے اہم افراد کی قبروں کا محلِ وقوع بیان کرنے کے ساتھ ساتھ قبروں کے کتبے نقل کیے گئے ہیں نیز مرحومین کے بارے میں بنیادی سوانحی معلومات فراہم کی گئی ہیں -

اس اہم تحقیقی کام کی اشاعت سے اہلِ تحقیق کی بہت سی مشکلیں آسان ہو جائیں گی ، اور اگر کبھی مشاہیر کراچی کی سوانحی لغت تیار کی گئی تو یہ کتاب بنیادی مآخذ کا کام دے گی -

مشفق خواجہ

قیمت : -/۱۲۰ روپے

زعماء اور مشاہیر کی قبروں کے کتبوں کو آنے والی صدیوں کے لیے محفوظ کر لینا ایک ایسا تاریخی کام ہے جس کی طرف اب تک شاید ہی کوئی مورخ متوجہ ہوا ہو - یہ خصوصیت پروفیسر محمد اسلم کو حاصل ہے کہ انہوں نے پہلے کراچی کے قبرستانوں میں مدفون شخصیات کے کتبوں کو محفوظ کیا اور اب لاہور کے قبرستانوں میں ، خوابِ ابدی میں محو مشاہیر کے کتبوں کو سلیقے اور ہنرمندی کے ساتھ ، عالمانہ زبان میں امتدادِ زمانہ سے بچا کر ، تاریخ کے سپرد کر دیا ہے -

پھر ہمارے ہاں کے قبرستانوں میں جو بے قاعدگی اور بد نظمی برتی جاتی ہے ، اس کے پیشِ نظر پروفیسر محمد اسلم نے ان قبروں کی واضح نشان دہی بھی کر دی ہے - اس طرح ایک ایسا یادگار صحیفہ تیار ہوا ہے جس کی اہمیت اور افادیت سے کسی صاحبِ دل کو انکار نہیں ہو سکتا - پروفیسر محمد اسلم کو اس موضوع کے سلسلے میں ایک متخصص کا مرتبہ حاصل ہے اور اس کتاب سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے اس امتیاز کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا ہے -

احمد ندیم قاسمی

قیمت : -/۲۰۰ روپے

# مطبوعات ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان
## پنجاب یونیورسٹی لاہور

| | روپے |
|---|---|
| ۱ - پاکستان کا پس منظر اور پیش منظر از میاں عبدالرشید | ۴۰/۰۰ |
| ۲ - عظیم قائد از نواب زادہ محمود علی خان | ۴۰/۰۰ |
| ۳ - گفتار اقبال مرتبہ محمد رفیق افضل | ۵۰/۰۰ |
| ۴ - حیات اقبال کے چند مخفی گوشے مرتبہ محمد حمزہ فاروق | ۱۵۰/۰۰ |
| ۵ - کاروان شوق تالیف حکیم آفتاب احمد قرشی | ۱۰۲/۰۰ |
| ۶ - جدو جہد آزادی میں سندھ کا کردار از ڈاکٹر عبدالجبار عابد لغاری | ۱۸۰/۰۰ |
| ۷ - جدو جہد آزادی میں بلوچستان کا کردار از ڈاکٹر انعام الحق کوثر | ۲۰۰/۰۰ |
| ۸ - مولانا آزاد سبحانی ، تحریک آزادی کے ایک مقتدر رہنما از ڈاکٹر نبی بخش بلوچ | ۸۰/۰۰ |
| ۹ - پاکستانی ادب مرتبہ ڈاکٹر عبدالشکور احسن | ۱۱۰/۰۰ |
| ۱۰ - پاکستان میں فارسی ادب جلد سوم از ڈاکٹر ظہور الدین احمد | ۱۱۰/۰۰ |
| ۱۱ - پاکستان میں فارسی ادب جلد چہارم از ڈاکٹر ظہور الدین احمد | ۱۲۰/۰۰ |
| ۱۲ - پاکستان میں فارسی ادب جلد پنجم از ڈاکٹر ظہور الدین احمد | ۲۵۰/۰۰ |
| ۱۳ - احوال و تعلیمات شیخ ابوالحسن ہجویری داتا گنج بخش" از ڈاکٹر محمد باقر | ۵۰/۰۰ |
| ۱۴ - تاریخ حسن ابدال از پروفیسر منظور الحق صدیقی | ۵۶/۰۰ |
| ۱۵ - انجمن اسلامیہ امرتسر از احمد سعید | ۹۰/۰۰ |
| ۱۶ - اسلامیہ کالج لاہور کی صد سالہ تاریخ ۱۸۹۲ء - ۱۹۹۲ء جلد اول از احمد سعید | ۱۹۰/۰۰ |
| ۱۷ - زندگی نامہ از ڈاکٹر عبدالشکور احسن | ۵۱/۰۰ |
| ۱۸ - خفتگان کراچی از پروفیسر محمد اسلم | ۱۷۰/۰۰ |
| ۱۹ - برصغیر میں موسیقی کے فارسی مآخذ - ترتیب و تدوین رشید ملک | ۸۰/۰۰ |
| ۲۰ - ابوالفضل از ڈاکٹر ظہور الدین احمد | ۲۸/۰۰ |
| ۲۱ - فتاوای جہانداری بتصحیح و مقدمہ و حواشی ڈاکٹر مسز اے سلیم | ۴۰/۰۰ |
| ۲۲ - نجات الرشید بتصحیح ڈاکٹر سید معین الحق | ۴۰/۰۰ |
| ۲۳ - کلیات فیضی جلد اول بتصحیح ڈاکٹر اے - ڈی - ارشد | ۴۰/۰۰ |
| ۲۴ - رقعات حکیم ابو الفتح گیلانی بتصحیح ڈاکٹر محمد بشیر حسین | ۲۰/۰۰ |
| ۲۵ - ۲۶ - آداب عالمگیری جلد اول و دوم بتصحیح و تہذیب عبدالغفور چودھری | فی سیٹ ۹۰/۰۰ |
| ۲۷ - ۲۸ - مرأۃ العالم جلد اول و دوم بتصحیح ڈاکٹر ساجدہ ص علوی | فی سیٹ ۱۰۰/۰۰ |
| ۲۹ - بیان واقع بتصحیح ڈاکٹر کے - بی - نسیم | ۳۰/۰۰ |
| ۳۰ - تاریخ کنجپورہ بتصحیح ڈاکٹر محمد باقر | ۱۵/۰۰ |
| ۳۱ - گل رعنا بتصحیح سید وزیر الحسن عابدی | ۳۰/۰۰ |
| ۳۲-۳۳-۳۴ - فہرست مخطوطات شیرانی جلد اول تا سوم مرتبہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین | فی سیٹ ۸۰/۰۰ |